سری سچدانند ائے نمہ

بنازم بہ بزم محبت کہ آنجا گدائے و شاہے مقابل نشیند

کاغذ تھوڑا ہست گھنا کیونکر لکھوں بنائے ساگر مین جل بہت ہی گاگر مین سمائے

اَدّویت آنند

یا

سچدانند پرکاش

حصّہ اوّل

سری ۱۰۸ سری شوامی ادّویت آنند جی مہاراج پرم ہنس کا جیون چریتر

در مطبع آگرہ اخبار آگرہ از زیور طبع مزین گشت

تصویر شری ۱۰۸ شوامی اَدویت آنند جی مہاراج پرم ہنس

درخواست

کاتب کی لاعلمی کی وجہ سے کتاب میں بہت غلطیاں رہ گئی ہیں اسکی ناظرین سے معافی چاہی جاتی ہے اور درخواست کہ کتاب پڑھنے سے پہلے غلطنامہ کو دیکھکر کتاب میں اغلاط کی تصحیح فرمالیں ورنہ مضمون کے سمجھنے میں دقت ہوگی

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
	جیون چرتر			[illegible]	۲۲
	دیباچہ	۱	۲۱	ڈمراؤں میں مہاراجہ صاحب کے تالاب پر قیام	۲۶
۱	پرپتا جی کا حال اور اونکی سکونت	۵	۲۲	ڈمراؤں میں مہاتما	۲۹
۲	پتا جی کا حال	۶	۲۳	پٹنہ کو روانگی	۳۱
۳	پیدائش و جنم دن سری شوامی جی مہاراج	۷	۲۴	بھوت یعنی پن ڈبے	۳۲
۴	سری مہاراج کی والدہ صاحبہ کی وفات	۷	۲۵	بیتیا کا سفر	۳۴
۵	تعلیم سری مہاراج	۸	۲۶	مہاراجہ صاحب اور مہارانی صاحبہ بیتیا اور گوشائیں جی مہاراج کی سادھو سیوا	۳۵
۶	سری مہاراج کے والد صاحب کی وفات	۹			
۷	یگوپوت سنسکار	۹	۲۷	دوارکا جی کا حکم	۳۵
۸	لالہ نرہر پرشاد صاحب کی وفات	۱۰	۲۸	سادھوؤں کی ملاقات	۳۶
۹	سری پرم ہنس جی مہاراج کیدار گھاٹ	۱۰	۲۹	کانپور کا سفر بذریعہ ریل	۳۷
۱۰	ویراگ اور اپدیش	۱۰	۳۰	سری متھرا جی میں فقیر سے ملاقات	۳۸
۱۱	اوڑھنے کی سدھی	۱۶	۳۱	سری متھرا جی سے جیپور اور واپس متھرا جی	۳۹
۱۲	شادی کی بات چیت	۱۷	۳۲	خواب میں مہاتما کے درشن	۴۰
۱۳	لالہ نرہر پرشاد کی زوجہ کی وفات	۱۷	۳۳	متھرا میں دوسرے فقیر سے ملاقات	۴۲
۱۴	بیکھ پر گشت [illegible]	۱۸	۳۴	لالہ سالگرام متھرا صدر	۴۲
۱۵	لوہٹہ گانوں میں چپراسی کا معاملہ	۱۹	۳۵	سری ہنومان جی جیپور	۴۳
۱۶	روانگی جانب تلوتھو	۲۱	۳۶	شنکر لعل اور گوری شنکر	۴۳
۱۷	اکبر پور میں قیام	۲۱	۳۷	کرپال سرن اور چندر ناتھ	۴۵
۱۸	بابو بال مکند سنگھ اکبر پور	۲۲	۳۸	سری شوامی آنند پوری جی جیپور	۴۵

نمبر	مضمون	صفحہ
۳۹	جیپور مین قیام	۴۸
۴۰	ہمراہی سادہو کا اپنے گھر واپس جانا	۴۹
۴۱	کمبل پوشس	۵۳
۴۲	سری شوامی دیانندجی سرسوتی	۵۵
۴۳	سری گوشائین گوکل پوری جی	۵۶
۴۴	سری گوشائین گوکل پوری جی کے بردان	۵۶
۴۵	مہاراجہ رام سنگہجی والئے ریاست جیپور	۵۷
۴۶	حافظ جی تیاگی جیپور	۵۷
۴۷	حکیم محمد شاہ	۵۸
۴۸	تین اہل اسلام اور پانچ ہندو مہاتما	۵۸
۴۹	سری شوامی آنندپوری جی اور جانشینی	۵۸
۵۰	سری شوامی آنندپوری جی کا نکتہ	۶۰
۵۱	سری شوامی آنندپوری جی شاکت دہرم	۶۲
۵۲	سری شوامی آنندپوری جی کا پراُوپکار	۶۳
۵۳	بخشی شیونارائن جی	۶۵
۵۴	بخشی جگناتھ جی	۶۶
۵۵	سیٹھ چندربھان اور اونکار سوتیا	۶۹
۵۶	بخشی شیونراین کی رہائی	۷۱
۵۷	خواب اور برہمن ودیا دہر کا وقوعہ	۷۳
۵۸	محمود علی قیدی	۷۵
۵۹	نواب جھجھر کے سالے	۷۷
۶۰	گوپی جھپی	۷۹
۶۱	قید سے رہائی	۸۰
۶۲	داروغہ رامچندرجی کی سخن پروری	۸۲
۶۳	داروغہ رامچندرجی کی دہرم پتنی	۸۴
۶۴	" " کی گروبھگت	۸۵
۶۵	" " کا اِسٹ دیو پرنشچہ	۸۶
۶۶	" " کو انکے دہرم کے بھائی کی فہمائش	۸۸
۶۷	سری شوامی آنندپوری جی کی امانت	۸۸
۶۸	بدیادہر برہمن	۹۰
۶۹	پرتاب داس سادہو سانبہر	۹۰
۷۰	فقیر صاحب جنکا ہاتھ چلتا تہا	۹۱
۷۱	فقیر جس نے موٹھ ماری	۹۳
۷۲	جٹا دہاری سادہو	۹۴
۷۳	پوسٹ ماسٹر صاحب. رادہا شوامی کے مُرید	۹۴
۷۴	ٹھاکر فتح سنگہجی مصاحب جیپور	۹۵
۷۵	انسان کی سمجھ کا اندازہ کرکے بات کہنا	۹۶
۷۶	بعض فقیر ظرف کا اندازہ کرلیتے ہین	۹۷
۷۷	گیاجی مین حکیم حاذق	۹۹
۷۸	حکیم محمد سلیم خان جے پور	۱۰۰
۷۹	جیپور مین مہاتما کا ست سنگ و جذبہ	۱۰۰
۸۰	بعض مزدوری کرنیسے بہی مشکل کام ہی	۱۰۱
۸۱	جیپور مین تماش بین وضع کے مہاتما	۱۰۲
۸۲	درجے سے گرے ہوئے مہاتما	۱۰۲
۸۳	جاکسوکے مہاتما کی عمر کا تین سو برس کا اندازہ	۱۰۴

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۸۴	الورمین کرشن کنڈ والے دودھا دھاری مہاتما	۱۰۸	۱۰۶	پنچم داس جی کا بھنڈارا	۱۲۷
۸۵	الورمین لال ڈگی والے فقیر	۱۰۸	۱۰۷	حضرت فریدالدین عطار	۱۲۸
۸۶	الورمین مہاراجہ منگل سنگھ کے عہد مین اُپکاری شخص	۱۰۸	۱۰۸	بعض انسان چپ نہین رہ سکتے	۱۲۸
۸۷	دیولا جی پر چیتیا بھگت کا بیڑا اُوپکار	۱۱۰	۱۰۹	کاما کے راجہ صاحب	۱۲۹
۸۸	بابو شیام سندر لعل جی وزیر اعلےٰ کشن گڈہ	۱۱۰	۱۱۰	ست سنگی اور زن بازاری	۱۲۹
۸۹	فقیر ڈیڑہ سو روپیہ لیکر طوائف کے پاس گیا	۱۱۱	۱۱۱	تیلی کے گھر آگ لگنے کا وقوعہ	۱۳۰
۹۰	داروغہ رامچندر جی کا سائیس	۱۱۲	۱۱۲	حاکم سے پہلے کچہری جانا اور اُسکے جانیکے بعد آنا	۱۳۲
۹۱	حاکم کا حکم ہی قانون ہے	۱۱۴	۱۱۳	بغیر مانگے کہانا کپڑا ملے تو انکار نہ کرنا چاہیے	۱۳۳
۹۲	جیپور مین بھوتون کا وقوعہ	۱۱۵	۱۱۴	ٹھونٹا پاکر کلوا گانون	۱۳۴
۹۳	فقیر کے کپڑے اُتار کر اُسکو چولا پہنایا	۱۱۶	۱۱۵	دیوان بھگوانداس جی کے ہمراہ ٹیری تشریف لیجانا	۱۳۴
۹۴	دوشالہ اور کپڑے فقیر کو دیدئے	۱۱۶	۱۱۶	تماش بینی بُرا فعل کیون ہے	۱۳۴
۹۵	افیون کا سٹہ	۱۱۷	۱۱۷	دیوان جوگراج جی کا ٹمٹم سے گرنا	۱۳۵
۹۶	لالہ سکھہ لعل نے ۷۰ سال کی عمر مین شادی کی	۱۱۷	۱۱۸	لاہور سے خطہ بر کام کیواسطے آدمی مخصوص ہوتے ہین	۱۳۶
۹۷	من کے مرنے کی پہچان	۱۱۹	۱۱۹	دیوان جوگراج جی	۱۳۷
۹۸	گنڈے تعویذ	۱۲۰	۱۲۰	دولت طاقت اور حکمت موت سے نہین بچا سکتے	۱۳۸
۹۹	فقیرونکا خلوت مین رہنا	۱۲۱	۱۲۱	وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے	۱۳۹
۱۰۰	چیلہ گرو جی کا یا عورت کا	۱۲۲	۱۲۲	خانصاحب ٹیری کی آنکہ کا علاج	۱۴۰
۱۰۱	میں چھچھو دیوی چنڈ کا	۱۲۳	۱۲۳	جب موت آتی ہے تو علاج کارگر نہین ہوتا	۱۴۲
۱۰۲	عالم ہی عالم کو پہچان سکتا ہے	۱۲۴	۱۲۴	ستیا بیڑا ہی تک مہاتماؤن کو دیکھنا چاہیے	۱۴۳
۱۰۳	تب لگ جگ کی جگت گرو جب لگ ہی نہ آس	۱۲۵	۱۲۵	سپھل ہوتے من کامنا تلشی پریم پرتیت	۱۴۴
			۱۲۶	شغل کی آواز سنکر چور کا بھاگنا	۱۴۵
۱۰۴	پرم ہنس جی کو ہمیشہ بھی ٹھہرنے کو کہا	۱۲۶	۱۲۷	بھجن مین وگھن ڈالنے والے تکلیف مین رہتے ہیں	۱۴۶
۱۰۵	ویراگ بیبیک اور گیان کی حالت کا فرق	۱۲۷	۱۲۸	اچھے کام مین رکاوٹ ڈالنے کی سزا	۱۴۷
			۱۲۹	پنڈت بھگوانداس کو بالمیک کی ک	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳۰	بابا سروپانندجی کا خیال کہ میں جسے گرو کے درشن کرونگا	۱۴۸	۱۴۱	سری کرشن اور گوپی ورردیدی اور پانڈو	۱۶۰
۱۳۱	بابا سروپانندجی کی بھاؤنا	۱۴۹	۱۴۲	بابا سروپانندجی کا سفر کا خیال	۱۶۱
۱۳۲	جنہوں کو عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں	۱۵۰	۱۴۳	تہوار دیوالی اور گلاب پاشی	۱۶۲
۱۳۳	بابا پربیت ناتھ جی کی آزادی	۱۵۰	۱۴۴	ٹیری میں حفاظت کا انتظام	۱۶۳
۱۳۴	بابو چینی لعل کو اشیاء کے نرخ کی بابت ہدایت	۱۵۱	۱۴۵	سید حافظ عبدالکریم راولپنڈی والا	۱۶۴
۱۳۵	پیر کی صحبت کا اثر مرید پر عرصہ تک نہوا	۱۵۲	۱۴۶	مستورات سنگ میں نہیں آنی چاہییں	۱۶۴
۱۳۶	دیوان متھراداس کی آمد بہ غرض پرکیشا	۱۵۳	۱۴۷	اگھوری مہاتما ہری دوار	۱۶۵
۱۳۷	رازداری کا اپدیش	۱۵۴	۱۴۸	فقیر ونکو دلداری کرنی چاہیئے	۱۶۶
۱۳۸	مریدوں کی تعداد بڑھانا دوکانداری ہے	۱۵۵	۱۴۹	پہلے بودھوں کو لی چارا پھر اودھ کو راج دربار	۱۶۷
۱۳۹	ہم اور تم زندہ رہینگے تو بہت درشن ہوجائیگی	۱۵۷	۱۵۰	خٹک کے قاضی کو صحت	۱۶۸
۱۴۰	چہار تیجیر چہر تنگ	۱۵۷			

فہرست مضامین کتاب دوسیت آنند یا سچدانند پرکاش حصہ اول

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
	باب دوم بھجن و ذکر		۱۴	سنسکار اور ترشنا ہی سنسار ہے	۱۹۱
۱	چوراسی کا چکر اور رہائی کا ذریعہ	۱۶۱	۱۵	ترشنا	۱۹۱
۲	پیدائش عالم	۱۶۲	۱۶	باسنا دو طرح کی شدہ اور اشدہ	۱۹۲
۳	بھولوک کے وقت کا پیمانہ	۱۶۳	۱۷	شاریرک اور مانسک روگ	۱۹۳
۴	بیکنٹھ اور لوک کی مشابہت	۱۶۵	۱۸	اہنکار کام کرودھ لوبھ موہ کے مقامات اور انکی تشریح	۱۹۳
۵	چودہ طبقات عالم	۱۶۶	۱۹	آٹھ پرکار کے میتھن	۱۹۴
۶	چار جگ اور چار وید	۱۶۶	۲۰	کام سے دس چیزیں پیدا ہوتی ہیں	۱۹۴
۷	پانچ تتو	۱۶۷	۲۱	کرودھ سے آٹھ چیزیں پیدا ہوتی ہیں	۱۹۴
۸	پرمانو	۱۶۸	۲۲	کرودھ کی شانتی کی ترکیب	۱۹۴
۹	خواہش	۱۶۸	۲۳	حسد	۱۹۵
۱۰	اچھیا	۱۸۶	۲۴	لالچ	۱۹۵
۱۱	دل	۱۸۷	۲۵	لالچ	۱۹۶
۱۲	آشا جنم مرن کا بیج ہے	۱۸۹	۲۶	اہنکار کی اوستھا	۱۹۷
۱۳	باسنا سے جگت کی اتپت	۱۹۱	۲۷	راجہ برہمن اور رسادہو کو گیان مشکل سے ہوتا ہے	۱۹۸
			۲۸	اہنکار کا پرنام	۱۹۸

ارشاد نمبر	مضمون	صفحہ	ارشاد نمبر	مضمون	صفحہ
۲۹	سنر اہنکار تا چیتہ۔ بھیڑیا اور لومڑی	۱۹۹	۵۸	حضرت شمس تبریز	۲۲۴
۳۰	انتش کرن۔ چار نمبر ونکی سبھا	۲۰۰	۵۹	۵۰۰۰ آدم اور ۲۴۰۰۰ پیغمبر	۲۲۴
۳۱	بدھی۔ باہری تتو کے سمجھنے مین مغالطہ	۲۰۱	۶۰	غوث الاعظم نے عرصہ دراز کے مُردونکو پیدا کیا	۲۲۵
۳۲	موتیا۔ تیلیہ اور نما بدھی	۲۰۲	۶۱	راجہ جنک اور اُنکا رسوتیا	۲۲۶
۳۳	کرم انسان کو ایسے تلاش کرلیتے ہین جیسے بچھڑا اپنی ماتا کو	۲۰۲	۶۲	پچھلے جنم کے تعلقات	۲۲۶
۳۴	سکام اور نسکام کرم	۲۰۳	۶۳	پچھلے سنسکار	۲۲۷
۳۵	اُتم کرم کا پھل	۲۰۶	۶۴	چیلہ کا ڈڑہ وسواس	۲۲۸
۳۶	کرم مین بھاونا کا پھل ملتا ہے	۲۰۶	۶۵	مالک کل بحالت آوتار	۲۲۸
۳۷	کرم بھوگ	۲۰۶	۶۶	زندگی بعد از موت	۲۲۹
۳۸	کرمونکا پھل ضرور بھوگنا پڑتا ہے	۲۰۷	۶۷	ویہہ۔ استھول سوکشم کارن	۲۲۹
۳۹	کرم کی تشریح اور اُسکی قسمین	۲۰۸	۶۸	پرکرتی اور سوبھاؤ کے انوسار کرم ہوتا ہے	۲۴۲
۴۰	سنچت۔ پرالبدھ۔ کریہ مان کرم	۲۰۹	۶۹	باتون کے مہاراج	۲۴۲
۴۱	کرم۔ نشیدھ اور وہت	۲۱۰	۷۰	ویدانت کے ادھیکاری کے لکشن	۲۴۳
۴۲	مالک رحیم بھی ہے اور منصف بھی ہے	۲۱۰	۷۱	مُریدوں کے اقسام	۲۴۴
۴۳	پرمارتھ اور پرالبدھ	۲۱۱	۷۲	چیلے کے لکشن	۲۴۹
۴۴	محنت شاقہ کی کمائی	۲۱۱	۷۳	مُرید کے لئے چند ہدایتین	۲۴۹
۴۵	نیک کمائی بہت پھلتی ہے	۲۱۲	۷۴	گرو کا ارتھ اور سادھو کے لکشن	۲۵۰
۴۶	آتم ابھیاس	۲۱۵	۷۵	سروتری اور نسٹھاوان	۲۵۱
۴۷	پرمارتھ سے پچھلے کرمونکو مٹایا جا سکتا ہے	۲۱۶	۷۶	مرشد کی سنبھال مرید کی سیوا	۲۵۱
۴۸	پرمارتھ سے پیدا کی ہوئی چیز کی قدر معلوم ہوتی ہے	۲۱۶	۷۷	مرشد کی خوشنودی کسطرح سے کرنی چاہئے	۲۵۳
۴۹	پرمارتھ	۲۱۸	۷۸	ست سنگ کا پھل	۲۵۴
۵۰	پرمارتھ کے چار بھید	۲۱۹	۷۹	ست سنگی اور اُبھیاسی کی قسمین	۲۵۵
۵۱	پرمارتھ پر چلنے سے پچھلے کرمونکا ناش	۲۲۰	۸۰	اُتم۔ مدہم اور کنشٹ آدمی	۲۵۵
۵۲	کوشش بلا تدبیر	۲۲۰	۸۱	مرید نام مردے کا ہے	۲۵۶
۵۳	جتن بن پرمارتھ۔ بوعلی شاہ کے کیمیا کے نسخہ	۲۲۱	۸۲	سنکھہ اور رنگ مکھہ	۲۵۶
۵۴	ابھیاس۔ بیل والا	۲۲۲	۸۳	چیلہ اور گرو	۲۵۷
۵۵	نیتر جنم	۲۲۳	۸۴	روحانی ترقی کے مسائل	۲۵۸
۵۶	آواگون سے رہائی کا ذریعہ بھجن ہے	۲۲۴	۸۵	سوسنگ کا جاب اور پارس کی مثال	۲۵۸
۵۷	آواگون کے ثبوت کی دلیلین	۲۲۱	۸۶	مرید کے ظرف کے مطابق اپدیش ہوتا ہے	۲۵۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۷	روحانی علاج کے طریقے	۲۶۰	۱۱۵	آستکتا۔ خدا کے ہونیکی چار لاکھ دلیلیں۔	۲۸۵
۸۸	ست سنگ بست سنگ ٹھیکی کیطرح مدد گار ہے	۲۶۰	۱۱۶	جو دلائل عقلی سے خدا کی پہچان کرتا ہے وہ ڈہلمل یقین ہوتا ہے	۲۸۵
۸۹	ست سنگ کے اثر میں اختلاف تین طرح کے کان	۲۶۱	۱۱۷	اکلِ حلال اپنائے سے پیدا کی ہوئی دولت	۲۸۶
۹۰	برہمن کا لڑکا ست سنگ سے برے کرموں کی تلافی	۲۶۱	۱۱۸	اعتدال۔ انسان کے ساڑھے تین کروڑ رووالی ہوتی ہیں	۲۸۶
۹۱	پاپ پن کا لیکھا	۲۶۲	۱۱۹	راجہ سورج بھان	۲۸۷
۹۲	ملنے جلنے سے محبت بڑھتی ہے	۲۶۳	۱۲۰	تعصب کی قسمیں	۲۸۸
۹۳	بھجن اور بھگت کی مہما	۲۶۴	۱۲۱	آتم گیان	۲۹۰
۹۴	سادھو سیتوا لنگرا اور بھنڈاروں کا کام ہنس کے درشن	۲۶۴	۱۲۲	ببیک۔ اچھے اور برے کی تمیز کرنیکے بعد کام کرنا۔	۲۹۱
۹۵	ستیہ دھرم کے چار چرن	۲۶۵	۱۲۳	ویراگ	۲۹۱
۹۶	دم (۲) اندری دمن سرنگی رکھ کی کتھا	۲۶۷	۱۲۴	راگ دویش	۲۹۴
۹۷	جا نیکو نیکے ستھ نیکی کردا اور بدونکی بدی کھودانکو تیاگ کرگی	۲۶۸	۱۲۵	سری سکھدیو جی کا ویراگ	۲۹۴
۹۸	شوچ۔ تین طرح کی صفائی	۲۶۹	۱۲۶	فرید الدین عطار کو اپدیش	۲۹۵
۹۹	ظاہری صفائی	۲۶۹	۱۲۷	ویراگ پیدا ہونیکے ذریعہ	۲۹۶
۱۰۰	بہ ہیچ بیہ کردنی خویش آمد پیش	۲۷۰	۱۲۸	موتکا خیال انسانکو وشیوں سے بچاتا ہے	۲۹۸
۱۰۱	متیا ہار۔ جاٹ ساڑھے روٹی کھاتا تھا۔	۲۷۱	۱۲۹	نا مری اور سمپت ناشی	۲۹۹
۱۰۲	دیا۔ دھرم کا بچار کرکے بھلائی کرنا	۲۷۲	۱۳۰	سنساری سکھ تچھ ہیں	۳۰۱
۱۰۳	نیم۔ کلمہ پڑھکر قاضی جو چاہتے تھے حاصل کر لیتے تھے	۲۷۳	۱۳۱	ایکسوا ایک مرگ میں شامل ہونیسے ویراگ پیدا ہو سکتا ہے	۳۰۲
۱۰۴	دان۔ یتھا شکت دان کرنا چاہیے	۲۷۴	۱۳۲	ویراگ کا سروپ	۳۰۳
۱۰۵	ویدانت شرون۔ یدھشٹھر راج بھگت بولنے کی نسبت سننا پسند کرتے تھے	۲۷۵	۱۳۳	بسشٹھ اُجاڑے اور کرشن بساوے	۳۰۴
۱۰۶	استکتا غوث الاعظم کے اصطبل کے گھوڑے	۲۷۶	۱۳۴	کھٹ سمپت شم۔ انترشٹ پریم	۳۰۵
۱۰۷	ایشور پوجن۔ نام کی مہما	۲۷۷	۱۳۵	سماں بھاؤ سے برتاؤ	۳۰۶
۱۰۸	سنتوش ہر کام میں پرماتما کی کچھ مصلحت ہوتی ہے	۲۷۸	۱۳۶	اوصاف بندگی	۳۰۷
۱۰۹	سنتوش کا پھل	۲۷۹	۱۳۷	دم۔ نادر شاہ کی دعوت	۳۰۸
۱۱۰	مقدر کا لکھا ضرور ملتا ہے	۲۷۹	۱۳۸	وشے رس	۳۰۹
۱۱۱	صبر و شکر	۲۸۰	۱۳۹	کم سخنی	۳۱۰
۱۱۲	شردھا۔ جاکے من میں اٹک ہے سوئی اٹک رہجاتے	۲۸۲	۱۴۰	سولی کا کانٹا	۳۱۱
۱۱۳	بچار ست سنگ میں بچار کئے بغیر فائدہ نہیں ہوسکتا	۲۸۳	۱۴۱	دریائے فراواں نہ شود تیرہ بہ سنگ	۳۱۱
۱۱۴	ناستکتا۔ گنگا نہ نہانیوالا برہمن	۲۸۳	۱۴۲	سجن کی سنگت۔ پاپ کا ناش	۳۱۲

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۴۳	شرد ہا گرو کو سجدہ عجز و انکساری ہے	۳۱۳
۱۴۴	کتھا اور ست سنگ کا رس	۳۱۳
۱۴۵	قطب الدین حیدر کا مرید	۳۱۴
۱۴۶	دو مریکت ہونا چاہئے تھے	۳۱۵
۱۴۷	ڈیڑھ لشواش گنگا جی اشنان کا مہاتم	۳۱۵
۱۴۸	پرماتما سب جگہ حاضر ناظر ہے۔ خالی مندر میں کتا باندھنا	۳۱۶
۱۴۹	ننگے کے درشن سے پاتک لگتا ہے گرو میں	۳۱۷
۱۵۰	جو جاپ گرو بتلاتے ہیں وہ چیلہ کیوں نہیں بتا سکتے نہیں ستنکا درست نہیں	۳۱۸
۱۵۱	سیت پرشاد	۳۱۹
۱۵۲	آپشٹی کبیر صاحب۔ بابا نانک اور گورکھ ناتھ چیلے گرو ہے تھے	۳۱۹
۱۵۳	فقیر کے اوصاف	۳۲۱
۱۵۴	سری دتا تریہ جی نے ۲۴ گرو دھارن کئے	۳۲۲
۱۵۵	تصور۔ مجازاً مالک کی یاد مشکل ہے۔	۳۲۷
۱۵۶	سب سے پیاری چیز کا تصور کرنا چاہئے۔	۳۲۷
۱۵۷	تصور سے مرض منتقل ہو سکتا ہے۔	۳۲۸
۱۵۸	تصور کا اثر۔ بابا ابراہیم اور دیوان مہرداس	۳۲۸
۱۵۹	برے کام میں مدہوش ہوجاتا ہو تو اچھے کام میں کیوں نہ ہونا چاہئے	۳۲۹
۱۶۰	خاندان نقشبندیہ کے اصول	۳۳۰
۱۶۱	خاندان نقشبندیہ کے طریقے	۳۳۳
۱۶۲	لطائف ستہ	۳۳۷
۱۶۳	خاندان قادریہ	۳۳۹
۱۶۴	خاندان چشتیہ	۳۴۱
۱۶۵	اشغال یعنی اذکار وغیرہ	۳۴۱
۱۶۶	کمٹ چکر راد ہاشوامی	۳۴۳
۱۶۷	سری دتا تریہ جی ابدھوت لکھت۔ کٹ چکر	۳۵۰
۱۶۸	منش شریر کی ناڑیوں کا حال	۳۵۲
۱۶۹	حالات متعلقہ مثنوی از حضرت مولانا روم	۳۵۴
۱۷۰	حالات متعلقہ مثنوی از سری گوسائیں تلسی داس جی	۳۵۵
۱۷۱	ابھیاس۔ دھارنا۔ دھیان۔ سمادھ	۳۵۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۷۲	سلطان الاذکار	۳۶۵
۱۷۳	مدرا	۳۶۶
۱۷۴	پرانایام اور پاسنایام	۳۶۷
۱۷۵	ایک ہی ساوے سب سادھے	۳۸۱
۱۷۶	گوش بند و چشم بند و لب بہ بند	۳۸۱
۱۷۷	اجپا جاپ کے جپنے کا عرصہ	۳۸۳
۱۷۸	اجپا جاپ کرنیوالے مہاتما	۳۸۳
۱۷۹	جیبو روالے مہاتما	۳۸۴
۱۸۰	انسان کی زندگی کا اندازہ سوانس پر ہے	۳۸۵
۱۸۱	بابا نانک کا راجہ شیو ناتھ کو اپدیش	۳۸۵
۱۸۲	کیچری اور پرانایام کا اثر	۳۸۶
۱۸۳	سات باتیں قابل یاد۔ دوام الوضو وغیرہ	۳۸۶
۱۸۴	بھوگ اور ہٹ یوگ	۳۸۶
۱۸۵	سرودھا	۳۸۹
۱۸۶	عامل سرودہا	۳۹۶
۱۸۷	ڈاہنی کا منتر	۳۹۶
۱۸۸	کنڈلنی شکتی	۳۹۷
۱۸۹	وجبن صاحب اور میاں کریم کی الف۔ ب	۳۹۹
۱۹۰	تین طرح کی سدھی	۴۱۰
۱۹۱	آٹھ سدھی	۴۱۱
۱۹۲	نو ندھی	۴۱۱
۱۹۳	سدھی کی تجہتا	۴۱۲
۱۹۴	شبد بیداری میں سنائی دیتا ہے سپن میں غائب ہوجاتا ہے	۴۱۲
۱۹۵	ذکر کی آواز سن سکنا	۴۱۲
۱۹۶	سنت مت	۴۱۳
۱۹۶ الف	جیون مکت اور بدیھ مکت	۴۱۸
۱۹۷	مکتی کیا ہے	۴۲۰
۱۹۸	جیون مکت اور انکے درجے	۴۲۰
۱۹۹	اگیانی بموکشوا اور گیانی کی حالت	۴۲۵
۲۰۰	کھانا پالنے کی نہیں ملتی بلکہ بھجن سے مکتی ملتی ہے	۴۲۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۰۱	جڑ اور چیتن	۴۲۰
۲۰۲	عشق یا پریم	۴۲۰
۲۰۳	پریم کا رس	۴۲۲
۲۰۴	صوفیوں کا حال ڈھونگ ہے	۴۲۶
۲۰۵	عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیئے	۴۲۶
۲۰۶	سچا پریم	۴۴۲
۲۰۷	بھگت کی علامت	۴۴۸
۲۰۸	عشق چار طرح پر حاصل ہوتا ہے	۴۴۹
۲۰۹	بھگتی میں آپا بالکل مرنا چاہیئے	۴۴۹
۲۱۰	بھگتی درجہ عاشقی اور بھولا پن معشوق ہے	۴۵۰
۲۱۱	محبت میں عاشق عشق معشوق کی ضرورت	۴۵۰
۲۱۲	میران بائی اور گوپیونکا پریم	۴۵۲
۲۱۳	گوشائین گوکل ناتھ اور کہنیا مہتر	۴۵۳
۲۱۴	دنیا میں گیتا پڑھنے والا برہمن	۴۵۳
۲۱۵	محمد شاہ کی طوائف	۴۵۴
۲۱۶	محبت میں افراط خواہش خود غرضی ہے	۴۵۵
۲۱۷	بھگتی کی چار قسمیں	۴۵۵
۲۱۸	بھگت دکھ سکھ کو بھول جاتا ہے	۴۵۵
۲۱۹	سچے بھگت اصلی انسان تھے	۴۵۶
۲۲۰	اَلَستُ بِرَبِّکُم قَالُو بَلیٰ	۴۵۷
۲۲۱	رام سب میں رم رہا ہے	۴۵۷
۲۲۲	قاضی رکن الدین کا سوال بابت فقیری	۴۵۹
۲۲۳	صفا ملاوٹی میں بھجن کا اثر جلد ہوتا ہے	۴۶۰
۲۲۴	دیوا سر سمپت	۴۶۱
۲۲۵	دیوی طاقت اور آسری طاقت	۴۶۶
۲۲۶	نرمل چیتن شدہ مایا ملیں مایا	۴۶۸
۲۲۷	پوران وغیرہ کتابیں بطور جغرافیہ ہیں	۴۷۱
۲۲۸	دل کا دل پر اثر	۴۷۲
۲۲۹	پورانوں کی تصانیف میں سری ویدویاس جی کا کمال	۴۷۳
۲۳۰	پوران ایسے ہیں جیسے لوہے کی ڈبیا میں پارس	۴۷۴
۲۳۱	انتقال روح	۴۷۵
۲۳۲	شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت	۴۷۵
۲۳۳	ابھیاس کے چار درجے	۴۷۶
۲۳۴	چار منازل سلوک	۴۷۷
۲۳۵	امتحان کے سات مقام	۴۸۰
۲۳۶	برہم گیانی تین قسم کے	۴۸۱
۲۳۷	قلب المومنین عرش اللہ	۴۸۱
۲۳۸	گنی اپنے گن سے پہچانا جاتا ہے	۴۸۲
۲۳۹	تصور کا اثر جاٹ اور مہاجن کی حالت	۴۸۶
۲۴۰	اوتاروں کے علم کا حال	۴۸۶
۲۴۱	کبیر صاحب، نانک صاحب اور دادو صاحب کا بھجن کا طریقہ	۴۸۸
۲۴۲	ترلشو، گرولشو، تریاشو، ویدیشو	۴۸۸
۲۴۳	جو اُسطرف کو جاتا ہے وہ اسطرف کہاں ہے	۴۹۰
۲۴۴	گیانی دنیاداروں کو جاہل سمجھتے ہیں دنیادار گیانیوں کو	۴۹۱
۲۴۵	فلاسفر اور ملاح یعنی سفر آخرت کی طیاری	۴۹۱
۲۴۶	جیو اور جسم کا سمبندھ	۴۹۲
۲۴۷	عقل اور حواس سے پرماتما نہیں جانا جاتا بلکہ وشواش سے	۴۹۳
۲۴۸	کپڑے میں جیسے مختلف رنگ ہیں ویسے ہی پرماتما میں سنسار ہے	۴۹۳
۲۴۹	چار مٹھ	۴۹۴
۲۵۰	ایام حمل کی بیماری کا منتر	۴۹۶
۲۵۱	تسخیر حاکم کا منتر	۴۹۷
۲۵۲	جناب دور کرنیکا منتر	۴۹۸
۲۵۳	آیت کریم	۴۹۸
۲۵۴	دل کو قابو میں کرنیکا منتر	۴۹۸
۲۵۵	تسخیر ہمزاد اسے علیٰ اشر بہ	۵۰۰
۲۵۶	سانپ کے کاٹے کا منتر	۵۰۲

سچدانند چیتن گھن پورن براہم نربکار نراکار الکھ ابناشی جنم مرن سے رہت
پرماتما پرشوتم کو بارم بار نمسکار ہے جس کی قدرت کے ایک کرشمہ سے کل موجودات
کو قیام ہے اور کل امورات حکم ایزدی سے ہو رہے ہیں لیکن جائے غور ہے
کہ یہ کل امورات کس جگہ ہو رہے ہیں اور کس واسطے ہو رہے ہیں اور جو کچھ
نظر آرہا ہے یہ کیا ہے اگر کہا جاوے کہ جگت میں ہو رہے ہیں۔ تو سوال
اُٹھتا ہے کہ جگت کہاں ہے۔ جگت ذات پرماتما میں قائم ہے بلکہ عین
پرماتما ہے۔ جس طرح سمندر میں حباب۔ اگر کہا جائے کہ زمین و آفتاب و ماہتاب
معدوم ہو جائیں گے۔ سوچنا چاہئے کہ کس میں معدوم ہو جائینگے۔ یہی کہنا ہوگا کہ برہم میں
لین ہو جائینگے۔ اب کہاں ہیں۔ اب بھی برہم میں ہیں۔ پس کیا ہوا برہم ہی برہم ہوا
نہ کوئی زمین ہے نہ آفتاب اور نہ ماہتاب۔ صرف اسم سے تفاوت ہے کہ کئی لوگ
جگت کہتے ہیں اور کئی براہم۔ درحقیقت ایک شئے کے یہ دو نام ہیں۔ جس طرح تخم اور درخت
دراصل تخم میں درخت مندرج اور درخت کے اندر تخم موجود۔ خفا میں ظہور
ظہور میں خفا۔ غیب میں شہادت شہادت میں غیب ظاہر میں باطن باطن
میں ظاہر۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ کچھ پیدا ہوا ہے اور نہ کچھ فنا ہوتا ہے۔
پرماتما ہی جگت روپ ہے۔ قدرت کے نظارہ میں قادر کا ظہور ہے تو شکر
کیا ضرور ہے اور اگر صفات کے عیوب میں ذات کا حصول ہے تو خوف
فضول ہے۔ اگر کوئی ابتداء مقرر کروگے تو اُس سے پیشتر بھی کچھ ہوگا۔ اور اگر
کوئی انتہا کہوگے تو اُس سے پیچھے بھی کچھ رہیگا پس وہ ہی ذات لا انتہا ہے
اور انسان کو عشق خالص اُسی ذات کل محیط کی طرف شایان و واجب ہے

اُسی ذات کو صرف قرار ہے وہ ذات نفی اثبات سے مُبرّا ہے اور جو ذات میں صفات کہئے یہ کہنا بھی جب ہے کہ جب انسان کو ایسی نظر ہو کہ ایک خالق اور دوسرا مخلوق۔ مگر جب انسان میں سے خودی جاتی رہتی ہے تو ذات وصفات ہر دو ایک ہی ہیں اور یہ سب تماشا اُسی وقت تک نظر آتا ہے جب تک دوئی ہی حالت جاگنے میں دو نظر پڑتے ہیں اور جب انسان سوتا ہے یعنی بیخود ہو جاتا ہے اُس وقت نہ ایک ہے نہ دو۔ اسی طرح بیخودی کے کمال میں ایک دو سب ہی غائب بلکہ نابود ہے اور چونکہ صرف ذات کو بقا ہے اس لئے کونسی ایسی دوسری چیز ہے جس سے ذات کو بنظر تشریح تشبیہ دی جاوے۔ مگر اصل میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ بھی اُس سے خالی نہیں ہے۔

جس طرح شروع سے یہ طرح طرح کی رنگ آمیزیاں ہیں مثلاً کسی کو خوف دوزخ ہے کسی کو طلب بہشت ہے کوئی نرک کے دکھ یاد کر کے حیران و پریشان ہے تو کوئی بیکنٹھ کی آرزو میں سرگرداں ہے۔ جمادات پر نباتات کو بزرگی۔ نباتات پر حیوانات کو فضیلت۔ اِن میں انسان کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا۔ کسی کو کسی آرزو میں پھنسایا کسی کو کسی خواہش میں بھرمایا۔ اصلیت میں نہ کوئی مقامی دوزخ نہ کوئی بہشت نہ کوئی سُرگ نہ کوئی نرک اور ایک خیال ہے۔ دیکھا جائے تو ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ سرگ اور جُدا جُدا نرک ہے۔ اسی طرح پر انسانوں میں بھی خاص خاص کو بہ اعتبار اُن کے علم اور گیان کے جو اُنہوں نے مشاہدۂ ذات میں حاصل کیا ہے عوام الناس پر فوقیت اور شرف بخشا ہے اور ایسی نادر شخصیتیں بوجہ اپنے خیالات رحم و دیا کے وقتاً فوقتاً اس وجود نابود کو اختیار کر کے اپنے اُس علم اور گیان کو نوع انسان پر آشکارا کرتے ہیں۔ اس کتاب میں بھی ایک ایسے ہی برہمہ سروپ مہاتما پرم ہنس پربراج کاچاریہ سری ۱۰۸ سوامی

ادو دیتا نند جی رام یاد کے مختصر حالات زندگی ونیز واقعات وارشادات جو بوقت ست سنگ برائے تعلیم و تلقین اصحاب زبانِ فیض ترجمان سے اظہار و بیان میں آئے مختصراً درج ہیں۔

اس میں چند شغل اور یوگ ابھیاس کے طریقے بھی جن کی خاص خاص مُریدوں کو تعلیم دی گئی مندرج ہیں لیکن ان کی تحریر میں اگر کچھ غلطی رہ گئی ہو تو اُس کو میری نقل کا فرق سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر ارشاد کو صرف بطور اشارہ لکھ لیا گیا تھا۔ بعض صرف زبانی یاد کر لئے تھے اور وقت فرصت اُن کو قلمبند کیا گیا ایسی صورت میں غلطی اور سہو کا ہو جانا ممکن ہے لہذا ناظرین ان کو میری تحریر کا قصور سمجھ کر نظر انداز کرینگے۔

بغرضِ سہولت اُن ارشادات کو چھ بابوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے:۔

(۱) جیون چرتر (۲) بھجن و ذکر (۳) ویدانت
(۴) پند و نصائح (۵) مختلف ارشادات (۶) حالات مرض و وصال

ان حالات کے قلمبند کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ باوجود عرصۂ دراز کے ست سنگ اور ساتھ رہنے کے بھی سری مہاراج کے اسم شریف اور جنم بھوم تک سے عوام کو ناواقفیت تھی اور عام ست سنگ میں کبھی ان امورات کے دریافت کا موقع بھی نہ ملتا تھا۔ اکثر مریدوں اور ارادت مندوں نے جب کبھی ان باتوں کے معلوم کرنے کی آرزو ظاہر کی تو آپ نے یہ کہکر ٹال دیا کہ ؎

آدمی را بہ چشم حال نگر   از خیالِ پری و دی بگذر

جب اس طرح سے اُمید بر آری نہ ہوئی تو چند اصحاب نے راقم الحروف سے بھی کہا کہ اگر اس معاملہ میں تم کچھ کوشش اور عرض کرو تو سری مہاراج ضرور قبول فرماوینگے ایک دو دفعہ تو میں نے اُن کو سمجھا دیا کہ جو بات فقیروں کے اُصول کے خلاف ہو یا اُن کی مرضی کے موافق نہ ہو اُس میں زیادہ زور نہیں دینا چاہئے۔ مگر اُن کے مکرر

سنکر کہنے اور اُن کے اشتیاق کو دیکھ کر ایک مناسب موقعہ پر بالکل تنہائی میں
بندہ نے عرض کی کہ اِس خاکسار کے حال پر جو توجہ ہے اور جو کچھ اوپکار اس کا کیا ہے
اُس کا ہزار زبان سے بھی شکریہ ادا نہیں کر سکتا ؎
ہر چند بال بال ہے شکلِ زباں مگر ۔ جس سے ادائے شکر کروں وہ زباں کہاں
مگر چونکہ ہمیشہ سے اِس کمترین کے حال پر شفقت رہی ہے اُس بھروسہ پر کچھ عرض
کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ یہ سنکر فرمایا کہ ہاں کہو۔ بندہ نے سب کی آرزو اور اپنی
عرض ظاہر کردی کہ سب کا خیال، حالات زندگی سری مہاراج کے معلوم کرنے کا ہو رہا ہے
اگر آنحضور تکلیف گوارا کر کے اپنے جیون چرتر کے متعلق کچھ حالات بیان فرمائیں
تو عین بندہ نوازی ہوگی۔ یہ سنکر فرمایا کہ شاید تمھارا خیال اُن کو لکھنے کا ہے۔ دیکھو
کسی قسم کی یادگار قائم کرنا راجہ مہاراجہ اور بادشاہوں کا کام ہے۔ جب اودھوت
ہو گئے تو پھر سوانح عمری وغیرہ سے کیا تعلق تمام سنسار کے چرتروں کو ہمارے چرتر
سمجھو۔ جب سے ہم نے بھیک دھارن کیا ہے ہمارا ہمیشہ یہ ہی خیال رہا ہے کہ
نہ تو کسی کو چیلا بنائینگے اور نہ کسی قسم کی یادگار قائم کرینگے۔ نہ سمادھی اور مٹھ بنوائینگا
خیال ہے۔ بس پرماتما کا نام سُنانا اور ست مارگ کے اپدیش دینے کی خدمت جو
ہمارے سپرد ہوئی ہے وہ اسی طرح سے پوری ہو جائے اور فروعات پسند نہیں۔
اسی وجہ سے آج تک ہم نے اپنا نام تک بھی نہ بتایا اور در اصل جب اودھوت ہو گئے
تو پھر نام وگانوں کیسا بلکہ یہ بھی ایک طرح کا اہنکار ہے کہ ہمارا یہ نام ہے اور ہم
پرسدھ ہو کر پُجیں اور ہمارے حالات لوگوں پر روشن ہوں اور ہمارے اقوال
مقبول عام ہوں اور واقعی بات یہ ہے کہ ہم اُپدیش وغیرہ کچھ نہیں کرتے بلکہ
پورن برہم ہی سب طرف سے کام کر رہا ہے۔ کہیں گرو بنکر اُپدیش کرتا ہے کہیں
چیلا بنکر مانتا ہے۔ پھر کچھ خاموشی کے بعد فرمایا کہ ہم نے بہت آدمیوں کو بال اِتنا دی

لیکن تم نے ٹیڑھی کھیر اٹکا دی - اب تمھارے خیال کو کس طرح سے رد کریں - شاید قدرت کو یہ کام منظور ہوگا جو تم نے بھی سب لوگوں سے اتفاق کر لیا، خیر اگر تمھارا بھی خیال اس طرف ہے تو دیکھا جاویگا مگر ابھی بہت وقت ہے - یہ بات سُنکر تو اُمید برآری کی سی صورت ہو گئی اور میں نے عرض کیا کہ دراصل آپ کا فرمانا درست ہے مگر آپ جیسے برہمہ مہاتماؤں کے نزدیک دیش اور کال کی درازی واقعی کچھ حقیقت نہیں رکھتی کیونکہ آپ اُن پر قادر ہیں مگر ہم جیسے آدمیوں کو جو نت کال کے گال میں پڑے ہیں بہت وقت ہونے کا کیا بھروسہ ہے مثل مشہور ہے - کہ کال کرے سو آج کر آج کرے سو اب - چھن میں پرلے ہوئے گی تو پھیر کرے گو کب - یہ سُنکر کچھ خاموشی کے بعد فرمایا کہ اچھا اگر تمھاری مرضی ایسی ہے تو جب سے چاہو ہم بیان کر دیں گے مگر صرف یوں ہی رواروی طور پر جو واقعات یاد آجائیں گے کیونکہ واقعات بہت زیادہ ہیں - اور فروعات اور طوالت سے کچھ فائدہ نہیں - لیکن یہ خیال رہے کہ ہمارا چولا رہنے تک یہ کل باتیں صرف اپنے تک ہی محدود رکھنا اُس کے بعد تم کو اختیار ہے جو چاہو سو کرنا - وہ مبارک روز اتوار پوس بدی دوج سمت ۱۹۶۳ء تاریخ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء کا تھا کہ زبان مبارک سے :-

ارشاد ہوا کہ بزرگوں کی قدیم سکونت شہر چھپرا تھی جو ضلع سارن صوبۂ بہار میں دریائے گوگرا کے نزدیک واقعہ ہے ہمارے دادا بزرگوار پنڈت خیالی رام جی پاٹھک قوم برہمن سرو ریہ سانڈیل کوچہ نیا بازار میں رہتے تھے - برہمنوں کے اُس وقت کے دھرم اور آچار کے مطابق سنسکرت ودیا خوب حاصل کی تھی اور جیو کا کا ذریعہ پروہتائی تھا - آپ کو کولا دھرم کا اپدیش خاندانی تھا - پرماتما نے پیرانہ سالی میں آپ کو ایک فرزند سعادتمند عطا فرمایا؟ اُن کا نام پنڈت تلسی رام جی پاٹھک تھا آپ کے حسن اخلاق و پیار و پکار اور اُپدیش سے گرد و نواح کے ہزاروں آدمیوں کو

فیض پہنچا۔ راقم سے اتنا حال فرما کر کہنے لگے کہ بس آج اتنا ہی رہنے دو۔ بعدہٗ اکثر
آنحضور بہت تھوڑا سا حال فرما کر ہی دل برداشتہ ہو جاتے تھے اس وجہ سے
میں بھی اس کا ذکر کرنا اور اس سلسلہ کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ اس وجہ سے
مختصر حالات زندگی بھی ایک عرصۂ دراز میں بیان فرمائے۔ اس کتاب کو شائع
کرانے کا بھی کوئی ذاتی خیال نہ تھا۔ لیکن سری مہاراج کے نج دھام کو پدھارنے
کے بعد ست سنگی اصحاب کے تقاضے آنے لگے۔ جلدی میں خاطر خواہ ترتیب بھی
اس کے مضامین کی نہ ہو سکی اور ایسی حالت میں اس کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہوئے
مجھ کو بہت ہی پس و پیش تھا لیکن چند احباب کی خاطراً جلدی میں ایسا کرنا پڑا۔
اس میں سے کوئی بات بھی مریدانِ سری مہاراج یا دیگر شائقین کے مفید مطلب
ثابت ہوئی تو اس محنت کا یہ کافی صلہ ہو گا۔ لہٰذا التماس ہے کہ جہاں کہیں
سہو و خطا دیکھیں قصورِ عبارت سمجھ کر عفو و اصلاح سے زیب بخشیں۔

گر کار آمد ثابت شود و قبول افتد زہے عز و شرف

جے سچدانند

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہمارے والد بزرگوار کی عمر کی پانچ برس
کی ہوئی تو حسب دستور اُن کی پٹی پجوائی گئی اور سنسکرت ودیا کا آرمبھ ہوا۔
تھوڑے عرصہ ہی میں خوب ودیا حاصل کر لی۔ آپ کی شادی رام دھن پانڈے
چندراترے گوت سکنہ ماجھی علاقہ ہندپور ضلع سارن کی لڑکی سے ہوئی تھی
یہ اپنے پت کی بڑی آگیا کاری تھیں یہاں تک کہ باوجود ملازموں کی موجودگی کے
ہمارے والد صاحب کی کل سیوا ٹہل اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ جب ہمارے
دادا صاحب کا شریر پت گیا تو جناب والد بزرگوار اپنے پتا جی کے جانشین ہوئے
اور پیشۂ آبائی یعنی پروہتائی کا کام ہی جاری رکھا۔ چونکہ سنسکرت ودیا خوب

حاصل کرلی تھی اور سبھاؤ بہت ہی شانت اور سیتل تھا اور بڑے ہنس مکھ آدمی تھے اس لئے شہر بھر میں آپ کی بڑی پرتشٹھا تھی اور لوگ بڑے معتقد تھے۔ آپ کو بھی کولا دھرم کا اُپدیش خاندانی تھا اور اکثر مریدوں کو بھی آپ اسی دھرم کا اوپدیش کرتے تھے مگر آپ کو برہم ودیا کا اوپدیش بھی ایک مہاتما پرم ہنس جی مقام کیدار گھاٹ کاشی سے ہوا تھا مگر آپ کی طرف سے اِس کا اوپدیش صرف خاص خاص مریدوں کو تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارا جنم سمت ۱۹۲۰ بکرمی مطابق ۱۸۶۳ء کو ہوا تھا روز اتوار تتھ رام نومی ٹھیک نکشتر اور شوکرما یوگ تھا۔ رام نومی کے دن جنم ہونے سے ہمارا نام **رام روپ** رکھا گیا۔ ہم سے پیشتر ہمارے والد بزرگوار کی دو اولادیں ضائع ہو چکی تھیں اِس لئے اُنھوں نے جنم اوتسو جنم کے دن نہ کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ بالک کے بڑا ہونے پر کریں گے۔ جب عزیز و اقارب نے اس بات پر زور دیا کہ جنم ادتسو ضرور آج ہی ہونا چاہیئے تو ہمارے والد بزرگوار نے فرمایا کہ ہمارے گھر اوتسو کی ایسی کیا خصوصیت ہے آج کے دن تو تقریباً کُل ہندوستان میں ہی جنم اوتسو کا آنند منایا جاویگا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہماری عمر قریب آٹھ یا نو مہینہ کی تھی کہ ہماری والدہ ماجدہ کا دفعتاً سَشر پر برت گیا ؎

خُدا جہاں عیش دیتا ہے وہاں پر غم بھی ہوتا ہے
جہاں نقارے بجتے ہیں وہاں ماتم بھی ہوتا ہے

اب ہمارے والد بزرگوار کو ہماری پرورش کی فکر ہوئی۔ حالانکہ ہمارے والد بزرگوار کے ہزاروں ہی مُرید و سلوک تھے مگر اُن کی خاص محبت و توجہ ایک صاحب لالہ نرہر پرشاد قوم کایستھ سری واستو پر تھی یہ صاحب بھی نئے بازار میں

رہتے تھے اور پیشہ وکالت و مختاری کرتے تھے اُن کو بھی کولا دھرم کا اوپدیش خاندانی تھا۔ لالہ گلزاری لال سکنہ شیتی پٹی بلکسر کی لڑکی کے ساتھ ان کی شادی ہوئی تھی استری و پرش دونوں بڑے بھگت اور سادھو سیوی تھے۔ اور اپنے گرو یعنی ہمارے والد ماجد کے بڑے معتقد تھے لالہ صاحب کے بڑے بھائی لالہ کرشن موہن لعل جی مہاراجہ بیتیا کے مختار تھے ان کا بھی پاٹھک جی پر بڑا اعتقاد تھا۔ لالہ نرہر پرشاد کے صرف ایک لڑکا ہم سے قریب چھ ماہ بڑا تھا۔ قضا کار ہماری والدہ صاحبہ کے انتقال سے ایک ماہ پیشتر وہ فوت ہو گیا اس لئے ہمارے والد صاحب نے ہماری والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ہم کو لالہ صاحب کے سپرد کر دیا تاکہ ہماری پرورش بھی بخوبی ہو جائے اور اُن کا بھی غم غلط ہو جائے اور لالہ صاحب اور اُن کی شیل وان استری نے بھی ہماری پرورش بسر و چشم قبول کر لی۔ الغرض ہم نے کایتھنی مائی کا دودھ پیکر ہی پرورش پائی اور وہ دونوں ہم کو اپنے حقیقی بچّے سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے اور ایسا لاڈ چاؤ کرتے تھے کہ ہم کو کبھی اپنی ماتا پتا کا اکس بات کبھی چیتون نہ ہوا لالہ صاحب نے ایک باندی مسماۃ مرچیا اور اُس کے لڑکے دل سنگار کو ہماری داشت کے واسطے مقرر کر دیا تھا ان دونوں نے بھی ہماری بہت سیوا ٹہل کی ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے والد بزرگوار کے ششوں میں جیسے پریمی اور بھگت لالہ نرہر پرشاد تھے ویسے ہی اُن کے ست سنگیوں اور رفیقوں میں سے لالہ دیبی پرشاد قوم کایستھ آمشٹھ کول دھرمی سررشتہ دار فوجداری تھے۔ اور جس طرح لالہ صاحب مذکور الذکر نے ہماری پرورش کی تھی اُسی طرح سے سررشتہ دار صاحب نے ہم کو تعلیم و تلقین کی۔ چونکہ لالہ صاحب و سررشتہ دار صاحب ہر دو اصحاب کایستھ تھے اور ان لوگوں میں بجائے ہندی و سنسکرت کے

فارسی و عربی کا زیادہ رواج تھا اس لئے جب ہماری عمر ۴ برس اور ۴ مہینہ کی ہوئی اُس وقت ہماری فارسی و عربی تعلیم شروع ہوئی اور جناب سررشتہ دار صاحب کی توجہ اور کوشش سے بہت جلد حصول مدعا کے بعد سلسلۂ تحصیل علم ختم ہوا۔ دیگر لالہ صاحب کے وہاں شب و روز معاملہ مقدمہ کا ہی چرچا رہتا تھا یا موکلوں کا ہجوم یا کھانے بنانے اور طیار کرنے کی گفتگو ہوا کرتی تھی کیونکہ لالہ صاحب کو عمدہ و نئے کھانوں کا بہت شوق تھا ہمیشہ نئے نئے کھانے بنانے کی ترکیبیں معلوم کرنا اور پھر اُن کے مطابق کھانے طیار ہوتے۔ اور چونکہ لالہ صاحب خود دست سنگی اور معزز اور بڑے رسوخ کے آدمی تھے اس لئے اکثر بڑے بڑے رئیس و معزز دست سنگی پرش ملنے کو آیا کرتے تھے اور سجن پرشوں کی گفتگو اور صحبت سے ہم کو بہت لابھ ہوتا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سمت ۱۹۰۸ میں جب ہماری عمر پانچ برس کی تھی تب ہمارے والد بزرگوار نے بھی چولا تیاگ دیا۔ والدہ صاحبہ کی وفات کا تو ہم کو ہوش ہی کیا تھا۔ البتہ والد بزرگوار کی وفات کا ضرور خیال ہے مگر لالہ صاحب اور اُن کی دھرم پتنی نے اس ناز و محبت سے پرورش کی کہ بھولکر بھی والدین کی یاد آنے کا موقعہ نہ دیا۔ لالہ صاحب کو خیال تھا کہ جو حسرت و ارمان ہمارے والدین ہماری طرف سے اپنے دل میں لے گئے ہیں اُن کو یہ بخوبی انجام دیکر اُن کی روح کو تسلی بخشیں گے مگر قدرت کو یہ بات منظور نہ تھی اُس نے تو ہم کو اپنے کام کے واسطے ہی پیدا کیا تھا اس لئے سب کی سرپرستی اور سایہ سے نکالکر اپنے ہی سایہ میں لے لیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک صاحب مسمی پنڈت بھیروں شنکل سکنہ کھل پورہ ضلع سارن ہمارے والد بزرگوار کے پاس پہونچے تھے۔ مگر بعدہٗ اُنہوں نے

جناب والد صاحب سے ودیا بھی پڑھی اور دیگر اشغال کی بابت بھی ان کو
اوپدیش ہوا۔ گویا شش کا سمبندھ ہو گیا تھا اور کچھ رشتہ داری بھی تھی اُس کی
وجہ سے ہمارے پتاجی کو ماما کہکر پکارتے تھے۔ گوردکشا کی کارروائی اور ہمارا
یگوپوت سنسکار انھوں نے ہی کرایا تھا۔ یہ ہمارا دوج سنسکار قریباً ۹ برس
کی عمر میں ہوا تھا۔ یہ ہم کو رام نراین کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سنہ ۱۹۱۷ میں جب ہماری عمر ۱۴ برس کی تھی اُس
وقت ہمارے پدر رضاعی جناب لالہ نرہر پرشاد صاحب کا بھی سرگ باس ہو گیا
ان کی وفات کا ہم کو بہت رنج ہوا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے والد صاحب کو پرم ہنس کیدار گھاٹ کاشی
والوں سے برہم ودیا کا اوپدیش ملا تھا اس لئے پرم ہنس جی اکثر اُن کے پاس
آیا کرتے تھے اور چونکہ لالہ صاحب نے پاٹھک جی سے اُوپدیش لیا تھا اِس لئے
پرم ہنس جی کی لالہ صاحب کے ہاں بھی آمدورفت تھی۔ بعد وفات لالہ صاحب
جب تک اُن کی استری زندہ رہیں اُس وقت تک پرم ہنس جی مہاراج کی
آمدورفت برابر جاری رہی ان مہاتما کی نسبت زیادہ حالات تو ہم کو معلوم نہ ہو سکے
مگر یہ بڑے کامل بزرگ تھے اور ہم سے بڑی محبت کرتے تھے اور نا پو بابا کے نام سے
بلایا کرتے تھے۔ سب سے پیشتر برہم ودیا اور برہم گیان کا اوپدیش اور فیض
باطنی ہم کو ان بزرگ سے ہی ہوا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جناب لالہ نرہر شاد جی کی وفات کے بعد ایک مرتبہ
پرم ہنس جی مہاراج تشریف لائے تو ہم نے اپنا مدعائے دلی اُن پر ظاہر کر دیا
اور ایسی خواہش ظاہر کی کہ میرا ارادہ گرہست آشرم نہ کرکے سادھو ہونے کا
ہے آپ کی کیا آگیا ہے۔ یہ سنکر فرمایا کہ بھائی ناپو دیکھو دنیا میں جو کام سلسلہ

اور قاعدہ سے کیا جاتا ہے وہ ہی عمدگی اور خوبی کے ساتھ ہوتا ہے۔ تمھارا برہم چریہ اب قریب پورا ہو چکا ہے۔ پہلے گرہست آشرم میں داخل ہو اس کے بعد بانپرست پھر سنیاس کا مضائقہ نہیں۔ یہ سادھو ہونے کی تم کو ابھی سے کیا سوجھی۔ دیکھو گرہست بندھن نہیں ہے جو دل سے اس کو جھوٹا سمجھ کر انصاف اور محنت سے دھن پیدا کرتا ہے اور مناسب طور پر اخراجات اور حاجتمندوں کی حاجت رفع کرتا ہے۔ اپنے متعلقین کی خدمت مشیتِ ایزدی سمجھ کر بطور فرض ادا کرتا ہے وہ بھی آزاد ہی ہے۔ گرہست آشرم کے برابر ہم نے تو کوئی آشرم و دھرم دیکھا نہ سنا۔ جوانی میں استری گرہن کر کے پُتر پیدا کر کے کام دیو کی اگن کو بجھا کے تیسرے درجہ میں بانپرست اور بعدہٗ سنیاس اختیار کرے۔ جو ایسا نہیں کرتے وہ اکثر ناجائز فعل کے مرتکب ہوتے ہیں۔ بغیر گرہست کئے جو سنیاسی ہو جاتے ہیں اور آخر میں سنسار کے آنند دیکھکر استقلال پر نہیں رہتے اُن کا سنیاس بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کا لُطف بھی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور اُن پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ دھوبی کا کُتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ یا۔ ازیں سو رانده و ازاں سو درمانده۔ جو شروع سے سنّیاس اختیار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ قانونِ قدرت کے خلاف کرتے ہیں جو ڈنڈا پھلانگیگا وہ ضرور گرے گا۔ کام بڑا بلوان ہے دیکھو لسوامترجی نے پہلے تین ہزار برس تک نرا ہار عبادت کی اور بڑے جتیندری تھے مگر مینکا اپسرا کو دیکھ کر عاشق ہو گئے جس سے شکنتلا لڑکی پیدا ہوئی۔ پاراسرجی نے مچھودری نامی ملاح کی لڑکی سے بھوگ کیا۔ برھماجی اپنی لڑکی کے پیچھے بھاگے۔ حالانکہ یہ دراصل استعارات ہیں مگر ان تمثیلوں سے تم اس نتیجہ کو حاصل کرو۔ کہ اول گرہست آشرم ہی درست ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کا فرمانا درست اور سچا ہے اور مجھ کو بھی گرہستی سے کوئی نفرت نہیں ہے

مگر جہاں تک میں نے دیکھا اور بچار کیا اِس میں کچھ سار نہیں معلوم ہوتا ہے موہ میں پھنسکر دین دُکھی رہنا اور بھگوت بھجن سے بمکھ رہکر جنم ویرتھ گنوانا ہی ہے

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں　　این خیال است و محال است و جنوں

جب لون سمرے ناہری جو سنلن کے بیت
وہ دن گنتی میں نہیں گئے برتھا سب بیت

یہ زنجیر اُلفت نہایت ہی سخت ہے اس میں پیر نہ پڑے جب تک ہی خیر ہے ورنہ پھر اسکا کٹنا محال بلکہ ناممکن سا ہو جاتا ہے तदहरेव विरजेत यदहरेव प्रव्रजेत یعنی جس دن ویراگ ہو اُسی دن سنیاسی ہو جائے کیونکہ نہ جانے پھر کیا بگھن ہو جائے۔ دیگر وشیوں کے پاس رہنے سے جتنا وے آکرشن کرتے ہیں اُتنا دور سے نہیں کرتے اِس لئے ترویدشا میں گرہ پرتیاگ کر دینا ہی اُتم ہے۔ کیونکہ شادی بواہ کرکے بڑھاپے میں استری وغیرہ کا سنتوش کرکے سنیاسی ہونا بڑی دُرلبھ بات ہے اور دوسرے استری کے سنتوش کا کبھی کیا ٹھکانہ ہے کیونکہ تیتی کے نکٹ پت سدا یووا (جوان) ہے چاہے وہ کتنا ہی بوڑھا ہو گیا ہو مگر اُس کی استری اُس کا علیحدہ ہونا ہرگز منظور نہ کرے گی۔ گرہست آشرم میں رہکر ریشم کے کیڑے کی سی مثال ہو جاتی ہے جیسے وہ اپنے اندر سے ایک تار نکالتا ہے اور اُس کی گولی اپنے اوپر بنا کر اُس میں مقید ہو کر ہلاک ہوتا ہے اِسی طرح انسان اپنے دل سے خواہشات اور ابلاکھا کا تار نکالکر اپنے کو مقید کر دیتا ہے اور بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے اور گرہست آشرم میں یہ باتیں لازم و ملزوم ہیں اور اگر آپ یہ کہیں کہ آزادی اور گرفتاری کا باعث انسان ہی کا دل ہے آشرم پر اس کا کوئی انحصار نہیں۔ سو آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ویراگ اور ابھیاس سے جب تک دل اچھی طرح قابو میں نہ کر لیا جائے

اُس وقت تک ممکن نہیں کہ گرہست میں پھنسکر مبتلا نہ ہو ضرور بالضرور ہو۔ البتہ جب پورا گیان ہو جاوے اور ابھیاس سے اُس کو قابو میں کرلے اُس وقت کچھ مضائقہ نہیں خواہ گرہست آشرم میں رہے خواہ سنیاسی ہو جائے۔ اس لئے اِس ظالم کو قابو میں کئے بغیر گرہست ہونے میں مجھ کو اندیشہ ہے ع

ایک دل میں اُلفتیں دو دو سما سکتی نہیں

دوہا - کبیر من تو ایک ہے بھاوے تہاں لگائے
چاہیں ہر کی بھگت کر چاہیں بشئے کمائے

اور پھر زندگی کا بھی کون قیام ہے وہ کسی نے کہا ہے ؎

اس دم کا کرے بھروسہ کون ہے — جبکہ دم بھر نہ خود ہے صبر اسے
فکرِ معاش ذکرِ خدا یادِ رفتگاں ؎ — دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے

اِس لئے ایک وقت میں ایک کام ہی درست ہو سکتا ہے - دُبدھا میں دونو گئے مایا ملی نہ رام - دونوں طرف دیکھنے میں یہ حالت ہوتی ہے ؎

ہے بہارِ باغِ دنیا چندروز — دیکھ لے اس کا تماشا چندروز
پوچھا لقماں سے جیا تو کتنے دن — دستِ حسرت ملکے بولا چندروز
قبر میں رکھکر کے یوں بولی قضا — اب یہاں تم سوتے رہنا چندروز
غافلو یادِ الٰہی چاہیئے — اِس جہاں میں ہے بسیرا چندروز

یہ سنکر پرم ہنس جی نے فرمایا کہ بھائی سادھو ہونا گویا دنیا بھر کی ذمہ داری سر پر لینا ہے اور جو تمھارا یہ خیال ہے کہ سادھو ہونے میں کوئی چنتا نہ رہے گی - یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ علاوہ اور باتوں کے ملکہ چنتا کھانے پہرنے کی سوا کرلی ہے اور اس سے نہ گرہستی بری ہیں نہ سادھو آزاد - میں نے عرض کیا کہ بیشک یہ امر دونوں آشرموں کے واسطے ہے تو لازمی مگر سادھوؤں کو

اس کی چنتا کی چنداں ضرورت نہیں ہے ؎

کارسازِ ما بہ فکرِ کارِ ما　　فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

چنتا نہ کرا چنت رہ تو ری چنتا ہیں کین　　نیاروز روزی نئی کب تک تو ہے نہ دین

کیونکہ گرہست آشرم میں تو علاوہ اپنے شریر کے اپنے متعلقین کی پرورش وغیرہ لازم ہی نہیں بلکہ فرض ہے اور اس میں تو صرف اپنا ہی شریر ہے جس طرح سے چاہا رکھا مل گیا تو کھا لیا - ورنہ ہرا چھا - یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ فقیر ہو کر بھیک ہی مانگے اور گرہستیوں کی کمائی میں اپنا ساجھا سمجھے - پرم ہنس جی نے فرمایا کہ اچھا آپ تو کچھ اُدیوگ کرے نہیں اور بھیک مانگے نہیں - پھر کھائے کیا - میں نے عرض کیا کہ کند مول پھل پھول - علاوہ اس کے پرماتما نے سینکڑوں طرح کی نباتات اور اس میں غلہ کی قسم کی چیزیں خودرو انسان کے واسطے پیدا کیے ہیں - کچھ بھی کھا لیا - یہ بھی کوئی ضروری بات ہے کہ حلوہ قلاقند اور مزیدار کھانے ہی ہوں تب ہی زندگی بسر ہو - کیا اُن کو کھا کر آدمی زندہ نہیں رہ سکتا - جس طرح سے اس شریر کو رکھنا چاہو رہ سکتا ہے - دوسرے کھانا پینا آب و دانہ کے متعلق ہوتا ہے جہاں اس شریر کے نمت ہوتا ہے وہاں سے خود بخود پہنچ جاتا ہے ؎

چناں پہن خوانِ کرم گسترد　　کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

پرم ہنس جی بولے کہ نشچے ہو جانا آسان بات نہیں ہے اور پھر سب سے بڑھکر سنسکار ہوتا ہے - بندہ نے عرض کیا کہ میں نے تو اپنا نشچے ہی ظاہر کیا ہے اب رہی سنسکاروں کی بات سو اُن سے بھی میری ہی بات پختہ ہوتی ہے کیونکہ والدین اور استری اور نابالغ اولاد کی موجودگی میں سادھو ہونا ممنوع ہے کیونکہ اول تو اُن لوگوں کی پرورش واجب و فرض ہوتی ہے - دوئم اُن کی

اُمیدیں منقطع ہو جانے سے اُن کی دل آزاری کا خیال ہے ع
کسی کو کلپا کر آپ کب کل پا سکتا ہے
اس لئے جب تک اُن کا سنتوش نہ ہو منشیہ کو سنیاسی ہونا اُوچت نہیں۔ مگر میں اِن کُل باتوں سے بری الذمّہ ہوں کیونکہ ماتا اور پتا کا تو بیشتر ہی شریر برت گیا اور استری اور پتر کا ابھاؤ ہی ہے۔ اب سنسکاروں میں باقی کیا رہ گیا۔ دیگر آپ خود روشن ضمیر ہیں باقی معاملہ کو آپ خود ملاحظہ فرما لیں کیونکہ مجھ کو اس کی کچھ ضد نہیں ہے۔ بلکہ قدرت نے جو صورتیں پیدا کی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے کسی خاص کام کے لئے ہی اِس شریر کو پیدا کیا ہے

جیسی ہو بھو تبتا ویسی اُپجے بدھ ۔۔۔ ہونہار ہردے بسے بسر جات سب سدھ

یہ سُنکر پرم ہنس جی بڑی دیر تک خاموش بیٹھے کچھ سوچتے رہے۔ جب بہت دیر تک عالمِ سلوک رہا تو حافظؔ کا یہ شعر پڑھ دیا ؎

دست از طلب ندارم تا کامِ من برآید ۔۔۔ یا جاں رسد بہ جاناں یا جاں ز تن برآید

یہ سُنکر کہا کہ خیر بھائی بابو اگر تمھارا ایسا خیال ہے تو ایسا ہی سہی۔ مگر ایک امر تم کو ابھی مانع ہے وہ یہ ہے کہ لالہ نرہر پرشاد اور اُن کی استری نے تم کو بطور فرزند پالا ہے اور تمھاری ہر طرح سے خاطر اور ناز برداری کی ہے۔ اب چونکہ لالہ صاحب کا شریر برت گیا ہے اور اُن کی استری کا سہارا اور بھروسہ تمھارے اوپر ہی ہے۔ بلکہ اب باہر بھیتر سب جگہ کا انتظام اور اُن کی سیوا ٹہل تمھارا فرض ہے ؎

جو بزرگوں کے خدمتی ہوں گے ۔۔۔ بے تردد وہ جنّتی ہوں گے

تات مات سے پران دھن کپٹ کرے جو کوئے
تا کو تینوں لوک میں کبھی بھلو نہیں ہوئے

البتہ اُن کا شریر برتنے کے بعد تم کو اختیار ہے کہ جس طرح سے چاہو اپنی زندگی بسر کرو۔ اوپدیش کے مطابق باطنی کل کارروائی کرتے رہو۔ مگر ظاہرا طور پر علیحدگی درست نہیں ہے بلکہ اپنا یہ خیال بھی اُن پر ظاہر نہ ہونے دینا ورنہ اس پیرانہ سالی میں اُن کی مُفت دل آزاری ہوگی ؎

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن
کہ در طریقت ما غیر ازیں گناہے نیست

اس کے بعد ہم کو پرم ہنس جی نے کچھ خاص اُوپدیش کیا۔ اور فرمایا کہ ہم نے تو دل مونڈ کر صاف کر دیا ہے ماتھا حجّام سے مُنڈا لینا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہماری عُمر قریب ۹ برس کے تھی اُس وقت ایک روز ست سنگ میں یہ تذکرہ ہوا کہ اکثر سادھوؤں کو ایسی سِدھی ہو جاتی ہے کہ گٹکا مُنہ میں لیکر اس استھول شریر سمیت آکاش میں اُڑنے لگتے ہیں۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ گٹکا وٹکا کچھ نہیں ہے صرف خیالی طاقت سے یہ بات حاصل ہو جاتی ہے البتہ پرانوں کو کچھ قابو میں ضرور کرنا پڑتا ہے۔ یہ سنا ہم کو خیال پیدا ہوا کہ تم کو بھی ایسی ہی کوشش کرنی چاہیئے کہ اُڑنے لگو اور جی چاہے جہاں دم کی دم میں چلے جاؤ۔ قدم قدم پر اس بھاری شریر کا بوجھ اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے مگر اس کا کوئی قاعدہ اور کارروائی نہ تو ہم کو معلوم تھی اور نہ کسی سے ہم نے دریافت کی۔ خود بخود سانس کو روک کر اور بدن کو سنبھال کر یہ خیال کرکے بیٹھ جاتے کہ اب میں اُڑوں۔ کچھ عرصہ کی مُزاولت سے تھوڑی سی دیر میں شریر ہلکا سا معلوم ہونے لگتا۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ اوپر کی طرف کو اُڑتا ہے۔ چند روز کی مشق سے تو شریر زمین سے اوپر اُٹھنے لگا تھوڑے روز اور کوشش کی تو پھر کیا تھا ایک منزل مکان تک جانے لگا۔ ایک دن میں یہ کارروائی کر رہا تھا کہ لالہ صاحب اور چند اشخاص نے دیکھ لیا کہ میں اُڑا جاتا ہوں وہ سب مجھ کو پکڑنے کو دوڑے مگر میں قریب ایک منزل

اونچا اٹھ گیا جب انہوں نے بہت واویلا مچایا تو میں اتر آیا انہوں نے
مجھ کو بہت کچھ ڈرایا دھمکایا کہ تم یہ کیا کارروائی کرتے ہو اس کا نتیجہ بہت
خراب ہوگا کسی دن تم بہت اونچے سے گر پڑوگے اور ہاتھ پیر ٹوٹ جائیگا اور
عجب نہیں مر بھی جاؤ۔ الغرض میں نے اُس کارروائی کو چھوڑ دیا بعدہٗ معلوم
ہوا کہ وہ کارروائی پرانوں کے روکنے کی جو اُس وقت کی تھی بالکل باقاعدہ
تھی اور اُس کے طریق اور عمل کا اُوپدیش گویا مجھ کو باطنی طور پر ہوا تھا
میری آتما ہی نے گرو بنکر مجھ کو اُوپدیش کیا تھا۔ اور بھی ایسی کئی باتیں اُس وقت
ظہور میں آئی تھیں۔ مگر اُن کا اظہار فضول ہے۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ جناب لالہ صاحب کی حین حیات میں ہمارے عزیز
اور رشتہ داروں نے ہماری شادی وغیرہ کی بات چیت چلائی اور کچھ جما وڑا
جم بھی گیا تھا مگر لالہ صاحب کی وفات سے وہ معاملہ کچھ ٹھنڈا ہو گیا۔ جب
ان کی وفات کو کچھ عرصہ گذر گیا تو لوگوں نے پھر زور مارا اور لالہ صاحب کی
استری نے بھی سرگرمی سے کوشش شروع کی۔ جب بات چیت ٹھیرنے کی نوبت
پہنچی تو ہم نے حیلہ بہانہ شروع کئے کیونکہ ہم تو پرم ہنس جی سے پیشتر ہی اس
امر کا فیصلہ کر چکے تھے اور ہم نے اُن لوگوں کو یہ ٹال بتائی کہ صغیر سنی میں شادی
درست نہیں ہوتی ہے۔ کم از کم بیس سال کی عمر ضرور ہونی چاہیئے اس سے
معاملہ ملتوی ہو گیا۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ ماہ ساون سمت ۱۹۲۰ میں لالہ صاحب کی وفات کے
قریب تین سال بعد جب ہماری عمر سترہ سال کی تھی لالہ صاحب کی دھرم پتنی کا
بکلی شریر بت گیا۔ ان کی وفات کا ہم کو بہت رنج ہوا۔ ان کا اگن سنسکار وغیرہ
کل کرم کانڈ ہمارے ہی ہاتھ سے ہوا۔ حسب دستور عزیز و رشتہ دار پگڑی وغیرہ

لیکر آن موجود ہوئے اور پرانے مضمونوں کی بھی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی مگر ہم نے دل میں سوچا کہ پرماتمانے ہم کو آزاد کیا ہے اب اِس طرف تمھارا اِسنکار نظر نہیں آتا۔ چونکہ دل میں تو کچھ اور لگی ہوئی تھی ؎

بیڑیوں سے لے جنوں رشتہ مرا جاتا رہا | جب سے زلفوں میں پھنسا یہ سلسلہ جاتا رہا
کس کا غم چھایا ہے دل پر ہے مجھے کسکی تلاش | کسکو آنکھیں ڈھونڈتی ہیں ہائے کیا جاتا رہا

اِس لئے سب کو اِدھر اُدھر کی باتوں میں ٹال دیا۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ پرم ہنس جی کے اوپدیش کے مطابق ہماری باطنی کل کارروائی ہو چکی تھی صرف لالہ صاحب کی استری کے زندہ ہونے کی وجہ سے ظاہرا طور پر علیحدگی نہ ہو سکی۔ جب ہم نے اُن کے کرم کانڈ سے فراغت پائی اور سب طرف سے قطع تعلق ہو چکا تو پھر آزادی ہو گئی اور گرو کا بھیک جو اندرونی تھا سو پر گھٹ کر لیا۔ اپنے والدین و نیز لالہ صاحب کی کُل جائداد و مال و اسباب کا سوائے ہمارے اور کوئی دعویدار نہ تھا مگر اُس سب کو مالک کے سپرد کر کے ہم چھپرہ سے روانہ ہو گئے اور بکسر کی طرف چلدئے ؎

واعظو دیکھ چکا ہو جو کسی کا جلوہ | حوریں نظروں میں بھلا اُس کے سمائیں کیونکر
ارب کھرب لوں درب اور اودا ست لھن بارہ | ناشی ہر نج مرن ہے تو آوے کونے کاج

درمیان میں بڑا گھنا جنگل تھا اور کئی ندیاں واقعہ ہوئیں۔ بکسر میں پہنچ کر ہم نے سری بھاگیرتی کا اشنان کیا اور دھوتی وغیرہ جو کچھ کپڑے پہنے ہوئے تھے سب وہیں چھوڑ دئے صرف ایک لنگوٹ دھارن کر لیا۔ گنگا جی کے گمبھیر پرباہ کو دیکھ کر ہم کو مہاتما کنہر داس جی کا یہ بھجن یاد آگیا بھجن

جے گنگا جے جے جگ جننی جے سنتن سکھدائے | بھگت بھوپ بھاگیرت ہت پر گھٹ اون پرائے
چرن کمل ازاگ بھاگ کرلے برہما آر لائے | پربل پرنا پ کہا نلگ برنوں شنکر شیش چڑھائے

چار کھاں جگت جیو اُودھارن وید مل لیش گائے — ترل ترنگ پاپ کمل کھنڈن جھابن تہ جائے

گن گندھرو افر کنّر من رہت سداں لو لائے — گھور دھار گمبھیر کل جل چھوٹ ادھم تر جائے

کنک شکھر سر للّت منوہر اُر جے مال سہائے — جا کی کانت دیکھ یم کنکر کرونا کر پھر جائے

رام نام گنگا کل کیول اور نہ کچھو اوپائے — کاشٹر داس دھن جے جگ میں بسیتا سلل اپنائے

جس گنگا کی تعریف مہاتما کاشٹر داس جی نے کی ہے اُس سے مراد وہ ہی "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" ہے۔ یہ گنگا تو صرف اُس کا نمونہ ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ بکسر سے اکبر پور کے جنگل کی طرف کا ارادہ کیا برسات کا موسم اور ماہ ساون کا اخیر تھا مگر اُس وقت بارش نہ تھی اثنائے راہ میں بکسر سے قریب ڈیڑھ کوس نکلنے پر بارش شروع ہوئی اور اس قدر پانی برسا کہ وہاں کے کھیتوں میں قریب کمر کمر کے پانی ہو گیا۔ وہاں سے قریب ایک گانوں تو متہ تھا بمشکل تمام شام تک وہاں پہنچ سکے۔ چونکہ طبیعت میں ویراگ تھا اس لئے کسی کے مکان پر جانا مناسب نہ سمجھا۔ ایک زمیندار بھوئیں ہار برہمن کے دروازے پر پختہ کنواں تھا اُس کے متصل جا کر بیٹھ گئے قریب تھوڑے ہی فاصلہ پر بارش ہو رہی تھی۔ اُس برہمن نے ہماری طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور نہ کسی امر کی بابت دریافت کیا آدمی سنگی نہ معلوم ہوتا تھا اور طبیعت بھی ذرا سخت تھی۔ جب بارش بند ہو گئی تو مرد اور عورتیں پانی بھرنے کنوئیں پر آئے۔ مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ ہم وہی بھیگی لنگوٹی باندھے بیٹھے رہے۔ اتفاقیہ ایک سپاہی ملازم سرکاری اُس زمیندار کے نام پروانہ لایا اور اُس کو خوب دھمکایا اور ڈرایا اور زمیندار کو پکڑ کر لیجانے پر آمادہ ہو گیا کہ تم کو عدالت میں حاضر ہونا ہے۔ اُس نے ہر چند

خوشامد درآمد کی اور بہت کچھ طمع دلائی یہاں تک کہ پندرہ روپیہ نقد دینے چاہے مگر سپاہی نے مطلق پرواہ نہ کی اور کشاں کشاں لیجانا چاہا۔ اُس گانوں میں کوئی فارسی خواں نہ تھا جو اُس پروانہ کو پڑھتا۔ جب ہم نے دیکھا کہ باوجود اس قدر انکساری عاجزی اور طمع کے سپاہی کسی طرح سے باز نہیں آتا تو زمیندار کی حالت پر رحم آیا اور سپاہی سے کہا کہ ایسا کیا حکم ہے ذرا مجھ کو تو دکھلاؤ اُس نے سمجھا کہ یہ محض ناخواندہ شخص ہے کیا سمجھیگا اس لئے طعن سے پروانہ نکالکر دیدیا۔ اُس میں درج تھا کہ بابت فلاں جرم تمھارا حاضر ہونا ضروری ہے اگر عرصہ دو یوم میں حاضر نہ ہوگے تو تم پر جرمانہ کیا جائے گا۔ وہ مضمون اُن سب کو پڑھ کر سُنا دیا اور کہا کہ دو روز کی میعاد تو حاضری کی ہی ہے اور اگر حاضر نہ ہوگا تو جرمانہ بھگتے گا تم کو پکڑ کر لے جانے کا کوئی حکم نہیں ہے صرف اطلاع یابی کرا لیجاؤ۔ یہ حال معلوم کرکے تو زمیندار کی باچھیں کھل گئیں۔ اور پھر تو ہماری ایسی خاطر کی جیسے شش گرو کی یا فرزند بزرگ کی کرتے ہیں۔ نہانے کے لئے فوراً آگ سلگا دی۔ لنگوٹ دھو کر سکھا دیا بڑے تکلف سے بچھونا بچھایا مالینا وغیرہ اوڑھنے کو لایا اور پوریاں آچار اور بھینس کا دودھ و دہی وغیرہ کھانے کو لایا اور اُس سپاہی کی طرف سے ایسی عدم توجہی کی کہ کھانے تک کو نہ پوچھا۔ اب ہم کو خیال ہوا کہ تم کو تو عافیت ہو گئی۔ مگر اس بیچارے سپاہی پر ظلم ہوا۔ یہ کارروائی تو بہت بیجا ہے۔ اس کا مفت دل دکھیگا۔ ہم نے زمیندار کو سمجھایا کہ بھائی ان لوگوں کا یہ ہی پیشہ ہے۔ بہت کہنے سننے سے کچھ پانی تمباکو کی پوچھی مگر اُس کے ظلم سے بہت پریشان تھا۔ آخر ہم نے اپنے کھانے میں سے سپاہی کو کھانا اور بستر وغیرہ اوڑھنے بچھانے کو دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ نوہٹہ گاؤں میں برہمن کے بہت اصرار سے دو روز قیام کیا جب روانہ ہونے لگے تو گاؤں والوں نے ہم کو پالکی میں بٹھا کر روانہ کیا۔ کچھ دور جا کر ہم نے پالکی واپس کر دی اور قریب دو کوس چلکر ہم نے لنگوٹ وغیرہ بھی پھینک دیا اور بالکل ننگن ہو گئے ؎

تن عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس — یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا
مائی اوڑھنا مائی بچھونا مائی کا سرہانا ہے — مائی کا کل بوت بنایا مائی میں مل جانا ہے

بعد ازاں ڈیری گھاٹ ہوتے ہوئے جانب دکشن مقام تلوتھو گئے۔ تلوتھو میں ٹھاکر کے متصل قیام رہا وہاں سے جنگل بہت قریب تھا۔ ایک شب قریب ۱۲ بجے اٹھکر جنگل کی طرف چلے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ چاند کی طرح پر ایک روشنی زمین میں نظر آ رہی ہے اور ایک فرلونگ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا قطر قریب دس بارہ گز کے تھا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ پرکاش کہاں سے اور کس چیز سے نمودار ہوتا ہے۔ دو چار برس کے بعد ذکر مذکور ہوا تو معلوم ہوا کہ سانپ کے من کا پرکاش ہو گا اور کئی مہاتماؤں سے ذکر کرنے پر بھی یہ ہی بات ثابت ہوئی۔ مگر اس قسم کی کیفیت پھر کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مقام تلوتھو سے اکبر پور گئے۔ اس جگہ جنگل اور پہاڑ بہت ہیں اور بڑی فضا کا مقام ہے یہ جگہ ہم کو بہت پسند آئی اور قریب چھ سال یہاں قیام رہا مگر کوئی مٹھ یا جھونپڑی بنا کر یا کسی گرہستی کے مکان پر نہیں بلکہ اسی طرح سے ننگن اور آزادانہ طور۔ یہاں تک کہ کوئی چیز یعنی کرپاتر کبھی اپنے پاس نہ تھا۔ اس عرصہ میں ہم نے مون دھارن کر رکھا تھا۔ کسی سے گفتگو نہ کرتے تھے۔ اس جگہ مہاراجہ ہرشچندر کا بنوایا ہوا قلعہ ہے۔ اس لئے اس جگہ کو ہرشچندر گڑھی بھی کہتے ہیں۔ اور ایسی بھی روایت ہے کہ مہاراجہ

ہرلیش چندر کے لڑکے روتھاس نے بھی اس جگہ راج کیا تھا اس لئے اس مقام کو روتھاس گڈھ بھی کہتے ہیں۔ اس جگہ صحرائی جانور مثلاً شیر۔ چیتا۔ ریچھ بھیڑیا بہت کثرت سے تھے اور دن میں پانچ چھ مرتبہ دیکھنے کا اتفاق ہوجاتا تھا اور ہرن وغیرہ تو بالکل پاس ہی پھرا کرتے تھے مگر ویراگ کی وجہ سے ہم کو ان سے کچھ خوف نہیں معلوم ہوتا تھا اور نہ ان سے کبھی کسی طرح کا گزند پہنچا ؎

مرد عارف کیست بیباک از ہمہ   آب صافی چیست او پاک از ہمہ

ایک روز ارشاد ہوا کہ اکبر پور میں قیام کی حالت میں ہم صرف کھیل اہار کرتے تھے۔ وہاں پر ایک بابو بالمکند سنگھ انسپکٹر پولیس تھے اُن کو ہماری خدمت کا بہت خیال تھا اور چونکہ وہ افسر ہو کر خدمت کرتے تھے اس لئے اُن کے ماتحت سب انسپکٹر و جمعدار و کانسٹبل سب ہی خدمت کرتے تھے۔ ان کے علاوہ چھ ہندو اور چھ مسلمان سب کو ہماری خدمت کا خیال تھا۔ البتہ جب تک انسپکٹر صاحب سے ملاقات نہ ہوئی تھی اُس وقت تک اکثر فاقہ ہوجاتا تھا۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ ہم کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔ ویراگ کی ڈیوڑھی سے جاکر مانگنا طبیعت کو گوارا نہ تھا اور اس شعر پر ڈڑھ لشواش تھا ؎

چناں پہن خوان کرم گسترد   کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب اکبر پور میں ہم کو بہت عرصہ گذر گیا تو ایک روز خواب میں گرو مہاراج کے درشن ہوئے اُنھوں نے ہنسکر فرمایا کہ بیٹھنے سے سیاحی ٹھیک ہے اس ارشاد کو سنکر پھر سیاحی کا خیال ہوا ع

"رمتا جوگی بہتا پانی ٹھیرے گدلا ہوئے"

صبح ہی وہاں سے روانہ ہوئے اور چوگائیں۔ نوانگر۔ تلوتھو۔ ڈیری گھاٹ

گھومتے ہوئے ڈمراؤں میں قیام کیا۔ یہ سب مواضعات قصبہ کے طور پر ہیں
ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی فقیر کا گذر مسرولیا گانوں میں ہوا گانوں
سے باہر کھیت میں ایک برہمن ملا اُس نے فقیر کو آچار وستو
وغیرہ جو اُس کے پاس وہاں موجود تھے کھلائے۔ اُس وقت فقیر دو روز کے
فاقہ سے تھا۔ اِس دعوت کو غنیمت سمجھا اور بہت خوش ہو کر اُس سے پوچھا
کہ تمھارے بال بچے و استری خوش ہیں۔ اُس برہمن نے کچھ غمگین ہو کر کہا کہ
مہاراج نہ تو کوئی بال بچہ ہے اور نہ استری ہے۔ یہاں تو لنغدم کا معاملہ ہے

ع جورو نہ جاتا اور اللہ میاں سے ناتا

اُس فقیر نے دریافت کیا کہ کچھ بال بچّہ کی چاہنا اور ابھلاشا ہے۔ اُس نے
عرض کیا کہ مہاراج ایک بھتیجا ہے اُسی کو لڑکے کی طرح پر مانتا ہوں۔ اگر
اپنے کوئی اولاد ہو تو کیا ہی بات ہے۔ نہیں تو ہارے کو یہی لڑکے کے برابر ہے
فقیر نے کہا کہ تم اپنی شادی کر لو اگر پرماتما نے چاہا تو تمھارے دو لڑکے ہونگے
ایک کا نام بدری ناتھ اور دوسرے کا کیدار ناتھ رکھنا۔ یہ کہکر وہاں سے روانہ
ہو گئے۔ برہمن عمر سے ڈھلا ہوا تھا۔ مگر اُس کو کچھ ایسا اعتقاد ہو گیا کہ فوراً
شادی کر لی اور اُس کے دو لڑکے بھی ہوئے۔ اتفاق سے ۵ یا ۱۰ سال بعد
اُس فقیر کا پھر اُسی گانوں میں گذر ہوا اُس وقت کُل کھیت پکے کھڑے تھے
بڑے زور کا ابر ہو رہا تھا اور بارش شروع ہو گئی۔ ایک دو بوچھار اُولوں کی بھی
آئی۔ سب لوگ تراہ تراہ پکارنے لگے۔ اُس برہمن کا سادھو مہاتماؤں میں
بہت نشچے ہو گیا تھا اس لئے کل گانوں والوں کو اکٹھا کر کے فوراً اُس
فقیر کے پاس لے آیا۔ سب نے پرارتھنا کی کہ مہاراج کوئی ایسا اُپائے کیجئے کہ
یہ اُولا بند ہو جائے نہیں تو ہم سب لوگ بے موت مر جائیں گے۔ فقیر نے کہا

کہ او پائے تو میں کچھ جانتا نہیں۔ البتہ تم سب بیٹھکر رام رام کہو۔ اگر مالک کو
منظور ہے تو اولا بند ہو جاوے گا۔ اُن سب لوگوں نے رام رام کہنا شروع کیا
پرماتما کی کرپا سے فوراً اولا بند ہو گیا۔ سب لوگ اُس کے بہت مشکور ہوئے
اور اُس کی بڑی آؤ بھگت کری۔ فقیر نے کہا کہ اس میں میرا کیا کرتبیہ ہے
جو بات ہونہار تھی سو ہو گئی اور اگر کچھ سمجھو بھی تو اُس رام کی کرپا ہے جس کا تم نے
نام لیا۔ اُس برہمن نے فقیر کی دعوت کی۔ اُس کی استری نے کھانا پروس کر
کھلایا اور دونوں لڑکے بھی موجود تھے اور اُن کا نام بھی برہمن نے فقیر کے
کہنے کے مطابق رکھا تھا۔ اُن دونوں لڑکوں کو فقیر کے قدموں میں ڈالکر کہا کہ
آپ جیسے ایک مہاتما کی دعا اور کرپا سے ہی ان کا مُنہ دیکھنا نصیب ہوا ہے
اور کل ماجرا بیان کیا مگر فقیر نے نہ تو خود اپنے تئیں اُس پر ظاہر کیا اور نہ وہ اُس کو
پہچان سکا۔ یہ بیان کر کے فرمایا کہ یہ معاملات کشف و کرامت کے متعلق ہیں۔ مگر
آتم گیان اور برہم آنند یعنی فقیری اَور ہی چیز ہے۔

ہر کشف بر آں چہرہ نقابے دگر است ۔۔۔ ہر تجربہ دریں راہ سرابے دگر است
از رفع حجاب خویش مغرور مباش ۔۔۔ کایں رفع حجاب ہم حجابے دگر است

بلکہ مموکش سادھک کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سار داسار کے بچار اور گرہ
وکٹمب کے تیاگ کرنے سے من نرمل ہو کر بھگوت سروپ کا پرکاش جس جس
بھانت پر گھٹ وساکشات ہوتا جاتا ہے اُسی اُسی بھانت پروکش و اَبھوت
بات کا جاننا اور ست ہو جانا بچن اشیرباد و شراپ۔ اور پراپت ہو جانا من
بانچھت پھل۔ جو کہ انما آدک اسٹ سدھ پر سدھ کی سمبندھی ہیں آپ ہی سبب وش
ہو جاتا ہے۔ جو کہیں اُس برکت یوگی کا چت اُن سدھیوں کی اور لگ گیا تو
سب جاتا رہا۔ پھر ٹھکانا لگنا کٹھن ہے۔ سو اُس سمیہ من کو ایسا سنبھالے کہ
تنک بھی من اُن سدھیوں میں نہ لگے۔ ایسا تیاگ کرے جیسا بانت وبشٹا کو

گھناؤنا جانکر چھوڑ دیتے ہیں جو اس سے سنبھل گیا تو ترنت من بانچھت پد کو پہنچ گیا جو من بٹ ماروں نے لوٹ لیا تو پھر بنا لگنا مشکل ہے۔ مگر یہ مقام بڑا دشوار گذار ہے بڑے بڑے ہوشیار اور عقلمند مراتب میں رہجاتے ہیں اور جب تک ان کو ترک نکرے فقیر محال ہے۔

چرڑھ گجراج چھتر نگنی سماج سنگ جیت جیت پال سرپال سون سجت ہیں
بڑیا اپار پڑھ تیر تھ انیک کر جگ اور دان گجو کھانت سون کرت ہیں
تین کال میں نہانے اندریوں کو بس لائے کرہیں باس بکھے باسنا تجت ہیں
جوگ اور جاگ جپ تپ انیک کرہی بنا بھگونت بھگت بھونا ترت ہیں

جلیں گرڈھیں بڈیں اُڑجائیں	پر کایا پر دیش کرائیں
اور پر اسئے من کی جانے	چلکر جائیں تہاں من مانے
بھولیں جہاں چترا اور گیانی	ان کو تجے بھگت ترن جانی

۵ سر مد غم عشق بو الہوس را نہ دہند | سوز دل پروانہ مگس را نہ دہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار | ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند
چاشنی درد عشق قابل ہر سفلہ نیست | زہر ز خوان شہاں ناموسے را دہند
اسرار محبت را ہر دل نہ بود قابل | دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

راقم۔ وہ فقیر صاحب خود ذات اقدس ہی تھے مگر ایسی باتوں کو کبھی اپنی ذات سے منسوب نہیں کرتے تھے بلکہ ان کو ہیچ اور پوچ سمجھتے تھے۔ ۵

خود شناسی کار باشد اے فلاں | کار دیگر ہیچ و پوچ و ہیچ دال

اکثر کی تو یہ خواہش ہوتی ہے رباعی

یارب چہ خوش است بے دہاں خندیدن | بے واسطۂ چشم جہاں را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است | بے منت پا گرد جہاں گردیدن

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم ڈمراؤں میں پہنچے تو ہم نے کیلے کے جنگل کی کوپین دھارن کر لی۔ یہاں قریب دو تین ماہ تک قیام رہا۔ مہاراجہ صاحب کے تالاب پر ٹھاکر جی کا مندر تھا وہیں بیٹھے رہتے تھے اور اکثر نندن بن کی طرف جو وہاں سے قریب تھا بطور سیاحی کے چلے جاتے تھے اور بالکل آزادانہ طور پر رہتے تھے۔ اُجّین نگری کے پرتاپی مہاراجہ ویرو کرمادت کے خاندان میں سے راؤ مہاراجہ رادھا پرشاد سنگھ جی اُس وقت راج کرتے تھے۔ اُنھوں نے ایامِ غدر میں سرکار کی بڑی مدد کی تھی۔ اِس لئے سرکار ان کی بڑی قدر کرتی تھی۔ مہاراجہ صاحب کے اتالیق بابو جے پرکاش لعل کی استری اور بھاوج بڑی ہر بھگت تھیں اور ان کا سالا مسمیٰ شیو دت لعل جو ان کے پاس ہی رہتا تھا۔ ہماری بڑی خدمت کرتا تھا۔ اکثر ہمارے کھانے پینے کی فکر یہ ہی رکھتے تھے۔ اور مستورات ان کے ہاتھ یا اپنی باندی کی معرفت کھانے پینے کی چیزیں ہمارے واسطے بھیجتی تھیں۔ دوسرے تیسرے روز کبھی ہم بھی ان کے گھر چلے جاتے۔ بذاتِ خود ماسٹر صاحب زیادہ بھگت نہ تھے۔ اُن کے سالے صاحب کہا کرتے تھے کہ ماسٹر صاحب سے ملنے پر وہ آپ کی بڑی خاطر کریں گے اور مہاراجہ صاحب سے بھی ملاقات کرا دیں گے مگر ہم کو اِس امر کی مطلق پروا نہ تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ڈمراؤں میں ایک مہاتما کے درشن ہوئے تشکل و شباہت سے اُن کی عمر ۴۵ برس کی معلوم ہوتی تھی اور شکل و قوا میں ہمارے گرو سری پرم ہنس جی مہاراج کیدار گھاٹ والوں سے مشابہ تھے۔ کسی سے گفتگو حتیٰ کہ اوپدیش تک کی بات چیت نہ کرتے تھے مگر مون بھی نہ تھے اپنی خوشی کچھ بولا کرتے تھے۔ اگر کوئی بات چیت کرنا چاہتا تو کانوں پر ہاتھ دھر کر کان ملتے ہوئے بھاگ جاتے تھے۔ اُن کو کھانے پینے میں قومیت اور مذہب کا

کچھ خیال نہ تھا - چہ ہندو چہ مسلمان - جو کوئی بغرض لیجا کر اور اپنے ہاتھ سے لقمہ بنا کر کھلاتا تو ایک دو لقمہ کھا لیتے اور پھر چلدیتے - پوشش کی طرف سے صرف ایک لنگوٹ تھا اُس کی بھی کچھ سُدھ نہ تھی کبھی لانگ لگی ہے تو کبھی کھلی ہے - چاہئیں جسم دیکھا کرو - اگر کسی نے لانگ لگادی تو واہ واہ اور کھلی رہے تو واہ واہ - اُس سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن کو ذاتی طور پر اس کا بھی خیال نہ تھا - اُن کا معمول تھا کہ باغ یا تالاب یا نندن بن کی طرف سے آتے اور سیدھے بازار میں ہو کر نکل جاتے - ہم سے اکثر ملتے تھے مگر زبانی بات چیت کبھی نہ کرتے تھے اور نہ ہم نے کبھی کوئی امر زبانی دریافت کیا - شناخت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مہاتماؤں کی آخر منزل میں اُن کا قیام تھا یعنی کل راستہ طے کر چکے تھے - ان کی مجذوبی برت تھی مگر بکنا یا شور و غل کی حالت نہ تھی کسی کو سخت و سُست بھی نہ کہتے تھے - صرف اپنے کو بچاتے تھے ایسی مجذوبی سلک میں ہی داخل ہے - وہاں کے لوگ ذکر کرتے تھے کہ ان مہاتما کی عرصہ ۳۶ سال سے اس بازار میں آمد و رفت ہے - اِس کل عرصہ میں اُنھوں نے دو مرتبہ دو اشخاص سے مخاطب ہو کر کلام کیا ہے یعنی ایک شخص کو دعا دی اور ایک کو بددعا - وہ دونوں کلام اُن کے پورے ہو گئے - اُس کا بیان اس طرح پر ہے :-

جس شخص کو دعا دی تھی اُن کا نام لالہ ایشری پرشاد تھا اور یہ مہاراجہ صاحب کے موروثی و خاندانی منشی تھے اور تیرہ ۱۳ روپیہ ماہوار مشاہرہ تھا ان کے دو ۲ لڑکے مسمیان رندھیر پرشاد و متھرا پرشاد تھے - ان کی تنخواہ اس قدر قلیل تھی کہ بمشکل تمام گھر کا خرچ چلتا تھا مگر بڑے ہی دیانت دار اور ست سنگی تھے ان کے مکان کی ڈیوڑھی میں ایک چوبی تخت بچھا ہوا تھا اور یہ مہاتما اکثر

وقت بیوقت وہاں جاکر لیٹ رہتے اور لالہ صاحب کا یہ دستور تھا کہ کچھ روٹی اور دال وغیرہ جو گھر میں طیار ہوتا وہ اُس تخت پر اُن مہاتما کے واسطے رکھ دیتے وہ جب کبھی آتے اور موج ہوتی تو کھا لیتے تھے۔

مستورات اکثر لالہ صاحب سے کہتی تھیں کہ تم اِن فقیر صاحب سے دعا کی درخواست کرو مگر وہ ٹال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میرے بڑے بھاگ ہیں جو کبھی کبھی درشن دیکر پرشاد دیا جاتے ہیں کہیں درخواست کرنے سے ناخوش ہو گئے تو آنا بھی بند کر دیں گے۔ لیکن جب ان لڑکوں وغیرہ کی شادی کا وقت آیا تو مستورات نے بہت کہا سُنا۔ اُس روز ہمت کی کہ اچھا آج کچھ کہیں اور کھانا لیکر نیچے اُترے۔ اتفاق سے مہاتما وہاں موجود تھے۔ لالہ صاحب کو دیکھ کر بلا درخواست کئے خود بخود فرمایا کہ "تم کو تیرہ لاکھ کا آدمی کیا" یہ فقرہ کہکر خاموش ہو گئے لالہ صاحب نے بھی زیادہ کچھ نہ دریافت کیا مگر بڑے تعجب میں تھے کہ کہاں مَیں اور کہاں تیرہ لاکھ لیکن اُن کی بات پر پورا یقین تھا۔ اُنہیں ایام میں راؤ مہاراجہ مہیشر سنگھ راج پاٹ کا کام چھوڑ کر کاشی جی تپ کرنے کو چلے گئے اور اُن کے لڑکے راؤ مہاراجہ راد ھا پرشاد سنگھ گدی نشین تھے اُنہوں نے دیوان وقت سے کہا کہ فلاں فلاں تعلقدار نے عرصہ سے سرکاری لگان نہیں داخل کیا اور نہ آپ نے اُن کے حساب کتاب کی پڑتال کرائی اب اِس کا فوراً انتظام ہونا چاہیئے۔ دیوان صاحب نے عرض کیا کہ اُن تعلقداروں سے ہمارا خاندانی پُرانا تعلق ہے اِس لئے مَیں خود تو اُن کے حساب کا معائنہ کر نہیں سکتا۔ کیونکہ اُن کا حساب ضرور خراب ہے۔ مفت رنجش پیدا ہو گی اور دوسرا کوئی معتبر شخص ملا نہیں البتہ ایک شخص منشی ایشر پرشاد اعتبار کا آدمی ہے اُس کو کل روانہ کرونگا۔ دوسرے روز لالہ صاحب کو اہیر پا گاؤں

کی پڑتال کا حکم ملا۔ جا کر حساب دیکھا تو لاکھوں روپیہ کا غبن تھا۔ پانڈے تعلقدار نے بڑی منت سماجت کی اور کہا کہ اگر آپ معاملہ کو دبا دیں تو آپ کو چار لاکھ روپیہ دونگا۔ یہ وہاں سے آئے اور دیوان صاحب سے کل حال کہہ سنایا۔ دیوان صاحب نے کہا کہ مہاراجہ صاحب سے تم خود جا کر کل ماجرا بیان کرو۔ غرض اُنھوں نے مہاراجہ صاحب سے کل حال کہا۔ اُنھوں نے دیوان صاحب کو بُلا کر کہا کہ دیکھو یہ شخص کیسا ایماندار ہے کہ اِس نے چار لاکھ کی رقم کو بھی منظور نہ کیا۔ اب میرا یہ خیال ہے کہ اُن لوگوں سے سرکاری روپیہ کے وصول یابی کی تو کوئی اُمید ہے نہیں اگر اِس غریب کا بھلا ہو جاے تو کیا ہرج ہے اِس لئے اُن کو بلا کر کہدیا کہ تم جا کر وہ چار لاکھ روپیہ لے لو۔ غرض لالہ صاحب نے وہ چار لاکھ روپیہ لے لیا۔

اُس کے بعد چین پور اور بھوان گانوں کی پڑتال کا حکم ملا اور مہاراجہ صاحب نے یہ بھی کہدیا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی بند ہیں۔ ان پر ہم کچھ سختی نہیں کر سکتے سرکاری روپیہ کی وصول یابی کی تو اُمید نہیں ہے جو کچھ تم کو دیں اُس کو ضرور لے لینا۔ غرض ان دونوں گانوں کے تعلقداروں نے بھی قریب آٹھ لاکھ روپیہ دئے اور ایک لاکھ کے قریب راج سے انعام ملا اور وہ تیرہ ۱۳ لاکھ کی رقم پوری ہو گئی۔ بعدہٗ مہاراجہ صاحب کو ان سے ایسی محبت ہو گئی اور خانگی طور پر یہاں تک کہدیا کہ اگر راج کے کھمبے تک بک جاویں اُس وقت تک بھی پرماتما نے چاہا تو ہماری تمھاری محبت میں فرق نہ آوے گا اور اُن کے وسیلہ سے لالہ صاحب کو اور بہت کچھ پراپتی ہوئی۔

اور بد دعا کا حال اس طرح ہے کہ جب لالہ ایشر پرشاد کو یہ دعا ملی تو اور لوگوں کو بھی خبط ہوا اور مہاتما کا پیچھا پکڑا۔ ایک صاحب واصل الدین انسپکٹر پولیس نے

تو یہ حال کر دیا کہ ہر وقت دعا کے خواستگار رہوتے۔ ایک روز یہ تھانہ میں کرسی پر بیٹھے تھے کہ وہ مہاتما بھی تھانہ میں چلے آئے اور اُن کے مقابل ایک کرسی پر بیٹھ کر کہا کہ "واصل الدین تم برخاست" اور یہ کہکر چلدئے۔ اب کیا تھا انسپکٹر صاحب کا خون خشک ہوگیا۔ شام کی ڈاک کھولی تو حکم ملا کہ فلاں قتل کے مقدمہ میں تم نے اصلیت کو چھپایا اس لئے تم برخاست کئے گئے۔ اب انسپکٹر صاحب نے اپنے عیال اور کل سامان کو تو وطن روانہ کر دیا اور مہاتما کے پیچھے ہو لئے کہ اب اس پیرانہ سالی میں ایسا روزگار تو ملنے سے رہا۔ اب جائیں تو کہاں جائیں۔ اگر کچھ اُمید بر آری کی صورت ہے تو انھیں مہاتما سے ہی جب انسپکٹر صاحب کو بہت عرصہ گھومتے ہوگیا تو ایک روز کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ "چلا جا رانچی" اور پھر بھاگ پڑے۔ بس انسپکٹر صاحب اُسی روز رانچی روانہ ہو گئے۔ وہاں افیون کی کوٹھی میں ہیڈ کلرک کی جگہ خالی تھی۔ صاحب بہادر نے ایک بکس رکھوا دیا اور حکم دیا کہ کل اُمیدوار صبح اپنی عرضیاں اس میں ڈالیں اور حکم کے منتظر رہیں۔ اُنہوں نے بھی اپنی عرضی ڈالی۔ افسر نے ان کی عرضی تو لے لی اور کل اُمیدواروں کی عرضیاں واپس کر دیں۔ اور پھر باہر آکر ان سے دریافت کیا کہ واصل الدین تم نے ہم کو پہچانا۔ اُنہوں نے کہا کہ حضور میں نے تو آپ کو نہیں پہچانا۔ پھر صاحب بہادر نے اپنا نام لیا۔ تب اُنہوں نے کہا کہ ہاں حضور فلاں مقام میں سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے اور مَیں وہاں انسپکٹر تھا۔ پھر صاحب نے کل حال دریافت کر کے وہ جگہ ان کو دیدی اور کل اُمیدواروں کو کہا کہ آپ لوگ جاویں یہ ہمارا پُرانہ ماتحت ہے ہم نے اس کو پسند کیا۔ اور اسّی روپیہ ماہوار مشاہرہ اور تین ہزار روپیہ کمیشن کی گماشتگیری کی جگہ عطا فرمائی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ڈمراؤں سے روانگی کے وقت خودبخود ایسا خیال پیدا ہوا کہ کوئی کتنی بھی خدمت اور اصرار کرے مگر تین روز سے زیادہ قیام کسی جگہ درست نہیں ہے۔ الغرض پٹنہ کی طرف روانہ ہوئے اور جس قدر گانوں وغیرہ راہ میں پڑے دو شب سے زیادہ کسی میں قیام نہ کیا اور اکثر صبح سے ۸ یا ۹ بجے دن تک چلتے تھے اور جنگل یا دریا یا تالاب کے کنارے یا برگد یا پیپل کے درخت کے نیچے قیام کرتے تھے۔ راہ میں مہاراج گنج۔ بڑھ پور۔ بیسو پور۔ بلوٹی۔ آراہ۔ بیہٹا۔ کھگول۔ دیناپور۔ بانکی پور وغیرہ مقامات میں سے گذر ہوا۔ یہاں سے لودی کٹرہ وغیرہ کی سیر کرتے ہوئے پٹنہ پہنچے۔ یہاں پر ایک لالہ جے پرکاش لعل سکنہ پٹنہ محرر محکمہ افیون بڑے ہر بھگت اور ست سنگی تھے۔ انھوں نے ہماری بڑی سیوا کی۔ دو چار برس جب تک اس نواح میں سیاحی کی گھومتے پھرتے انھیں کے ہاں قیام کرتے تھے۔ حالتِ سیاحی میں دس پانچ روز اور کبھی ماہ دوماہ کے واسطے مون دھارن کر لیتے تھے اور صرف چنے یا سوکھی روٹی کھاتے تھے۔ اس نواح میں زیادہ قیام کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ مقام دریائے گنگا کے کنارے پر ہے۔ پانی وغیرہ کا ہر طرح سے آرام تھا اور جا بجا تالاب یا دریا تھے کیونکہ بستر گستر اور لوٹا جھولی تو کچھ تھی نہیں۔ کسی نے پانی پلا دیا تو خیر ورنہ اسی طرح پر گذر تھی۔ موسم جاڑے و گرمی کا بھی زیادہ خیال نہ تھا۔ صرف دشا شوچ کے آرام کا خیال تھا۔ اگر کسی کے مکان پر بھی جانے کا اتفاق ہوتا تو پیشتر تالاب وغیرہ پر ضروریات سے فارغ ہو کر جاتے تھے۔ اس لئے جہاں پانی کا آرام ہوتا تھا وہ جگہ پسند تھی۔ یہاں سے روانہ ہو کر موتی ہاری۔ سون پور۔ ہری ہر چھیتر۔ گنگا جل وغیرہ میں گھومتے رہے۔ سون پور میں بابو بہاری سنگھ چھتری اور گنگا جل میں ٹھاکر گوبند راج سنگھ

چھتری و مقام بگھی میں بابو سندلال بڑے بھگت تھے - ایام گشت میں ایک دو روز کے لئے کبھی کبھی ان صاحبوں کے ہاں ٹھیرنے کا اتفاق ہوتا تو بڑی سیوا کرتے تھے اس سے زیادہ ٹھیرنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا -

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم موتی ہاری وغیرہ اضلاع میں سیاحی کرتے رہے تو ایک روز ایک گانوں میں جس کا نام ہم کو ٹھیک یاد نہیں ہے دو تین روز ٹھیرنا ہوا - ایک دن شام کو اس گانوں کے دس بارہ آدمی ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس گانوں کے دکشن جانب ایک برساتی ندی ہے اُس کے پرلے پار ایک باغ اور تالاب بہت عمدہ ہے ہم سب لوگ وہیں جاتے ہیں - آپ بھی ہمراہ چلیئے وہ مقام بھی سادھو مہاتماؤں کے دیکھنے اور ٹھیرنے کے لایق ہے اور عجب نہیں وہاں کسی سادھو کے درشن ہو جاویں تو ایک پنتھ دو کاج کی مثل ہو - ہم بھی اُن کے ہمراہ ہو لئے - وہ کل آدمی قریباً ہم عمر تھے اور نہ تو بہت ست سنگی تھے اور نہ بالکل واہی - معمولی لیاقت کے آدمی تھے اس لئے وہ سب کھیلتے کودتے وہاں پہنچے ٹھنڈائی وغیرہ طیار ہوئی چونکہ چاندنی رات تھی اس لئے سیر سپاٹا کرتے دیر ہو گئی - وہ استھان واقعی بڑی فضا کا تھا اور گانوں سے دو میل کے فاصلہ پر تھا - وہاں سے آٹھ نو بجے واپس ہوئے - راستہ میں جو ندی پڑتی تھی اُس میں بہتا ہوا پانی تو نہ تھا مگر جا بجا گڈھوں میں پانی بھرا ہوا تھا اور گانوں کے مُردے وہیں جلا کرتے تھے - وہ سب لوگ چاندنی رات کی وجہ سے اور کچھ بھانگ کے نشے میں خوب ہنستے کھیلتے اور گاتے ہوئے چلے آ رہے تھے - جب ندی کے قریب پہنچے تو یکایک ایک بہت ہی لانبا اور کالا آدمی قریب پچاس گز کے فاصلہ پر دکھائی پڑا - وہ کبھی تو اس قدر لانبا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے قدکی

اِتنا ہی نظر نہ آتی تھی اور کبھی اُس کے قد کا اندازہ معلوم ہو جاتا تھا۔ بدن اُس کا
پتلا تھا اور تمام جسم کے اندازے سے سر بہت ہی بڑا اور بے ڈول تھا۔ ندی کے
کنارے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر بڑے زور سے دوڑتا تھا۔ مگر
کچھ بولتا نہ تھا اور اُسی جگہ پر ایک قدِ آدم صورت جس کی پوشاک بہت ہی
سفید تھی اور لانبی سفید ڈاڑھی تھی ایک ہاتھ میں لکڑی لئے ندی کے
کنارے آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا:۔

"مجھے جانا ہے بڑی دُور بتیس ۳۲ کہار چاہئیں ضرور"

اُس وقت چاندنی اس قدر صاف تھی کہ اُن کی صورت و شکل ہم کو اچھی
طرح دکھلائی دیتی تھی۔ اِن دونوں صورتوں کو دیکھ کر اُن سب کا نشہ ہرن
ہو گیا۔ ہنسنا گانا سب بھول گئے بالکل سٹی گم ہو گئی ہوش حواس بگڑ گئے
اور ایسے خوف زدہ ہو گئے کہ مُنہ سے بات تک نہیں نکلتی تھی۔ صرف اتنا کہا
کہ یہ بھوت ہیں ان کی بابت گاؤں کے لوگوں سے بھی ہم نے سُنا ہے
اب آپ ہم کو بچائیے اور سب ہمارے گلے سے چمٹ گئے۔ ہم نے کہا کہ ڈرو مت
اور مجھ کو چھوڑ دو۔ اگر تم اس طرح سے پکڑو گے تو ہم اور تم سب یہیں رہ جاویں گے
میں آگے چلتا ہوں اور تم سب میرے پیچھے چلے آؤ اور اُن کی تسلی
کے لئے کہدیا کہ میں کچھ منتر پڑھتا ہوں ڈرنا مت۔ تب سب لوگ رام رام کہو۔
یہ کہکر ہم آگے ہو گئے اور وہ سب ہمارے پیچھے ہو لئے۔ ہم لوگوں کا راستہ تو
وہی تھا جہاں یہ دونوں صورتیں پھر رہی تھیں مگر میں نے ذرا کترا کر اور اُنکے
راستہ سے ہٹکر چلنا شروع کیا۔ جب ہم لوگوں نے ندی اُتر لی تو وہ سب ہمارے
آگے ہو لئے اور ہم اُن کے پیچھے رہے اور قریب آدھے میل تک وہ آواز سنائی دی۔ اور وہ صورت
دکھلائی دی۔ جب ہم گاؤں میں پہنچے تو سب لوگوں سے اُس کا تذکرہ ہوا اُنہوں نے

بیان کیا کہ عرصۂ دراز سے یہاں یہ معاملہ نظر آتا ہے۔ اور بزرگوں سے ایسا
سُننے میں آیا ہے کہ کوئی امیر یا سوداگر اپنے نوکر چاکروں کے ساتھ سفر
میں جارہا تھا اور اِس مقام پر اُس کو قزّاقوں نے لوٹا اُس کا کل سامان
لے گئے اور اُس کو بھی قتل کیا اُسی کی روح اپنے دور دراز سفر اور کہاروں
کی ضرورت کو بیان کرتی ہے اور یہ سیاہ فام صورت یا تو اُس امیر کے کسی
خادم کی روح ہے یا اُن قزّاقوں میں سے کسی کی ہے جو اُس کے نوکر
چاکروں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ گنگا کے دکشن کی جانب کے علاقوں میں سیاحی
کرنے کے بعد پھر بلیا۔ غازی پور۔ سارن۔ چمپارن وغیرہ مقامات میں
جو دریاے گنگا کے اُتّر جانب ہیں گشت رہا یہ کل دیار دریاے گنگا و
سون بھدرا و دیوہا و گنڈک کے قرب و جوار میں آباد ہیں۔ یہاں سے
روانہ ہو کر اُتر کی جانب ریاست بیتیا میں چلے گئے۔ ایام سیاحی میں کئی
اچھّے اچھے مہاتما اور شاغل یوگ ابھیاسی فقیروں سے اتفاقِ ملاقات ہوا
ان لوگوں نے ہم پر جو کرپا کی اُس کے اظہار کی اجازت نہیں دی گئی بلکہ
ایک مہاتما نے اُس کے اظہار سے تاکیداً منع کیا تھا مگر ہم نے مروت میں آکر
ایک شخص سے ظاہر کر دیا۔ اِس بات پر اُن بزرگ نے بہت افسوس کیا اور
کہا کہ خیر جو تم نے کیا سو کیا آیندہ احتیاط رکھنا۔ اِس راز کے ہویدا کرنے کا ہم کو
بہت افسوس رہا اور ہماری حالت میں کچھ فرق آگیا مگر وہ فرق صرف براے
چندے تھا تاہم اُس کی وجہہ سے خیالات سابقہ میں بہت تبدیلی واقع ہو گئی
جس کی وجہہ سے اب تک لوگوں کے مکان پر قیام کی صورت ہو جاتی ہے
اور لحاظ و مروت آجاتی ہے۔ اِس کے قبل کسی کا لحاظ یا مروت پسند نہ تھا

اور دنیا داری و سنسار کے متعلق جو کوئی بات چیت کرتا تھا تو بالکل ناپسند معلوم ہوتی تھی البتہ ست سنگ کی بات چیت مرغوب خاطر تھی۔ حالت ویراگ میں یہ بھجن بہت اچھا معلوم ہوتا تھا بھجن

ہم سے کوکر کومت نیکو ٹیک۔ جاجاتو رستارام کے بھجن میں جو بولو سو بھیکو
ہم سے کوکر کوست نیکو

کوکر رہت کسا کجے دوارے جو دئے سو پاوے۔ میرو منوا الیسو کبھی در در ہوئے کھرباوے
ہم سے کوکر کومت نیکو

کوکر رہت ہے تا نیم دھرم سے برکھہ برکھہ گنیتا کھوٹے۔ میرو منواں الیسو لالچی پلک پلک چپت ڈوبے
ہم سے کوکر کومت نیکو

کوکر اپنو کاج سنوارے ہم الیسو کاج بگاڑے۔ کہے گرنانک نام دیو کوکر سن پرے نستارے
ہم سے کوکر کوست نیکو

ایک روز ارشاد ہوا کہ بیتیا میں رانی جی کے تالاب پر استھنتی تھی مہاراج صاحب و مہارانی جی صاحبہ دونوں بڑے سادھو سیوی اور ہری بھگت تھے۔ اُن کی ڈیوڑھی یعنی پھاٹک کے اوپر ایک گوشائیں جی رہتے تھے بہت ہی خوبصورت۔ شکیل۔ طاقتور و بلشٹ جوان تھے وہ ہماری بڑی فکر رکھتے تھے اور دودھ وغیرہ لایا کرتے تھے۔ اِن گوشائیں جی مہاراج و مہاراجہ و مہارانی جی کی سیوا اور خبرگیری سے وہاں پر اکثر سادھو مہاتماؤں کا نواس تھا۔ گوشائیں جی جیسے دھنوئی جوان و صورت شکل میں اچھے تھے ویسے ہی سیرت و خصلت میں بھی بے نظیر تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سمت ۱۹۲۰ سے سمت ۱۹۳۶ بکرمی تک یعنی پندرہ یا سولہ برس متواتر سیاحی کے بعد جب ریاست بیتیا میں تھے اُس وقت ایک روز

دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی مقام شہر کے باہر ملتا جہاں جنگل و پانی وغیرہ کا آرام ہوتا تو بہ اختیار خود وہاں قیام کرتے۔ ان خیالات کے جواب میں مرشد کی طرف سے حکم ہوا کہ اس اطراف کی سیاحی چھوڑ ملک کاٹھیاوار و دوارکا جی وغیرہ کی سیاحی کرو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مرشد کا یہ حکم پاتے ہی ہم نے روانگی کا قصد کر دیا اور سری اجودھیا جی کی طرف روانہ ہو گئے اثنائے راہ میں گھر سے دو تین سادھو ساتھ ہو لئے اور اسی طرح پر ملتے ملتے قریب ۶ مورتی ہو گئے اُن سب نے ہم کو اپنا سردھرا یعنی منڈلی کا مہنت قرار دیکر سیوا ٹہل کرنی شروع کی۔ ہم ان کو ہر چند سمجھاتے اور منع کرتے تھے مگر یہ خدمت کرنے سے باز نہیں آتے۔ ہم کو خالی زمین پر نہیں سونے دیتے تھے بلکہ کھور یا مرگ چرم جو کچھ موجود ہوتا بطور گدی کے بچھا دیتے تھے۔ گاؤں سے باہر کسی درخت کے نیچے خوب آسن لگا دیں اور گھی چانول وغیرہ مانگ کر لا دیں اور رسوئی طیار کر کے ہمارے ہاتھ دھولانا وغیرہ جو سیوا مہنت کی ہونی چاہیئے کرتے تھے اور گاؤں کے دیگر لوگ کبھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اثنائے راہ میں جو سادھو ملتے گئے ساتھ ہو لئے۔ یہاں تک کہ اجودھیا جی پہنچتے پہنچتے قریب ۱۲ مورتی ہو گئے۔ پیشتر تو ہمارا ارادہ دوارکا جی تک کا ہی تھا مگر اثنائے راہ میں جو سادھو ملتے گئے ان کی وجہ سے فی الحال تحفہ بندرابن تک کا ہوا۔ جب تعداد بہت بڑھ گئی تو ہماری طبیعت گھبرائی۔ کچھ تو ہم ان لوگوں کے تکلف سے پریشان تھے ہی اب ہم نے علیحدگی کی ایک ترکیب سوچی یعنی کبھی میل کبھی دو میل چلکر قیام کرنا شروع کیا کیونکہ ہمارا مطلب یہاں واپس آنے سے تو تھا ہی نہیں صرف دن گذران تھی مگر ان لوگوں کو یاترا کر کے اپنے استھانوں کو واپس آنا تھا اس لئے ان کا ہرج ہونے لگا۔ پھر تو ان لوگوں نے

ایک ایک کرکے علیحدہ ہونا شروع کیا۔ کوئی راہ میں پیچھے رہ گیا۔ کوئی ٹکنے کی جگہ سے چلا گیا۔ غرض پانچ سات روز میں سب سادھو کنارہ کر گئے۔ صرف ایک شخص ہمراہ رہ گیا۔ ہم نے بہت چاہا کہ کسی طرح سے یہ بھی روانہ ہو جائے تو پھر تن تنہا ہی رہیں مگر اُس نے ساتھ نہ چھوڑا البتہ بطور ذکر مذکور اکثر یہ کہا کرتا کہ وہ لوگ جو چلے گئے ہیں اب متھراجی پہنچ گئے ہونگے اور برج کی سیر کرتے ہوں گے۔ دیکھو ہم کب پہنچتے ہیں۔ ہم کو اُس کی حالت پر بہت خیال ہوا کہ اس کو ساتھ چھوڑنا بھی منظور نہیں اور اُن لوگوں کے پیشتر پہنچنے کا بھی افسوس اور پرکھا ہے۔ آخر ش اُس کی حالت پر ایسا رحم آیا اور سوچا کہ کسی اسٹیشن ماسٹر سے جاکر اسکی سفارش کرکے ٹکٹ دلوا دیں۔ ہم کو گھر چھوڑے عرصہ ۱۶ یا ۱۷ برس کا ہو گیا تھا مگر اس عرصہ میں خواہ اپنے واسطے خواہ سفارشی طور کبھی کسی شخص سے چونکہ سائل نہ ہوئے تھے اس لئے کچھ پس وپیش تھا۔ مگر اُس کی حالت نے مجبور کر دیا۔ اور ہم نے سوچا کہ اب سنگ چھوڑنا ہی بہتر ہے کیونکہ ساتھ رہنے سے آرام و آزادی نہیں ہے بلکہ اس کے موہ اور سنگ سے آج سوال کرنے تک کی نوبت آگئی۔ سادھوں کو سنگ بالکل تیاگیہ ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب اُس سادھو کی حالت نے مجبور کر دیا تو وہاں سے نزدیک ترجو ریل کا اسٹیشن تھا وہاں جاکر بیٹھ گئے اور یہہ ارادہ کر لیا کہ اگر کوئی بھگت یا ست سنگی آکر متوجہ ہوگا تو اُس کا تذکرہ کردینگے ورنہ خود بات چلا کر کسی سے نہ کہیں گے۔ دیوا اچھا سے اسٹیشن والوں نے ہم سے دریافت کیا تو ہم نے اُس کی نسبت تذکرہ کر دیا۔ اُنہوں نے مشورہ کرکے کانپور تک کا ٹکٹ اُس کے واسطے کٹوا دیا اور میری نسبت بھی

پوچھا تو مَیں نے انکار کر دیا کہ میں تو پاپیادہ جاؤں گا۔ مجھ کو تنہائی پسند ہے۔ جب گاڑی آکر ٹھیری تو اُس سادھو کو جُدائی کا بہت افسوس ہوا یہاں تک کہ زار قطار رونے لگا باوجودیکہ اسٹیشن والوں نے ہم کو اپنے پاس ٹھیرانے کا منصوبہ کر لیا تھا مگر اُس کی حالت دیکھ کر مجھ کو بھی کہہ سنکر عین گاڑی کی روانگی کے وقت بٹھال دیا اور ریلوے گارڈ سے میری نسبت بہت کچھ کہہ دیا۔ جس وقت اُس کا علاقہ ختم ہوا تو اُس نے دوسرے گارڈ سے سفارش کر دی۔ ہم کو یہ معلوم نہ ہوا کہ آیا گارڈ مجھ کو لبطور خود لایا یا اُن لوگوں نے آپس میں کچھ حساب کتاب کر لیا تھا۔ کیونکہ میرے پاس کوئی ٹکٹ نہ تھا۔ البتہ گارڈ ہر ایک اسٹیشن پر آکر پانی وغیرہ کے لئے دریافت کر لیتا تھا اور کچھ بات چیت بھی کرتا جاتا تھا۔ ہمراہی سادھو کا ٹکٹ کانپور تک کا تھا اس لئے وہاں پر گاڑی سے اُتر پڑے مگر ہم کو اس امر کا بہت خیال رہا کہ دیکھو سنگ دوش سے یہاں تک نوبت آگئی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ کانپور سے روانگی کے وقت واپسی کا عزم نہ تھا صرف دن گذران سے مطلب تھا ؎

برنگِ آسیا سنگ ست حالِ جسم زارِ من	بدستِ دیگرے اُفتادہ دام ناچار می گردم
عنانِ اختیارِ خویشتن دارم بدستِ او	برفتاریکہ خواہد بر ہماں رفتار می گردم
رشتۂ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

غرض کبھی مشرق کبھی مغرب۔ اسی طرح سے رمتے ہوئے پاپیادہ متھرا جی پہنچے یہاں پر ایک مہارشی کے درشن ہوئے۔ بہت ہی شفقت اور مہربانی سے پیش آئے اور شکل دیکھتے ہی کہنے لگے کہ "پرم ہنس رام پدا آؤ ملو" اور بڑے تپاک اور محبت سے بیٹے اُن سے ملتے وقت قسم قسم کے ترشیانہ باجے کی ساعت

اور قلب میں ایسی بشاشت اور پرکاش معلوم ہوتا تھا کہ جس کا برنن نہیں ہو سکتا۔ پرکاش میں نہ گرمی معلوم ہوتی تھی نہ سردی ایک عجب آنند تھا۔ صبح چار بجے کے چاند کی چاندنی کے موافق سہاؤنا تھا ؎

دکھلا رہی ہے دل کی صفائی جہاں کی سیر کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکاں میں ہے

جدھر توجہ کریں اُدھر پرکاش ہی معلوم ہووے اور راگ اور باجے سُنائی دیں کبھی بند نہ ہوں۔ خوشی خوشی آنند میں پھرتے رہے۔ گھنٹہ آدھ گھنٹہ کسی جگہ گھاٹ وغیرہ پر بیٹھنے کا اتفاق ہو تو خوب مٹھائی پھل پھول اور پیسہ بطور بھینٹ کے لوگ چڑھاویں اور چاہیں کہ توجہ سے اُن سے بات چیت کریں مگر ہماری طبیعت بولنے چالنے اور بات چیت کرنے کو نہیں چاہتی تھی اور نہ کچھ اُن کی طرف توجہ کرتے تھے بلکہ اُٹھ کر چل کھڑے ہوتے تھے اُس چڑھاوے وغیرہ کو ہمراہی سادھو لے لیتا تھا۔ اُس وقت نندگانوں گوکل۔ متھرا۔ بندرابن وغیرہ یعنی برج کی سیر خوب بھلی معلوم ہوتی تھی اور جو نظارہ اُس وقت دیکھنے میں آیا وہ بیان سے باہر اور چشم ظاہری سے جو نظر آتا ہے اُس سے بہت مختلف تھا۔ یہاں پر کئی مہینہ ٹھہرنے کا اتفاق ہوا ؎

ہر بھگتن کے درس کی مہما کہی نہ جائے جنم جنم کے پاپ سب چھن میں جات نسائے

ایک روز ارشاد ہوا کہ متھرا جی سے روانہ ہو کر پاپیادہ جے پور پہنچے چونکہ یہاں کے والیانِ ریاست اکثر فیاض اور ہر بھگت ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ کل ریاست کی آمدنی کا تہائی حصہ پُن دھرم کے واسطے نکل جاتا ہے اور دیگر شہر کے نواح میں پہاڑ۔ جنگل۔ جھرنے۔ بند اور تالاب۔ باغ وغیرہ پسندیدہ مقامات ہیں۔ اس لئے یہاں سادھو مہاتماؤں کا اکثر زیادہ قیام رہتا ہے۔ علاوہ کھانے پینے و دھونی پانی کے اور ہر طرح سے

فقیروں کی خبرگیری ہوتی ہے۔ یہاں صرف چند یوم قیام کرکے سانبھر چلے گئے
وہاں پر ایک بھگت بابو شیو نراین ناظم ریاست جے پور تھے اُن کے پاس
ٹھیرنے کا اتفاق ہوا۔ یہاں پر دیو دانی بڑا تیرتھ کا مقام ہے اُس کی تعریف
میں ایسا کہا ہے کہ "دیو دانی اور سب تیرتھوں کی رانی" اُس کے پاس ہی
سر سٹھا کا تالاب ہے اس کی کتھا پُرانوں میں مشرح ہے۔ یہاں براے
چندے قیام کرکے اجمیر چلے گئے۔ پشکر جی وغیرہ تیرتھوں کی سیر کرتے ہوئے
اُن برج والے مہاپُرش سے ملنے کو جی چاہا اس لئے پھر متھرا جی واپس چلے آئے
ایک روز ارشاد ہوا کہ متھرا جی میں اُن مہاپُرش کو ہر چند تلاش
کیا مگر اُن کا کہیں پتہ نہ چلا۔ ایک دن اُن کی تلاش میں بہت ہی گھومے
آخر تھک کر کالی دہہ کے قریب ایک درخت کے نیچے اُنہیں کے خیال میں
پڑ کر سو گئے تو خواب میں اُن کا درشن ہوا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ "مجھ کو کیوں
ڈھونڈھتے پھرتے ہو۔ اپنے آپ کو دیکھو۔ کیا میں اور تم کوئی علیحدہ علیحدہ
ہیں۔ پھر مجھ کو تلاش کرنے سے کیا حاصل" ہم نے اُسی حالت میں عرض کیا کہ
"ابھی مجھ کو خود اپنے تئیں دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے آپ بزرگ
مہاتماؤں کی درشنوں کی ابھلاشا ہے" یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ اگر تم کسی
مہاتما سے ملو تو جس طرح مجھ سے ہاتھ ملا کر ملنا ہوا ہے اُس طرح سے ہاتھ ملا کر
ہرگز نہ ملنا بلکہ علیحدہ سے ڈھوک نمسکار کر لینا۔ میں نے عرض کیا کہ حکم کی
تعمیل کی جائے گی۔ مگر یہ فرمائیے کہ اس طرح ملنے سے کیا ہرج ہوتا ہے۔
اُنہوں نے فرمایا کہ بعض اشخاص کی ایسی عادت ہوتی ہے کہ اگر کسی
دوسرے کی عطا کی ہوئی چیز دیکھ پاویں تو اُسکو چھین لیتے ہیں کیونکہ اس
شخص کو تو اس نعمت کی قدر معلوم نہیں ہوتی۔ البتہ اگر اپنی کمائی اور

محنت ہو تو اُس میں ایسے شخصوں کا کچھ بس نہیں چلتا کیونکہ قابض کو اُسکی قدر معلوم ہوتی ہے۔ اُس کے بعد وہ انتر دھیان ہو گئے۔ اُس حالت میں برج کی سیر ایسی بھلی معلوم ہوتی تھی کہ اُس کا اندازہ انبھو پر ہی ہے۔ بھگت بھاؤ اور پریم سے چھاتی اُمنڈتی تھی۔ یہ بھجن اکثر گاتے تھے

کرہوں میں بھگتی سنگار ناتھ مہارانی ہویوں ٹیک

ست کے سیندور اینگر سکرت مدرا کاجل دیہوں

مانگ ٹیکا ترکٹی لولاگے درشن ہری جی کے پیہوں

کرہوں میں بھگتی سنگار ناتھ مہارانی ہویوں

بازوبند گیان ڈڑھ تدری نتھیا بدھ چمکیوں

من کر بندھی سنتوش کی چوڑی ہیہ ہیہ ہری چھین ہیوں

اوہو مہارانی ہویوں

دیا کے کنگن اکر دو تھ چھیلی دھرم کی ہنسلی پہنیوں

ستاک کچھل الھسدتا بت بیسر بشنے جھلیوں

ناتھ مہارانی ہویوں

سار سرت کی انگیا ساج کے ستمت کی ساڑھی اوڑھیوں

سہج سمادھ بدھی چنت لہنگا پل ہی میں پیا کے رجھیوں

ناتھ مہارانی ہویوں

راھم یاد پیاری پیا ہاتھ کے سوتی بابا تمکیوں

سوہاگن ہوئی کے پیا کے ریجھائی برج تم میل دریوں

کرہوں میں بھگتی سنگار او ہو مہارانی ہویوں

در دو آر در بیں کھنیے جینت دیکھو بات نور کو ناکر پا کھو کھیکری جھنکے آرسی

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم اسی طرح برج کی سیاحی کرتے تھے کہ ایک اور مہاتما کے درشن ہوئے۔ ہم کو دیکھتے ہی وہ بھی ایسی ہی محبت سے ملے جیسے پیشتر والے مہاتما ملے تھے۔ ان کی خندہ پیشانی اور محبت پر ہم کو مہاتما اولین کی اتناع کا بالکل خیال اور یاد نہ رہی۔ جب وہ ہم سے ہاتھ ملا کر چلے گئے تو ہم کو ایسا معلوم ہوا کہ پیشتر والے مہاتما سے ملنے پر جو کچھ حاصل ہوا تھا اُس میں سے ایک حبہ بھی باقی نہ رہا بلکہ ویراگ کی خوشی اور آنند سے بھی بدتر حالت ہو گئی اور ایسا معلوم ہوا کہ جو کچھ ہمارے پاس تھا سو سب لُٹ گیا۔ جس طرح دھن وان کے پاس سے لچھمی لُٹ جاتی ہے۔ مگر ہم کو اسکی کچھ زیادہ پرواہ نہ تھی اور نہ ہم نے کسی سے اس کا تذکرہ کیا ؎

غم نہ کیجے غم کا اور شادی نہ کیجے عیش کی دونوں حالت دیکھئے مُنہ سے نہ کچھ فرمائیے

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم برج سے روانہ ہو کر متھرا صدر بازار میں آئے راستہ سے چلے جاتے تھے کہ ایک شخص مسمی سالگرام کھتری اپنے دروازہ پر بیٹھے تھے اُنھوں نے اُٹھ کر بہت انکساری اور عاجزی سے پیروں پر گر کر ہم کو اور ہمراہی سادھو کو اپنے گھر بُلا لیا اور کھانے پینے کی بڑے تکلف کے ساتھ طیاری کرائی اور اپنی بھگت بھاؤ سے ایک روز ٹھیرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ اُس نے منتر وغیرہ اور ست سنگ کی بابت بہت کچھ بات چیت کی اور حالات دریافت کئے مگر خیالات دنیا داری کی طرف زیادہ تھے۔ کسی خاص قسم کی عبادت کی طرف زیادہ توجہ نہ تھی اِس لئے دنیا کی رفع حاجات وغیرہ کے جو منتر تھے وہ اُن کو بتلا دیئے۔ یہاں صرف ایک روز قیام رہا اور روانگی کا ارادہ کرتے تھے کہ اُسی روز خواب میں یہ معلوم ہوا کہ دو تمھارے خیالات ایک مرتبہ ایک جگہ بیٹھ کر بھجن کرنے کے ہوئے تھے۔ مگر جو تنا کہ تم دوار کا جی

کا بچار کر چکے ہو اس لئے جے پور ہوتے ہوئے دوارکا جی جانا" غرض سنہ ۱۹۴۰ میں پھر جے پور گئے۔ شہر سے باہر فتح سنگھ کی سرائے میں قیام کیا۔ وہاں ہمراہی سادھو نے دال باٹی بنائی اور بعد فراغت طعام شہر میں داخل ہوئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب شہر جے پور میں داخل ہوئے تو اول محلہ دریبہ پان میں جانا ہوا۔ یہاں ایک شخص قوم گوجر بیٹھا تھا اُس سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی سادھو سنت کا استھان ہے۔ اُس نے قریب ہی پر ایک استھان کا پتہ بتایا۔ ہم دریافت کرتے جاتے تھے کہ ایک کبیسر کنھیا لال ہم کو ساتھ لیکر رادھا کشن کے کنڈ کے پاس سری جگناتھ جی کا مندر ہے۔ وہاں پہنچا آیا وہاں جو ویشنو سادھو تھے۔ اُن کا نام ہنومان جی تھا اور ایک عورت مسماۃ میران بائی بڑی بھگت بھی وہاں رہتی تھیں۔ ان دونوں نے ہر طرح سے خاطر کی۔ ان مہاتما کے مزاج میں انتہا انکساری اور فروتنی تھی۔ یہانتک کہ خود ہمارے پیر دابنے کو بیٹھ گئے مگر ہم نے دست بستہ التجا کی کہ آپ مہاتما ہیں معاف کیجئے۔ مگر بائی جی نے بصد انکار بھی نہ مانا۔ وہ سادھو رامائن خوب جانتے تھے۔ اُس کی کتھا ہم کو بھی سنائی۔ واقعی اُن کے لب و لہجہ اور ارتھ وغیرہ میں ایک خاص بات تھی جو پیشتر کبھی ہم کو نہ معلوم ہوئی تھی۔ سری جگناتھ جی کے مندر میں دن میں کئی بار بھوگ لگتا تھا اور ہر دفعہ وہ ہم کو کھانے پر مجبور کرتے تھے اور اُنہوں نے ہم کو دو روز ٹھیرنے کے لئے مجبور کر دیا اور دن بدن اُن کی بھگت بڑھتی جاتی تھی اور اُن کا یہ منشا تھا کہ ہم وہیں قیام کریں۔ مگر چونکہ دو روز ہم کو ہو گئے تھے اس لئے زیادہ قیام پسند نہ کیا اور اُن سے شہر میں گھومنے کی اجازت لیکر روانہ ہو لئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سری جگناتھ جی کے مندر سے روانہ ہو کر جب

ہم محلہ میں داخل ہوئے تو اوّل جواریوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ چند اشخاص
جوا کھیل رہے تھے اُن سے دریافت کیا کہ یہاں کسی ست سنگی کا مکان ہے
تو ایک ضعیف العمر شخص مسمی گوری شنکر نے بڑی حقارت کی نظر سے دیکھا
اور بڑی کراہیہ گفتگو کی۔ ایک شخص مسمی شنکر لعل بھی وہاں موجود تھا اُسکی
والدہ بہت ہی ست سنگی اور ہر بھگت تھی لیکن بُری سنگت سے ان کو
جوئے کی لت لگ گئی تھی مگر ماں باپ کا اثر بال بچّہ میں آئے بغیر کب رہتا ہے

ماں پت پوت پتا پت گھوڑا   اور بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

ہم کو دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بڑی نمرتا کے ساتھ ڈنڈوت کرکے کہا کہ ایک شخص
بابو مہابیر پرشاد ہیں آئیے میں آپ کو بتاؤں یہ کہکر ہم کو اُن کے مکان کے
قریب تک پہنچا کر ایک شخص منگو لعل سے کہہ آیا کہ ان کو بابو صاحب سے ملا دو
وہ ہم کو مکان کے صحن میں پہنچا آیا۔ ہمراہی سادھو نے "بھگت مہابیر پرشاد"
کہکر آواز دی۔ اُن کا برادر خورد جو انگریزی کی کتاب یاد کر رہا تھا آٹا وغیرہ
لایا۔ ہم نے اُس سے کہا کہ ہم کو آٹا درکار نہیں صرف بابو صاحب سے ملنا ہے
بابو صاحب چھاپہ خانہ میں ملازم تھے اور وہاں جانے کے واسطے کپڑے
پہنکر طیار تھے فوراً نیچے اُتر آئے اور باقاعدہ نمونارائن کرکے صحن میں ایک
چوکی پر بیٹھکر کچھ ست سنگ کی بات چیت کی۔ وہاں سے ہم کو حکیم شیام سندر لعل
کے مکان پر لے گئے۔ اثناءِ راہ میں دوارکا جی جانے اور دیگر حالات کا
مختصر طور پر بیان ہو گیا تھا اس لئے اُنہوں نے حکیم صاحب سے کہا کہ
ان کے واسطے ٹکٹ وغیرہ کا بندوبست کر دینا چاہیے اور وہ خود چھاپہ خانہ
چلے گئے۔ اسی اثناء میں ایک شخص لالہ پربھو دیال جی اہلمد بخشی خانہ فوج بھی
وہاں تشریف لے آئے اُن سے ست سنگ کی بات چیت ہوتی رہی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ لالہ پربھو دیال جی ہم کو ایک مہاتما کے پاس
لے گئے اُن کا نام کرپال سرن جی اور اُن کے گرو کا نام مہابیر سرن جی تھا
سری اجودھیا جی سے ویشنو کا بھیکھ دھارن کیا تھا اور سری اجودھیا جی
میں جو گلاسرن جی کی گدی میں سے تھے اُن کے ساتھ ایک جانکی داس جی
اُن کی گر بہن بھی وہاں موجود تھیں۔ دونوں نے بھیکھ کے معاملہ میں بہت
کچھ دریافت کیا اور جوابات سے مطمئن ہو گئے۔ ہم کو اُنہوں نے کچی رسوئی
کھلوائی اور ہمراہی سادھو نے کچی رسوئی میں شامل ہونے سے انکار کیا
اس لئے اُس کے واسطے بازار سے پکوان منگوا دیا اور ہم کو اپنے پاس
ٹھیرانے کے لئے بہت اصرار کیا اور جب لالہ مہابیر پرشاد جی شام کو چھاپہ خانہ
سے واپس آئے تو ہم کو یہاں سے ایک اور مہاتما کے پاس لیجانے کے واسطے
کہا تو اُنہوں نے بڑی عاجزی کے ساتھ ہم کو روکا مگر لالہ صاحب واپس
پہنچانے کا وعدہ کر کے ہم کو لے گئے اور ایک مہادیو جی کے مندر پر لیجا کر
کہا کہ یہاں پانی وغیرہ کا پورا بندوبست ہے جب تک مزاج چاہے قیام
کیجئے۔ ہم لوگ بھی کچہری سے واپس آ کر ست سنگ کا لابھ اُٹھایا کریں گے
اُس استھان پر ایک سادھو چندر ناتھ جی رہتے تھے اُنہوں نے بڑی
انکساری سے کہا کہ ہم آپ کے داس اور بالکا ہیں آپ یہاں ہی قیام
کیجئے ہم حتی الامکان آپ کی سیوا کریں گے اور لالہ صاحب نے جس جس
خدمت اور بات کے واسطے اُن سے کہا اُنہوں نے سب تسلیم کر لیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمراہی سادھو کو چندر ناتھ جی کے پاس چھوڑ کر
ہم اور لالہ مہابیر پرشاد جی ایک اور مہاتما سے ملنے گئے وہ مہاتما گھاٹے دروازہ
دھابھائی داروغہ رامچندر جی کی حویلی پر رہتے تھے اور داروغہ صاحب کے

گرو تھے ان کا نام شواجی آنند پوری تھا ان کے ساتھ ست سنگ اور
بارہا لابھ ہونے پر انھوں نے کہا کہ تمھاری گفتگو اور ست سنگ سے تمھارا
کالستھ ہونا معلوم ہوتا ہے یا تمھاری صحبت ان لوگوں سے بہت رہی ہے
اُس پر ہم نے لالہ نرہر پرشاد جی و لالہ دیبی پرشاد جی سے پرورش و تعلیم پانے کا
کل حال بیان کیا - یہ بات معلوم کرکے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ
لالہ نرہر پرشاد پورب جنم (گرہست آجنم) میں میری بھانجی سے منسوب تھے
اس رشتہ سے وہ میرے بھانجے داماد تھے اور ہنسکر کہا کہ اس طرح پر تم میرے
نواسے ہوئے پھر انھوں نے شغل اشغال کی بابت دریافت کیا - مگر ہم کو
جو مرشد نے بتلایا تھا وہ قاعدہ ہم نے اُن سے ظاہر نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ میں
ابھی یہ چاہتا ہوں اور اس بات کا متلاشی ہوں کہ آپ جیسے کسی بزرگ
سے کچھ سیکھوں اس وقت تک مجھ کو برہم چاری کے طور پر طالب علم سمجھئے ؎

ماکھن پربھ گوپال سے یا بدھ راکھو ہیت
جیون نردھن دھن پائے کے بھید نہ کاہو دیت

غرض بہت محبت سے پیش آکر کہا کہ میں تلقین کرونگا - پھر ہم کو اپنے سامنے
بٹھاکر بڑی توجہ کے ساتھ پرایانام اور اُس کی کوچی یعنی ضربیں بتلائی
اور دل پر کشش کی اور توجہ بھی دی ہم کو اُس وقت ایسا معلوم ہوا کہ جیسے
آفتاب کی شعاع کسی جگہ پر پڑتی ہیں اُسی طرح ہمارے قلب پر اُن کی توجہ
سے شعاع معلوم ہوئیں لیکن یہ شغل کوئی جدید امر نہ تھا بلکہ اس کا اُپدیش
ہم بیشتر اپنے گرو سے پاچکے تھے اور دیگر اور مہاتماؤں سے بھی ست سنگ میں
ہدایت ہوچکا تھا لیکن چونکہ مرشد کا حکم اظہار کا نہ تھا اس لئے ہم نے اس
بات کو ان سے پوشیدہ رکھا - جب یہ کارروائی ہوچکی تو لالہ مہابیر پرشاد نے

کہا کہ جو لوگ موجود ہیں اُن کو کچھ پرشاد ملنا چاہیئے اور مہاتما کا اشارہ پاکر کوٹھے میں سے قلاقند و بتاشے وغیرہ موجود تھے لیکر سب کو بطور پرشاد تقسیم کر دیئے اور سب لوگوں پر یہ بھی ظاہر کر دیا یہ ہمارے گر بھائی ہوئے اُس وقت قریب پانچ بجے شام کا وقت تھا اور وہاں پر علاوہ ہم تین شخصوں کے ایک سناڈ برہمن پجاری اور ایک مسماۃ بدھ ناتھ جو مہاتما سے اوپدیش لینے آتی تھی اور کبھی کبھی کئی سادھو موجود تھے۔ ان سب کو اس بات کی بڑی خوشی ہوئی کیونکہ یہ سب اُن مہاتما کے شش تھے اور اُن کے دل میں یہ خیال رہتا تھا کہ ہمارے گرو مہاراج ضعیف ہو گئے ہیں۔ مگر کوئی ایسا لائق آدمی نہیں ہے جس کو ہم ان کا جانشین مانیں گے۔ اِس لئے لالہ صاحب نے مہاتما سے عرض کیا کہ ہمارا یہ منشا ہے کہ آپ کے بجا ہم ان کو مانیں اُس پر مہاتما جی نے ہماری بہت کچھ تعریف کی اور کہا بہت ہی لائق مہاتما ہیں۔ مگر جانشین ہونے کی اور ہم کو پاس رکھنے کی بابت میں کچھ بحث اور خیال دل پر نہ تھا۔ اور ہونے میں کچھ ناخوشی بھی نہ تھی۔ اس بارے میں اُن کے خیالات اوسط درجہ کے تھے۔ پھر لالہ صاحب نے مہاتما جی سے ہمارے قیام کے بارے میں دریافت کیا کہ ان کو اپنے پاس ٹھیرائیگا یا موتی دروازہ گنیش جی کے مندر کے متعلق جہاں آپ کا استھان ہے یا میں اپنے ساتھ لیجاؤں تو انہوں نے فرمایا کہ جہاں اِن کی اور تمھاری خوشی ہو وہیں ٹھیریں ہم کو منظور ہے۔ اُس ویشنو سادھو کا ذکر آنے پر دریافت کیا تو کہدیا کہ وہ کوئی پڑھا لکھا آدمی نہیں ہے صرف ہندی کا حرف شناس ہے اُس کو کہاں قیام کرایا جاوے تو کہا جہاں اب ٹھیرے ہیں وہیں رہنے دو یا ایک ویشنو سادھو رنگ راما داس جی ہیں اُن سے میں کہدوں گا وہاں ٹھیرنے میں

بہت آرام ہوگا ٹھاکر جی کا بھوگ لگا کریگا اُس کا پرشاد دیا کریگا مگر جب ہم سے قیام کے بارے میں دریافت کیا تو ہم نے کہدیا کہ جہاں وہ ہمراہی سادھو ٹھیریگا وہاں ہی ہم ٹھیرینگے اُس کو علیحدہ نہیں کرسکتے - غرض وہاں سے روانہ ہوکر ایک صاحب لالہ کرشن بلب جی کے مکان پر گئے یہ بڑے ست سنگی آدمی تھے وہاں اور بھی بہت سے ستسنگی جمع تھے وہاں سے رات کو آٹھ بجے مہادیو جی کے مندر سے ہمراہی سادھو کو ساتھ لیکر لالہ مہابیر پرشاد جی کے مکان پر آئے - لالہ صاحب کی والدہ بھی شوامی آنندپوری جی کی ششش تھیں - وہ بھی ہم سے بہت محبت سے پیش آئیں ہم سب نے ساتھ کھانا کھایا - رات کو ست سنگ ہوتا رہا اور حافظ کی غزل پڑھتے رہے اور پھر سوئے بھی وہیں -

ایک روز یہ شعر پڑھا ؎

چلا تھا کعبہ کی سمت کو میں تو سمے کدہ میں ہوا گذارا
کھلا یہ اُس وقت راز مجھ کو کسی کے میں اختیار میں ہوں

اور فرمانے لگے کہ دیکھو آب و دانہ بھی عجیب چیز ہے دوارکا جی کا خیال تھا مگر جے پور میں ہی پڑاؤ پڑ گیا - ہم صحرانوردوں کو شہر میں قیام کرنا ایک وبال جان تھا خصوصاً ٹٹی وغیرہ کی طرف سے طبیعت بڑی پریشان تھی اس لئے ہم نے لالہ مہابیر پرشاد سے کہا کہ ہم کو باہر ٹٹی جانا پسند ہے اگر اس کا بندوبست ہو جائے تو بہتر ہو - اُنھوں نے ہم کو موتی دروازے پر گنیش جی کا استھان دکھایا وہ ہم کو بھی پسند آیا - ایک پوجاری قوم پاریک رہتا تھا - بھیک دھاری تو نہ تھا مگر اُس نے شوامی آنندپوری جی سے اپدیش لیا تھا اور اُس کے ایسے خیالات تھے کہ شوامی جی کے بعد وہ اُس مقام پر قابض ہو جائیگا کیونکہ اُن کے کوئی اور چیلہ وغیرہ تو تھا ہی نہیں - لالہ صاحب نے اُس سے کہا کہ یہ مہاتما بہت

لایق ہیں تم ان سے پڑھنا لکھنا اور ان کی خدمت کرنا اُس نے ظاہراً تو قبول کر لیا مگر باطن سے قلب پر ملال آیا کہ اگر یہ یہاں رہیں گے تو میرا اس جگہ کب استحقاق ہو سکتا ہے۔ ہم نے یہ معلوم کر کے سوچا کہ کسی کا دل دُکھا کر قیام کرنا درست نہیں ہے اور ہم نے لالہ صاحب سے کہدیا کہ خیر دیکھا جائیگا اوّل ہمراہی سادھو کے قیام کا بندوبست کر لیں یہ کہکر چین رنا تھ جی کے پاس چلے آئے۔ شام کو لالہ صاحب ہم کو اپنے مکان پر پھر لیگئے اور اپنی والدہ صاحبہ سے کہا کہ "اس ہمراہی سادھو کو بھی یہیں رہنے دو تاکہ یہ بھی رہیں ورنہ یہ آزاد آدمی ہیں اگر چلے جائیں گے تو ہمارا منورتھ پورا نہ ہوگا" اُنھوں نے بھی اس بات کو قبول کر لیا اور ہم وہیں رہے پھر وہ ہم کو چھاپہ خانہ لے گئے۔ مہتمم چھاپہ خانہ کا بھی نام لالہ مہابیر پرشاد تھا بہت ہی ذی لیاقت اور کم سخن آدمی تھے۔ بڑی بھگت بھاؤ سے پیش آئے اور ہم کو گھر لے جانے کے واسطے اصرار کیا۔ ہم نے کہدیا کہ ہم آپ کی عدم موجودگی میں حاضری دے آئے ہیں۔ آپ کے بھائی کرشن بلب جی موجود تھے۔ پھر بہت ست سنگ کے بعد اُنھوں نے تو میست و دودھ وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا تو ہم نے کہا کہ یہاں تو میست کا ذکر نہیں ہے بھیک کے بارے میں جو چاہیں دریافت کر لیں وہ میں کہہ سکتا ہوں پورب جنم کی گفتگو سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ حال کی بات کرنی چاہیئے۔ ماضی و مستقبل کا ذکر فضول ہے شعر

آدمی را بہ چشم حال نگر   از خیالِ پری و دی بگذر

ایک روز یہ اشلوک پڑھا:۔

सङ्ग: सर्वात्मना त्यज्य स चेत् त्यक्तुं न शक्यते ।
सद्भिः सह कर्तव्यः सतां सङ्गो हि भेषजम् ॥

कामः सर्वात्मना हेयो हातुञ्चेच्छक्यते न सः ।
मुमुक्षा प्रति तत्कार्य्यं सैव तस्यापि भेषजम् ॥

ترجمہ۔ سادھو کو سنگ بالکل تیاگیہ ہے پر وہ تیاگ نہ کیا جاوے تو سجنوں کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ ست پُرشوں کا سنگ اُوشد روپ ہے۔ کامنا کا بالکل تیاگ کر دینا چاہیئے پر یہ نہ ہو سکے تو مکت کی کامنا کرنی یوگیہ ہے وہ بھی اسکی اوشدھ ہے سو تران سنگ کرنا تو سجنوں کا کرنا کامنا کرنی تو مکت کی کرنی۔ اسکے اترکت جو سنگ کیا جاتا ہے اُس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ہے۔

اور فرمایا کہ لالہ مہابیر پرشاد کے جتنے ست سنگی بھائی تھے اُن کے وہاں کسی کے صبح اور کسی کے شام کو ہماری دعوت ہونی شروع ہوئی ہر محلہ میں ہر جگہ جو عورت اور جو مرد ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ سب ہم کو کھانا کھلاویں خواہ دعوت کے طور پر خواہ معمولی طور پر۔ اور جہاں ہماری دعوت ہوتی تھی وہاں ہی لالہ صاحب بھی بھوجن کرتے تھے ان کے گھر پر صرف ہمراہی سادھو بھوجن کرتے تھے۔ اس عرصہ میں ہمراہی سادھو سے صرف رات کو ملنا ہوتا تھا۔ اِس مہلت میں لالہ صاحب کی والدہ اور اُن کی خالہ وغیرہ کو اُس ہمراہی سادھو سے بات چیت کرنے کا خوب موقعہ ملا۔ وہ دن بھر اُس سے استفسار حال کرتی تھیں۔ جب اُس کی قومیت اور والدین کا حال اور اُس کی شادی وغیرہ کی نسبت دریافت کیا تو اُس نے سب حال بیان کر دیا کہ میں مقام گیا جی کا باشندہ ہوں اور میرے وہاں پیشہ کاشتکاری ہوتا ہے۔ کھیتی باڑی کے کام میں بہت سخت محنت و مشقت کرنی پڑتی تھی۔ پیشتر تو بالک سمجھ کر کچھ کام میں رعایت بھی کر دی جاتی تھی مگر جب میری شادی ہو گئی تو کام کی طرف زیادہ توجہ دلائی گئی اور میری طرف سے سستی ہونے پر کچھ تشدد و سختی بھی کی گئی

میرے ہم عمر اور ہم خیال تین چار اور لڑکے بھی تھے ہم سب نے ایک روز مشورہ کیا کہ یہ کام تو انتہا درجہ کا سخت ہے اُس پر بھی کسی طرح کا عیش و آرام نہیں پھر گھر والوں کی سختی اور بھی مصیبت ہے کیا کرنا چاہئے۔ یہاں سے کہیں بھاگ چلیں تو اس عذاب سے رہائی ہو اور کھانے پینے کی فکر کیا ہے کہیں محنت مزدوری یا نوکری کر لیں گے "پرمیشر نے چونچ دی ہے تو چوگا ضرور دیگا" ایسی صلاح کر کے ہم پانچ لڑکے وہاں سے بھاگے زر و زیور کی قسم سے جو چیز جس کے ہاتھ لگی اُس نے اپنے قبضہ میں کی اور وہاں سے چلکر منزلیں طے کرتے ہوئے مقام کاشی میں آئے۔ دو چار روپیہ یا چاندی کی ہلکی چیزیں جو ہمارے پاس تھیں وہ راستہ میں کھانے پینے میں صرف ہو گئیں۔ جب کاشی پہنچے تو فاقہ کشی کی نوبت آگئی۔ نوکری ہر چند تلاش کی مگر اجنبی آدمی کو جس کا کوئی حامی ہو نہ ضامن کون نوکر رکھتا ہے۔ آخر بھوک سے تنگ آکر بھیک مانگنے پر کمر باندھی ایک جگہ مہنت کے ہاں سادھوؤں کے بھوجن ہو رہے تھے ہم سب وہیں جا ڈٹے اور اُن کا ٹھاٹ باٹ اور سرانجام دیکھ کر دل میں آیا کہ سب جھگڑے سے تو سادھو ہی ہو جاؤ۔ دیکھو یہ کسی کے نوکر نہ چاکر اور کیسے مزیدار کھانے کھاتے اور موج اوڑاتے ہیں ؎

کرے نوکری آوے چوٹ — سب سے بھلے بھیک کے روٹ

جب وہ لوگ کھانے بیٹھے تو ہم کو بھی مفلس و غریب سمجھ کر کھانا کھلا دیا۔ مگر کھانے کے بعد بھی ہم وہیں بیٹھے رہے تو آدمیوں نے استفسار حال کیا اور کہا کہ اب تم کیا چاہتے ہو۔ ہم سب نے ایک زبان ہو کر کہدیا کہ مہاراج ہم سب سادھو ہونا چاہتے ہیں۔ ہم کو اپنا چیلا بنا لیجئے۔ اُنہوں نے ہمارے دیگر حالات و شادی بیاہ کی بابت دریافت کیا تو ہم نے اُلٹا سیدھا جواب دیدیا اور شادی ہونے سے

انکار کردیا اور بھجن کرنے کی غرض سے سادھو ہونے کا ارادہ ظاہر کیا۔ بھجن کا
نام سنکر وہاں کیا دیر تھی فوراً حجامت ہونے لگی۔ کچھ عرصہ تو بڑے چین سے
گذری حلوا پوری کھانا اور موج اڑانا۔ مگر جب مہنت جی نے پوجن بھجن کی
تاکید کی اور دیگر مہاتماؤں نے بھی تشدّد کیا تب تو وہاں سے پیر اُکھڑے اور
ہم سب نکل بھاگے اور دوارکا جی کی ٹھانی۔ اجودھیا جی کے قریب ان سوامی
جی سے ملاقات ہو گئی ان کو ہم بطور مہنت مانتے تھے۔ مگر بھیڑ بھاڑ سے انکی طبیعت
اُکتا گئی اور تھوڑی دور چلکر قیام کرنا شروع کیا اس لئے وہ سب سادھو
تو ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اُنھوں نے مجھ سے بھی کئی مرتبہ جانے کو کہا۔ مگر میں نے
منظور نہ کیا۔ جب سے انکے ہمراہ ہی ہوں اور مجھ کو ان کے ساتھ ایسا آرام و سکھ
ملا ہے اور یہ ایسی محبت کرتے ہیں کہ ان کو چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ یہ کتھا
سنکر سب مستورات رونے لگیں اور کہا کہ تمھارا سب جوگ بھرشٹ ہو جائیگا
تم نے اپنی ماں اور جوان استری کی آتما کلپائی۔ تم کبھی کبھی کل نہ پاؤ گے اُنکی
کلپنا تم پر پڑے گی اور جس قدر آنسو اُن کے گریں گے اُتنے ہی برس تم کو
نرک میں رہنا ہو گا۔ اگر تم کو ایسا ہی کرنا تھا تو شادی کیوں کری۔ تمہارا
ہردیہ کھٹور ہے تم بھجن کیا خاک کرو گے۔ تم ابھی پریم کی قدر نہیں جانتے۔
پریم کی برابر دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر استری کا پریم دیکھنا چاہئے ؎

پریم سگا سوئی سگا ناڈا سگا نہ جان   مات گھڑی تریا چلے یہی پریم کو بان

غرض اُس کو بالکل موہ کے پھندے میں پھنسا لیا۔ سادھو بھی اُن کی حالت
دیکھ کر رونے لگا اور کہا کہ اب میں کیا کروں۔ گھر بھی تو نہیں جا سکتا سوامی
جی مہاراج سے علیحدہ ہونے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ اتفاق سے اُس روز
سوامی آنندپوری جی بھی وہاں تشریف لے گئے۔ مستورات نے اُن سے

ہمراہی ساد ھو کا کل تذکرہ کیا اور سفارش کی کہ مہاراج آپ ابھی ان کو
ایسی صلاح دیجئے کہ یہ گھر واپس چلے جائیں کیونکہ یہ استری وغیرہ چھوڑکر
آئے ہیں۔ شوامی جی نے بھی اُن کے کہنے کے مطابق ساد ھو سے کہا کہ
اگر واقعی تمھاری حالت ایسی ہی ہے اور تم کو اُن کا خیال ہے اور موہ
دور نہیں ہوا ہے تو واپس جانے میں کیا مضائقہ ہے۔ برہم چرج میں بھی تو
گھر سے علیحدہ گروُ کے پاس رہکر پھر گرہستی آشرم میں پردیش کرتے ہیں
تم بھی اس حالت کو ایسا ہی سمجھنا۔ اونگھتے کو ٹھیلنے کا بہانہ کافی ہے۔
دوارکا جی جانے کے ٹکٹ وغیرہ کے لئے لالہ صاحب نے جو چندہ کیا تھا۔
وہ سب اُس ساد ھو کے پاس ہی تھا علاوہ اس کے اور روپیہ بھی تھا۔ بس بستر
گُستر لیکر وہ تو گھر واپس جانے کا ارادہ کرکے سیدھے اسٹیشن کو روانہ ہوئے
یہ کُل ماجرا ہماری عدم موجودگی میں ہوا۔ جب ہم شام کو وہاں آئے اور ساد ھو کو
گھر پر نہ پایا تو مہادیو جی کے مندر پر گئے۔ وہاں چندر ناتھ جی کی زبانی معلوم
ہوا کہ لالہ صاحب کی والدہ وغیرہ نے اُس کو سمجھا دیا ہے اس لئے وہ اسباب
لیکر اسٹیشن پر گیا ہے وہ اب کاشی جی یا دوارکا جی نہ جائیگا بلکہ اپنے مکان
پر گیا جی جائیگا یہ سُنکر ہم نے پھر لالہ صاحب کی والدہ وغیرہ سے کچھ دریافت
نہ کیا۔ ہمراہی ساد ھو کے خانگی معاملات کا حال ہم کو مطلق معلوم نہ تھا۔ کیونکہ
ان امورات کا دریافت کرنا قاعدہ فقیری کے خلاف ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم جے پور میں ایک لالہ صاحب کے مکان پر
گئے وہاں ایک فقیر کمبل پوش بھی ٹھیرے ہوئے تھے۔ اتفاق سے اُس روز
لالہ صاحب کے صاحبزادہ کو قے ہونے لگیں۔ بہت علاج معالجہ کیا کچھ
فائدہ نہ ہوا۔ لالہ صاحب نے کمبل پوش سے عرض کیا تو اُنھوں نے اُسی جگہ

زمین سے کچھ چیز اُٹھا کر پانی میں گھولکر لالہ صاحب کو دیدی کہ بچہ کو پلادو
اُس کے پلاتے ہی فوراً قے بند ہوگئیں۔ بعدہ لالہ صاحب نے جیسا کہ
اکثر معمول ہے فقیر صاحب سے دریافت کیا کہ مہاراج اب تو اس کو قے
نہ ہوگی تو اُنھوں نے جواب دیا کہ اب قے نہ ہوگی اور آیندہ جب کبھی قے
ہو پھر اس کی زندگی کی اُمید نہیں ہے۔ اُس روز سے اب تک پھر اُن کو کبھی
قے نہ ہوئی۔ ایک روز ایک کشمیری پنڈت نے اُس کا تجربہ کرنے کے واسطے
ایک گلاس میں پانی بھر کر اور بہت سی مکھیاں مار کر اُس میں ڈال دیں اور
پھر کچل کر اُن کی آلائش گلاس میں نکال لی۔ ہم نے دریافت کیا کہ پنڈت صاحب
آج یہ کیا کارروائی کر رہے ہو تو جواب دیا کہ ایک دوا کے واسطے درکار ہیں۔
اور اپنے نوکر سے کہدیا کہ اگر آج وہ لالہ صاحب آکر پانی مانگیں تو تم مت لانا
ہم خود اُن کو پلائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد لالہ صاحب آئے اور نوکر سے پانی
مانگا تو پنڈت صاحب خود اُٹھ کر اُسی گلاس کے پانی میں شربت بنا کر لائے
اور اُن کو پلا دیا اور اِس بات کے منتظر رہے کہ اب قے ہوتی ہے یا نہیں
حالانکہ لالہ صاحب تین چار گھنٹے تک برابر بیٹھے رہے مگر اُن کو قے نہیں ہوئی
بعدہٗ میں نے پنڈت صاحب سے کہا کہ آپ نے بڑا غضب کیا اگر بالفرض
قے ہو جاتی تو اُن کے واسطے تو موت کا سامنا تھا۔ ایسی آزمایش درست
نہیں ہے۔ وہ بھی اپنے دل میں بڑے پشیمان ہوئے۔

جب سری مہاراج یہ فرما چکے تو ایک صاحب نے دریافت کیا کہ یہ فقیر
کون تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ ہی کمبل پوش تھے جن کا اکثر دہلی میں
قیام رہتا تھا۔ یہ مہاتماؤں کی اخیر منزل تک پہنچے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ
دنیا بھر کے خزانے اور ہر ایک جڑی بوٹی کا خواص اور اُن کا کل علم

ان پر آشکارا تھا کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہ تھی یہ وہ درجہ ہے کہ جہاں بلا کوشش اور محنت کے تعصب مذہبی وغیرہ خود بخود نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کا بھی یہی حال تھا۔ چونکہ شرح ظاہری کی پابندی سے آزاد تھے اس لئے اہلِ اسلام کا تو ان پر عقیدہ کم تھا۔ مگر اہلِ ہنود دہلوی ان کے بڑے معتقد تھے۔ حالانکہ اپنے تن پر تو سوائے کمبل دوسری چیز نہ تھی مگر یہ حال تھا کہ راہ چلتے اگر کسی ہندو دوکاندار سے کہہ دیتے کہ فلاں شخص کو دس سیر مٹھائی دیدے تو بہ سر و چشم اُس کی تعمیل کر دیتا۔ مگر یہ بھی اُس کو فائدہ پہنچائے بغیر نہ رہتے تھے۔ کسی نہ کسی طرح سے اُس کو دس گنا فائدہ پہنچا دیتے تھے۔ گویا یہ ہر طرح سے کامل و پورے فقیر تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شوامی دیانند سرسوتی جس وقت جے پور پدھارے اور مہاراجہ رام سنگھ جی سے ملنا چاہا تو کل برہمنوں نے جمع ہو کر اس بات کی کوشش کی کہ مہاراجہ صاحب اِن سے نہ ملیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ برہمنوں میں کسی کا حوصلہ نہیں ہے جو شوامی جی سے تقریر کر سکے اور مہاراجہ صاحب ایسے حق پسند ہیں کہ شوامی جی سے ملنے پر اگر مورتی پوجن کے کھنڈن کا ان کو نشچہ ہو گیا تو کل مندروں کی اینٹ سے اینٹ بجوا دیں گے۔ اِس لئے کل برہمن جمع ہو کر بڑی مہارانی صاحبہ کے پاس گئے اور عرض حال کیا کہ ہم لوگوں میں سے کسی کو سوامی جی کے ساتھ بارتالاب کرنے کی سمرتھ نہیں ہے۔ اگر آپ مہاراجہ صاحب کو ملنے سے نہ روکیں گی تو مورتی پوجن کا نام مٹا دیں گے۔ غرض بڑی مہارانی صاحبہ یعنی مہاراجہ رام سنگھ کی والدہ نے مہاراجہ صاحب کو بُلا کر سخت تاکید کر دی کہ شوامی جی سے نہ ملیں، کچھ عرصہ قیام کر کے شوامی جی وہاں سے روانہ ہو گئے

ایک روز ارشاد ہوا کہ گوسائیں گوکل پوری جی مہاراجہ مادھو سنگھ والی جے پور کے گرو سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا بڑی خاطر سے پیش آئے ان کے حالات بھی عجیب ہیں۔ جب یہ چھوٹے ہی تھے کہ ان کے والدین کا سفر برت گیا یہ اپنے بڑے بھائی کے پاس رہتے تھے۔ ان کی بھاوج کا سلوک ان کے ساتھ بہت خراب تھا۔ ایک روز وہ بہت ہی بُری طرح پیش آئی اور شام کو جب ان کے بڑے بھائی آئے تو اُن سے بھی شکایت کی اُنہوں نے بھی اُس کی طرفداری کر کے ان کو سخت وسست کہا۔ اس برتاؤ سے ان کے دل پر ایسی سخت چوٹ لگی کہ خودکشی پر آمادہ ہو گئے اور مکان کے اوپر جا کر وہاں سے نیچے گر پڑے وہاں ایک عجب وقوعہ پیش آیا۔ زمین پر گرنے سے پیشتر ان کو ایسا معلوم ہوا کہ کسی شخص نے ہاتھوں پر روک کر ان کو زمین پر کھڑا کر دیا۔ جب آنکھ کھولکر انہوں نے اُس کی طرف دیکھا تو ایک شخص جس کا سراپا شیو جی کا سا بھیک ہے سامنے کھڑا ہے۔ اُس نے ان سے کہا کہ بچہ ایسی ہراسانی کی کیا بات ہے کہ تم نے پران ہون کرنے کی ٹھان لی۔ جس بات کی تم فکر کرتے ہو اُس کی تکلیف تم کو آیندہ سے نہ ہوگی اور کسی کے محتاج نہ ہوگے۔ اور ایک یہ اجازت بھی ہماری طرف سے ہے کہ دو باتیں تمھاری پوری ہونگی۔ یعنی دو باتوں کے واسطے تم جس سے جو کچھ کہدوگے وہ بچن تمھارا خالی نہ جائیگا۔ یہ کہکر وہ صورت انتر دھیان ہو گئی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ گوسائیں گوکل پوری جی کو دو بچنوں کا بردان ملا تھا اُس میں سے ایک تو اُنہوں نے مہاراجہ صاحب گوالیار سے کہا تھا کہ تمھارے گھر میں لڑکا ہوگا وہ پورا ہوا۔ اور دوسرا مہاراجہ مادھو سنگھ جی کو جب وہ جے پور کی ریاست سے نکل کر بندرابن میں رہتے تھے اُسوقت اُنہوں نے

فرمایا تھا کہ تم کو راج ملیگا وہ بھی سدھ ہوا۔

ایک روز یہ شعر پڑھا ؎

ایکن کو دیت پھرائے کے ایکن کو بیٹھے دیت ہے

ایکن کو مانگے نہ دیت ایکن کو دیت نہ لیت ہے

اور فرمایا کہ مہاراجہ رام سنگھ جی والئ جے پور نے اصلیت کی تلاش میں ہزار طرح سے کوشش کی اور لاکھوں روپیہ صرف کیا۔ اُن کا معمول تھا کہ ہفتہ میں ایک دن خصوصاً برہسپت کو ہر مذہب اور ملت کے آدمیوں کا دربار عام ہوتا تھا اور اُس میں ہر شخص اپنے اُصولوں کو بیان کرتا اور اُس پر بحث مباحثہ ہونے کے بعد جو بات درست معلوم ہوتی تھی اُس کو بلا تعصب منظور و اختیار کرتے تھے۔ اور بھی اسی طرح کی کارروائیاں جاری تھیں تاہم پھر بھی راہِ راست کا پتہ نہ ملا پر نہ ملا۔ اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ جو لوگ دولت اور روپیہ کے لالچی ملے وہ خود اس راہ سے ناواقف تھے اُن کو کیا فیض و فائدہ پہنچاتے اور مردانِ خُدا میں اُنہوں نے اِس کو تلاش نہ کیا۔ آخری وقت پر اُنھوں نے بی بی نوازن کو جو ایک بڑی مہاتما تھیں یاد کیا لوگ باگ اُن کو بلانے گئے بھی مگر وہ اُس وقت نہیں آئیں جب سب لوگ بہت درپے ہوئے تو اُنھوں نے یہ الفاظ کہے کہ "بدبو آتی ہے بدبو آتی ہے" اور وہاں سے اُٹھ کر چلدیں اور مہاراجہ صاحب سے ملنے نہ آئیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور میں حافظ جی تیاگی بڑے اعلیٰ درجہ کے مہاتما تھے ان کو آنکھ کی قوت بہت زیادہ تھی یعنی اگر کسی پر ناراض یا خوش ہو کر دیکھ لیا تو بس رنگ دیا پھر وہ دنیا کے کام کا مطلق نہ رہتا تھا مجذوب ہو کر کپڑے پھاڑ کر نکل جاتا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور میں حکیم محمد شاہ جی گرہستی بھی بڑے اچھے بزرگ تھے۔ جس کسی کو اوپدیش کرتے تھے باسلسلہ کارروائی کرتے تھے آنکھ کی جو قوت حافظ جی کو میسر تھی وہ ان کو بھی حاصل تھی مگر اُس کا استعمال کرنا اور کسی کے دنیا کے کام بالکل تباہ کر دینے یہ اُن کو مناسب معلوم نہ ہوتا تھا ان کی کل کارروائی سلوک کی تھی۔ اِس وجہ سے حافظ جی کی نسبت ان کا درجہ کسی قدر بڑھا ہوا تھا۔ ان کو مہاراجہ صاحب جے پور کی طرف سے چار روپیہ روزانہ کی جاگیر ملی ہوئی تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم جے پور میں تھے اُس وقت وہاں تین شخص اہل اسلام (۱) حکیم محمد شاہ جی گرہستی (۲) حافظ جی تیاگی (۳) بی بی نوازن۔ اور پانچ شخص اہل ہنود اچھے مہاتما تھے (۱) شوامی آنند پوری جی (۲) شوامی گنیش پوری جی (۳) بھگوان داس جی مست و آزاد (۴) سالداس جی ساکن سسڑوا (۵) بھارتی جی۔ آخر الذکر دو اصحاب تو معمولی درجہ میں تھے۔ بھگوانداس جی۔ شوامی آنند پوری جی و گنیش پوری جی سے کچھ درجہ میں کم تھے۔ ان سب میں شوامی آنند پوری جی اعلیٰ درجہ کے آدمی تھے ان کو اس بات کا شوق تھا کہ اَوروں کو کچھ بتا دیں اور اُوپدیش کریں۔ مگر مان اپمان کا خیال بالکل مر گیا تھا۔ یہاں تک کہ اگر یہ زمین میں بیٹھے ہوں اور کوئی اَور شخص آکر چارپائی وغیرہ پر بیٹھ جائے تو ان کو مطلق کچھ خیال نہ تھا۔ دیگر کسی اشخاص میں یہ بات نہ تھی مگر ان سب کی نسبت اہل اسلام کچھ بڑھے ہوئے درجہ کے فقیر تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شوامی آنند پوری جی کی عمر جب ننانوے سال سے تجاوز کر گئی اور مرض موت لاحق ہوا تو داروغہ دھابھائی اور اُن کے دیگر

ششوں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا جس کو ہم آپ کے بعد مانیں تو اُنھوں نے ہماری بابت کہا کہ "میرا جانشین اُسی ہی شخص کو کرنا کیونکہ وہ میرا نواسا ہے اور اِس لایق ہے۔ اور اگر وہ منظور نہ کرے (کیونکہ وہ آزاد آدمی ہے) تو پھر میرا جانشین کسی کو مت کرنا ہم کو جانشین کی ضرورت نہیں ہے"۔ مگر ساتھ ہی یہ کہدیا کہ وہ آزاد آدمی ہے ہماری طرح اس جگہ پر اُن کے قیام کی اُمید نہ رکھنا۔ جب یہ معاملہ ہوا ہم سانبھر میں تھے۔ خط بھیجکر ہم کو طلب کیا۔ جب ہم پہنچے تو حالت بہت نازک تھی اور بہت کمزور تھے مگر بڑی محبت سے پیش آئے۔ قلا قند وغیرہ منگواکر کھلوایا اور جانشینی کے بارے میں لالہ چھوٹے لعل کے تذکرہ کرنے پر کاغذ قلم طلب کیا اور اُردو میں یہ الفاظ لکھے "رام یاد کو مانو" لالہ مہابیر پرشاد نے یہ تحریر سب کو پڑھ کر سنائی اور ہم کو بھی دکھلائی۔ اُس وقت نتیانند اور راگھوداس نے عرض کی کہ ہمارے واسطے کیا حکم ہے تو ایک کو گیارہ روپیہ اور دوسرے کو پانچ روپیہ دینے کا حکم دیا۔ داروغہ جی کے نوکر رام پرتاب نے جو دوسو روپیہ داروغہ جی کی طرف سے لیکر آیا تھا یہ رقم اُن کو دیدی۔ شب کو گیارہ بجے داروغہ رامچندر جی آئے اور عرض کیا کہ میرے واسطے کیا حکم ہے تو مہاتما نے جواب دیا "اپنی کرنی پار اُترنی" اور کہا کہ "تین برس تک ہمارا خیال تمھارے گھر پر اور رہے گا اُس کے بعد تم جانو اور تمھارا کام جانے" دوسرے روز دس بجے دن کے مہاتما نے شریر تیاگ دیا۔ اس خبر کو سنکر دم کے دم میں ہزاروں آدمی جمع ہو گئے اور لوگوں نے کہا کہ مہاتما کی شریر کو بہت عرصہ تک مکان پر نہ رکھنا چاہیے اِس لئے فوراً بوان بنا کر موتی دروازہ لال ڈونگری گنیش جی کے استھان پر لے گئے اور وہیں اُن کو

سماد ھ دی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ راجپوتانہ کی رسم کے مطابق شوامی انند پوری جی کی جین حیات میں ہی داروغہ رامچندر جی نے اُن کا تکیہ و بھنڈارہ بڑی دھوم دھام سے سمت ۱۹۔۔ میں کیا تھا مگر ان کے سمادھ لینے کے بعد بھی اُنھوں نے پھر بھنڈارا کیا۔ بھنڈارے کے دن مہابیر پرشاد ہمارے پاس بھی گئے اور کہا کہ آج کچھ بھنڈارا وغیرہ ہے اور گنیش جی کے استھان پر بڑے بڑے سادھو جمع ہیں آپ بھی چلکر درشن کیجئے۔ غرض ہم کو وہاں لیجا کر ایک آسن پر بٹھال دیا چند ست سنگی مہاتماؤں سے بارتالاب ہوتی رہی۔

جب جیون ہو چکا تو اُن کے شِشوں نے چادر اُڑھانے کی طیاری کی مگر بیشتر ہم کو اس کا کچھ حال معلوم نہ تھا۔ مہاراجہ جے پور کی ماجی بڑی راٹھور جی شوامی آنند پوری جی کو بہت مانتیں تھیں اور اُن کی دھوائیں شوامی جی کی ششش تھیں اس لئے نوہرے کی طرف سے اُنھوں نے بڑی بیش قیمت چادر بھیجی تھی۔ اوّل چند مہاتماؤں نے وہ چادر ہمارے اوپر ڈالی اور بعدہٗ داروغہ رامچندر جی نے اپنی لائی ہوئی چادر ڈلوائی۔ تتیا نند مولی جو کہ برہم چاری دیوانند جی کا چیلہ تھا مگر اُس کے گرو نے اُس کو نکال دیا تھا اور وہ شوامی آنند پوری جی کے پاس رہا کرتا تھا اس لئے اُس کو در پردہ چند لوگوں نے بہکا دیا کہ تو بھی اِس وقت چادر اوڑھ لے تو اس استھان کا مالک ہو جائے گا اور سب تیرے مرید کہلائیں گے۔ شوامی جی نے وفات کے وقت جو روپیہ اُس کو دلوا لئے تھے اُس سے اُس نے گڑ کا حلوا طیار کرا کر دس بیس سنجوگی شوامیوں کو جمایا اور اُسی روز اُسی استھان کے نیچے مہادیو جی کے مندر پر اُن لوگوں کے ہاتھ سے چادر اوڑھی۔ بعدہٗ اُس نے بشراکت گھاسی رام ٹھلوا

سارٹیفکٹ کی درخواست کردی۔ یہ بات شوامی جی کے مریدوں کو بہت
ناگوار گزری اور اُنھوں نے اس کی عذر داری کی اور عدالت دیوانی سے
حکم ہوا کہ گھاسی رام گرہستی ہے نہنگ مہاتما کا جانشین نہیں ہو سکتا اور
نتیانند کو حکم ہوا کہ تمھارے گواہ کل سنجوگی ہیں کوئی نہنگ مہاتما یا معزز آدمی
اُن کے مُریدوں میں سے گواہ نہیں۔ اس لئے تمھاری درخواست بھی
نامنظور ہے۔ نتیانند تو چپ ہو بیٹھا مگر گھاسی رام نے محکمہ اپیل یعنی عدالت
ججی اور محکمہ عالی کونسل یعنی ہائی کورٹ میں اپیل ٹھوکی مگر ہر جگہ سے اپیل خارج ہوا
جب نوبت یہاں تک پہنچی تو اُن کے کل مرید جمع ہو کر ہمارے پاس آئے اور
کہا کہ گھاسی رام نے گرو مہاراج کی حکم عدولی کی ہے یہ سیوا ٹہل کے لایق نہیں
آپ اس کو علیحدہ کر دیجئے کیونکہ یہ جانشینی کا دعویٰ کرتا ہے اور ہم اسکو
اپنے گرو کا جانشین نہیں مان سکتے اور اُنھوں نے مل ملا کر برائے چندے
اُس کو علیحدہ بھی کر دیا۔ اور اُن کا خیال تھا کہ قطعی طور پر اُس کو علیحدہ کر دو
مگر ہم نے سب کو بُلا کر سمجھایا کہ بوجہ گرہستی ہونے کے نہنگ کی گدی پر نہیں
بیٹھ سکتا مگر شوامی جی سے اوپدیش تو اس کو ضرور ملا ہے اور بیس پچیس
برس سے استھان پر رہتا اور سیوا ٹہل کرتا ہے۔ اب بھی سمادھی پر چراغ وغیرہ
جلایا کرے گا کیونکہ ہمارے قیام کا کیا ٹھکانا ہے آج یہاں کل وہاں ان مکانوں
کی ہمارے کون دیکھ بھال کرے گا ہم بھجن پوجن اور عبادت کی غرض سے فقیر
ہوئے ہیں اگر مٹھ و گدی پانے کی خواہش ہوتی تو ہم اپنی ملکیت اور گھر بار
چھوڑ کر ہی کیوں آتے۔ ہم خود ایک چھوڑ دو دو جگہ کے مالک تھے اور جب شوامی
جی ہی اِن استھانوں کو چھوڑ گئے تو ہم کیا چھاتی پر دھر کر لیجاویں گے اور ہم کو
اِس جانشینی وغیرہ کی بھی ضرورت نہ تھی صرف تم لوگوں نے اپنے پریم اور

محبت سے ایسا کیا ہے تو اپنی طبیعت اور محبت تک ہی محدود رہنے دو ظاہری
سامان دنیاداری سے کیا تعلق ہے۔ غرض اس طرح سے سمجھا بوجھا کر گھاسی رام
کو بحال کرایا اور اپنا پیچھا چھوڑایا۔ وہ لوگ بھی مجبور ہو کر چلے گئے۔ حالانکہ موتی
دروازے کا مقام بڑی فضا اور بہار کا تھا مگر ان لوگوں کی دل شکنی وغیرہ کے
لحاظ سے ہم کبھی وہاں جا کر بھی نہ رہے اب تک کل ملکیت اسی طرح پڑی ہے
حالانکہ اب بھی لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہیں کہ ہم وہاں جا کر قیام کریں مگر ہم کو
پابند ہو کر رہنا پسند نہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شوامی آنند پوری جی کو پیشتر شاکت دھرم کا اپدیش
ملا تھا اور اس میں انھوں نے کمال پیدا کر لیا۔ آمبیر میں دیوی جی کے مندر میں
بارہ برس تک تپ کیا اور دیوی اور بھیروں کی اپاسنا کی جب پوجن ختم ہوا تو اپنی
زبان کاٹ کر چڑھا دی اور پھر دیوی جی کی کرپا سے زبان پیشتر کے موافق
درست ہو گئی۔ پھر ایک فقیر کامل کی توجہ سے پرایانام اور اجپا کا اپدیش
پایا اس میں بھی بہت ہی اعلیٰ درجہ کے تھے یعنی کمال کو پہنچا دیا تھا۔ جب ہمارا
ان سے ملنا ہوا تھا اس وقت ان کی عمر قریب ۹۴ یا ۹۵ برس کی تھی۔ مگر
اس وقت بھی شریر لیشٹ اور پراکرم درست تھے۔ تیز رفتار اس قدر تھے
کہ اچھے خاصے جوان بھی پیچھے بھاگتے ہی دکھائی دیتے تھے۔ یہ ایک بڑے
امیر کبیر کمسریٹ کے گماشتہ کے لڑکے تھے۔ جب ویراگ ہوا اور گرہ تیاگ کیا
تو ایک لاکھ روپیہ از قسم زر و جواہر اپنے ہمراہ لیا اور یہ عہد کیا کہ کبھی کسی سے
بھیک نہ مانگیں گے۔ اور ان کو اس کی کبھی ضرورت بھی نہ پڑی سینکڑوں
بڑے بڑے رئیس و مہاراجہ ان کے شش تھے۔ مہاراجہ شیوناتھ سنگھ والی
کھیتڑی تو ان کے بہت ہی معتقد تھے۔ جب کبھی ان کا وہاں جانے کا اتفاق

ہوتا تو ہزاروں روپیہ ان کی بھینٹ کرتے اور ان کی کل سیوا اہل اپنے ہاتھ سے کرتے یہاں تک کہ ان کو اپنے ہاتھ سے چلم تک بھر کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ شوامی جی کھیتری گئے تو اُن کے پوتے مہاراجہ اجیت سنگھ نے جو آگرہ میں باغ سکندرہ کی صحتی سے گر کر مر گئے بجائے نقد بھینٹ کے ایک چٹھی لکھ کر دیدی اور عرض کیا کہ اس کا روپیہ خزانچی جی سے لے لینا۔ شوامی جی نے ہنس کر چٹھی واپس کر دی اور کہا کہ ہم کو روپیہ کی بالکل ضرورت نہیں ہے صرف تمھاری محبت سے چلے آتے ہیں۔ یہ سنکر وہ بہت شرمندہ ہوئے اور معافی مانگی اور نقد روپیہ بھینٹ کئے۔ جو کچھ روپیہ ان کے پاس آتا تھا کُل غریبوں اور محتاجوں کو دیدیتے تھے۔ اپنی رقم میں سے بھی قریب پچیس ۲۵ ہزار کے اسی طرح پر صرف کر دیا تھا۔ باقی پچھتر ۷۵ ہزار جو بچا تھا اُس کے بارے میں داروغہ جی نے دریافت کیا تو ہماری نسبت کہا کہ اُن کو اختیار ہے۔ بعدہٗ داروغہ جی وہ کل رقم ہمارے پاس لائے اور کہا کہ آپ اُن کے جانشین ہیں اور اُنہوں نے ایسا فرمایا ہے کہ آپ کو اس کا اختیار ہے اِس لئے آپ خود لے لیجئے یا بطور خیر خیرات جس طرح سے چاہیں صرف کر دیجئے۔ ہم نے کہا کہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ میں روپیہ پیسہ کو کبھی ہاتھ بھی نہیں لگاتا پھر اس رقم کا کیا کروں گا۔ وہ تمھارے بھی گرو تھے تم ہی جس طرح سے چاہو اس کو کام میں لاؤ اُنہوں نے کہا کہ اسکا اختیار آپ کو ہی ہے۔ ہم تو جیسے اُن کے سیوک تھے ویسے ہی آپ کے بھی ہیں اور بہت اصرار کرنے لگے مگر ہم نے اُس رقم کو نہیں لیا وہ اُنھیں کے پاس رہی اور اُن کی بھگتن اور دیگر اہلکار ملکر اُس کو خورد بُرد کر گئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شوامی آنند پوری جی کی طبیعت حد درجہ کی پرادپکاری تھی۔ سفارش وغیرہ کے واسطے اگر کوئی آکر کہے تو خواہ واقفیت ہو

یا نہ ہو فوراً طیار ہو جاتے تھے۔ ان کا مقولہ تھا کہ جسم و مال و رسوخ جس سے بھی کسی کی خدمت ہو سکے کرنی چاہیئے۔ ایک دفعہ رات کے وقت ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی اور بہت عاجزی کے ساتھ کہا کہ میں آپ کے سرن آئی ہوں میرے صرف ایک جوان لڑکا ہے اُس کو اہلکاران راج نے قتل کا جُرم لگا کر گرفتار کر لیا ہے اور مجسٹریٹ نے پھانسی کا حکم دیدیا ہے کل ہائی کورٹ میں اُس کی اپیل ہو گی میرے بڑھاپے کا سہارا اور آنکھوں کا تارا ہے۔ میں نے سینکڑوں حکام سے فریاد کی۔ کسی نے داد نہ دی آپ کا نام سُنکر آئی ہوں اُنہوں نے کہا کہ دھیرج رکھو اور کہو تم مجھ سے کیا چاہتی ہو۔ اُس نے کہا کہ آپ ہائی کورٹ کے جج سے کچھ سفارش کر دیں تو اُس کی بریت کی صورت ہو جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو جج کو جانتا بھی نہیں ہوں مگر خیر گرو مہاراج مالک ہیں۔ یہ کہہ کر اُسی وقت رات کو بڑھیا کو ساتھ لے جج صاحب کے مکان پر پہنچے۔ اطلاع کرانے پر نام سُنکر جج صاحب خود باہر نکل آئے اور بڑی بھگت سے درشن دینے کا باعث دریافت کیا تو آپ نے بڑھیا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اِس سے دریافت کر لو۔ اس کا کام ہی ہمارا کام ہے۔ جج صاحب نے بڑھیا کو سمجھا بوجھا کر روانہ کر دیا اور لڑکے کی بریت کی بھی کچھ ترکیب بتا دی۔ دوسرے روز اپیل میں اُس ترکیب کی وجہ سے قاعدہ کے ساتھ رہائی ہو گئی۔ جب لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ مہاتما بلا غرض صرف پراوپکار کی وجہ سے سفارش کرنے چلے آتے ہیں اور سوائے اس کام کے کبھی بُلانے سے بھی نہیں آتے تو اُن کے آنے کو بھی غنیمت سمجھتے اور اپنے بھاگ سراہتے۔ اور جی توڑ کر ان کے کام میں کوشش کرتے اور اِن کے فرمانے کو بجا لاتے۔ اِن کی طرف سے جوگ ابھیاس کا اوپدیش صرف دو شخصوں کو تھا۔ ایک دھابھائی داروغہ رام چندر جی، اور

دوسرے بابو شیونراین سکریٹری حضور محتشمہ عالی کونسل۔ یہ دونوں اصحاب بھی بڑے پایہ کے شخص تھے اور بڑی مرجاواسے پیش آتے تھے۔ دونوں موسم کا کپڑا بیشتر شوامی جی کی بھینٹ کر لیتے تھے اُس وقت آپ استعمال کرتے تھے۔ موسم سرما کا ماہ کاتک اور موسم گرما کا بسنت پنچمی یا سورج ستمی کو چڑھاتے تھے۔ ان کا قیام داروغہ رامچندر جی کے مکان پر تھا اُنھوں نے ان کے ٹھیرنے کا کافی انتظام کر رکھا تھا۔ ایک مسمی رام پرتاب برہمن اور ایک مسمیٰ راج کشور رسوئیا اُن کی خدمت کے واسطے مقرر کر دئے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم لالہ مہابیر پرشاد کے گھر جا رہے تھے کہ راہ میں ایک صاحب بخشی شیونراین رہتے تھے اُنھوں نے ہم کو جاتے دیکھ کر راہ میں آکر قدم پکڑ لئے اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ اکثر اس راہ سے گذرتے ہیں کبھی ہم غلاموں پر دیا نہیں کرتے۔ آج نان و نمک یہیں تناول فرمائیے۔ ہم نے کہا کہ آج تو مہابیر پرشاد کے یہاں جاتا ہوں۔ پھر کسی روز ممکن ہے غرض اُنھوں نے دن اور دوپہر کا وقت مقرر کر دیا۔ ہم نے منظور کر لیا۔

روز مقررہ پر ہماری طبیعت کچھ ناساز اور نزلہ وغیرہ کی شکایت ہو گئی مگر چونکہ وعدہ کر آئے تھے اس لئے وقت معہودہ پر بخشی صاحب کے مکان پر گئے اور نوکر کی معرفت اطلاع کرائی۔ بخشی صاحب نے جواب دیا کہ باہر بٹھال دو۔ ہم باہر ایک تخت چوبی پر بیٹھ گئے۔ بخشی صاحب باوجودیکہ راج کے امتیازی سردار اور معزز آدمی تھے اور قریب دس بارہ ۱۲ روپیہ روز کی جاگیر راج سے ملی ہوئی تھی مگر اُن کو قمار بازی کی لت تھی اور اُس وقت بھی وہ اپنے دو چار ساتھیوں کے ہمراہ جوا کھیل رہے تھے۔ اس لئے ہماری فکر نہ کی

سیپ گمیو موتی ہیو کدلی بھیو کپور اہی گن گمیو تولبش بھیو سنگت کو پھل سُور

ہماری طبیعت پہلے ہی خراب تھی باہر بیٹھنے سے جو ٹھنڈی ہوا لگی تو بخار چڑھ آیا اور رفتہ رفتہ ایسی تیزی ہوئی کہ طبیعت گھبرانے لگی اور کئی مرتبہ جی چاہا کہ اُٹھ کر چلے چلو۔ مگر مروت نے اجازت نہ دی اور دل میں خیال کیا کہ ہم اگر چلے جاوینگے تو بخشی صاحب کو بہت ناگوار گذرے گا اور کہیں گے کہ ذرا بھی انتظار نہ کرسکے۔ اور پھر اطلاع کرانی بھی مناسب نہ سمجھی کیونکہ اُس وقت وہ ایسے مشغلہ میں مشغول تھے کہ شاید اُن کو ناگوار گذرتا اور کیا کچھ کہہ بیٹھتے۔ سو چا کہ بیٹھنے کو کہا ہے سو بیٹھے رہو۔ اگر صاف جواب رلجاوے تو چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اِس لئے اُس شدید بخار میں ضبط کئے تین گھنٹہ راستہ بیٹھے رہے۔ قریب دس بجے رات کو بخشی صاحب باہر آئے تو ہم کو بیٹھے دیکھ کر پسینہ پسینہ ہوگئے۔ بڑی عذر معذرت کی اور کھانا کھلانے کو اندر لے گئے اور سب سے اوپر کی چھت پر کھلے ہوئے میں بٹھال دیا۔ وہاں زور کی ہوا لگنے سے بخار میں اور بھی تیزی ہوگئی۔ بخار کی وجہ سے بھوک تو پہلے ہی وداع ہوگئی تھی۔ مگر ہم نے سوچا کہ دو چار لقمے ضرور کھانے چاہئیں تاکہ ان کا دل بھی رہ جاوے۔ بخشی صاحب کو تھوک پھینکنے کی بہت عادت تھی اُس وقت بھی اُنھوں نے تھوکا ہم نے صرف ایک نوالہ کھایا تھا اور دوسرا اُٹھانے کو تھے کہ وہ کھکار ہماری تھالی میں آکر گری۔ بس کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا مگر بخشی جی کو یہ حال معلوم نہ ہوا اور اُنھوں نے کھانا بند کرنے کا سبب پوچھا تو ہم نے کھکار کے گرنے کا حال تو نہ کہا صرف اِتنا کہا کہ آپ دیکھ لیجئے کہ مجھ کو کس قدر شدت کا بخار چڑھا ہوا ہے۔ صرف آپ کی مروّت اور وعدہ کے لحاظ سے چلا آیا ہوں مگر بوجہ شدت بخار کھانے سے مجبور ہوں۔

غرض ہاتھ دھوکر واپس چلے آئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ صبح ہی لالہ نراین سہائے ملنے آئے اور پوچھا کہ کل رات بہت دیر تک میں یہاں حاضر رہا آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ ہم نے کہا کہ کل بخشی صاحب کے ہاں دعوت تھی اُنھوں نے دریافت کیا کہ کیسا کھانا کھایا۔ چونکہ وہ ہمارے بڑے عزیز تھے اس لئے ہم نے ہنس کر کل کتھا کہہ دی کہ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا۔ اثنائے گفتگو میں بخشی جگمن ناتھ جی بھی آ گئے۔ یہ بڑے ست سنگی تھے اور فقیروں کے حالات معلوم کرنے کا ان کو بڑا شوق تھا۔ جس کسی فقیر کو دیکھتے ایک وقت کھانا کھلائے بغیر تو ہرگز نہ جانے دیتے اور اگر اُس کا بھید ملجاتا تو پھر اُس کی طرف زیادہ توجہ نہ رہتی تھی۔ البتہ بھید نہ ملنے پر ہفتوں تک گھر پر لاتے۔ کھانا کھلاتے اور خدمت کرتے۔ مگر ان کی طبیعت کہیں نہ ملی۔ جب ہم سے ملاقات ہوئی تو کچھ ایسی تسلی ہو گئی کہ تلاش و جستجو سب بند ہو گئی اور کہتے تھے کہ عمر بھر ڈھونڈا مگر پایا تو آپ کو پایا۔ ان کو درشنوں کا ایسا نیم تھا کہ جاڑا۔ گرمی۔ برسات خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو آدھی رات تک بھی وقت ملے تو ایک دفعہ تو ضرور ملنے آتے تھے اور یہ حال تھا کہ صبح سے شام تک جتنی باتیں کھانے پینے حتیٰ کہ گھر کی گفت و شنید تک کی جو کچھ دیکھی یا سنی ہوں سب ہم سے آکر بیان کرتے تھے۔ ہم نے بارہا سمجھایا کہ ہمارے پاس آکر کوئی ست سنگ کی بات چیت کیا کرو۔ یہ کیا بکھیڑے لے بیٹھتے ہو۔ مگر وہ اپنی عادت سے باز نہ آئے۔ جب ہم نے کئی مرتبہ منع کیا تو اُنھوں نے لاچار ہو کر کہدیا کہ چاہیں آپ خوش ہوں یا ناخوش ہوں میں اپنی حرکت سے باز نہیں رہ سکتا جب تک کل کچا حال آپ سے نہ کہدوں تب تک مجھ کو چین نہیں پڑتا۔ آخر ش ہم بھی چپ ہو رہے۔ حسب معمول صبح آنکر اُنھوں نے یہ افسوسناک خبر سنائی

کہ نہ معلوم کس خطا پر بخشی شیونراین کی کل جاگیر و جائداد ضبط ہو گئی اور گھر کے
کل کاغذ پتر راج میں داخل ہو گئے اور بخشی صاحب زیر حراست راج
ہیں سب آبرو خاک میں مل گئی - چونکہ اُن کی جاگیر میں روپیہ یا دو روپیہ کا
ان کا حصّہ بھی تھا اس لئے اُن کی ضبطی کا ان کو بہت قلق ہوا - اور اُنکی
قمار بازی کی عادت کی شکایت کرنے لگے - اُس وقت لالہ نراین سہائے
سے نہ رہا گیا اور بول اُٹھے کہ واقعی وہ تھے بھی اسی لایق - کل شوامی جی کی
دعوت کر کے جو تکلیف ان کو دی آخر اُس کا نتیجہ بھی تو کچھ ملنا چاہیئے تھا - اور
سب حال بخشی جگن ناتھ کو سنا دیا - چونکہ یہ ہمارے بڑے معتقد تھے ان کا خیال
جم گیا کہ یہ کل آفت مہاراج کا اپمان کرنے کا نتیجہ ہے - اور اُنھوں نے ناراض
ہو کر کچھ بد دعا کی ہے - اور اب اگر کچھ ہونا ہے تو ان کی دعا سے ہی ہونا ہے - اور
ہمارے پیچھے پڑ گئے کہ آپ کچھ دعا کیجیے - ہم نے اُن کو سمجھایا کہ ہم تو ہمیشہ یہی
چاہتے ہیں کہ تم سب لوگ خوش و خرم رہو - اور ہم نے ناراض ہو کر کچھ نہیں کہا
ہے اور ہم ناراض ہوتے بھی کیوں اُنھوں نے ہماری دعوت کی - کھانا
کھلایا - خدمت کی - اس میں ناراضگی کی کیا بات تھی - یہ سب کچھ اُن کے
اعمالوں کا حشر ہے ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں - مگر اُن کی سمجھ میں ایک بات
نہ آئی - اوّل تو ہم پیچھا چھوڑانے کی غرض سے جے پور سے سانبھر چلے گئے -
کچھ عرصہ بعد جب واپس آئے تو اُنھوں نے پھر وہی مذکور چھیڑا - اور
بخشی شیونراین کے لڑکے ڈال چند کو بھی ہمارے پیچھے لگا دیا - پھر ہم نے
سوچا کہ یہ بھگت آدمی ہے اور بہت عرصہ سے ملنے آتا ہے اپنے دل میں
کیا کہے گا کہ ذرا سا کام بھی نہیں کیا - اس لیے ہم نے صاف کہدیا کہ جاگیر
دلوانا یا اُن کو رہا کروانا تو ہمارے اختیار میں نہیں ہے - البتہ جلد وغیرہ

سے خواب کی صورت میں یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ یہ کام ہو جاوے گا
یا نہیں۔ خیر وہ اسی بات پر رضامند ہو گئے اور ہم نے چلہ شروع کیا۔ تو یہ
بات معلوم ہوئی کہ ان کے بزرگوں کو کسی فقیر نے ایک ٹوپی دی تھی اسکو
لیکر جب دہلی سے جے پور آئے تو اُس کی برکت سے مصاحبی مل گئی۔ تہوار
وغیرہ پر اُس ٹوپی کو دھوپ لوبان وغیرہ دیا کرتے تھے مگر اب اُنہوں نے
وہ کل کارروائی بند کر دی ہے بلکہ اُس ٹوپی کو بیقدری سے ڈال رکھا ہے
اسی وجہ سے یہ ضبطی وغیرہ ہوئی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بخشی صاحب کی
رہائی اور دیگر لوگوں کی جاگیر بحال ہو جاوے گی مگر بخشی صاحب کی نج کی جاگیر
بحال نہ ہوگی اور عہدۂ بخشی گیری بھی نہ ملیگا۔ یہ بات معلوم ہونے پر تلاش
کی گئی تو واقعی ایک ٹوپی نکلی اُس کو دھوپ وغیرہ دی گئی کچھ عرصہ کے بعد
پرماتما کی کرپا سے اَور لوگوں کی جاگیر بحال ہو گئی اور بخشی شیونراین بھی رہا ہو گئے
ایک روز ارشاد ہوا کہ ریاست جے پور میں ایک شخص سیٹھ چندربھان
رہتے تھے اُن کے پاس جو رسوئیا تھا وہ ایسا پیٹو اور کھانے والا تھا کہ چار
پانچ سیر کھانا اُس کی روزانہ خوراک تھی۔ کاربیوپار کی غرض سے سیٹھ جی
بمبی میں جا رہے تو یہ رسوئیا بھی اُن کے ہمراہ گیا۔ وہاں پر بصرف زر کثیر
سیٹھ جی نے ایک کتب خانہ اور دھرم شالہ بنوائی اور فقیر مہاتماؤں کے
ٹھیرنے اور آسائش کا اچھا انتظام کیا۔ اور اُس رسوئیے کے سپرد اُس کا
انتظام اور نگرانی کر دی۔ اکثر سادھو مہاتما وہاں ٹھیرا کرتے تھے اور وہ رسوئیا
اُن کی بڑی خدمت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک فقیر وہاں پر آکر بہت عرصہ تک
ٹھیرے اور اِس رسوئیے نے اُن کی بڑی خدمت کی اور نیز سیٹھ جی کے
انتظام سے بہت خوش ہوئے۔ جب روانہ ہونے لگے تو سیٹھ جی سے کہلا بھیجا

کہ اب ہم جانے والے ہیں ہم سے آکر ملجاؤ۔ جب وہ آئے تو اُن سے تخلیہ
میں دریافت کیا کہ کس غرض اور مطلب سے یہ کارروائی تم نے جاری کی ہے
جو مدعا تمھارا ہو سو کہو آج پورا ہو جائیگا۔ غرض جو کچھ اُن کو کہنا سننا تھا وہ
کہہ سن لیا اُس کے بعد فقیر صاحب نے اُس رسوئیے کو بلایا اور کہا کہ بھائی
تم نے بھی ہماری بڑی خدمت کی ہے بولو اُس کے عوض میں کیا چاہتے ہو
اُس نے کہا کہ مہاراج میں اِس پیٹ موذی سے بڑا تنگ ہوں کوئی ایسی
بات بتاؤ جس سے میری بھوک مٹ جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ اچھا آج سے
بھوک نہ لگے گی۔ غرض فقیر صاحب تو وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اب اُس
رسوئیے کا یہ حال ہو گیا کہ کہاں تو چار پانچ سیر روزانہ کھاتا تھا کہاں یک لخت
بھوک پیاس بالکل جاتی رہی اور کچھ کمزوری وغیرہ نہ معلوم ہوئی بلکہ طبیعت
اور بشاش رہنے لگی اور ویسا ہی ہٹا کٹا بنا رہا۔ چند روز بعد سیٹھ جی سے
رخصت ہو کر گھر چلا آیا اور پھر واپس نہ گیا۔ بلکہ گرہستی چھوڑ کر فقیری اختیار
کر لی۔ جب سیٹھ جی وطن میں واپس آئے اور اُس کے فقیر ہو جانے کا
حال سُنا تو جہاں وہ دھونی رمتا تھا وہاں ملنے گئے اور قریب پانچ سات
سیر قلاقند اور کچھ اور اشیاء بھی بھینٹ کے واسطے ہمراہ لے گئے بہت
دیر تک بات چیت کرنے کے بعد سیٹھ جی نے کہا کہ کچھ اِس میں سے بھوگ لگائیے
تو اُس نے ہنس کر جواب دیا کہ ہم نے تو کھانا پینا بالکل چھوڑ دیا ہے اور
چونکہ اب بغیر ان پانی کئے بہت سال بیت گئے ہیں اِس لئے ذرا سا
بھی بہت نقصان کریگا۔ سیٹھ جی کو یہ بات سنکر اور اُس کی پہلے کی حالت
یاد کر کے یقین نہ آیا اور کھانے کے واسطے بہت اصرار کیا تو اُس نے مجبور ہو کر
کہا کہ اچھا آپ کی خاطر کرتا ہوں مگر تکلیف بہت ہوگی اور یہ کہکر ایک سینک

زمین سے اٹھا کر جس قدر میٹھا اس کی نوک پر آیا اتنا اس پر رکھ کر کھا لیا بس اس کا کھانا تھا کہ گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد بدن سوجنا شروع ہوا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں سوج کر بالکل دم گم ہو گیا اب تو سیٹھ جی کے ہوش اڑے اور فوراً ڈاکٹر وغیرہ کو بلوایا اور بڑی کوشش اور علاج سے بہت عرصہ میں اس کو فائدہ ہوا پھر سیٹھ جی نے اس سے دریافت کیا کہ یہ بات تم کو کیسے نصیب ہوئی۔ تو اس نے تمام حال اس فقیر کا سنایا کہ آپ نے نہ معلوم اس سے کیا مانگا تھا۔ ہم نے تو اس سے بھوک بند ہونے کی التجا کی تھی اس کی دعا سے یہ حال ہے کہ بالکل بھوک نہیں لگتی اس دن کے بعد آپ کے سامنے سینک کی نوک پر رکھ کر مٹھائی کھائی تھی اس کا جو اثر اور نتیجہ ہوا وہ خود آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس شخص نے فقیر سے مل کر بھی مانگا تو کیا مانگا۔ سچ ہے ؎

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ایک روز ارشاد ہوا کہ بخشی صاحب کو ہمارے چلہ کشی کا حال شنہ جانند پہرہ دار کی معرفت جیل خانہ میں ہی معلوم ہو گیا تھا۔ جب وہ رہا ہو گئے تو اکثر ہمارے پاس آیا کرتے تھے ؎

بیت برابر شکھ نہیں جو تھوڑے دن ہوئے
لوگ کٹم پریوار سترجی جان پڑے سب کوئے

ایک دن کہنے لگے کہ دو چار روز میں حضور صاحب یعنی مہاراجہ جے پور کی سالگرہ ہونے والی ہے اس میں آپ داروغہ راجچندر کی معرفت ہم کو بھی

بلوا دیجئے تو ہماری آمد و رفت جاری ہو جائے بعدہٗ اسی طرح پر کیا عجب ہے کہ جاگیر بھی بحال ہو جائے۔ ایک وقت تو وہ تھا کہ ہمارے دروازے پر بھی گاڑی بہلی کھڑی رہتی تھیں اور آج یہ وقت ہے۔ ایسی زندگی سے تو مرنا بہتر ہے۔ مگر میں بڑا پاپی ہوں۔ اپنے اعمالوں کی طرف جس وقت نگاہ کرتا ہوں تو بحالی جاگیر کی آس ٹوٹ جاتی ہے۔ میں نے غریب محتاج کو کبھی کچھ شاید ہی دیا ہوگا۔ ایک مرتبہ میں بندہ کی گھاٹی پر گیا۔ وہاں ایک بھارتی مہاتما رہتے تھے۔ اُن کا لوٹا وغیرہ لیکر کام میں لایا تھا۔ چلتے وقت ایک آنہ اُن کی نذر کیا تو اُنھوں نے کہا کہ ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ استھان پر چڑھاتے ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق چڑھاؤ۔ میں نے جواب دیا کہ آج تک کسی سادھو کو کبھی کچھ نہیں دیا ہے۔ تم اس ایک آنہ کو بھی غنیمت سمجھو۔ اور اِن باتوں کا پچھتاوا ظاہر کرکے آب دیدہ ہو گئے اور بہت ہی درد کے ساتھ کہنے لگے کہ آپ کی ذات سے کچھ بہتری کی اُمید ہے۔ آپ ہی کچھ دعا کیجئے۔ اُن کی عاجزی اور تکلیف کو دیکھ کر ہماری طبیعت بے قابو ہو گئی۔ اور ہم نے کہا کہ بھائی شریفوں کو ایسی حالت میں ہم سے کبھی نہیں دیکھا جاتا۔ اور ہم تو ہمیشہ دعا ہی کرتے رہتے ہیں اور کچھ بے اختیاری کی حالت میں ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ بھائی میں اِس وقت بھی دعا کرتا ہوں کہ پرماتما تمھاری جاگیر بحال کر دے۔ بلکہ تمھارے اعمالوں میں سے اگر ابھی کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو تو اُس کے بدلے میں میرا قصاص ہو جاوے۔ لو اس سے زیادہ اور کیا دعا کروں۔ یہ دعا سنکر اُن کی تسلی ہو گئی۔ خدا مسبب الاسباب ہے جو کچھ اُس کو کرنا منظور ہوتا ہے کسی نہ کسی طرح سے کرتا ہی ہے۔ دو چار روز کے درمیان میں ہی کوئی سبیل اُن کی جاگیر کی بحالی کی بھی نکال دی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جس دن بخشی صاحب کی جاگیر بحال ہوئی اُس
رات کو ہم نے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ہم سے کہتے ہیں کہ "اب تک
تمھاری تربیت جمالی طور سے ہوئی اور برسوں تک تم نے جمالی منزلیں طے
کی ہیں اب جلالی منزلوں کو طے کرنا ہے۔ اس لئے جلالی طور پر اُس کی کارروائی
ہوگی کیونکہ جب تک تم اپنے نفس پر تکلیف گوارا نہ کروگے کار متعلقہ خوبی سے
سرانجام نہ ہوگا اور خلقِ خدا نعمتِ ہدایت سے محروم رہیگی۔ تم نے یہ کام
اپنے اوپر لے تو لیا ہے مگر جس طرح سے دیگر سادھو مہاتما اور اوتاروں نے
دھرم کی خاطر مصیبتیں اور تکلیفیں اُٹھائی ہیں کیا تم بھی اُسی طرح تکلیف
اُٹھانے کو طیار ہو" تو ہم نے جواب دیا کہ "تکلیف اور برداشت دونوں
ایک ہی جگہ سے ہیں جب وقت آئیگا دیکھا جائیگا" ؎

پہنچیں گے جب کہیں تب پہلے کہا نہ جائے — اس من کا پورا نہیں لڑکے کہا کا جائے

صبح اُٹھ کر ہم مہاتما مہابیر سرن پرم ہنس جن سے ہماری اجودھیا جی میں ملاقات
ہوئی تھی اُن کے ایک مہاتما شش کے وہاں شامبھوی پوجن میں
چلے گئے وہاں سے جب لوٹ کر آئے تو ہم نے اس خواب کو اپنے ملنے والے
چند اصحاب سے جو وہاں موجود تھے بیان کیا اور اس کی تعبیر پوچھی۔ وہ
اس خواب کو سُنکر ایسے متفکر اور غمگین ہو گئے کہ عرصہ تک کچھ جواب نہ دیا
ہم نے اُن کا غم غلط کرنے کو کہا کہ بھائی خواب اور خیال کی بات پر تم کس
فکر میں پڑ گئے۔ خواب جھوٹے بھی ہوتے ہیں اور سچے بھی ہوتے ہیں۔ بالفرض
اگر سچا بھی ہو تو فکر کی کیا بات ہے۔ رضا کا مقام تو یہی ہے کہ جمال اور جلال
محبوب حقیقی کو مساوی سمجھے۔ محبوب کی جفا اُس کی وفا کی نسبت زیادہ لذت
بخش ہوتی ہے۔ کیونکہ جمال اور آرام میں تو ہماری اور ہمارے محبوب کی

مراد و مرضی ہی تجلی ہے اور جلال اور تکلیف میں خالصًا اسی کی مراد و مرضی ہوگی۔ یہ
گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص مسمی بدیا دھر برہمن تشریف لائے اور بات چیت
کرنے لگے وہ اس وقت شراب کے نشہ میں بدمست تھے کسی بات پر ناخوش
ہو کر بگڑ چلے تو ہمکو سخت سست کہا اور پھر گالیوں پر اوتر آئے۔ اصحاب حاضرین
کو یہ بات بری معلوم ہوئی اور ان کا کچھ اور ارادہ تھا مگر ہمنے سب کو منع کیا اور
سمجھایا کہ اس وقت تم نہ بولو ہمکو برا بھلا کہہ رہے ہیں تم بیچ میں کیوں دخل دیتے
ہو وہ سب تو خون کا سا گھونٹ پیکر بیٹھ رہے مگر پنڈت جی مہاراج
خاموش نہ ہوئے اور ہمسے گذر کر ہمارے گرو کو بھی صلواتیں سنانی شروع کیں
تب تو ہمنے ڈانٹ کر کہا کہ دیکھو یہ بات بہت بیجا ہے ہم کو چاہیے جیسا برا بھلا کہلو کچھ
پرواہ کی بات نہیں مگر تم جانتے ہو گرو کا درجہ سادہوؤں کے نزدیک کیسا مانا
گیا ہے ہم لوگ اس شریر کو فانی سمجھتے ہیں اور گرو کے نام پر اس کو وار دیتے
ہیں دوسرے گرو مہاراج کا اس وقت کیا ذکر ہے اب تم ایسی گفتگو نہ کرنا مگر
وہ باز نہ آئے اور پھر گرو کو دشنام دیکر کہنے لگے کہ بہت سے دیکھے ہیں
دیکھیں تم کیا کروگے اس وقت ہمنے ایک اوزار جو وہاں پڑا تھا اوٹھا کر
تنبیہاً ان کے ہاتھ میں مارا جس کی ضرب سے اونکی انگلیاں کٹ گئیں بس پھر
کیا تھا اس نے سیدھا کوتوالی کا راستہ لیا اور وہاں رپورٹ لکھائی کہ
فلاں فقیر نے بلا وجہ مجھ کو مارا ہے۔ مقدمہ فوجداری میں دائر ہوا اور ہم ماخوذ
ہوئے۔ لوگ باگ سفارش و رشوت ہر طرح سے کارروائی کرنے پر آمادہ ہوئے
مگر ہمنے سب کو سمجھا دیا کہ آپ لوگ فضول دردسری نکریں آپ صاحبوں کی کوشش
سے کچھ نہ بنیگا۔ جس مجسٹریٹ کے پاس مقدمہ سپرد ہوا وہ اول درجہ کے
منصف مزاج اور راستی پرست تھے سب معاملہ سنکر یہ فیصلہ لکھا کہ "مدعی

کا بلا وجہ مارنے کا بیان بالکل غلط ہے واقعی جیسا فقیر صاحب نے بیان کیا درست ہے کہ مدعی نے اُن کے گرو کو دشنام دی لیکن اگر فقیر صاحب اوّل مرتبہ ہی اُس کو مار دیتے تو اشتعال طبع میں اونکی بریت درست تھی مگر فقیر صاحب فرماتے ہیں کہ اول مرتبہ اونھوں نے اُس کو سمجھایا اور جب مکرر اوس نے ویسی ہی گفتگو کی تو اوسکو مارا اس سے کچھ ارادہ اوس کو سزا دینے یا تنبیہہ کرنے کا ظاہر ہوتا ہے اور چونکہ ضرب شدید ہے اس لئے تین برس کی قید محض کیجاتی ہے سمت ۱۹۵۵ میں یہ وقوعہ ہوا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم جیلخانہ میں پہونچے تو سپرنٹنڈنٹ جیل جو داروغہ رامچندر جی کے ست سنگی تھے ملنے آئے اور کہنے لگے کہ آپ مجھ کو اپنا داس سمجھا مجھ کو آپ کے حالات سے واقفیت ہے جو خدمت میرے لائق ہو اس سے سرفراز فرماتے رہیئے گا ان کی یہ مہربانی دیکھکر تو کل آدمی ایسے معتقد ہو گئے کہ ہم کو ہاتھوں ہاتھ رکھنے لگے۔ داروغہ جیل شوامی آنند پوری جی کے شش اور ایک طرح سے ہمارے گرو بھائی تھے۔ نایب داروغہ بھابیر پرشاد کے ملنے والے تھے اور اونھوں نے ان سے ہماری بڑی سفارش کر دی تھی۔ سررشتہ دار ہمارے اوپدیشی ہی تھے علاوہ ان کے بہرون بخش کمپاؤنڈر و مودی گودام جیلخانہ و چند محافظین و میٹ و نگہبان و سپاہی بھی ہمارے مرید تھے ان لوگوں کے حسن و سلوک کی کیا بڑائی کریں بس ہم کو یہ معلوم بھی نہیں ہونے دیا کہ ہم قیدی ہیں یا آزاد۔ ایک شخص محمود علی قوم سید سکنہ علاقہ بھرت پور مجرم کو نہ معلوم کیا پتہ لگ گیا کہ وہ ہمارے پاس آکر کہنے لگے کہ اگر آپ میرے واسطے دو سو روپیہ کا بندوبست کرا دیں تو میری رہائی ہو جاوے آپ کے سیوک بڑے ذی حوصلہ اور امیر آدمی ہیں آپ کے اشارے کی دیر ہے ہمنے کہا کہ روپیہ پیسے کے معاملہ میں

ہم نے قرآن شریف کا ایک اسم اون کو بتادیا اور چالیس روز کرنے کے واسطے کہا چلہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ فضل خدا سے اُن کی رہائی ہو گئی صورت یہ ہوئی کہ فوجدار نے نواب صاحب سے کہا کہ یہ ان کے رشتہ دار ہیں کبھی ان کا وقت بھی اچھا تھا اس لئے نواب صاحب نے دعوی پھیر لیا۔ رہائی کے بعد کبھی کبھی ہم سے ملنے آتے تھے اور گھی وچلنی وغیرہ کا اپنی طرف سے بندوبست کر دیا تھا۔ ایک اور شخص کشن لال راؤ صاحب منوہر پور کے مصاحب اور ان کے دھا بھائی بھی قید تھے۔ یہ شخص قریب دو ڈھائی لاکھ روپیہ کی آسامی تھے راؤ صاحب کے برادر خورد سے کچھ جھگڑا ہو گیا۔ اونھوں نے اپنے بھائی صاحب اور بھاوج سے سخت شکایت کی اور کہا کہ اگر تم اس کی علیحدگی کا انتظام نکروگے تو میری اور آپ کی محبت میں فرق آجائیگا۔ راؤ صاحب نے مجبوراً یہ الزام لگایا کہ یہ مصاحب بندوق لیکر میرے بھائی کو مارنے پر آمادہ ہوا تھا اور اس علت میں اوسکو جنم قید ہو گئی اوس نے ہماری بہت خدمت کی اور اپنی رہائی کے واسطے بارہا التجا کی تو ہم نے اُس سے کہا کہ تم کو بہت کوشش سے رہائی ملے گی چار چلہ کرنے کو کہا اور ہر چلہ میں سوا لاکھہ سے زیادہ جاپ کرنے کو آمادہ ہو تو کچھ بتایا جاوے ہمارا خیال تھا کہ اتنی محنت یہ کب گوارا کریگا اس لئے چپ ہو بیٹھے گا مگر اوس نے منظور کر لیا اور ایسی مستعدی کے ساتھہ کام کیا کہ ایک ایک دن میں بیس ہزار نام جپلئے۔ پرماتما نے کچھ ایسی کرپا کری کہ پہلا چلہ بھی ختم نہ ہوا تھا کہ اوس کی رہائی ہو گئی وجہ یہ ہوئی کہ راؤ صاحب کے لڑکا ہوا اور سب لوگوں نے اُن سے کہا کہ دیکھئے ایسے موقعہ پر رئیس جیلخانہ خالی کر دیتے ہیں اور آپ کا مصاحب وہ ہوا کہ جو کہ ایک رشتہ سے آپ کا بھائی ہے قید سے نہ چھوٹے تو کیا بات ہو گی غرض راؤ صاحب کو کچھ خیال ہوا اور خود جے پور آئے اور بابو کانتی چندر سے کہہ کر اُسکو چھڑا کر لیگئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص مسمی گوپی قوم چھیپی بھی قید میں تھا۔ پنڈت مہاراج کرشن ممبر عالی کونسل صیغہ فوجداری نے عداوت و دھوکے سے اس شخص کا کل بھید معلوم کرکے اوس کا گھر بار و زیور و کل اسباب نیلام اور اُس کو قید بھی کرا دیا تھا۔ وہ رات دن ہماری خدمت میں حاضر رہتا اور یہ التجا کرتا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر بتاؤ جو آج پیچھے اس پنڈت کا مُنہ نہ دیکھوں اس نے میرے ساتھ بڑا دھوکا کیا ہے ہمنے اوس کو سمجھایا کہ تم کس پرپیچ میں پڑے ہو اپنی عاقبت بدلہ ہارنے کی کوشش کرو یہ بکھیڑا تو یوں ہی چلا جاوے گا وہ بھی راہ راست پر آگیا اور جو کچھ ہمنے اوس کو اوپدیش کیا اُس کے مطابق شغل کرنے لگا اور خوب محنت کی مگر کبھی کبھی اُس بغض کی آگ دل میں بھڑک اُٹھتی تھی تو پھر وُہی پہلی بات زبان پر لے آتا تھا ہم اوسکو پھر سمجھا دیتے تھے کہ تم بلا غرض اپنا شغل کرے جاؤ ان کھوٹے کاموں کی طرف اپنی طبیعت نہ لگاؤ۔ محنت و سچی عبادت سے اوس کی طبیعت بہت صاف ہو گئی ایک رات اوس نے خواب دیکھا کہ داروغہ جیل بیٹھا ہے چنے سلے جا رہے ہیں اور اُن دانوں کو اُٹھا کر وہ کھا رہا ہے ہم سے اگر تعبیر پوچھی پیشتر تو ہمنے بات کو ٹال دیا جب مکرر دریافت کیا تو کہنا پڑا کہ اس کی تعبیر اچھی نہیں داروغہ صاحب کی ملازمت میں فرق معلوم ہوتا ہے آخر کو وُہی ہوا پندرہ روز میں داروغہ صاحب برخاست ہو گئے چونکہ اس کی طبیعت میں پنڈت جی کی طرف سے بہت کینہ تھا آخر اوسکا نتیجہ یہ ظہور میں آیا کہ وہ اندھے ہو گئے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

تین ماہ تک تو اُسی حالت میں کچہری جاتے رہے کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا ایک روز گر پڑے اور سخت چوٹ آئی اور چند روز بعد انتقال کر گئے تین ماہ بعد اس چھیپی کو

اوس کی رہائی کا خواب ہوا چونکہ پہلے خواب کی تعبیر سچی ہو چکی تھی اور اُس کا اعتقاد
پورا تھا ہم سے بھی ذکر کیا اور اُسی روز صبح کے وقت اتفاق سے اُس کا لڑکا ملنے
آیا تو اُس سے کہدیا کہ کل ہم گھر آویں گے وہ لڑکا بہت ڈرا اور خیال کیا کہ کہیں بھاگ کر
آویں گے کیونکہ ضم میعادی ہیں کوئی پیروی اور رہائی کی صورت بھی نہیں ہے اسلئے
باپ سے کہا کہ پتاجی ایسی حرکت نہ کرنا۔ غرض جو وقت خواب میں دیکھا تھا اُسی
وقت یکایک راج سے حکم اُس کی رہائی کا آیا بعد میں بھی وہ ہم سے ملنے آیا کرتا تھا
ہم نے وہاں بہت آدمیوں کو اوپدیش دیا تھا مگر ایک شخص رام پرتاب بھرائٹ قوم
چارن نے اچھی کوشش کی ایک سال میں یہ حالت ہوگئی کہ جیسے کوئی دس برس
کی محنت ہو اوس کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ شام کو چار بجے بعد سے اوس کو ایک
ادھے کا سا نشہ ہو جاتا تھا اور دُنیاداری کی باتیں بالکل برداشت نہیں کرسکتا
تھا پھر دو تین مرتبہ اُس سے ملاقات ہوئی مگر کچھ ترقی نظر نہ آئی جس درجہ پر پیشتر
تھا اُسی پر رہا پھر سمت ۱۹۵۸ سے ملاقات نہ ہوئی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جیل خانہ کا یہہ دستور ہے کہ جس کا
چال چلن اچھا ہو اُس قیدی کو کچھ عرصہ پیشتر رہا کردیتے ہیں اس کا فائدہ ہم کو بھی پہنچا
اور میعاد مقررہ سے تین ماہ پیشتر رہا ہوگئے جس روز رہائی کی تاریخ تھی لالہ دہابیر پرشاد
مہتمم چھاپہ خانہ کے ہاں سے پوشش کے کپڑے مثلاً چولا دھوتی وغیرہ اور
داروغہ رامچندر جی کے ہاں سے سواری گئی وہاں سے سوار ہو کر پیشتر مہتمم صاحب
کے مکان پر گئے وہاں سے پھر داروغہ جی کے گھر پہونچے۔ داروغہ صاحب بڑے
ابھیاسی اور پہونچے ہوئے آدمی تھے۔ عطر۔ گانا۔ گھوڑے کی سواری اور سادھو
مہاتماؤں کا بڑا شوق تھا اپنے دور کے لاثانی تھے۔ اپنے منصبی کام میں بہت دلیر
بے مروت اور منصف تھے جب اونہوں نے وفات پائی تو مہاراجہ جے پور کی زبان

سے یہ کلمہ نکلا کہ ہمارے دربار کا آج سے مزا گیا ایسا دلیر شخص تھا کہ جب لاٹھی لیکر دربار میں گھومتا تھا تو سب سردار کانپ اوٹھتے تھے کہ نہ معلوم کس کو بے قاعدہ بیٹھے دیکھ کر ہاتھ پکڑ کر اٹھا دے اور بےعزتی ہو اور اگر زیادہ کہا تو کہیں اور بھی نہ دے جلپور و جودھپور دونوں ریاستوں سے کڑا بھی ملا تھا۔ خاندانی امیر و سردار تھے اور فیاضی تو ان کی موروثی تھی، ایک مرتبہ حجام نے ان کے والد داروغہ بونت سنگھ جی سے یہ کہا کہ میں سوائے آپ کے اور کسی کی حجامت نہیں بناتا ہوں بس اتنی ہی بات پر ایسے خوش ہوئے کہ انجلی بھر بھر کر روپیہ دینا شروع کیا اور قریب ایک لاکھ روپیہ کے دے دیا اور برابر دئیے جارہے تھے کہ حجام کی زبان سے نکلا کہ مائی باپ بس کرو یہ ہی میری سات پشت کو کافی ہوگا اس وقت دینے سے ہاتھ روکا۔ یہ فیاضی ان میں بھی موجود تھی۔

تلسی پنچھیں کے پیئے گھٹے نہ سرتا نیر،

دہرم کئے دہن نا گھٹے جو سہائے رگھوبیر

ایک سپاہی کی راج سے قریب دو روپیہ ماہوار پنشن ہوگئی تھی مگر اس کا خیال کعبہ شریف جانے اور حج کرنے کا تھا لیکن روپیہ آوے تو کہاں سے آوے اسنے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ جس وقت داروغہ صاحب پوجن کر کے اوٹھتے ڈیوڑھی پر کھڑا ہو کر روز سلام کرتا پہلے تو انھوں نے سمجھا کہ کوئی اپنا سپاہی وغیرہ ہی رسم تعظیم ادا کرتا ہے مگر جب اسکا روز کا معمول دیکھا تو سمجھے کہ یہ کوئی غرضمند ہے پوجن کے کمرہ میں بلا کر حال دریافت کیا اور پھر حج کا ارادہ سنکر مبلغ چار سو روپیہ نقد اوسکو عطا کئے اور کہدیا کہ کسی سے ذکر مت کرنا مگر اسنے تمام میں دہوم مچادی انکا معمول تہا کہ دس پانچ ہزار روپیہ نقد اپنے پوجن کے کمرہ میں موجود رکہتے تھے اور جو کوئی سفید پوش حاجتمند آجاتا دوسری راہ سے بلا کر اسکی غرض پوری کردیتے تہے جب کبھی تنگی سے فراغت ہوئی تو دن میں صرف ایک دفعہ بھوجن کرتے تھے اس وقت سو دو سو

پانچ سو خواہ کتنے ہی آدمی ٹھکانے میں موجود ہوں سب سے کہدیتے تھے کہ چلئے بھوجن کیجئے اُس وقت عجب لطف ہوتا تھا سوار بازار کو دوڑے جاتے ہیں کوئی کچھ لاتا ہے کوئی کچھ لاتا ہے اور دم کی دم میں سب انتظام ہوتا تھا ان کا معمول تھا کہ سوائے ایک دفعہ کے دوسری مرتبہ کبھی کسی سے کھانے کے لئے نہیں پوچھتے تھے اُن کا قول تھا کہ میں سچی دعوت کرتا ہوں جھوٹی دعوت نہیں کرتا جس کو بھوکھ ہوگی میرے ایک دفعہ کہنے سے کھالیگا صرف آپ سے دو مرتبہ عرض کرتا ہوں اور دوسری مرتبہ کے پوچھنے پر اگر ہم بھی انکار کر دیتے تھے تو پھر خاموش ہو جاتے تھے۔ ہمارے واسطے کل ملازموں کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ روپیہ جواہر خواہ کتنی بھی بیش قیمت چیز ہو مہاراج خود لیں یا کسی کو دیں اور کسی کو دینے کے واسطے حکم کریں تو فوراً تعمیل کرو مگر ہمنے کبھی ایسا نہ کیا البتہ کبھی سفارش کے طور پر کسی کی نسبت کچھ کہدیا تو بات دوسری تھی اُس کی فوراً تعمیل ہو جاتی تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ داروغہ صاحب جیسے بہادر و فیاض تھے ویسے ہی سخن پرور بھی تھے۔ ان کی والدہ صاحبہ کی وفات کے موقعہ پر جیسے اور لوگ پرستش کو آتے ہیں ویسی ہی ایک رام سکھی بھگتن بھی گئی اور ان سے یہ بات کہی کہ سردار تو بہت ہیں مگر بعد وفات سری جی یعنی مہاراجہ رام سنگھ جی میری پرورش کا کسی کو خیال نہیں ہے اوس پر داروغہ صاحب کی زبان سے نکلا کہ سری جی کی کرپا سے جب تک باجرا موٹھ اس ٹھکانے میں موجود ہے اور جس طرح سے سب لوگ ٹھکانے میں روٹی کھاتے ہیں تمہارے لئے بھی موجود ہے بس پھر کیا تھا اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ کافی ہے۔ بھگتن وہیں جم گئی اوّل تو دو تین ماہ تک حسب لیاقت کھانا وغیرہ جاتا رہا پھر اوس نے حکمت عملی سے اپنے آدمیوں کی معرفت ٹھکانے کے کامداروں وغیرہ کا غبن ثابت کر کے اور آمدنی وغیرہ میں کچھ بچت دکھلائی اور لوگوں نے کچھ اسکی سفارش کی

اور اُس کی غریبی کا اظہار کیا تو مروت اور رحم سے دس روپیہ روزانہ ہاتھہ خرچ کے مقرر کر دئیے خرچ خوراک و پاندان و سواری وغیرہ علیحدہ تھی ۔ مگر یہ بھگتن بڑی سبز قدم تھی اول مہاراجہ شیودان سنگہ الوروالوں کے پاس تھی وہ بے اختیار ہوئی پھر مہاراجہ جسونت سنگہ جودھپور کے پاس گئی وہاں مہاراجہ پرتاب سنگہ اس کی بدوضعی دیکھہ کر گولی سے مارنے پر آمادہ ہوئے تو بھاگ کر جے پور آئی اول دونوں ٹھکانوں میں ۵۰۰ روپیہ ماہوار مقرر تھا مگر مہاراجہ رام سنگہ نے تنخواہ مقرر نہ کی کھانے وغیرہ کا حسب لیاقت بندوبست کر دیا تھا مگر جب اونہوں نے بھی وفات پائی تو یہاں پڑ ہاری ۔ اس نے اپنے مرضی داں ملازم رکھہ کر ٹھکانے کو خوب لوٹا اور بالکل برباد ی پر اتر پڑی یہ حال دیکھہ کر تمام روٗسا و شہر و تعظیمی سرداروں نے اس کی علیحدگی کیواسطے داروغہ جی سے کہا مگر اونہوں نے اپنی بات کو نہ پھیرا یہاں تک کہ بابو کانتی چندر صاحب اعلی نے فہمایش کے واسطے سرداران بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم اس کو علیحدہ نہیں کردگے تو حضور صاحب کی طرف سے تمہاری آجیوکا بند ہو جاوے گی لیکن داروغہ جی نے یہ جواب دیا کہ آپ کیا فہمایش کرتے ہو میں سب سمجھتا ہوں ، حضور صاحب اگر چاہیں تو مجھہ تک کو علیحدہ کر سکتے ہیں مگر جب میں اپنی زبان سے کہہ چکا ہوں کہ موٹھہ باجرے کی روٹی جب تک موجود ہے اس ٹھکانے میں رہو پھر تھوڑی سی زندگی کے لیئے اب کیا زبان پھیروں اگر وہ خود چلی جائے تو میں روکتا نہیں ورنہ میں خود اُس سے جانے کے لئے نہیں کہہ سکتا غرض ڈیڑھ لاکھہ روپیہ سالیانہ کی آجیوکا راج سے بند ہو گئی مگر اونہوں نے نہ تو اپنے خرچ اخراجات بند کئے نہ اپنی وضعداری کو بدلا اور نہ آجیوکا کا رنج و خیال کیا ہمیشہ یہی کہتے تھے کہ حضور کی دی ہوئی روٹی ابھی تک ٹھکانے میں موجود ہے جب نہ رہے گی خود دیویں گے بھوکا تھوڑے ہی کہنے لگے ہم کاہے کو مانگنے جاویں ۔ اور کبھی جاگیر کی بحالی کی درخواست نہ کی جب وقت آخری

قریب پہونچا تو سری گرودھاراج اور حضرت امام حسینؑ کی تصویر جو پوجن کے کمرے میں رہتی تھی قریب دس منٹ پیشتر اپنے پاس منگوالی اور دونوں تصاویر کو اپنے سامنے رکھ لیا اور پھر کسی طرف نگاہ اٹھاکر نہ دیکھا جس وقت ان کی استری ان کے پاس آئی تو تالیاں اُن کو دیدیں اور زبان سے کہا کہ تم جاؤ اور کچھ چنتا مت کرو دس ماہ بعد تم بھی آؤگی مگر نگاہ تصویروں پر ہی رہی اور شریر چھوڑ دیا چنانچہ اون کی استری اُن کے وفات کے دس ماہ بعد انتقال کرگئیں۔ بھگتن بھی وفات کے وقت ملنے گئی مگر اُس کی طرف نگاہ نہ کی اور نہ اُس سے بات کی تصویر ہی دیکھتے رہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ داروغہ جی کی استری بھی بڑی پت برتا اور بھگت تھی جب اُس طوائف نے بہت ہاتھ پیر پھیلائے تو خواص لونڈی درشتہ دار دل نے اُن سے کہا کہ اگر آپ بابو کانتی چندر کی استری کو لکھدیں تو اس کے نکالنے کی چشم نمائی ہو اور یہ بلا دفع ہو مگر انہوں نے جواب دیا کہ ہم ایسا نہیں کرسکتیں ہم کو کس بات کی تکلیف ہے جو اوس کو علیحدہ کرادیں سب لوگ مجبور ہوکر بیٹھ رہے جب داروغہ صاحب کا شریر برتا تو ملازموں کا خیال ہوا کہ بھگتن کا کل مال ضبط کرلیں کیونکہ حضور صاحب کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا تھا کہ بھگتن ڈھائی گھڑی کے اندر یہاں سے نکل جائے اور وہ بھی جانتی تھی کہ کل آدمی میرے خلاف ہیں اس لئے داروغانی جی کے قدموں پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ آپ کے دھنی میرے مالک تھے اس لئے اب آپ ہی میری مالک ہو اور میرا کوئی نہیں ہے اس وقت اونہوں نے حکم دیا کہ یہ میرے مالک کے پاس رہتی تھی اس لئے کل سامان وغیرہ اس کو لیجانے دو اور کوئی مزاحمت ہو یہ حکم پاکر سب خاموش ہوگئے اور وہ لاکھوں روپیہ کا زیور و سامان ڈھوکر لے گئی چلتے وقت اُس طوائف نے عرض کیا کہ اب تو بہت کوئی شے بطور انعام و یادگار آپ کی طرف سے بھی عنایت ہو تو داروغانی جی نے ایک زیور

جو کئی ہزار روپیہ کا تھا اپنے پاس سے اس کو دیا جب وہ یکہ میں بیٹھ کر روانہ ہوئی تو
چہ زن وچہ مرد کل اہل محلہ اسکو گالیاں دیتے تھے۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ داروغہ صاحب فقیر دوست بھی پورے تھے اور
اپنے گرو پر تو بہت اعتقاد تھا

گر سیوا در لبھ مہا چت دے کرے جو کوئی
جو من میں اچھا کرے سو سب پورن ہوئی

شوامی آنند پوری جی نے پریکشا کے نمت ایکدفعہ قریب چار پانچ سو روپیہ کے جوتہ خرید
کر کے ایک بالاخانہ پر رکھوا دیے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم جوتوں کا بیوپار کرتے ہیں
اکثر وہ طوائف داروغہ جی سے مہاراج کی نسبت ایسی ویسی باتیں کہا کرتی تھی
تاکہ ان کی محبت مہاراج سے کم ہو جاوے اور انہوں نے بھی یہ کارروائی خصوصاً
اسی لئے کی تھی کہ اس کو ایسی باتیں کرنی اور داروغہ جی کو خالف کرنے کا عمدہ
موقعہ ملے کہ دیکھئے آپ کے گرو اور جوتوں کا بیوپار۔ اور اس طوائف کو دکھلانے
کی غرض سے ان پاپوشوں کو وہاں رکھوا دیا تھا مگر داروغہ جی کو اس امر کی مطلق خبر نہ
تھی ایک دفعہ داروغہ جی ہمراہ اس طوائف کے گھوم رہے تھے جب اس بالاخانہ پر
گئے اور ان جوتوں کو دیکھا تو اس سے دریافت کیا کہ یہ کس طرح یہاں رکھے ہیں
حالانکہ وہ کل حالات سے واقف تھی مگر جان بوجھ کر اس نے انکار کر دیا اور کہا
کہ مجھ کو معلوم نہیں اور نوکروں کی طرف مخاطب ہو کر دریافت کرنے لگی کہ یہ
جوتے یہاں کس نے رکھے ہیں مگر داروغہ جی بھی بڑے پایہ کے آدمی تھے قیافہ
سے جان گئے کہ اس عورت نے چال چلی مہاراج نے آزمائش کے طور پر یہ
کارروائی کی ہے اور چپ ہو رہے اسی اثنا میں کسی آدمی نے شوامی جی کو
اطلاع کر دی کہ داروغہ جی اس بالاخانہ پر گئے ہیں اور جوتوں کی بابت دریافت

کرتے ہیں باوجودیکہ چند آدمیوں کو حال معلوم ہے مگر کہنے کی جرأت کسی کی نہ
پڑی مہاراج خود اٹھ کر وہاں چلے گئے جب بالاخانہ پر پہونچے تو طوائف نے
اُن کو دیکھ کر بطور تمسخر کبھی ایک جوتے میں پیر ڈال کر دیکھا اور اس کو پلٹ دیا۔
اور کبھی دوسرے میں پیر ڈالا اس طرح سے چار پانچ جوتوں کو اُلٹا یہ کارروائی اسوجہ
سے کی کہ کوئی آدمی تو اس جوتے خریدنے کے حال کو ظاہر نہیں کرتا اور داروغہ صاحب
بھی خاموش ہو گئے شاید پھر دریافت کریں تو مہاتما موجود ہیں سب حال کھل جائے گا۔
داروغہ جی تو سمجھ گئے تھے کہ اس میں کچھ راز ہے اس لئے کچھ دریافت نہ کیا مگر مہاتما
جی عورت کی اس حرکت کو دیکھ کر بہت ناخوش ہوئے اور ناراض ہو کر بولے
کہ تو جوتوں کو کیوں اُلٹتی اور خراب کرتی ہے کیا تیرے باپ کے ہیں او سیروہ
خوف زدہ ہو کر اور ہاتھ جوڑ کر تریا چرتر کے طور پر بولی کہ مہاراج مجھ کو علم نہ تھا کہ یہ
جوتے آپ کے ہیں معاف کیجئے گا خیر مہاتما تو چلے گئے مگر داروغہ جی کو عورت کی
یہ حرکت بہت ناپسند ہوئی اور وہاں سے اٹھ کر پوجن کے کمرے میں چلے گئے اور
نوکروں کو تاکید کر دی کہ یہاں کوئی نہ آنے پاوے اور تین شبانہ روز بغیر آب
دانہ پوجن پر بیٹھے رہے جب یہ خبر زنانہ میں پہونچی تو سب خوف زدہ اور متفکر ہونے
مگر کریں کیا اندر جانے کی کسی کو اجازت نہ تھی آخر تین روز بعد وہ طوائف مہاتما
کے پاس گئی اور قدموں پر سر رکھ کر اپنی حرکت کی معافی چاہی اور عرض کیا کہ تین شبانہ
روز بغیر آب ودانہ اُن کو ہو گئے ہیں اور وہاں جانے کا کسی کا حوصلہ نہیں پڑتا البتہ
آپ کرپا کر کے پدھاریں۔ مہاتما اوٹھ کر پوجن کے کمرے میں گئے اور اُٹھا کر باہر
لائے اور کھانا طلب کر کے آپ کھایا اور اون کو بھی کھلایا۔
ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ داروغہ جی معہ اپنے فرزند رام پرتاب جی کے کھانے
کو بیٹھے اور ہم بھی شریک دعوت تھے حالانکہ جو چیزیں اون کے تھال میں تھیں

وہ سب ہمارے تھال میں بھی موجود تھیں مگر از راہ محبت اپنی تھال میں سے عمدہ عمدہ کھانے اٹھا کر ہمارے تھال میں رکھنے لگے اسوقت وہ بھگتن بھی شریک عورت تھی اُسنے کہا کہ شوامی جی کو سب چیزیں دیتے ہو ہمکو بھی کچھ دو انہوں نے جوابدیا کہ تم اس لائق نہیں ہو کہ تمکو اس کاسہ میں سے کچھ دیا جاوے جب اس نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہ کاسہ ہمارے اسٹ دیو کے ارپن ہو چکا ہے اسکو سوائے ساد ہو مہاتما کے اور کوئی نہیں کھا سکتا یا وہ آدمی کھا سکتا ہے جو گوشت شراب نہ استعمال کرتا ہو اور تم ماس مدرا دونوں چیزیں استعمال کرتی ہو تم کو نہیں مل سکتا اس طوائف نے کہا کہ تمہارے گرو نے تم کو خوب اپدیش کیا ہے بس یہ کلمہ اس کے منہہ سے نکلا تھا کہ آگ بگولا ہو گئے اور کہا کہ اے بدذات تیرا منہہ اور ہمارے گرو، تیرے ابھی دس جوتے لگاؤنگا وہ بولی کہ جوتے کاہے کو مارو گے ہم کہیں اور چلے جائیں گے یہ سن کر جوتا لیکر اٹھے اور کوئی دس بیس جڑ دئیے اور کہنے لگے کہ اب تو جانے کو کہتی ہے ہمنے تو تیری اس دن کی مسکینی دیکھہ کر تجھ کو رکھہ لیا تھا کیونکہ تو نے موٹھ باجرے کی روٹی کھانی منظور کر لی تھی ورنہ ہم کو تیری کیا پرواہ تھی جانا چاہے تو چلی جا اور اگر تجھہ کو جانیکا کچھ زعم ہو تو یہ بھی نہیں کر سکتی دوسری جگہ سے تجھہ کو اجنٹ صاحب کی معرفت پکڑوا کر بلوا سکتا ہوں پھر تو وہ چپ ہو کر بیٹھ گئی جب کھانے وغیرہ سے فراغت پائی تو پھر داروغہ جی کی بہت منت و ساجت کی اور معافی چاہی۔ اُن کے کاسہ کی جھوٹن بھی صرف خاص نوکر کو جو شراب وغیرہ نہ پیتا تھا ملتی تھی مگر ایک دفعہ اس عورت نے شوامی آنندپوری جی کی بہت منت کر کے کہا کہ آپ داروغہ جی کو شراب پلا دیں انہوں نے بھی منظور کر لیا کسی تہوار کو شوامی جی مے پی رہے تھے ہم بھی موجود تھے داروغہ جی معہ طوائف کے گئے تو شوامی جی نے پہلے پیالہ بھر کر ہمارے لبوں سے لگا دیا اور کہا کہ پی جاؤ پھر دوسرا داروغہ جی کو دیا انہوں عرض کی کہ حضور نے مجھہ کو پینے سے منع کر دیا

جب گھر پہ دارو غہ جی پی گئے شاہی نے کہا کہ رشاد ہو کہ سوامی جی نے کہا کہ اور آج خود دیتے ہیں
آئے تو طالف نے کہا کہ آج تو می پی ہے کچھ انعام ملنا چاہئے اُس وقت اس کو
ڈھائی ہزار کا ایک بلیوڑہ انعام دیا مگر پھر کبھی استعمال نہ کی ؎
بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ صرف اپنا قول پورا کرنے کو ہی دارو غہ جی نے
طالف کو رکھا کوئی اس کے پابند ہو کر نہیں رہے بلکہ بڑی وضعداری سے اس کام
کو بھی بھایا ایک تعظیمی سردار اُن کے دہرم کے بھائی ان سے ملنے آئے اور اس
طوالف کی علیحدگی کی نسبت ان سے کہا اور بہت کچھ فہمایش کی یہ بات بھگتن کو بھی
معلوم ہوگئی دوسرے دن دارو غہ جی سے آکر کہنے لگی کہ آپ کے دہرم کے بھائی کی
نیت میری طرف کچھ خراب ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر میں اُن کے پاس
رہوں دارو غہ جی نے کہا کہ اسمیں کیا مضایقہ ہے اس سے پیشتر بھی تو تم کسی اور کے
پاس تھیں اور پھر آئندہ بھی تو کہیں رہو گی تم میری کوئی منکوحہ بی بی تو نہیں ہو تمہارا
یہی کام ہے اگر اونہوں نے کہا تو کیا بُرا کیا مگر دراصل اونھوں نے کچھ نہیں کہا ہے یہ
کل شرارت اس گوپی ملازم کی ہے جو وقت وہ مجھ کو فہمایش کر رہے تھے تو وہ کھڑا
سُن رہا تھا اور اوس نے تم سے جا کر کہا ہے اس لئے اون سے بدظن کرنے کو تمنے
یہ بہتان باندھا ہے میں ان چرتروں کو خوب سمجھتا ہوں وہ عورت اپنا سا منہ لیکر
رہ گئی۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ دارو غہ جی کے توشہ خانہ کا مالک مسمیٰ دیدار بخش
جب بہت بیمار ہوا تو اُس نے عرض کیا کہ اب وقت قریب معلوم ہوتا ہے توشہ خانہ
کا کام سنبھال لیجئے۔ اس وقت جب شوامی آنند پوری جی کی امانت جو ایک تھیلے

غارت کرتی ہے۔
ایک روز کا ذکر ہے کہ سری مہاراج جیسور میں لالہ ہزاری لال کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ کسی فقیر نے آکر آواز دی۔ کہ بھوکا ہوں کچھ کھانا دو لالہ صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ ہربخش کچھ کھانا اور ایک لوٹے میں پانی لیکر نیچے گیا اور فقیر صاحب کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا جب کھا پی چکے تو لڑکے سے کہا کہ یہ لوٹا بھی ہم کو دیدے اس نے جواب دیا کہ والدین کی اجازت بغیر یہ لوٹا میں آپ کو نہیں دے سکتا ہوں۔ اس پر فقیر صاحب بہت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ خیر چاہتا ہے تو دیدے ورنہ ابھی بھسم کر دونگا لڑکے نے جواب دیا کہ کوئی مضائقہ نہیں اگر تم بھسم کر دوگے تو ہمارے گروجی ہم کو پھر زندہ کر لیں گے۔ جب فقیر صاحب اوسپر زیادہ سختی کرنے لگے تو سری مہاراج نے اوپر سے آواز دی کہ ہربخش کیا کر رہے ہو یہاں آجاؤ۔ لڑکا اوپر آنے لگا تو فقیر صاحب بھی اس کے ہمراہ چلے آئے اور سری مہاراج سے کہنے لگے کہ یہ لوٹا ہم کو دلا دے ورنہ ایک نگاہ میں اس کو اور تجھ کو دونوں کو بھسم کر دونگا آپ نے فرمایا کہ فقیر صاحب تشریف رکھیں اس کے والدین کی اجازت ملنے پر شاید یہ لوٹا آپکو مل جائیگا دیگر آپ اس بچے کی بھگتی کو دیکھیں کہ آپ کی ایک صدا پر کھانا اور پانی آپ کے پاس لے گیا اور آپ اپنی ضد کو ملاحظہ فرمائیں۔ اور رہی بھسم کرنے کی سو کہئے تو گھر چھوڑا بار چھوڑا سر منڈایا دربدر کی خاک چھانی مگر ایسا اب تک کوئی نہ ملا جو ایک نگاہ میں بھسم کر دیتا۔ زہے نصیب بعد مدت کے آج آپ نے درشن دیئے ہیں لیجئے بھسم کیجئے۔ یہ سن کر تو فقیر کو بڑا جوش آیا اور غصہ کا تھرمامیٹر بہت چڑھ گیا اور سری مہاراج کی طرف ہاتھ کر کے کچھ عمل پڑھنا شروع کیا آپ خاموش بیٹھے رہے جب وہ اچھی طرح سے چھو چھو کر چکا تو آپ نے کہا کہ لیجئے فقیر صاحب آپ کا منتر تو پورا ہو گیا اب ذرا سنبھل جاؤ ہم بھی منتر چلاتے ہیں یہ سنکر تو فقیر صاحب کا غصہ ہرن ہو گیا۔ چھکیں ڈھیلیں پڑ گئیں اور تھر تھر

کانپنے لگے اور بڑی منت و سماجت کے ساتھ کہا کہ مجھ کو معلوم نہ تھا معاف فرمائیں۔
اُن کی یہ حالت دیکھ کر سری مہاراج کو ہنسی آگئی اور آپ نے فرمایا کہ بس۔ اس
برتے پر تتا پانی۔ اور اون کو سمجھا بوجھا کر وداع کیا۔

ایک روز ایک بڑے جٹادھاری سادھو حاضر خدمت مبارک ہوئے سری
مہاراج نے اُن کو دیکھ کر کہا آئیے مہاتما جی براجیئے یہ سن کر سادھو بڑے چیں
بر جبیں ہوئے اور کہنے لگے کہ فقیر ہو کر آپ تو پلنگ پر چڑھ کر بیٹھا ہے ہم کو کہاں
بٹھاوے گا اُن کا یہ کہنا تھا کہ سری مہاراج پلنگ سے نیچے اتر کر اس کے بال
پکڑ لیئے اور فرمایا کہ ذرا کوئی صاحب کسی حجام کو تو جلدی بلا لاؤ پہلے ان سادھو
جی کا سر منڈوا کر اپنا سا کر لوں پھر بیٹھنے کو جگہ بھی بتلا دونگا۔ یہ دیکھ کر فقیر گھبرا گیا اور
ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ بس مہاراج مجھ کو تو بھیک مانگ کر ہی کھا لینے دو اپنا جیسا مت
بناؤ۔ سری مہاراج نے فوراً اس کے بال چھوڑ دیئے اور فرمایا کہ ہمارا تو خیال تھا
لیکن اگر تم نہیں چاہتے تو تمہاری مرضی۔ پھر وہ سادھو وہاں سے روانہ ہو گیا۔ سچ
ہے۔ دوہا۔

پھولیں پھلیں نہ بید تدپ جلد برسے مہا
مورکھ ہردے نہ چیت جو گرو ملیں برہم سم

ایک روز سری رادھا سوامی جی کے مرید ایک پوسٹ ماسٹر صاحب حاضر
خدمت مبارک ہوئے اور جو پرشاد لائے تھے سامنے رکھدیا آپ نے اول سب کو
تقسیم کرایا اور بعدہ اس میں سے ذرا سا اُٹھا کر آپ بھی کھا لیا سوامی جی کے مریدوں
میں اوچھشٹ پرشاد کی بڑی مہما ہے اس لئے پوسٹ ماسٹر صاحب نے بقایا
پرشاد اٹھانے کیلئے ہاتھ بڑھایا مگر سری مہاراج نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ جیہوں
ہی پھر بھی مہاراج نے ہاتھ پکڑا تھا کہ پوسٹ ماسٹر صاحب نے کہا کہ مہاراج

ہاتھ پکڑے کی لاج ہے آپ نے ہنس کر فرمایا کہ آپ کیوں فکر کرتے ہیں سری راد ہا
سوامی جی مہاراج نے ہی آپ کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے۔ اور پھر حکم دیا کہ اچھا بھائی
پرشاد کھالو۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ٹھاکر فتح سنگھ جی جو جے پور کے مصاحب عالی
ہوئے ہیں بالکل بے پڑھے لکھے آدمی تھے۔ دھا بھائی داروغہ بلدیو سنگھ جی کے
مکان پر رہتے تھے ایک دفعہ مہاراجہ رام سنگھ جی داروغہ جی کے مکان پر پدھارے
اور حقہ جو وہاں بھر ارکھا تھا پینے لگے اور بڑی تعریف کے ساتھ دریافت کیا یہ چلم
کس نے تیار کی ہے بڑی لیاقت سے کام کیا ہے لوگوں نے کہدیا کہ ٹھاکر فتح سنگھ
جی نے بھری تھی بس اس روز سے ان سے کچھ ایسے خوش ہوگئے کہ جب کبھی داروغہ
جی کے مکان پر جاتے تو ٹھاکر صاحب سے چلم بھروا کر پیتے۔ اسی طرح باتوں باتوں
میں معلوم ہوگیا کہ ٹھاکر صاحب بے روزگار ہیں تو مہاراجہ صاحب نے ان سے کہا
کہ آپ ہمارے مصاحب عالی نواب فیاض علی خاں صاحب کے پاس جاکر کہیں
کہ مجھ کو کہیں کسی آسامی پر مقرر کردو ٹھاکر صاحب حسب فرمودہ جناب نواب صاحب
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض حال کیا انھوں نے دریافت کیا کہ آپ
کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں تو انھوں نے عرض کیا کہ میں تو علم سے بالکل بے بہرہ ہوں
اب وہ سوچنے لگے کہ مہاراجہ صاحب کا بھیجا ہوا آدمی ہے مگر پڑھا لکھا بالکل نہیں
اب اس کو جگہ دوں تو کونسی دوں خیر یہ کہہ کر ٹال دیا کہ آپ پھر کبھی آنا۔ بعدہٗ یہ
کئی مرتبہ گئے مگر اسی طرح سے ناکامیاب واپس آئے پھر کسی دفعہ مہاراجہ صاحب
سے ملنے پر انھوں نے دریافت کیا کہ کیا تم کو جگہ مل گئی تو انھوں نے جواب دیا
کہ اب تک نہیں ملی مہاراجہ صاحب نے پھر جانے کے واسطے فرمایا۔ مجبوراً پھر گئے
نواب صاحب اس وقت معاملہ مقدمہ میں کچھ ایسے مصروف تھے کہ ان کا آنا

ناگوار سا معلوم ہوا اور عرض کرنے پر جواب دیا کہ آپ کچھ پڑھے ہیں نہ لکھے بھلا معقول آسامی دوں تو کونسی دوں البتہ میری ہی جگہ ہے بیٹھ جاؤ۔ ٹھاکر صاحب یہ ترش جواب سن کر واپس چلے آئے اور آنا جانا قطعی بند کر دیا۔ اتفاقاً پھر مہاراجہ صاحب نے دریافت فرمایا ٹھاکر صاحب تو خاموش ہو گئے مگر کسی اور نے عرض کر دیا کہ حضور یہ جائیں تو کیا جائیں نواب صاحب نے تو ایسا سخت جواب دیا مہاراجہ صاحب نے سنکر فرمایا کہ پھر تم چلے کیوں آئے اُن کی جگہ پر بیٹھ کیوں نہ گئے اچھا اب کے پھر جانا۔ قہر درویش بر جان درویش مہاراجہ صاحب کا فرمانا تھا بیچارے پھر نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نواب صاحب اُس وقت بھی کچھ ایسے مشغول تھے کہ اُن کو پھر بھی وہی جواب دیا کہ میں آپ سے کہہ چکا کہ معقول آسامی تو میری ہی ہے بیٹھو تو بیٹھ جاؤ۔

جیسے ہو ہونہار تا ہیسے ہیا سپلے بدھ

ہونہار لیسرے ہیں لیسر جائے سب سدھ

اُنھوں نے بھی کہدیا کہ بہت بہتر آپ جگہ خالی کریں، میں بیٹھتا ہوں۔ نواب صاحب غصہ میں اُٹھ کھڑے ہوئے مگر دل میں سوچنے لگے کہ یہ بے پڑھا لکھا آدمی کیا کام کریگا۔ یہاں ٹھاکر صاحب کا گدی پر بیٹھنا تھا کہ اُنھوں نے حکم احکام جاری کرنے شروع کر دئیے اور ایسے معقول بندوبست اور کاروائیاں جاری کیں کہ سب دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ کہتے ہیں کہ جے پور میں ان کی مصاحبی کا زمانہ بہت اچھا گذرا ان کے بعد اگر کچھ مصاحبی کی تو بابو کانتی چندر نے کی۔ سچ ہے جس کو دیتا ہے چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ سانبھر میں بہت سے آدمی ہمارے پاس بیٹھے تھے کہ تمباکو کا ذکر چلا اور اس کی قیمت کی بابت بات چیت ہونے لگی ہماری بان

کے اندر رکھی تھی اور بکس میں بند تھی دیکھی گئی تو کچھ کم معلوم ہوئی غور سے دیکھا تو تھیلے میں جا بجا چھید تھے مگر اوپر سے منھ بند تھا جب دیدار بخش سے پوچھا گیا تو اُس نے کہا کہ ایک مرتبہ بھگتن رام سکھی نے ان اشیا کو دیکھا تھا اُس وقت نماز کا وقت قریب ہو گیا تو میں نماز پڑھنے لگا اور وہ دیکھتی رہیں میں نے خیال کیا کہ بڑے ٹھکانے میں رہنے والی ہیں اسلیے کچھ شبہہ نہ کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کچھ کارروائی اُنھوں نے کر لی داروغہ جی نے رام سکھی کو بلا کر پوچھا تو وہ صاف انکار کر گئی مگر اُنھوں نے خوب ڈانٹا اور کہا کہ تمھارا کوئی اعتبار نہیں تم بالکل لامذہب صرف روپیہ کی غرضی ہو مگر یاد رکھنا جس طرح سے میرے نج کا لاکھوں روپیہ خورد برد کر گئی ہو اور دوسرے لوگوں کو اتہام لگایا ہے اس کا سب حال مجھ کو معلوم ہے میں بیخبر نہیں ہوں لیکن اُس دھوکے نہ رہنا یہ مال اور طرح کا ہے اس کا نتیجہ جلد دیکھو گی اُس بھگتن نے تھیلے میں چھید کر کے جواہرات نکال لیے تھے غرض نتیجہ بھی ویسا ہی ہوا بعد وفات داروغہ جی بخوف ضبطی کل مال بھگتن نے اجمیر روانہ کر دیا اور وہاں کا مدار کے سپرد تھا ایک لونڈی جو اس کے پاس بہت عرصہ سے رہتی تھی اُس کو اس نے ناخوش ہو کر نکال دیا وہ سیدھی اجمیر چلی گئی اور کا مدار سے کہا کہ بھگتن جی نے اشیاء کی دیکھ بھال کے لیے مجھ کو بھیجا ہے اور چند اشیا طلب کی ہیں وہ ہمراہ لیجاؤں گی اس نے کمرہ کھول دیا وہ لونڈی کل زیورات و پارچہ جات لیکر چلی گئی اور اجمیر میں اور مکان لیکر رہنے لگی اور خوب اُڑایا جب اس کو پتہ چلا تو یہ بھی اجمیر پہونچی مال دیکھا تو سب نذارد اُس لونڈی پر سرقہ کی نالش کی مقدمہ فیصلہ نہ ہوا تھا کہ روپیہ کے غم میں چلتی بنی ؎

صرف رہجاتا ہے باقی اُس کے کاموں کا اثر
ورنہ یاں ہر ایک کو راہ عدم درپیش ہے

داروغہ جی کی وفات کے بعد اُن کی استری نے ہمسے کئی دفعہ اس رقم کے بارے میں کہا

مگر ہمنے اوسکو لینا یا خرچ کرنا پسند نہ کیا آخرش اون کی وفات کے بعد مسمی وفاتی قوم
نذاخ مالک توشہ خانہ مقرر ہوا کچھ اس نے غبن کیا کچھ اور اسی طرح پر نوکر جاکر خورد برد کر گئے
ایک مرتبہ رام سکھی ہمارے پاس آئی اور عرض کی کہ مہاراج داروغہ جی میری بالکل
وقعت نہیں کرتے ہیں تین روپیہ کے نوکر کی بات مان لیتے ہیں اور میری بات گرا
دیتے ہیں آپ کچھ ایسا اوپائے کریں کہ یہ میرے بسشی بھوت ہو جاویں اور میں جسقدر روپیہ
وغیرہ چاہوں انسے لے لوں تو پھر میں آپ کی ہر طرح سے خدمت کرونگی اور اس کام
میں جو کچھ روپیہ صرف ہوگا میں دوں گی۔ یہ بات ہم کو بہت ناگوار گذری ہمنے خیال کیا
کہ جس کا نمک کھاتی ہے اس کی بہتری نہیں چاہتی بلکہ یہ چاہتی ہے کہ ان کو آدمی
کرکے کل روپیہ گھسیٹ لوں اور ٹھکانہ کو تباہ کردوں بعدہٗ ہم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے
نجومی و رمالوں سے داروغا جی کے مروانے کی بھی کوشش کی تھی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جب ہم رہا ہو کر آئے تو ہمارا خیال اپنے مہربان پنڈت
ودیادھر جی سے ملنے کا تھا مگر معلوم ہوا کہ پنڈت صاحب کوٹھے سے گر کر اور کچھ عرصہ
بیمار رہکر قضا کر گئے اس بات کا خیال رہا کہ ہماری ان کی صفائی نہونے پائی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور سے باہر اکثر جانا ہوتا تھا پہلے تو منشی شیونرائن
ناظم کے مکان پر ٹھہرتے تھے جب وہ سکریٹری حضور مقرر ہو گئے تو پھر تریبنی سہائے کوتوال
کے ہاں ٹھہرنا ہوتا تھا ان کے پاس مسمی ریکھا کہار بڑا نیک نہاد و ایماندار نوکر تھا۔ بڑا
خدمت گزار مہمان نواز اور سادھو سیوی تھا۔ کوتوال صاحب کی ہر ایک چیز کھانے
پینے و دیگر اقسام کی اس کے زیر تحت تھی اور ہر ایک کو کام میں لانے کا اس کو اختیار
تھا اور مہمانوں کی خاطر وغیرہ پر سب کچھ خرچ کرتا تھا مگر اپنے خرچ کے صرفہ میں کبھی
کوئی چیز نہ لاتا تھا حتی کہ روٹی بھی خشک کھاتا تھا یہ ہماری بھی بڑی خدمت کرتا تھا
ایک روز ہم کو گھنشام جی کے باغیچہ میں لے گیا وہاں ایک دادو پنتھی سادھو پرتاب داس جی

رہتے تھے یہ بڑے عمر سو برس والے اور بھگت تھے اور اُن کے پاس ملک پنجاب کی ایک عورت جس کو حالت گرہستی میں اونھوں نے اوپدیش کیا تھا آکر رہنے لگی۔ اور لباس پنجابی ستھن وغیرہ پہنتی تھی شہر سے بھیک وغیرہ مانگ کر بھی باباجی کے واسطے لاتی تھی ہم سے اونھوں نے تذکرہ کیا کہ یہ عورت بھیکہ کی خواہاں ہے آپ اس کو بھیکہ دیدیجئے ہم نے جواب دیا کہ ہزاروں گرہستیوں کو ہمنے اوپدیش دیا ہے مگر بھیکہ کسی کو نہیں دیا کسی کا گھر بگاڑنا ہم کو منظور نہیں ہے پھر اونھوں نے کہا یہ عورت بیوہ ہے صرف ایک لڑکا تھا وہ بھی سادہو ہوگیا تب ہمنے کہا اگر اس کو رکھنا منظور ہے تو بھیکہ دیکر رکھو ورنہ اس کو اس کے لڑکے کے پاس جانے کو کہدو اس لباس میں رکھنا نادرست ہے اونھوں نے کہا کہ میرے پاس تو اس قدر اثاثہ بھی نہیں ہے کہ اسکے واسطے بھگوئے کپڑے بھی منگوادوں ہمنے کہا اس کا بندوبست ہم کئے دیتے ہیں۔ سانبھر کے بہت سے معزز سیٹھ ساہو اُس باغیچہ میں ہاتھ منہ دہونے جایا کرتے اور اُس وقت وہاں موجود تھے ہمنے اُن سے کہا کہ باباجی مہاراج اس استری کو بائی بنانا چاہتے ہیں تم اس کے واسطے کپڑے وغیرہ کا بندوبست کردو اونھوں نے چندہ جمع کیا اور اُسی وقت کپڑا اور بتاشے وغیرہ منگوائے اور تاریخ مقرر کرکے دس بیس وادو پنتھی ناگے جمع ہوئے اور اُس کو پرتاب داس جی نے بھیکہ دے دیا اُس روز وہاں سیٹھ چنی لال رئیس سانبھر کے لڑکے سیٹھ ہنسراج بھی موجود تھے ان سے بھی ملاقات ہوئی اور پھر کچھ ایسی محبت ہوگئی کہ قریب قریب روز کا آنا جانا ہوگیا۔ کبھی اُس باغ میں اور کبھی باباصاحب کے کنوئیں پر ملا کرتے تھے ہمنے اُنکو اُپدیش بھی دیا تھا اور کچھ عملدرآمد بھی ہونے لگا تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک فقیر صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا اچھے بزرگ تھے اور علاوہ فقیری کے جنتر منتر کے کام میں بڑے کامل اور پورے تھے

ستھے ایک دفعہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ مہاراج میرے بھائی کو بڑے زہریلے سانپ
نے کاٹ لیا ہے اور وہ قریب المرگ ہے اگر آپ کرپا کرکے پدھاریں تو بڑی بندہ نوازی
ہوگی اونھوں نے اس آدمی کو اپنے نزدیک بلا کر پوچھا کہ تمہارے بھائی کے جسم کے
دہنے حصہ میں سانپ نے کاٹا ہے یا بائیں میں اس نے جواب دیا کہ بائیں جانب
کاٹا ہے اونھوں نے ایک چانٹا اس کے بائیں گال پر رسید کیا اور کہا جاؤ اس
شخص نے گھر جاکر دیکھا تو اس کا بھائی بالکل اچھا اور تندرست تھا اسی طرح پر سانپ
بچھو یا کتے وغیرہ کے کاٹے ہوئے مریض یا ان کی طرف سے کوئی آدمی ان کی
خبر لیکر آتا تو وہ اس کے چانٹا مارتے اور وہ مریض خواہ حاضر ہوتا یا غیر حاضر فوراً اچھا
ہوجاتا۔ دوسری بات یہ تھی کہ جب کوئی مریض ان کے پاس آتا تو وہ اس کی جانب
اپنا ہاتھ بڑھا کر کچھ پڑھتے تھے اگر اوس کو کچھ مرض ہوتا تھا تو فقیر صاحب کا ہاتھ
مریض کی جانب بڑھتا تھا اگر کچھ آسیب کا خلل ہوتا تھا تو ان کا ہاتھ ان کی ہی طرف
لوٹتا تھا۔ ان خبر منتروں کی وجہ سے ان کے پاس عورت اور مردوں کا بڑا ہجوم
رہتا تھا ہمکو انکی بات پر کئی مرتبہ بہت ہنسی آئی اور ہم اس کو ڈھکوسلہ سمجھتے اور یہہ کہتے
کہ فقیر صاحب نے یہ کیا علت لگا رکھی ہے کچھ عرصہ بعد فقیر صاحب نے ہم سے
کہا اگر کچھ محنت کرو تو ہم آپ کو کچھ بتانا چاہتے ہیں ہمنے قبول کرلیا تو انھوں نے
وہ منتر ہم کو بتایا اور کہنے لگے کہ سوا لاکھ دفعہ اس کا جاپ کرلو ہمنے کوئی پانچ ہزار
مرتبہ ہی جپا ہوگا کہ ان فقیر صاحب کی طرح تشخیص امراض و آسیب میں ہمارا ہاتھ بھی چلنے
لگا پھر اونھوں نے کہا کہ میں جانتا تھا کہ آپ کو بہت جلد سدھ ہو جائیگا مگر سوالاکھ
کی تعداد ایسی ہے کہ کوئی کیسا ہی آدمی جپے ہر ایک کو سدھ ہو جاوے اس لئے
سب زیادہ تعداد آپ کو بتادی تھی وہ ہمسے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ ہمنے اسوجہ سے
اس کام کو جاری نہ رکھا کہ مجمع بہت ہوتا اور شہرت ہوتی تھی اور فقیر کو شہرت

سے نکل گیا کہ ہمنے بنارس میں ساٹھ روپیہ سیر تک کی تمباکو دیکھی ہے۔ اس قیمت کو سُنکر سب حیران رہگئے حالانکہ ہماری مروت سے کسی نے کچھ اعتراض نہیں کیا مگر ہماری بات پر پورے طور پر اعتبار بھی نہیں آیا ہم کو بھی خیال ہوا کہ ایسی بات تم کو کہنی نہیں چاہیے تھی اُس وقت سیٹھ ہنسراج بھی موجود تھے اونھوں نے کہا بھی کہ مہاراج ایسی کیا چیز ڈالتے ہیں جو تمباکو کا اتنا نرخ ہوجاتا ہے اُس وقت تو ہمنے کچھ جواب نہ دیا کچھ عرصہ بعد ہمارا اور سیٹھ صاحب کا سری جگناتھ جی جانے کا اتفاق ہوا اور راہ میں بنارس میں بھی ٹھہرے جب شام کو سیر کے واسطے بازار گئے تو ہم کو بھی ساتھ لیگئے اُس وقت ہمنے جان کر تمباکو فروش کے وہاں ٹھہرا اور اُس سے تمباکو کا نرخ دریافت کیا تو اُس نے پندرہ روپیہ سیر کہا ہمنے پوچھا اس سے زیادہ قیمت کی نہیں ہے تو اُس نے کہا بیس روپیہ سیر پھر پوچھنے پر اُس نے کہا کہ مہاراج چالیس روپیہ سیر تک کی تمباکو تو میری دوکان پر اس وقت تیار ہے اور ساٹھ یا ستر روپیہ سیر تک عرصہ دو یوم میں تیار کر سکتا ہوں اگر اس سے زیادہ قیمتی درکار ہو تو عرصہ ایک ہفتہ یا زیادہ کا لگیگا لیکن میں ڈیڑھ سو روپیہ فی سیر تک کی تمباکو آپ کو تیار کرکے دے سکتا ہوں۔ یہ قیمت سُنکر تو سیٹھ جی دنگ رہ گئے پھر ہمنے دوکاندار سے کہدیا کہ ہم کو تمباکو خریدنی نہ تھی صرف نرخ دریافت کرنا تھا۔ پھر سیٹھ جی نے ہمسے کہا کہ اوس وقت ساٹھ روپیہ سیر کی قیمت سُن کر ہی مجھ کو تعجب ہوا تھا اب معلوم ہوا کہ اس سے ڈھائی گنی قیمت تک کی تمباکو ہوتی ہے اس سے یہ منشا ہے کہ انسان کا ظرف دیکھ کر بات کہنا درست ہوتا ہے اگر کوئی سچ بات بھی ہو مگر جس انسان کا ظرف اس کو قبول کرنے کے لایق نہ ہو اُس سے کہنا فضول ہے وہ اس کو صرف مبالغہ سمجھتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ فقرا رکے پاس آکر اصحاب اکثر یہ پاتا ہا اور خدا اور رنج

کی بابت بات چیت کرتے اور جب اون کو تسلی بخش جواب مل جاتا ہے تو وہ خوش ہوکر یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری تحقیقات برہم کی بابت درست تھی اور نیز اس فقیر کی نسبت بھی اون کا اعتقاد ہو جاتا ہے کہ اس کو بھی برہم کا پورا گیان ہے مگر دراصل یہ بات نہیں ہے بھلا برہم کیا وہ تو لڑکوں کا کھیل یا دلالوں کی گپ شپ ہوئی کہ جس کی نسبت ہر ایک کو پوری پوری واقفیت ہو جاوے خود اس کی نسبت کچھ جان لے تو خیر جان بھی لے مگر یہ کب ممکن ہے کہ لگے ہاتھوں باتوں باتوں میں ہی دوسرے کو بھی پورا گیان کرا دے۔ بات صرف اتنی ہے کہ اکثر فقرا کو اس بات کی شناخت ہوتی ہے کہ پوچھنے والا کس درجہ کا آدمی ہے اور وہ اس کی بات کا قریب قریب ایسا جواب دیتے ہیں جو اس کے سمجھنے کے لایق ہو اور اسی وجہ سے اکثر فقرا کی بات مقبول عام ہوتی ہے کیونکہ جس کسی سے وہ کچھ کہتے ہیں وہ اس کے ظرف کا اندازہ کر کے کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ جناب بابو برجھودیال جی نے ہمسے دریافت کیا کہ دل اور دماغ میں کون بڑا ہے تو ہم نے جواب دیا کہ دماغ۔ اوسپر اونہوں نے چند ایسی باتیں پیش کیں جن سے دل کی فوقیت ثابت ہوتی تھی ہمنے سوچا کہ اُنہوں نے اپنے بچار سے کچھ کام نہ لیا اس لئے ہمنے کہدیا کہ بابو صاحب رادہے اور کرشن میں کون بڑا اور کون چھوٹا۔ چونکہ بابو صاحب یوگل روپ کے اوپاسک اور بھگت تھے یہ بات بڑی اچھی معلوم ہوئی مگر چند روز بعد جب اونھوں نے خود بچارا تو اصلیت معلوم ہوگئی اور سوچ لیا کہ وہ بات مصلحتاً کہدی تھی مگر بعض آدمیوں کو اس موقعہ پر بے اعتقادی بھی ہو جاتی ہے کہ فلاں فقیر نے ہم سے غلط کہدیا تھا مگر دراصل وہ بات صرف مصلحتاً پوچھنے والے کی لیاقت کا اندازہ کر کے کہی جاتی ہے اگر اس سے اعلیٰ بات کہی جاوے تو وہ اس کو قبول کرنے کو ہرگز تیار نہ ہوگا اور ستسنگ کا منشا اچھی طرح پورا نہ ہوگا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ گیا جی میں ایک لالہ صاحب بڑے حاذق حکیم تھے انکو نبض شناسی میں ایسا ملکہ تھا کہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ کاشی جی ایک ممتاز برہمن عارضہ درد سر میں عرصہ دراز سے مبتلا اون سے علاج کرانے گئے۔ حکیم جی نے نبض دیکھ کر ایک پرچہ پر کچھ لکھ کر اُن کو دیا اور کہا کہ اگر یہ بات درست ہے تو میں آپ کا علاج کر سکتا ہوں ورنہ نہیں اس پرچہ کو پڑھکر برہمن دنگ رہگیا اور کہنے لگا کہ یہ بات حکمت کے متعلق نہیں بلکہ کچھ خداداد بات ہے جب آپ پر یہ راز ظاہر ہوگیا تو میں بھی اپنی حرکات کا اقبال کرتا ہوں غرض حکیم جی نے علاج کیا اور وہ مریض اچھا ہو گیا اُن برہمن صاحب نے ہم سے آکر کہا کہ حکیم جی نے پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ تم نے فلاں بے موقعہ پر نادرستی کی حالت میں عورت سے صحبت کی ہے اُس کی وجہ سے یہ درد سر ہو اہے اور واقعی یہ بات درست تھی یہ حرکت مجھ سے ہوئی تھی مگر مجھ کو اس کا خیال بھی نہ تھا کہ یہ بیماری اس کا نتیجہ ہے اب خود بخود حکیم جی نے یہ بات معلوم کر لی۔ حکیم جی ہم سے بہت محبت رکھتے تھے اور ہر ایک مریض کی ایسی پاسداری کرتے کہ اگر کوئی کسی دوسرے کے مرض کی نسبت دریافت کرتا تو بُری طرح جھڑکا دیتے اور کہتے کہ تم اپنی نسبت جو چاہو دریافت کرو دوسرے سے کیا تعلق ہے۔ حکمت سے بڑھ کر کمال یہ تھا کہ اس طبابت کے متعلق کسی سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتے للہ علاج کرتے بلکہ اپنے پاس سے بھی کچھ ادویہ دیتے تھے گھر پر صرف ایک بوریہ بچھا تھا اور امیر وغریب سب اُسپر آکر بیٹھتے تھے اونھوں نے اپنا حال اس طرح پر ظاہر کیا کہ میرے والد بڑے امیر اور فقیر دوست تھے اون کی وفات کے بعد ایک فقیر صاحب نے آکر مجھکو عربی پڑھائی اور جب شرح ملا وغیرہ بڑی بڑی کتابیں دیکھ چکا تو طبابت سکھلائی جب اس سے فارغ ہوا تو فقیری کی بابت بھی کچھ بتایا اور پھر یہ وعدہ مجھ سے لیا کہ اس طبابت کے ذریعہ سے میں کسی سے کبھی کچھ نہ لونگا پھر وہ فقیر صاحب تو روانہ ہوگئے اور میں نے یہ کام شروع

کردیا اگر وہ عہد اب تک میں نے نہیں توڑا ہے اور کسی سے کچھ نہیں لیتا ہوں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور میں بھی ایک حکیم صاحب محمد سلیم خاں جو بہرے حکیم جی کے نام سے مشہور تھے بڑے نبض شناس تھے مگر جو بات لالہ صاحب میں دیکھی وہ ان میں نہ تھی۔ یہ بھی علم عربی میں بڑے لائق تھے اور ان کو بھی ایک فقیر نے تعلیم دی تھی حکیم محمود علی خاں صاحب دہلوی کے خاندان سے تھے۔ راج سے آجیو کا تھی مگر بڑے بے پروا شخص تھے راجہ سے بھی کہدیا تھا کہ آپ چاہیں جب بلالیں ہم نوکر ہیں آنے سے انکار نہیں کرسکتے مگر اگر اچھی تشخیص کرانی ہو تو رات کو آٹھ بجے ہم کو بلایا کریں اوسی وقت ہماری طبیعت خوب لڑتی ہے اور اکثر جو خاص مریض ہوتے تھے وہ اسی وقت رات کو حاضر ہوتے تھے۔ ایک لالہ صاحب بہت عرصہ سے بیمار تھے ان کی نبض دیکھ کر حکیم جی نے فرمایا کہ آپ چھ ماہ کے مہمان ہیں وہ مایوس ہو کر چلے آئے اور دوسرے حکیموں کے علاج سے کچھ فائدہ ہو گیا مگر ٹھیک چھ ماہ بعد انتقال کر گئے اس وقت حکیم جی نے کہا کہ ان کو ایسی بیماری تھی جیسے لکڑی میں گھن لگتا ہے کہ اوپر سے درست اور اندر سے خالی اس مریض کی زیادہ سے زیادہ چھ ماہ زندگی کی میعاد ہے دیکھنے کو بھی ان کا بدن ضرور فربہ تھا مگر ان کی ہڈیاں بالکل خالی ہوگئیں تھیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور میں ایک مہاتما کے استھان پہ ہفتہ وار ست سنگ ہوا کرتا تھا اور اس میں بھجن کیرتن سب ہی باتیں ہوتی تھیں ایک دفعہ کسی شخص نے ایسے پریم سے بھجن گایا کہ مجمع میں سے ایک مہاتما کو سن کر حال آ گیا اور وہ ناچنے اور جھومنے لگے۔ ریاست کے دیوان یعنی مصاحب اعلیٰ جو اس استھان کے بہت پرستش تھے وہ بھی وہاں موجود تھے اور وہ اپنے ہمراہ اپنے ایک دوست اقوام جینی کو بھی لے گئے تھے مگر یہ جینی صاحب نہ تو ست سنگی تھے نہ فقیر دوست صرف دیوان

صاحب کی دوستی کی وجہ سے اُن کے ہمراہ چلے گئے تھے اس لئے اُن مہاتما کو ناچتے دیکھ کر
کہنے لگے کہ یہ بھی خوب ڈھونگ ہے اور حقارت سے دیکھکر منہ پھیر لیا۔ دیوان صاحب نے
فرمایا کہ آپ ایسا خیال نہ کریں اس وقت ان پر حالت طاری ہے تو انھوں نے جواب
دیا کہ کوئی ہم پر طاری کر دے تو جانیں ان دونوں میں آپس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں
کہ یہ حال اُس استھان کے مہاتما کو بھی باطنی طور پر معلوم ہو گیا حالانکہ اُس وقت قریب
۳۰۰ آدمی کا مجمع تھا مگر اونھوں نے ایسی توجہ کی کہ تمام اہل محفل معہ اُن جینی صاحب
کے بیہوش ہو گئے اور بہت عرصہ تک بیہوش پڑے رہے پھر الی الفرق ہوش
میں آتے گئے اور سب سے پیچھے دیوان صاحب اور وہ جینی ہوش میں آئے اُسوقت
مہاتما نے رُخ بدل کر اور ذرا ناراض ہو کر اپنے مرید دیوان صاحب سے فرمایا کہ تم فقیروں
کا ٹھٹھا اوڑاتے ہو خبردار آیندہ ایسے سُست اعتقاد آدمیوں کو بھول کر بھی اپنے
ہمراہ نہ لانا۔ مجمع میں سب طرح کے آدمی ہوتے ہیں اس سے فقیر صاحب کی یہ مراد تھی
کہ ہر ایک آدمی کو ایسی طاقت نہیں ہوا کرتی جیسی کہ تم نے دیکھی ہے اور اگر اس
وقت ایسا نہ کیا جاتا تو مجمع کی سُبکی تھی" یہ سُن کر دیوان صاحب اور جینی صاحب
دونوں مہاتما کے چرنوں میں گر گئے اور جینی صاحب نے رو رو کر معافی مانگی اور
اُسی وقت اپدیش بھی لیا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور میں ایک سادھو کے ہاں تعمیر مکان کا کام
جاری تھا اور بہت سے مزدور کام کر رہے تھے ایک برہمن نے بھی مزدوری پر
کام کرنے کی اجازت چاہی سادھو نے اُس سے روزانہ مزدوری ٹھہرا کر ایک
آسن اور مالا اُس کے حوالہ کری اور کہا کہ آپ اس جگہ بیٹھ کر رام رام کہو شام کو
مزدوری لیکر گھر چلے جانا اینٹ پتھر ڈھونے سے تم کو تکلیف ہوگی اس میں بیٹھے
بٹھائے دام مل جاویں گے وہ برہمن مالا لیکر بھجن کرنے لگا مگر تھوڑی دیر میں

ہی بالکل اوکتا گیا اور ادہر اودہر دیکھنے بھالنے لگا ایک مزدور کچھ خراب کام کر رہا تھا اوس کو جھڑکنے لگا کہ اس طرح سے نہیں بلکہ اس طور سے کام کرو وہ ساد ہو بولے کہ برہمن دیوتا تم کو اس جھگڑے سے کیا پڑی اُس کے جی میں آوے اُس طرح سے کام کرنے دو آپ اپنا بھجن کئے جاؤ برہمن نے کہا کہ ہم اس طرح پر کام کو خراب ہوتے دیکھکر چپ چاپ نہیں بیٹھ سکتے اگر تم اس میں ناخوش ہو تو یہ لو اپنی مالا اور آسن ہم سے یہ رگڑا نہیں ہوتا ہم تو مزدوری کر کے کہا لیں گے مالا پھینک کر چلا گیا پھر وہ ساد ہو ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ دیکھئے مہاراج بھجن مزدوری کرنے سے بھی مشکل کام ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم جے پور میں بازار سے گذر رہے تھے اور بھی بہت آدمی ہمارے ساتھ تھے کہ طوایف کے کوٹھے سے ہم نے ایک شخص کو اترتے دیکھا اون کو دیکھ کر فوراً پتہ چل گیا کہ یہ شخص کوئی مہاتما ہے آگے بڑھ کر ہمنے پرنام وغیرہ کر کے کہا کہ بھئے یہ کام کب سے جاری ہے اول تو وہ اُڑنے لگے اور بولے کہ مہاراج آپ مہاتما ہیں اور میں تو تماشبین آوارہ آدمی ہوں مگر بعدہٗ اشارے میں کھل گئے اور کہنے لگے بھید نہ کھولئے ہم آپ سے ملتے رہیں گے اس کے بعد اکثر ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور بڑی محبت کرتے تھے اور بہت اعلیٰ درجہ کے مہاتما تھے ایک عمل کے ذریعہ سے اون کو کچھ روپیہ مل جاتا تھا اسی پر بسر اوقات تھی ایک طوایف کے یہاں پڑے رہتے تھے اور پان وغیرہ کہانا اور عطر لگائے رہنا گویا ایسی وضع بنا رکھی تھی کہ کسی کو اُن کی طرف شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایسے بڑے آدمی ہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے پاس ایک اور ساد ہو آیا کرتے تھے ایک دن جب یہ تماشبینی وضع والے مہاتما بیٹھے تھے تب بھی وہ آئے اور کچھ دیر ست سنگ کر کے چلے گئے جب وہ ساد ہو اُٹھہ گئے تو مہاتما نے فرمایا کہ یہ شخص بہت اچھا ابھیاسی تھا مگر اس کا درجہ ٹوٹ گیا اس کے مرشد اس سے ناخوش ہو گئے ہیں وجہ یہ ہوئی تھی

کہ یہ شخص جو کچھ کماتا تھا سب اپنے گھر والوں کو دیدیتا تھا اور ویسے بھی ہر طرح سے
اُن کی بات مانتا تھا مگر اپنی زوجہ کی طرف سے کم توجہی تھی اس کی والدہ نے کئی
دفعہ اس سے کہا مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا تو اُس نے اس کے مرشد سے عرض کری
اونھوں نے فرمایا کہ ہم سمجھادیں گے۔ جس وقت یہ دہیان میں تھا تو مرشد نے فرمایا کہ
تم کو اُس کا خیال رکھنا چاہیئے۔ لیکن اس شخص نے جواب دیا کہ آپ اور ہم تو ایک ہی ہیں
اس بات پر اونھوں نے اپنی توجہ اس کی طرف سے ہٹالی اور اس کا درجہ ٹوٹ گیا
پھر اُن سے ملنے کی اس نے بہت کوشش کی اور سینکڑوں کوس اُن کے پیچھے پھرا
مگر وہ اُس کو درشن دینا پسند نہیں کرتے اور جب یہ اُن کے پیچھے جاتا تو وہ اُس سے
آگے آگے چل دیتے تھے یہ کہہ کر ہم سے وعدہ لیا کہ تم اس کا ذکر اُس سادہو سے
نہ کردینا۔ اُس وقت چار ناچار ہمنے وعدہ کرلیا مگر چونکہ وہ سادہو ہمسے بہت ہی
محبت کرتا تھا اس لئے مروت نے اس کو گوارا نہ کیا کہ ہمارا ملنے والا ایسی حالت میں
رہے اور چونکہ ہم کو اُس کے ساتھ بہت ہمدردی تھی اُس کی حالت پر رحم کرکے ہمنے
ایک دن سب حال اُس سے ذکر کردیا یہ سُن کر تو وہ ہمارے سر ہوگیا کہ یہ حال آجتک
میں نے کسی سے نہیں کہا اور سوائے اُس شخص کے جو اُس درجہ سے آگے ہو کوئی اسکو
معلوم بھی نہیں کرسکتا ہے جب اپنی یہ بات معلوم کرلی ہے تو اس کا علاج بھی آپ
کریں ہمنے اُس سے صاف کہدیا کہ ہمارے ذریعہ سے یہ کام نہیں بنے گا اگر ہمارے
وسیلہ سے بن سکتا تو ہم ہرگز دریغ نہ کرتے تو اُس نے پوچھا کہ اچھا آپ اُس شخص
کو جس کے وسیلہ سے کام ہوگا بتادیں ہمنے کہا کہ ہم اُس سے وعدہ کرچکے ہیں کہ اُسکا
راز کسی کو نہیں بتائیں گے صرف یہ بات بھی تمہاری حالت کو دیکھ کر کہدی ہے مگر اب
اوس کو کہاں چین تھا رات دن اس فراق میں رہنے لگا کہ یہ کہاں کہاں جاتے ہیں
اور ان کے پاس کون کون آدمی آتا ہے حالانکہ درجہ سے گرا ہوا تھا مگر ابھیاسی

شخص تھا اس لئے ایک دن جب وہ مہاتما آئے تو اون کو دیکھ کر فوراً پہچان لیا اور
اُن کے قدم پکڑ کر بہت عاجزانہ لہجہ میں کہا کہ آپ میرا کام سنوار دیں اونھوں نے
بہت حیلہ بہانہ کیا مگر اُس نے پیچھا نہ چھوڑا اونھوں نے پوچھا کہ تم کو ہمارا حال کسطرح
سے معلوم ہوا تو اُس نے صاف ہمارا نام لے دیا وہ مہاتما اُس کو ساتھ لیئے ہوئے
ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیوں صاحب کیا فقیروں کے وعدہ ایسے ہی ہوتے
ہیں ہم کو بہت شرمندگی ہوئی اور ہمنے کہا کہ بات تو آپ سچ فرماتے ہیں مگر ہم کو
اس کی حالت پر ترس آگیا اور ہمارے دل نے یہ بات گوارا نہ کی کہ جو ہماری ست
سنگ میں آوے وہ اس طرح تکلیف میں رہے - پھر اونھوں نے وعدہ کر لیا کہ اچھا ہم
تمہارے گرو سے کہدیں گے اوس نے پوچھا کہ پھر میرا اطمینان کیسے ہو دوسرے
روز مہاتما نے اُس سے فرمایا کہ اب تک وہ تمہارے خط کا جواب نہیں دیتے تھی۔
اور نہ تم سے ملتے تھے اب تم خط ڈالو تم کو جواب دیں گے اور اگر تمہارا ملنے کا خیال
ہو تو ملیں گے بھی۔ اب اونھوں نے تمہارا قصور معاف کر دیا ہے مگر خیال رکھنا آیندہ
ایسی حرکت نہ ہو۔ پھر اوس سادھو نے خط ڈالا تو جواب آیا اور اُس کی حالت بھی
بھجن کی درست ہو گئی - مگر ہم کو اس وعدہ خلافی کا نقصان اوٹھانا پڑا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مقام چاکسو میں ایک مہاتما رہتے تھے اُن کی نسبت
کسی شخص کا خیال تھا کہ تین سَو برس کے ہیں کسی کا خیال تھا دو سَو برس کے ہیں -
ایک شخص نے جو بہت ہی معتبر تھا اور اُس کی عمر قریب ۷۰ سال کے تھی ہمسے کہا
کہ میرے دادا صاحب فرماتے تھے کہ ہمنے اون کو شروع سے اسی طرح پر دیکھا ہے
مگر ہم کو اس میں شک تھا ایک دفعہ اُن مہاتما سے ملنے کا اتفاق ہوا بڑے اعلیٰ درجہ
کے فقیر تھے جیسے کہ پُرانے وقت کے آدمی ہوا کرتے تھے اُن کا کل طریقہ اُسی طرح
پر تھا لیکن ناخواندہ تھے اُن کا اصول تھا کہ رات میں کسی کو اپنے پاس نہیں رہنے

دیتے تھے خواہ کوئی کیسی ہی مروت کا آدمی ہو صاف جواب دیدیتے تھے۔
ایک دفعہ مہاراجہ رام سنگھ جی نے کہلا بھیجا کہ آج رات کو میں آپ کے پاس آؤنگا
تو جواب دیا کہ تم راجہ ہو تم کو میں زبردستی روک نہیں سکتا لیکن اگر میرے اصول
کے خلاف کروگے تو یہ ہوگا کہ میں یہاں سے کہیں اور چلا جاؤں گا پھر راجہ نے
ارادہ فسخ کردیا اور نہیں گئے۔ ہمسے بڑے ہی اخلاق سے ملے اور بڑی تواضع
سے پیش آئے۔ اثنا گفتگو میں ہمنے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کی عمر کی نسبت
یہ کیا افواہ مشہور ہیں اور اس میں اصلیت کیا ہے تو کہنے لگے کہ ہے سوامی جی ہے
کرپانا تھ آپ کو اس سوال کی کیا ضرورت پڑی اگر وہ سچ کہتے ہیں تو وہ جانیں اور
اگر جھوٹ بولتے ہیں تو اُن کی بات سے کیا مطلب۔ ہم نے کہا کہ میں تو صرف
واقفیت کے لئے اور اصلیت معلوم کرنے کے لئے دریافت کرتا تھا اور کچھ مطلب
نہ تھا تو آپ فرمانے لگے کہ اچھا آپ بتائیے آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے
ہمنے کہا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ سو برس سے دو چار کم یا دو چار زیادہ ہوگی۔ آپنے
تھوڑی دیر سوچا اور بولے کہ مجھ سے پوچھتے ہو تو میں بتاتا ہوں کہ ہے دیالو دربیں تو
انادہوں" یہ بات سن کر ہم کو سری مدبھگوت گیتا میں ارجن وسری کرشن جی مہاراج
کا سمباد یاد آیا کہ جہاں سری کرشن جی نے ارجن سے کہا تھا کہ میں نے آشوا ک
کو یہ اُپدیش دیا تھا اور میں انادہوں اور میں اس بات کو جانتا ہوں مگر تو اس
بات کو نہیں جانتا اور ہم اس کو سوچ رہے تھے کہ جھاتما بولے کہ ہاں اب آپ
ارجن اور کرشن مہاراج کے سمباد کو بچار رہے ہو اور پھر بولے کہ میں نے دو
اصول برتے ہیں اول تو جب چلتا تھا تب پون کی طرح چلتا تھا یعنی جیسے ہوا
چلتی ہے کہ جب چاہا تب چل اٹھی نہ تو کسی سے پوچھنا اور نہ کسی سے ملنا اور
بہت دیار اور امصار کی سیر کی جب جی چاہا چل پڑے اور حالانکہ اس شہر

میں پانچوں تتو ہیں مگران میں مٹی پردہان ہے اس لئے جب سے بیٹھا ہوں تو دہرتی
کی طرح بیٹھا ہوں یعنی جیسے دہرتی قائم ہے اسی طرح سے میں ایک جگہ بیٹھ رہا ہوں
اور اس جگہ بیٹھے ہوئے جتنا آپ کا خیال ہے اوتنا ہی عرصہ ہوا ہے یعنی سو برس
سے دس برس کم یا دس برس زیادہ اور اگر تم کہو کہ دہرتی تو ہلتی جلتی بھی ہے اور
بھونچال آتے ہیں تو اس طرح سے میرے ہاتھ پیر بھی ہلتے ہیں اور میں بھی ٹٹی پاخانہ کو
اُٹھتا بیٹھتا ہوں اور اب یہ مٹی جہاں کی مٹی ہے وہاں لگے گی اور اُسی جگہ چولا
برتے گا اور کہنے لگے کہ سادہو کے تین دشمن ہوتے ہیں ایک برہمن دوسرا نائی
تیسرا سادہو میرے پاس بہت سے آدمی آیا کرتے ہیں مگر میں نے کہہ رکھا ہے کہ
میری کوٹھری کے اندر کوئی نہ آوے جس کسی کو ماتھا ٹیکنا ہو باہر پانچ سات ہاتھ دور
سے ٹیک لے اور دُنیادار بہت سی باتیں کیا کرتے ہیں مگر میں سب باتوں کا ایک جواب
دیتا ہوں کہ گرو مہاراج کی بھبوتی لے جاؤ اور اسپر جو تمہارا
نشچہ ہوگا ظہور ہو جائے گا مگر دہی میرا تو پرمیشور ہے اور پرمیشور
ہی میرا گرو ہے ایک برہمن ہماری بڑی سیوا کرتا تھا اور اُس کو اولاد کی تمنا تھی کئی مرتبہ
ہم سے عرض کیا ہمنے یہی کہا بھبوتی لیجاؤ گرو مہاراج سب کچھ کریں گے وہ کہتا تھا کہ آپ
ہی کچھ کرو ایک دن ہمنے کہا کہ ہمارے بچن پر اعتقاد ہے تو بھبوتی لیجاؤ گرو مہاراج
سب کچھ کرنے والے ہیں میں تو جو کچھ سمجھتا ہوں گرو کو ہی جانتا ہوں وہ بھبوتی
لے گیا اور گرو مہاراج کی کرپا سے اُس کے لڑکا پیدا ہوا اُس برہمن کی عورت اور
اُس کا پوتا اب تک زندہ ہے اور وہ بڑا عقیدہ رکھتے ہیں میں صرف رات میں ایک
دفعہ کھاتا ہوں اور اُس برہمن کے سپرد کھانے کا انتظام ہے ایک کلار بھی ہمارا
شش ہے اور بڑا بھگت ہے یہ برہمن اور وہ کلار دونوں مل جل کر کھانا لاتے
ہیں وہی رات کو کھا لیتا ہوں اور ایک دستور یہ ہے کہ جو کچھ چڑھاوا نقد ہمارے

پاس آتا ہے شام کے وقت اس برہمن سے کہتا ہوں کہ سب آدمیوں کے سامنے
اس کو گن لے اور سب اس کے پاس جمع رہتا ہے جب زیادہ جمع ہو جاتا ہے تو باتو
گڑ کا شیرہ یا دودھ کے مال پوئے کر کے یہ تمام نائی برہمن اور ساد ہو وغیرہ
جو جمع رہتے ہیں کھا لیا کرتے ہیں دن میں ان لوگوں کا یہاں بڑا ہجوم رہتا ہے
اور ناریل وغیرہ جو چڑھاوے میں آتے ہیں اون کو بیچکر بھنگ۔ چرس۔ گانجا اور
افیون منگا کر دھر دی جاتی ہے اس میں سے یہ سب لوگ کھایا پیا کرتے ہیں اور
گائے بھینس بکری وغیرہ جو چڑھاوے میں آجاتی ہے تو وہ بھی اسی برہمن کے
سپرد کی جاتی ہے اور اس کو حکم ہے کہ گھی تو اس کا تم لے لو اور چھاچ تمام محلے کے
اور آنے والے برہمنوں کو دے دیا کرو اور اگر کوئی اور برہمن اس کی شکایت کرتا
ہے کہ مہاراج یہ چڑھاوے میں سے روپیہ کھا جاتا ہے تو اس سے کہدیتا ہوں کہ
بھائی اگر تم چاہو تو تم روپیہ رکھا کرو یا کہدیتا ہوں کہ یہ میرے سیوا بھی بہت کرتا ہے
اگر کھا لیا تو کیا مضایقہ ہے اگر کوئی کہتا ہے کہ اس کو گھی کی بہت آمدنی ہے۔ تو
اُس کو جواب دیتا ہوں کہ بھائی رات کو جو کھانا بنا کر لاتا ہے
تمام گھی اس میں لگا دیتا ہے۔ غرض اس طرح سے کام چلتا ہے آجتک میں نے اتنی
باتیں کسی سے نہیں کیں آپ کو نرکپش دیکھا اور معلوم کیا کہ آپ باد بباد پسند نہیں
کرتے اس لیے آپ سے تمام ماجرا بیان کیا اور آپ کو یہ اجازت بھی ہے کہ اگر
آپ رات کو یہاں آنا چاہیں یا رہنا چاہیں تو بھی آسکتے ہیں اور رہ سکتے ہیں۔
ہم ان کے پاس کبھی کبھی جایا بھی کرتے تھے ہمنے ان سے کہا کہ ایک بابو ہزاری لعل
جی ہمارے بڑے بھگت ہیں انہیں کے مکان پر میرا قیام اکثر رہتا ہے اگر حکم ہو تو وہ بھی
کبھی کبھی کھانا حاضر کیا کریں آپ نے کہا کہ اگر وہ آپ کے بھگت ہیں تو ان کو بھی
اجازت ہے کہ وہ رات کو کھانا لا سکتے ہیں اسلئے بابو صاحب موصوف بھی دوسرے

چوتھے روز کبھی کھانا لیجایا کرتے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ آلور میں کشن کنڈ پر دودھادھاری بابا رہتے تھے اونہوں نے بھگوانداس نامی برہمن کو اپنا چیلا بنایا اُسنے چند روز گروجی کی ایسی سیوا ٹہل کری کہ وہ بہت پرسن ہوگئے اور اپنے دہرو من ڈھکومن کا سب حال اُس کو بتا دیا جب چیلہ جی نے سب پتا معلوم کرلیا تو جنم اشٹمی کی رات کو تمام زر و نقد و مال اسباب گرو مہاراج کا لیکر چنپت ہوگیا اور چند روز بعد اُس روپیہ سے خوب شادی بواہ کرکے رہنے لگا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ لال ڈگی پر الور میں ایک باباجی آکر اترے اونہوں نے ستی سیوک سے لیکر اور بھیک وغیرہ سے مانگ کر پانچ سیر سونا اور سات سیر چاندی جمع کی تھی اوسکو اپنی دہونی کے نیچے رکہتے تھے۔ کچھ کنواں وغیرہ بنوانے کا خیال تھا۔ کسی آدمی کو اس کا پتہ لگ گیا اور ایک رات کو تمام سونا اور چاندی اڑا لے گیا۔

تیلی جوڑے دھار دھار اور خدا لیجا ایکبار

فقیر صاحب ہاتھ مل کر رہگئے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ مہاراجہ منگل سنگہ جی والئی ریاست الور بڑے حق پرست مشہور تھے مگر اون میں کچھ ضد یا ہٹ کی عادت بھی تھی جس بات پر اڑ گئے۔ اڑ گئے اکثر لوگ اون کی اس بات سے شاکی ہیں لیکن وہ ہمیشہ اُس بات پر ضد کرتے تھے جو اُن کی ذہن میں سچی ہو کر بیٹھ جاتی تھی اور اگر کسی سچی بات کو اُن پر اچھی طرح سے ثابت کردیا جاتا تو اُس کو ماننے میں کبھی دریغ نہ کرتے تھے اُن کی نسبت مشہور ہے کہ وہ کپٹی اور ڈہونگے ساد ہوؤں سے بہت نفرت کرتے تھے اور اس گروہ کی نسبت عام طور سے اون کے خیالات اچھے نہ تھے فقیروں کو داد پن بہت کم کرتے تھے

ایک مرتبہ رات کے وقت کسی سادہو کے استھان پر تن تنہا گئے۔ اور سادہو
کی بری طرح سے توہین کی اور سخت سست کہا اس سادہو نے مہاراجہ صاحب
کو پکڑ لیا اور بہت ہی گستاخانہ سلوک کیا اور بولا کہ آپ راج مد میں مست ہیں اور
ہم مالک کی یاد میں مست ہیں اب آپ بتائیے کہ آپ کے پاس فوج لشکر
توپ بندوق سب کچھ موجود ہے مگر اس وقت کیا چیز آپ کے کام آسکتی ہے اور
کیا مدد مل سکتی ہے خیر مہاراجہ صاحب نے منت سماجت کرکے پیچھا چھڑایا مگر اس
سادہو سے ناخوش نہ ہوئے اور نہ اوسپر بعدہٗ کوئی عتاب فرمایا ان کے
وقت میں الور میں فقیروں کو اکثر بے آرامی تھی ایک شخص نے سادہو سیوا کا مہاتم
سن کر عہد کیا کہ اب سے ان کی خدمت کرنی چاہیے اور کام دھیمن یعنی بھیرون
جھولی اوٹھائی۔ اول اول دن میں دو چار سیر آٹا مانگ کر لاتا اور فقیر اور محتاجوں کو
کھلاتا بڑھتے بڑھتے یہاں تک ہوا کہ من سوا من آٹا تک روزمرہ آنے لگا اور
سادہوؤں کا بھی خوب ہجوم ہونے لگا تو شہر سے باہر جھونپڑی ڈالکر سادہوؤں
کے رہنے کا استھان بنا دیا۔ مہاراجہ منگل سنگہ ایک روز سیر بازار کو نکلے تو لوگوں
سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی فقیر شہر میں نظر نہیں آتا کیا سبب ہے۔ لوگوں نے فرمایا
کہ مہاراجہ صاحب راج سے تو کسی کو کچھ بندھان ملتا نہیں۔ مگر ایک شخص بھیرون کی جھولی
مانگ کر آٹا لاتا ہے اس سے فقیروں کو کھلاتا ہے اسلئے اس کے پاس فقیر ٹھہرتے
ہیں۔ مہاراجہ نے پوچھا کہ یہ جو مندروں کو اس قدر روپیہ راج سے ملتا ہے یہ کیا
کرتے ہیں اور حکم دیا کہ اچھا کل ہم خفیہ طور پر ان کی دیکھ بھال کریں گے دوسرے روز
آرتی کے وقت کئی مندروں میں گئے بھوگ لگانے کے بعد نوکر چاکروں کو پرشاد
بٹ گیا نہ کسی فقیر کو ملا نہ کوئی محتاج آیا۔ بعدہٗ اس کام دھیمن والے کے مقام
پر گئے تو دیکھا کہ بہت سے محتاج اور فقیروں کو کھانا بٹ رہا ہے وہاں سے واپس آکر

کئی مندروں کے بندہاں سے رقم کاٹ کاٹ کر اول پانچ روپیہ روزانہ اس بھیروں بھولی والے کو دیا اور فرمایا کہ اگر تم نے اچھی طرح کام چلایا تو بہت کچھ اضافہ اس میں کیا جاوے گا۔ جو شخص پراوپکار کے واسطے کمر باندھ کر طیار ہوتے ہیں اُن کی قدرت مدد کرتی ہے اور روپیہ دوڑ دوڑ کر اُن کے پاس آتا ہے ؎

داتا کے گھر لکشمی ہر دم رہے حضور
جیسے گارا راج کو بھر بھر دیت مجور

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم دہولاجی کے درشنوں کو گرنار پربت پر گئے وہاں ایک شخص چیتا نامی بھگت رہتا تھا اوس کے پاس گائے بھینس بہت سی تھیں مگر وہ اُن کا نہ تو دودھ بیچتا تھا نہ گھی فروخت کرتا تھا اوس کا معمول تھا کہ جو دودھ ہوتا تھا وہ فقیر غریبوں کو کھلاتا تھا اور جو بچتا تھا اوس کو جما کر مکھن نکالتا اور وہ مکھن سادہوؤں کی رسوئی وغیرہ کے کام میں لاتا تھا۔ گائے بھینس کے صرفہ کے واسطے سیٹھ ساہوکار رئیسوں کے پاس سے اسقدر روپیہ آجاتا تھا کہ خوب اچھی طرح سے کام چلتا تھا۔ اُسکی سادہو سیوا اور پراوپکار سب لوگ ایسے خوش تھے کہ اُس کی کسی تعمیل کے بجا لانے کو فخر سمجھتے تھے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جناب بابو شیام سندر لعل صاحب وزیر اعلیٰ ریاست کشن گڈھ ہم سے آکر ملے اور ہم کو اپنے دولتخانہ پر لے گئے اور وہاں ایک دن باغ میں جناب مہاراجہ صاحب والئے ریاست کشن گڈھ بھی ہم سے ملنے آئے مہاراجہ کا خیال اوسی دن شام کو روانگی کا ہوا تو کہنے لگے کہ کل مہاراجہ صاحب والئی ریاست الور اور مہاراجہ جودہپور بھی یہاں تشریف لائے ہیں اون کو بھی آپ سے ملاؤں گا ہمنے کہا کہ وزیر صاحب ہم کو تو معاف رکہیں۔ ہمارے ہم صحبت تو غریب لوگ ہیں ہم امیروں اور رئیسوں سے ملکر کیا لیں گے بلکہ اُن کی ملاقات انتہیٰ

وبال جان ہو جاتی ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ بات میرے لئے کہدو یا یہ سفارش کر دو اور جس کا کام نہ کرو اُسی کے بڑے بنو اور جو رئیسوں سے کسی کی درخواست کرو تو اُن کی نظر میں ذلیل بنو اور بات بھی واقعی یہ ہے کہ سوال کرنے والا ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے دویم ان لوگوں سے بھجن پوجن تو ہونا ہی کیا خاک ہے ان کو تو اگلے تپ کے پرتاپ سے راج ملا ہے اس سے تپتے ہیں بلکہ اُن کی اُلٹی ہاں میں ہاں ملانی پڑتی ہے جو ذرا سی بات خلاف مزاج کہو تو نا چاقی کی صورت پیدا ہوتی ہے پھر بھلا ہمکو ایسی ناز برداری کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو غریبوں سے ملنے میں ہی خوش ہیں جو یاد الٰہی کیا کرتے ہیں اور امیروں سے ملتے ہیں تو ایسوں سے جیسے داروغہ رامچندر جی ہیں جو اپنے آپ کو جانتے ہیں اور امیری کا خیال تک چھوڑ دیا ہے اور خودی کو مار دیا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ داروغہ رامچندر جی کے پاس ایک فقیر نے ڈیڑھ سو روپیہ کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ پانچ روپیہ لیکر چلے جاؤ وہ نہ گیا تو اس سے کھانے کے واسطے دریافت کیا اس نے پاؤ سیر گھی اور آٹا دال کچھ قلاقند وغیرہ چیزیں لکھا دیں وہ روز اس فقیر کو مل جاتا تھا اور کھا پی کر مست پڑا رہتا تھا کچھ روز بعد دس روپیہ دینے کو کہا مگر فقیر رضامند نہ ہوا اسیطرح سے کچھ وقفہ کے بعد رقم بڑھاتے جاتے تھے آخر فقیر ڈیڑھ سو روپیہ لیکر ٹلا اور ایک طوائف کے ہاں جاکر روپیہ صرف کرنے اور مچھ اڑانے لگا۔ داروغہ صاحب کے منیم اور کارندہ نے ایک دن سرگوشی کرنی شروع کی ہم بھی وہاں موجود تھے۔ داروغہ صاحب کو سنا سنا کر کہنے لگے کہ آخر فقیر کو ڈیڑھ سو روپیہ بھی دیا اور اتنے دن کا کھانے کا صرفہ بھی برداشت کیا اور وہ فقیر رنڈی بازی کرتا ہے۔ داروغہ جی کچھ دیر تو خاموش رہے پھر دونوں کو بلا کر کہا کہ سچ سچ بتاؤ تم نے سوائے ایک عورت کے کسی دوسری سے زنا نہیں کیا مگر خبردار جھوٹ نہ بولنا کیونکہ مجھکو تمہارا سب حال

معلوم ہے آخر دونوں نے اقبال کیا کہ ہم تو ایک عورت کے پابند نہیں رہے داروغہ
صاحب نے فرمایا کہ کیا گرہستی آدمیوں کے نام خدا کی طرف سے پروانہ آگیا ہے
کہ وہ اپنی منکوحہ بیوی کے علاوہ جتنی عورتوں سے چاہیں زنا کریں ان سے کوئی
پرسش نہ ہوگی اور وہ گنہگار نہ گردانے جائیں گے اور کیا ایسا بھی کوئی نوٹس نکلا
ہے کہ سال دو سال میں اگر فقیر کی طبیعت اس کام کو چل آوے تو اس کا ضرور ہی
قصاص ہوگا۔ دنیادار شہوت پرست خواہشوں کے غلام کبھی بھولے سے بھی خدا
کا نام نہیں لیتے اور پھر ایسی بدکاریاں کرتے ہیں وہ تو بخش دیئے جائیں گے اور
فقیر جو رات دن عبادت الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے ہیں اور لذات محسوسات
سے کنارہ کشی کی ہے اور نفس کشی پر کمر باندھی اگر کبھی ان سے ایسی حرکت ہو جائے
تو وہ کبھی معاف نہیں کیے جائیں گے کیا ان کی عبادت کا کچھ بھی خیال اور
لحاظ نہ ہوگا۔ تم لوگ تو خوب موجیں اڑاؤ اور وہ محروم رہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ داروغہ رامچندر کے ہاں ایک سائیس قریباً چودہ آنہ
کا دانہ روز چرایا کرتا تھا جگوتی لال اس کی نگرانی پر تعینات ہوئے اور ایک دن
وہ سائیس پکڑا گیا۔ کامدار صاحب کے سامنے پیش ہوا اونہوں نے اس کو پہرہ میں
بٹھال دیا۔ اتفاق سے داروغہ صاحب نے اس کو بیٹھا دیکھ کر دریافت حال کیا
معلوم ہوا گھوڑوں کا دانہ ایک عرصہ سے چرا رہا ہے آج پکڑا گیا ہے کامدار صاحب
نے نگرانی میں بٹھال دیا ہے۔ آپ نے سائیس کو اوپر بلوا کر ہمارے سامنے اس سے
کہا کہ بیوقوف اگر چوری ہی کرنی تھی تو نظر بچا کر کرتا۔ کھلم کھلا کام کرنے کا یہ نتیجہ
ہوتا ہے کہ تو کیسا ذلیل ہو رہا ہے وہ گڑگڑانے اور معافی مانگنے لگا آپ نے اس کو
چھوڑ دیا۔ جب کامدار صاحب کو یہ حال معلوم ہوا تو بڑے ناخوش ہوئے اور داروغہ
صاحب کو سنا کر کہنے لگے کہ جب مالک ہی کچھ پروا نہ کرے بلکہ الٹی شہ دے تو پھر

ہم کیا بندوبست اور انتظام کریں غرض ایسی ایسی باتیں کہنے لگا۔ جب اپنی داستان ختم
کر چکا تو داروغہ صاحب نے اس کو طلب فرمایا اور بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے تھے
اس وقت اس سے دریافت کیا کہ لالہ جوہری لال آج تم کس حیثیت کے آدمی شمار
کئے جاتے ہو اور تمہارے پاس کسقدر جائداد ہی۔ اس نے جواب دیا کہ قریب ایک لاکھ
کا آدمی گنا جاتا ہوں اور قریب بتیس ہزار کا مکان علیحدہ ہے داروغہ جی نے فرمایا کہ
ہمارے والد صاحب کے وقت سے تم پانچ روپیہ ماہوار کے ملازم ہو اور اب تم کو دس روپیہ
ماہوار ملا کرتا ہے اس میں سے ہی تمہارے گھر کا خرچ بھی ہوتا ہوگا اور یہ بھی ہم کو
معلوم ہے کہ تمہارے والد کچھ چھوڑ کر نہیں مرے ہیں اور تم نے بھی ہمارے گھر کے
سوانے اور کہیں نوکری نہیں کی جو وہاں سے دولت لے آئے ہو غرض جسقدر
روپیہ تم نے جمع کیا ہے یہ سب ہمارے ہاں سے ہی غبن کیا ہے اور بڑے آدمی
بن گئے ہو۔ کامدار بہت شرمندہ ہوا اور بولا کہ حضور کا نام ہی سب جگہ ہو رہا ہے
کہ ان کے کامدار بھی اتنے عرصہ میں ایسے امیر و کبیر بن گئے یہ ایسی فیاض سرکار
ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو بیشک ہے پھر توشہ خانہ کے داروغہ سے
بھی اسی طرح سے دریافت کیا کہ تم تین روپیہ ماہوار پاتے ہو تم کتنے کے آدمی ہو
اس نے بھی قبول کیا کہ میں بھی پچاس ساٹھ ہزار کا آدمی ہوں۔ تو آپ فرمانے لگے کہ
دیکھو تم لوگوں نے اسقدر مال غبن کیا اور بڑے آدمی بن گئے اگر یہ غریب سائیس
بھی کچھ بن جاتا تو کیا مضایقہ تھا ہمارے حجام کو دیکھو آج ایک ایک نیوتہ اور جیونار میں
پانچ پانچ ہزار روپیہ صرف کر دیتا ہے ہمارے والد صاحب نے اس کو لپ بھر بھر کر
اشرفیاں دی ہیں۔ اور میرے ہاتھ سے بھی اگر اشرفیاں نہیں تو روپیہ تو اسکو
لپ بھر بھر کر ہی ملے ہیں اور اس نے بھی اپنی عمر میں اب تک اس عہد کو نبھایا
کہ دانے میرے والد صاحب یا میرے کسی کی سنوار نہیں بنائی صرف ان

شوامی جی مہاراج کی سنوار ہمارے خیال سے بناتا ہے۔ اور جس طرح سے تم ہمارے
ہاں سے مال لے لیکر بنے ہو اسی طرح سے ہم بھی راج سے لے لیکر بنے ہیں ہمارے
والد صاحب فراشخانہ کے داروغہ تھے۔ لاکھوں روپیہ کے فرش فروش طیار
ہوتے تھے اس میں سے ایک دو اپنے گھر بھی لے آتے تھے اب بھی کم از کم پچاس
ہزار کے فرش ہمارے گھر میں موجود ہیں اور ایسا ہی حال اور اشیار کا سمجھنا
چاہیئے۔ یہ دولت ہمیشہ ایسے ہی اڑتی پھرتی رہتی ہے اور کسی کی نہیں ہوتی۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور میں ایک دفعہ بڑا دربار لگا ہمنے داروغہ رامچندر جی
سے ایک شخص کی نسبت کہا کہ اس کو بھی دربار دکھلا دیں اونہوں نے اس شخص کو
منتظم دربار کے پاس بھیجا کہ تم جا کر ان سے ہماری طرف سے کہنا کہ تم کو دربار میں جانے
کی اجازت دیویں وہ شخص وہاں گیا مگر جواب ملا کہ بغیر پاس کے کسی کو دربار میں
آنے کی اجازت نہیں اس نے داروغہ صاحب سے حال کہدیا اونہوں نے کہا
کہ تم پھر میری طرف سے جا کر کہو کہ میں ان کا بھیجا ہوا آیا ہوں مجھ کو دربار میں داخل
ہونے دیں مگر منتظم صاحب نے پھر انکار کر دیا جب وہ شخص واپس آیا تو داروغہ صاحب
نے فرمایا کہ وہ بڑے قاعدہ کے پابند ہیں اچھا یہ ہمارا درباری پاس تم لے جاؤ
ہم بغیر پاس دربار میں جاویں گے غرض وہ شخص درباری پاس لے کر گیا منتظم صاحب
نے پاس دیکھکر شامل دربار کر لیا اس کے بعد داروغہ صاحب پہنچے اور منتظم صاحب
سے بولے کہ صاحب میں اب دربار میں جاتا ہوں اور میرے پاس درباری پاس
نہیں ہے کیونکہ اپنا پاس میں نے اس شخص کو دیدیا ہے کیا آپ مجھ کو روک سکتے
ہیں۔ منتظم صاحب بولے کہ واہ جناب آپ کو کون روک سکتا ہے آپ جیسے چاہیں
جا سکتے ہیں داروغہ جی بولے نہیں آپ مہاراجہ صاحب اور وزیر اعظم سے بھی جا کر
دریافت کر آویں کہ کیا وہ بھی مجھ کو روکنے کا حکم صادر فرماویں گے۔ منتظم صاحب نے

عذر معاذرت کی مگر انھوں نے مجبور کرکے اون کو وزیر اعظم کے پاس بھیجا وزیر اعظم سنے
سن کر کہا کہ بھلا اون کو کون روک سکتا ہے روک ٹوک اور قواعد تو عوام الناس کے
واسطے ہوتے ہیں۔ جس ڈیوڑھی میں دربار ہو رہا ہے وہ خود اس کے داروغہ ہیں۔
منتظم صاحب نے آکر وہی جواب دیا کہ آپ اندر جا سکتے ہیں اس وقت داروغہ صاحب
نے فرمایا کہ جب میں اس طرح سے داخل دربار ہو سکتا ہوں تو تم نے میری سفارش کو
کیا سمجھا تھا جو دو مرتبہ میرے سفارشی آدمی کو واپس لوٹا دیا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے
کہ کل قاعدہ عوام الناس پر عائد ہوتے ہیں۔ جو درباری شخص ہیں اُن کے واسطے
قانون قاعدہ کی پابندی نہیں کیونکہ وہی قاعدہ بنانے والے ہیں اُن سے پابندی
کون کرا سکتا ہے۔ وہ چاہیں جس قاعدہ کو منسوخ اور رد کردیں۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ جے پور میں ایک جگہ کی نسبت عام خیال تھا کہ یہاں بھوت
وغیرہ بہت رہتے ہیں وہاں کوئی شخص رات کے وقت نہ جاتا تھا اور نہ رہتا تھا کچھ عرصہ
ہم کو وہاں تنہا رہنے کا اتفاق ہوا۔ داروغہ رامچند رجی کے آدمی ہم کو شام سے پہلے
دودھ پہنچا آتے تھے ایک دن اندھیرا ہو گیا اور دودھ کی کسی کو یاد نہ رہی رات کو
جب یاد آئی تو کس کا حوصلہ تھا کہ وہاں جائے مگر یہ خوف بھی تھا کہ اگر دودھ نہ پہنچا تو
داروغہ صاحب کی خفگی ہوگی۔ ایک نیا پردیسی آدمی داروغہ جی کے ہاں نوکر ہو کر آیا
تھا اوس کو بھیجدیا جب وہ ہمارے پاس پہنچا تو ہمنے اُس سے کہا کہ رات زیادہ ہوگئی ہے
اب یہیں سو رہو وہ ہماری چارپائی کے پاس زمین پر سو رہا اور ہم تنہا اوپر سو رہے
لیٹے ہوئے درمیان میں تھے کہ ہم کو معلوم ہوا کہ کوئی عورت ہمارے پیر دباتی ہے
اور چند آدمی طرح طرح کے باجے بجا کر ناچتے اور گاتے ہیں اول خیال گذرا کہ شاید
داروغہ جی کی ملازمہ اس ملازم کے ساتھ نہ آئی ہو مگر بعدہٗ اوس نے ایسی عجیب طرح
سے پیر دبائے کہ ہم کو شبہ گذرا کہ یہ تو کوئی بلا ہے ہمنے آنکھ تو کھولی نہیں

مگر آہستہ سے ادس کو پکڑنے کے لئے اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہمارا ہاتھ بڑھانا تھا کہ وہ چیخ مار کر بھاگی اور سب سندلی تتر بتر ہو کر ایسے بھاگے کہ اُس نیچے سوئے ہوئے آدمی کو لاتوں سے کھوند ڈالا۔ وہ گھبرا کر کہنے لگا کہ یہ کیا بلا ہے ہمنے انکو تسلی دی اور کہا کہ چپ چاپ سو جاؤ۔

ایک روز ایک فقیر حاضر خدمت ہوئے۔ سر پر صافہ تو رنگین تھا باقی کپڑے زرق برق۔ کوٹ۔ پاجامہ۔ کمیز۔ گھڑی سب ٹھاٹھ چھیلاؤں کا سا بنا تھا۔ سری مہاراج نے دیکھتے ہی فرمایا کہ آپ اور یہ پوشاک۔ ادہر تشریف لائیے جب پاس آئے تو بڑی محبت سے اُن کا کوٹ وغیرہ اُتارا اور ایک رنگین لانبا چولا پہنا دیا چولا پہنتے ہی اُس کی عجیب حالت ہو گئی۔ جوش سے ناچنے لگا۔ آپ نے فرمایا اب کہاں قیام کا خیال ہے اونھوں نے عرض کیا کہ اب صحرا نوردی اور ملک گیری کو جی چاہتا ہے آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اُس وقت وہ ماتھا ٹیک کر روانہ ہو گیا مگر پھر آجتک اُن کا کچھ پتہ نہ چلا اور نہ کسی واقف کار سے ملاقات ہوئی۔ کئی اصحاب نے عرض کیا کہ سری مہاراج اِن پر بڑی کرپا کی فرمایا کہ امانت واپس کرنا اور حصہ دینا کوئی احسان کی بات نہیں۔

ایک روز موسم سرما میں ایک جاگیردار صاحب نے بہت بیش قیمت کالی دوشالہ سری مہاراج کو لاکر اوڑھا دیا۔ جاگیردار صاحب بھی موجود تھے کہ ایک ننگ دہڑنگ فقیر آئے اور کہنے لگے کہ بابا جاڑا لگتا ہے کچھ ہم کو پہناؤ۔ سری مہاراج نے اپنا چولا اُتار کر دیدیا اور پوچھا اور کچھ، اونھوں نے جواب دیا ہاں اوڑہنے کی ضرورت ہے آپ نے وہی دوشالہ اوڑہنے کو دیدیا اور دریافت کیا اب اُس نے کہا کہ سر ننگا ہے آپ نے ٹوپا بھی دیدیا اور فرمایا کچھ اور اُس نے عرض کیا کہ ٹانگیں کھلی ہیں آپ نے دہوتی اُتار کر دیدی اور بالکل تن برہنہ ہو کر بیٹھ گئے اور اُس سے

پوچھا کہ کہیے اور کچھ درکار ہے اس نے کہا کہ بس۔ اور روانہ ہوگیا۔ حاضرین میں سے ایک دوڑے اور دوسری دہوتی اور چولا لاکر پہنایا۔

ایک روز ایک شخص جے پور میں سری مہاراج کے پاس حاضر ہوا اور افیون کے ڈھڑے کی بابت سوال کیا کہ مجھہ کو دھڑا بتلا دیجئے آپ نے پیشتر بہت انکار کیا مگر وہ تو سر ہوگیا اور ٹالے سے نہیں ٹلتا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ڈھڑے سے تم کو کچھ لابھہ نہ ہوگا پھر پانی سے بھرا ہوا ایک کٹورا منگواکر اپنے پاس رکھ لیا اور اس کو پاس بلاکر کہا کہ دیکھو اوس نے جب کٹورے میں نگاہ کی تو پانی میں اسکو حرف دکھائی دیئے جو اس نے یاد کرلئے سری مہاراج تو اس کے بعد جے پور سے کہیں اور چلدیے جب واپس آئے تو وہی شخص پھر ملنے آیا اس سے پوچھا کہ تم کو اس موقعہ پر کتنا روپیہ ملا اس نے کہا کہ مہاراج دھڑا تو وہی نکلا جو میں نے پانی میں دیکھا تھا مگر میرے دل میں کچھ بھرم ہوگیا اس لئے میں نے اس وقت روپئے نہیں لگایا تھا۔

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

ایک روز ایک عزیز جن کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا تھا درشنوں کو حاضر ہوئے ان کا خیال دوسری شادی کرنے کا تھا سری مہاراج نے دو تین روز تک تو ان سے ماتم پرسی بھی نہ کی جب کئی دن گذر گئے تو فرمایا کہ ایک صاحب سُکھ لال بہادر رئیس راجپوتانہ کی ستر سال کی عمر تھی جب اون کے اہل خانہ کا انتقال ہوا۔ لال جیت و پرتاپ دو لڑکے جوان بلکہ ادہیڑ عمر کے موجود تھے اور اُن کی بھوئیں بھی تھیں۔ رئیس صاحب نے اہلیہ کی وفات کے بعد مکان سے باہر ایک نشست گاہ میں رہنا شروع کردیا اور لڑکے یا بھوئیں کہانا وغیرہ وہاں روزمرہ پہونچادیتی تہیں تھوڑا عرصہ نہیں گذرا تھا

وقت سے اوس کو بخار چڑھا ہے۔ پنڈت جی نے کہا کہ ظالم ڈبڑا غضب کیا فوراً فقیر صاحب کے پاس آئے اور ان کے قدموں میں سر رکھ کر کہا کہ اُس لڑکے کا قصور معاف کریں اُس نے بڑی غلطی کی جو ایسی بیجا حرکت اور مار پیٹ کر ڈالی اونہوں نے ہنس کر کہا کہ کس نے مارا اور کس کو مارا اب بھگوان بھلی کریں گے۔ وہاں سے جب لوٹ کر پنڈت جی لڑکے کو دیکھنے گئے تو ایکدم بخار رفع ہو گیا۔ اُن مہاتما کی اور بھی ایسی بہت سی باتیں دیکھنے میں آئیں مگر اُن کی طرف سے اس میں کچھ دخل نہ تھا بلکہ اُن کی جانب سے قدرت بدلہ لیتی تھی۔

ایک روز ایک صاحب حاضر خدمت مبارک ہوئے اور فلک کجرفتار کی شکایت شروع کی اور اولاد پیدا ہو کر مرجانے کی سرگذشت بیان کر کے گنڈے یا جنتر کی تمنا ظاہر کی۔ سری مہاراج نے فرمایا کہ اولاد کا ہونا یا ہو کر مرجانا وغیرہ کل باتیں پرماتما کے اختیار میں ہیں اس کی ذات پر بھروسہ رکھو جو کچھ ہونا ہے وہیں سے ہو رہیگا جنتر منتر کے خیال کو چھوڑ دو یہ سُن کر بولے کہ مہاراج جہانتک ہم کو یاد ہے اپنی زندگی بھر میں کسی جیو جنت کو ہمنے ستایا اور مارا نہیں ہے دھرم پُن بھی کرتے رہتے ہیں پھر بھی پرماتما کی مہر نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ جب آپ کسی صفت یا فعل کو موجب نفع و نقصان مانتے ہو تو اُس کا اثر بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اگر جیو جنت کے نہ ستانے پر ہی اولاد نہ ہونا یا اُن کی زندگی منحصر ہے تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ بچپن یا لڑکپن میں آپ نے کبھی کسی کیڑے مکوڑے تک کو بھی نہیں مارا ہے اس عمر میں کھیل تماشہ کے طور پر کیڑے مکوڑے اور پرندوں وغیرہ کو اکثر تنگ کرتے ہیں اور بعض اوقات مار بھی دیتے ہیں اس پر اقبال کیا کہ ایسا تو ممکن ہو سکتا ہے اور اگر میرے مان لینے پر آپ کوئی اوپاؤ بتلا دیں تو میں اس بات کو بھی ماننے کو طیار ہوں۔ سری مہاراج نے کہا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ کسی فقیر کو آتشک

ہو گئی وہ حکیم کے پاس گئے اور دوا مانگی حکیم نے بیماری کا حال و سبب پوچھا وہ کہنے لگے کہ کچھ ایسے ہی اپنے آپ ہو گئی ہے۔ حکیم بھی پورا تھا کہنے لگا کہ یہ بیماری دو قسم کی ہوتی ہے ایک لگا اور دوسری اوڑا اور اس کا علاج بھی جدا جدا ہے اگر ایک کی دوا دوسرے میں دیدی جاوے تو بڑا نقصان ہوتا ہے اس لئے آپ صاف صاف کہئے کہ آپ کو کس قسم کی بیماری ہے۔ پھر تو فقیر صاحب چکرائے اور بات بنا کر بولے کہ حکیم جی بیماری تو اوڑا ہے مگر آپ علاج لگا کا کردو یہ بات سن کر وہ صاحب چپ چاپ چلے گئے۔

ایک روز کسی صاحب نے عرض کیا کہ اکثر فقراؤں میں سے کچھ عرصہ کے واسطے علیحدہ بیٹھ جاتے ہیں اور اس وقت نہ کسی سے ملتے ہیں نہ بات چیت کرتے ہیں مگر سری دربار میں اس بات کی بالکل قید نہیں۔ یہاں نہ کبھی خلوت ہے نہ کسی قسم کی روک ٹوک ہے ہر وقت کھلا دربار ہے جس وقت جو چاہے سو آوے جو بات چاہے دریافت کرے کوئی قید و پابندی نہیں آپ نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کسی فقیر صاحب کا یہ دستور تھا کہ کچھ عرصہ کے لئے دروازہ بند کر کے علیحدہ بیٹھ جاتے تھے اور اس وقت نہ کسی سے ملتے نہ بات چیت کرتے کسی ظریف نے ان سے اس وقت ملنے کا خیال سوچا اور اپنے ساتھ دس بارہ بوریوں میں مٹی بھرا کر لے گیا دروازہ پر جو آدمی بیٹھا تھا اس کی معرفت اطلاع کرائی کہ مجھ کو کچھ جلدی کا کام ہے اور اسی وقت ملنا چاہتا ہوں یہ شکر کی بوریاں بھینٹ کے واسطے لایا ہوں جب فقیر صاحب کو بوریوں کی اطلاع ملی تو فوراً ان کو اندر بلالیا انہوں نے کچھ دیر بات چیت کری اور وہ بوریاں بھینٹ کر کے واپس چلے آئے جب فقیر صاحب نے بوریاں کھلوا کر دیکھیں تو بڑے پشیمان ہوئے اور پھر نہ ملنے کی بندش توڑ دی اور جو کوئی جس وقت جاتا اس سے برابر ملنے لگے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ بابا ہنسی گرجی اپنے ایک گرہستی مرید کے ہاں جا کر ٹھہرے
چیلہ جی روٹی کہلانے کے واسطے باباجی کو اپنے گھر لیجاتا مگر کپڑا لتا اور کسی بات کی
مطلق خبر گیری نہ کرتا باباجی کی دہوتی ایسی جیرن ہوگئی کہ اُس کو پہن کر اُن کے گھر
جاتے بھی سکچاتے چیلہ جی نے ایک دو دفعہ حامی تو بھر لی مگر دہوتی لا کر نہ دی اُسکی
عورت بڑی ساد ہو سیوی تھی اوس نے بھی کئی مرتبہ اپنے خاوند سے ذکر کیا کہ بابا
جی کے واسطے دہوتی لا دو مگر مرید سُست اعتقاد نے ٹال بتا دی - ایک روز
چیلہ جی تو کسی کام کی وجہ سے باہر گئے اور باباجی اُن کے گھر موجود تھے اُس وقت
مائی جی نے کہا باباجی یہ آپ کا کیسا مرید ہے کہ ایک دہوتی بھی لا کر نہیں دیتا اچھا
دیکھو آج میں اس سے دہوتی منگواؤں گی باباجی تو کہانا کہا کر واپس چلے آئے اور
عورت نے یہ سوانگ رچا کہ جب اُس کا خاوند باہر سے واپس آیا تو سر بکھیر اور بال
پھیلا کر صحن میں بیٹھہ گئی اور خاوند کو دیکھکر الائی بلائی بکنے لگی اُس نے سمجھا کہ بھوتنی وغیرہ
سر پر آگئی ہے بیچارہ اُلٹے پاؤں باباجی کے پاس گیا اور گنڈا وغیرہ کرا کر لایا
جب عورت کے باندہنے لگا تو وہ آنکہہ نکال کر بولی کہ جیسا تو ہے تیرا گرو ایسے گنڈے
تعویذوں سے میرا کیا ہوتا ہے میں کوئی بھوتنی ہوں ہوتڑے ہی ہوں میں تو دیوی ہوں
اس طرح ہرگز نہ جاؤں گی جب پہیری بھینٹ دیگا تب جاؤں گی اُس غریب نے
کہا کہ اچھا کیا بھینٹ لے گی تو عورت نے کہا گیارہ پیتل کے لوٹے اور گیارہ
آسن اور گیارہ عمدہ دہوتی - بیچارہ جلدی سے بازار گیا اور کل سامان خرید کر
لایا اب اُس نے بتانا شروع کیا کہ ایک لوٹا اور ایک آسن اور ایک دہوتی فلاں
جگہ بھیج اور اتنا ہی سامان فلاں جگہ بھیج اس طرح پر سب تقسیم کرا دیا - دو دہوتی اور
دو لوٹے اور دو آسن گرو جی کے پاس بھجوائے - جب دوسرے روز گرو جی کہانا
کہانے آئے تو اُس نے اپنے خاوند کو کسی بہانہ سے باہر بھیج دیا اور پھر باباجی سے

دریافت کیا کہ کیوں مہاراج دھوتی وغیرہ پہنچ گئی یا نہیں اُنھوں نے جواب دیا کہ ہاں بالکل مل گئیں تو عورت بولی کہ دیکھئے آپ اتنے دن سے کہہ رہے تھے اور چیز نہ آئی اور ہم نے دم بھر سے میں منگوا دی اب بتائیے کہ یہ چیلا آپ کا ہے یا میرا۔ بابا جی ہنس کر بولے کہ بالکل تمہارا ہی سمجھنا چاہیئے۔

ایک روز ایک بابو صاحب حاضر خدمت ہوئے اور یہ شکایت کی کہ جس وقت میں ذکر شروع کرتا ہوں تو میرے دل میں درد شروع ہو جاتا ہے اور بخار سا چڑھ آتا ہے اس سے کچھ تندرستی خراب سی ہو گئی ہے۔ اگر یہ تندرستی کے واسطے مضر ہو تو اس کو چھوڑ دوں ورنہ جاری رکھوں۔ آں حضور نے فرمایا کہ ہم کو نقل یاد آئی ایک عورت بڑی سست اور کام چور تھی گھر کا سب کام کاج ابتر تھا بچے بھی پھٹے پرانے کپڑے پھنے ڈولتے جب کپڑے وغیرہ بالکل بوسیدہ ہو گئے تو اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ بچوں کے واسطے کچھ کپڑا وغیرہ بازار سے لاؤ اس نے جواب دیا کہ آجکل تنگدستی ہے تم دن بھر بیکار بیٹھی رہتی ہو یہ کپاس رکھا ہوا ہے اس کو جلدی سے کات ڈالو گھر بھر کے کپڑے بنجائیں گے کپڑا بھی مضبوط ہوگا اور کفایت بھی ہو جائیگی۔ عورت نے اس کے خوف سے اس بات کو منظور تو کر لیا مگر اس سے ہونا کیا خاک تھا۔ جب مہینہ دو مہینہ کے بعد اس کے خاوند نے پھر پوچھا کہ سوت کت گیا یا نہیں تو اُسنے جھوٹ موٹ کہدیا کہ ہاں قریب قریب سب کت گیا صرف دو چار روز کا رہگیا ہے اس کے بعد بننے کو دیدینا۔ دو تین روز کے بعد اس نے کیا چال چلی کہ جب اس کا آدمی گھر واپس آیا تو وہ بال پھیلا کپڑے اُتار اور ننگی ہو کر بیٹھ گئی اور جھوٹ بکنے لگی جب آدمی نے پاس آکر دریافت کیا کہ کیا حال ہے تو بولی دور میں چھو دیوی چنڈ کا ماتھے کالی ہنڈ کا۔ سوتوں کا کپاس کردوں۔ کے تیرے گھر کی جھوئی ہروں" وہ غریب ڈرا کہ کوئی بھوت بلا ہے ہیر اس سے بولا کہ میں تیری بات نہیں سمجھا صاف

صاحت کہہ کیا مانگتی ہے عورت بولی کہ میں کھنڈ کا دیوی ہوں یا تو تیرے گھر میں جتنا سوت رکھا ہے اس کا کپاس بنا دوں گی یا تیری گھر والی کو مار ڈالوں گی۔ آدمی نے کہا کہ مائی سوت کا کپاس بھلے ہی کر دو اس غریب کی جان بخش دو ورنہ بال بچے مارے مارے پھریں گے عورت بولی کہ اچھا یہ کہہ کر ہوش میں آگئی اور آدمی کو دیکھ کر کپڑے وغیرہ پہن لئے اور کہنے لگی کہ مجھ کو کیا ہو گیا تھا جب اس آدمی نے تمام قصہ بیان کیا تو الٹی اس سے لڑنے لگی کہ تو نے میری دو مہینہ کی محنت اور کمائی مفت برباد کی اور کوٹھا کھول کر دکھایا کہ تمام کپاس میں نے کات کر رکھا تھا پھر سوت سے کپاس ہی بنگیا آدمی نے جواب دیا کہ خیر بازار سے کپڑا لا دیں گے جان بچگئی یہ ہی غنیمت ہے۔ لہذا جس ذکر سے آپ کی صحت خراب ہو اس سے آپ ویسے ہی بھلے ہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ عزیز سیٹھ ہنسراج جی خود تو زیادہ انگریزی نہ جانتے تھے مگر جس انگریزی داں منشی کو نوکر رکھتے اوس کا امتحان بھی ضرور لیتے اور جو صاحب انگریزی کے سب سے بڑے بڑے لفظ استعمال کرتا وہ ہی سب سے زیادہ لایق سمجھا جاتا ایک بابو جگدیش لال جی آکر ملازم ہو گئے اور سیٹھ جی کی منشا کو سمجھ گئے جو کچھ عبارت لکھتے اس میں انگریزی کے ایسے بڑے بڑے لفظ چھانٹ کر دہر دیتے خواہ وہ بے محاورہ ہی کیوں نہ ہو جائے اور سیٹھ صاحب سنکر بڑے خوش ہوتے ایک دفعہ ہمارے سامنے بھی اون کی بڑی تعریف و تحسین کرنے لگے جب حد سے زیادہ مبالغہ کیا تو ہمنے کہا کہ سکھوں کے وقت میں ایک سردار کرم سنگھ کسی صوبہ کے حاکم تھے ان کے پاس کسی منشی نے آکر نوکری کی درخواست دی آپ نے حکم سنایا کہ ہمارے پاس فارسی داں منشی موجود ہے۔ امیدوار بڑا چالاک تھا اس نے عرض کیا کہ حضور منشی ہے تو ضرور مگر وہ آپکا نام چھوٹے

کاف سے لکھتا ہے یہ سُن کر سردار صاحب نے منشی کو طلب کر کے دریافت کیا کہ تمہارا نام کون سے کاف سے لکھتے ہو اُس نے جواب دیا کہ حضور چھوٹے کاف سے لکھتا ہوں یہ سُنکر تو سردار صاحب آپے سے باہر ہو گئے اور بولے کہ ہم اتنے بڑے آدمی اور ہمارا نام چھوٹے کاف سے لکھتے ہو جاؤ تم برخاست اور تمہاری جگہ یہ امیدوار مقرر۔ سو سیٹھ جی بڑے لفظوں کا لکھنا زیادہ لیاقت کی بات نہیں ہے بلکہ سادہ انگریزی یعنی چھوٹے چھوٹے عام فہم لفظوں میں بڑے مضمون کو ادا کرنا یہ خوبی کی بات ہے۔

ایک روز سری مہاراج کوہاٹ سے تشریف لیجانے والے تھے کہ کئی آدمیوں نے گھر پر لیجا کر کھانا کھلانے کے لئے بہت کچھ عرض معروض کی چونکہ وقت بہت کم تھا آپ نے فرمایا کہ اچھا بھائی سب کے گھر جا کر ایک ایک لقمہ کھائیں گے اُس دن کئی صاحبوں کے گھر آنے جانے میں وقت بھی بہت صرف ہوا اور کچھ تھکان بھی ہو گئی اُس وقت آپ نے فرمایا کہ دُنیاداروں کا قاعدہ ہے کہ اگر کسی کو ایک پیسہ بھی دیتے ہیں تو چار پیسہ کا کام اُس سے لیتے ہیں۔ ایک ایک لقمہ کھانے کی عوض میں آمدورفت کی محنت اور مزدوری ہم کو بھی کرنی پڑی ہے ؎

دانت کھیانے کُھر گھسے پیٹھ بوجھ نا لے
ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھ بُھس دے

مگر کیا کریں مجبور ہیں ہم کو ان کی پرواہ ہے اس لئے ان کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں کہ کسی طرح سے ان کی بھلائی ہو جائے اگر مست اور بے پرواہ ہو کر پڑ رہیں تو پھر ان کے پیچھے پھرنے کی کیا ضرورت ہے ؎

تب لگ جوگی جگت گرو جب لگ رہی نراس
جب جگ کی آسا کری تب ہی جگت کا داس

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم ایک گاؤں میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ وہاں ایک پرم ہنس مہاتما بھی آئے۔ گاؤں والوں نے ان کی بڑی سیوا ٹہل کی کئی دن پرم ہنس جی مہاراج نے قیام کرکے آخر چلنے کی ٹھان دی گاؤں والوں نے بہت کچھ ٹھہرنے کے لئے عرض معروض کری مگر ٹھہرنا منظور نہ کیا وہ سب لوگ ہماری پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ پرم ہنس جی مہاراج سے ٹھہرنے کو کہیں تو وہ ٹھہر جائیں اوّل تو ہمنے ان سے کہا کہ وہ مہاتما ہیں اور انھوں نے جانے کا قصد کر لیا ہے کسطرح سے ٹھہرنے کو کہوں آخر ان کی منت سماجت سے مجبور ہو کر ہم نے پرم ہنس جی مہاراج سے عرض کیا کہ ان لوگوں کا بڑا پریم اور خیال ہے اگر آپ ایک دو روز قیام فرما دیں تو ان کو بہت کچھ فائدہ پہنچیگا یہ سن کر بولے کہ آپ کے کہنے کو ہم کیسے ٹال سکتے ہیں ضرور ٹھہریں گے مگر یہ بتائیے کہ آپ نے مہاتما ہو کر ہم کو ایک دو روز ٹھہرنے کے واسطے کس طرح سے کہا۔ ہم نے کہدیا کہ ان کل آدمیوں نے بڑے پریم اور بھگتی بھاؤ سے کہا تھا اس لئے میں مجبور ہوا کہ آپ سے ٹھہرنے کو کہوں اور اس میں انکا فائدہ بھی ہوگا یہ سنکر آپ ہنسے اور فرمایا کہ ان لوگوں کو ہم سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے بلکہ ان سے ہم کو ہی کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے کیونکہ یہ بڑے نشچے والے ہیں دیکھیے یہ درخت لگاتے ہیں اور نشچہ رکھتے ہیں کہ ہم اس کا پھل کھائیں گے مکان بناتے ہیں اور اس میں رہنے کا پکا خیال ہوتا ہے اور ہم ہیں کہ ہر طرح سے اور ہر پہلو سے جانتے ہیں کہ سانس جو باہر گیا اس کے اندر آنے کی کوئی پوری امید نہیں۔ مگر پھر بھی ایک دو روز تک ٹھہرنے کا اقرار ہے ع

دم در پس غنیمت است

اب نشچہ ان لوگوں کا زیادہ ہوا یا ہمارا۔ ہم اپنے اعتقاد میں ان لوگوں سے بھی

کم اور ناقص ہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ویراگ کی حالت میں آدمی اپنے شریر تک سے بیزار ہو جاتا ہے اور اس کو مل موتر کا بھنڈار سمجھ کر تیاگ کرنے تک کی اچھا پیدا ہو جاتی ہے مگر بیک میں یہ حال نہیں رہتا بلکہ اس کو خدا جوئی اور خدایابی کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھ کر اس کے رکھنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ اگر اسی شریر میں کام بن جائے اور وصال نصیب ہو جائے تو بہت اچھا ہو مگر جب گیان کی حالت میں پہنچتا ہے تو اوس کو اپنا شریر عین خانۂ خدا نظر آتا ہے اور اوس وقت قدرت کے دستور کے مطابق اس کی حفاظت کرتا ہے اور ویراگ کا سا سلوک اس کے ساتھ نہیں کرتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ بابا پنجم داس جی مہاتما نے بھنڈارا کیا قریب ڈھائی تین سو مہاتما جمع ہوئے کل آدمیوں سے رائے لیکر اور صلاح مشورہ کر کے برابر کا گھی و شکر ڈال کر حلوہ تیار کرایا پنجابی مہاتما بہت جمع ہوئے تھے بڑی جی سے کہا یا وہ ہم کو بھی بلا کر لے گئے تھے ان کی دیکھا دیکھی وہاں کے رئیس کو بھی خیال ہوا کہ ہماری گاؤں کے ایک معمولی آدمی نے ایسا کام کیا ہے ہم کو تو اس سے بیشتر کرنا چاہئے تھا خیر اب ہی کر دیں رئیس کے اتالیق ایک برہمن تھے ان سے صلاح لی اونھوں نے کہا کہ پوری اور ترکاری بنوا لو پاؤ بھر آٹا فی آدمی کے حساب سے کافی ہو گا غرض اسی انداز سے پوریاں تیار ہوئیں اور کل مہاتما بھوجن کرنے بیٹھ گئے۔ وہ پنجابی آدمی سیر سیر بھر کھانے والے پاؤ بھر پوریوں کو چٹنی کی طرح چاٹ کر بیٹھ گئے اور ادھر کھانا ختم ہو گیا اور گڑبڑی مچی اب حالو تجا لیا ہو سکتا ہے۔ بہت صلاح مشورہ کئے کوئی بات درست نہ بیٹھی تب مہاتما پنجم داس جی نے ہم سے پوچھا کہ آپ کوئی بات تجویز فرما دیں اب تیلو پیر سے۔

مہاتما ہو کے اُٹھے تو بہت خراب بات ہو گی۔ ہم نے کہا کہ بازار میں سپاہی دوڑا دو کہ جس قدر حلوائیوں کی دوکان ہیں سب پر پوری کرائی شروع کرادیں اور جب تک پوری طیار ہوں اس وقت تک یہ کارروائی کریں کہ جسقدر باغات ہیں اس میں آجکل آم اور کٹھل پکے ہوئے لگے ہیں وہ تڑوا کر پروس دیئے جائیں اس گاؤں میں باغات بہت تھے حکم دینے کی دیر تھی کہ بات کی بات میں ٹوکرے کے ٹوکرے قلمی آم اور کٹھل کے آگئے اور مہاتماؤں سے کہا گیا کہ پوری بعد میں کہائیگا پہلے اس کا شوق کیجئے سب لوگوں نے کہانا شروع کیا اور ایسے سیر ہو گئے کہ پوریوں کی اچھا ہی نہ رہی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ واقف کار آدمی سے مشورہ لینا چاہیئے ہر ایک کام کی بابت ایک ہی شخص صلاح کار نہیں ہو سکتا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت فریدالدین عطار جب عطاری کی دوکان کرتے تھے اُس وقت ایک فقیر اُن کی دوکان کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کئی گھنٹے تک کھڑا رہا مگر عطار صاحب بالکل اُس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اپنے دوکان کے کام میں لگے رہے تب فقیر نے اُن سے کہا کہ میاں تم دوکانداری میں ایسے مشغول ہو کہ موت کا خیال تک نہیں بتاؤ تو کہ تمہاری جان کیسے نکلے گی اوس وقت اوہنوں نے جھنجھلا کر جواب دیا کہ میری جان کی نسبت پوچھتے ہو تم بتاؤ کہ تمہاری جان کیسے نکلے گی فقیر یہ سُنکر دوکان کے سامنے لیٹ گیا اور جان بحق ہو گیا یہ دیکھہ کر عطار صاحب پر بڑی حیرت طاری ہوئی اور ایسا ویراگ پیدا ہوا کہ اسی وقت کل تعلقات سے کنارہ کرکے فقیری اختیار کرلی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک سراوگی لالہ ہمارے پاس اکثر آتے تھے اور جب تشریف لاتے تھے تو تمام جہان کی باتیں ہم سے کہتے تھے ہم نے اُن سے

کئی مرتبہ کہا کہ آپ ہم کو معاف رکھیں ان باتوں کے سننے کا ہم کو شوق نہیں آپ ہمسے کیوں کہا کرتے ہیں وہ بولے کہ میری تو عادت ہی ایسی ہو رہی ہے چپ نہیں رہ سکتا اگر میں چپ رہوں تو میرے پیٹ میں درد ہو جاوے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ کانا علاقہ متھرا کے راجہ صاحب ویدانتی تھے بنارس میں جب ہم وہاں تھے تو ہم سے ملنے آئے اور ست سنگ ہونیے ان کا ویدانتی والا خیال ڈھیلا پڑ گیا اور بھجن ابھیاس کرنا شروع کر دیا مگر جب ہم وہاں سے چلے جاتے تو ہماری عدم موجودگی میں پرانی عادت کی وجہ سے وہ خیالات عود کر آتے تھے اور ہوالاول ہوالآخر کہنے لگتے تھے مگر جب ہم سے ملتے تھے تو پھر اسی بات پر آجاتے تھے اور کہتے تھے کہ پرانی عادت سے مجبور ہوں ورنہ اصلیت میں یہ بات مجھ کو حاصل نہیں ہوئی ہے۔

ایک روز ایک صاحب نے عرض کیا کہ سری مہاراج فلاں ست سنگی بھائی ایک زن بازاری پر دل و جان سے فریفتہ ہے اور اس کی دمبازی میں آکر اپنے دھن مال کا نقصان کر رہا ہے چونکہ اوس کو آپ سے بڑا پریم ہے اور آپ کی بات میں ستر دہا ہے اسلئے آپ ہی سمجھائیے امید ہے کہ آپ کا کہنا مان جائیگا اور اپنی عادت سے باز آئے گا تو اس کے دام سے نکل جائے گا اور نجات پائیگا آپ نے فرمایا کہ ابھی سمجھانے کا موقعہ نہیں ہے وہ شخص اس سے سچا پریم رکھتا ہے اور بالکل مبتلا ہے اور اس کی طرف سے ابھی کوئی بے رخی نظر نہیں آئی اس لئے ہمارے کہنے سننے سے دل نہ ہٹیگا البتہ جب انکا کچھ نقصان ہولیگا اور پھر وہ بے رخی کریگی اوس وقت سمجھانیکا موقعہ ہوگا۔ بدرنیتی میں لکھا ہے کہ بدرجی مہاراج نے راجہ دھراشٹ کو سمجھایا کہ آپ پانڈوں پر سراسر ظلم کرا رہے ہیں اور آپ کے لڑکے ایسی زیادتیاں کرتے ہیں اور آپ اون کو

منع نہیں کرتے یہ بات دہرم کے برُدھ ہے چونکہ وہ اوس وقت راج مدمیں متوالے تھے انکی بات نہ سُنی بلکہ اُلٹے خفا ہو کر کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ بدر جی ہستنا پور چھوڑ کر بدر کا آشرم کو تپ کرنے چلے گئے جب مہا بھارت کا یدھ ختم ہو گیا اور کورو مارے گئے اور راجہ دہراشٹ پانڈوں کے گھر میں رہنے لگے اُس وقت بدر جی مہاراج نے موقعہ مناسب سمجھا اور پھر راجہ دہراشٹ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے سب لڑکے تو مارے گئے اور اب آپ اونہیں پانڈوں کے دست نگر ہوا ور روٹیوں پر پڑے ہو جن کے ساتھ آپ کی طرف سے ایسا بدسلوک ہوا تھا حالانکہ رہم یہ سستر دہرم کا اوتار ہے اوس کو آپ کی کسی بات کا خیال نہیں اور ارجن نکل وسہدیو کے بھی خیالات برداشت والے ہیں مگر بھیم سین کا سلوک آپ کے ساتھ اچھا نہیں وہ آپ سے کلہ رکھتا ہے اور رنج مانتا ہے کہ اسی اندھے کی وجہ سے ہم کو ایسی ایسی سخت تکلیفیں اوٹھانی پڑیں اور اب یہ بیٹھ کر روٹی کھاتا اور موج اُڑاتا ہے اسلئے آپ کا قیام وہاں درست نہیں اور چونکہ آپ کی عمر کا آخری حصہ بھی ہے اس سلئے بہتر ہو گا کہ آپ بدر کا آشرم کو چلے آؤ اور مالک کی بھجن اور بندگی میں بقایا عمر گذارو چونکہ راجہ کا دل اُس وقت تکلیفوں سے چور اور بھیم سین کے طعنوں سے نفور تھا یہ اپدیش کام کر گیا اور راجہ ہستنا پور سے بدر کا آشرم چلا گیا۔ اس سلئے وقت پر بات اچھا اثر کرتی ہے ؎

مجال سخن تا نہ بینی ز پیش
بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش

ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک گاؤں میں ایک تیلی کے گھر میں دن میں کئی کئی مرتبہ آگ لگتی تھی بہت جتن و جنتر منتر کئے مگر آفت دور نہ ہوئی اُس گاؤں کے قریب ہمارا بھی اُن دنوں قیام تھا اُس گاؤں کے ایک ٹھاکر صاحب بڑے بھگت

تھے اور ہمارے پاس آیا جایا کرتے تھے اونھوں نے ہم سے حال کہا اور استدعا کی
کہ اگر آپ کو کچھ معلوم ہو تو علاج کر دیجئے ہمنے کہا کہ ہم کو جو کچھ معلوم ہے بتائے دیتے
ہیں لیکن یہ دعوی نہیں کرتے کہ یہ آفت دور ہو جائے گی اور ایک کاغذ پر جنتر لکھہ کر
دیدیا کہ اس کے دروازے پر لٹکا دو مالک کو منظور ہے تو بلا دور ہو جائے گی اُسی
گاؤں کے پاس تالاب پر ایک اور مہاتما رہتے تھے اُن سے جا کر بھی تیلی سے نے
استدعا کی اونھوں نے سوا من حلوہ بنوا کر کچھ علاج بتا دیا۔ ایک ہی دن دونوں
جنتر ٹانگے گئے۔ مرضی مولی سے آگ لگنا بند ہو گیا وہ تیلی سوا من حلوہ بنوا کر
اُن مہاتما کے پاس لے گیا۔ شام کو وہ ٹھاکر صاحب ہمارے پاس آئے اور
بڑی ناراضگی ظاہر کی کہ دیکھئے اس تیلی کی ناشکر گذاری کہ آفت تو آپ کے جنتر
سے دفع ہوئی اور سوا من حلوہ وہاں جا چڑھایا اور یہاں خالی زبانی شکریہ
ادا کرنے بھی نہ آیا ہمنے کہا کہ اس سے آپ کا مطلب کیا ہے آپکا خیال اس کی
تکلیف دور ہونے کا تھا سو دور ہو گئی۔ ٹھاکر صاحب بولے کہ نہیں مہاراج
مجھ کو تو کل نہ پڑے گی میں تو جب خوش ہونگا کہ پھر اوسی طرح سے آگ لگے اور
اس کو حقیقت معلوم ہو جاوے اور بہت بضد ہوا تو ہمنے کہا کہ اچھا اگر اس جنتر
سے آگ بند ہوئی ہے تو اُس کو دروازے سے اوتار لو۔ اُس نے جا کر جنتر دروازے
سے اُتار لیا تو پھر بدستور آگ لگنی شروع ہو گئی جب تیلی کو یہ حال معلوم ہوا تو ہمارے
پاس آیا ہمنے کہا کہ وہ بھگت جی ہی جنتر جانتے ہیں انہیں کے پاس جاؤ جب وہاں
گئے تو اونھوں نے تیلی کو بُری طرح سے دھتکارا مگر جب بہت سفارش پہنچی تو ہم سے
پوچھا کہ وہ جنتر دیدوں ہمنے کہا کہ ہم تو آپ سے پہلے ہی کہہ چکے تھے یہ تماشہ
آپ کو دیکھنا تھا اب جیسے چاہو کرو غرض اونھوں نے پھر جنتر دے دیا اور
آگ لگنا بند ہو گئی۔

ایک روز ایک اہلکار شش نے ذکر کیا کہ ہمارے افسر بڑی دیر سے دفتر سے
جاتے ہیں اور ست سنگ میں ہمارا آنا مشکل ہوتا ہے اس لئے اکثر اوقات ہم اُنکے
جانے سے پہلے دفتر سے اُٹھ آتے ہیں یہ سن کر آں حضور نے فرمایا کہ ایک شخص پڑھے
لکھے آدمی پٹنہ میں رہتے تھے تلاش روزگار میں بہت دن پھرے مگر کامیاب
نہ ہوئے لاچار ہو کر بزمرۂ چپراسیان ملازمت اختیار کر لی اور کلکٹر صاحب کی
اردلی میں تعینات ہوئے۔ ایک روز شام کو دفتر کے وقت کے بعد کل اہلکار مکان کو
چلے گئے اور کوئی ضروری کاغذ کمشنری سے آیا تو کلکٹر صاحب نے پیشکار صاحب کو
طلب کیا۔ اردلی نے جواب دیا کہ حضور وقت دفتر ختم ہو جانے سے سررشتہ دار صاحب
کیا بلکہ کل اہلکار چلے گئے ہیں اس پر کلکٹر صاحب بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا
کہ دفتر کا وقت افسروں کے واسطے ہوتا ہے نا کہ ماتحتوں کے لئے۔ اب اس ضروری
کاغذ کو کس سے پڑھا دیں۔ اردلی نے عرض کیا کہ حضور حکم ہو تو میں پڑھ کر سنا دوں
اور حکم پا کر پڑھ کر سنایا کلکٹر صاحب بہت خوش ہوئے اور دوسرے روز حکم لکھدیا
کہ سررشتہ دار برخاست اور لالہ کل دیپ نراین ان کی جگہ مقرر اُس کے بعد بھی لالہ
صاحب موصوف پر بڑی نظر عنایت رہتی تھی ایک مرتبہ جناب مسٹر درگا پرشاد صاحب
اسسٹنٹ کلکٹر نے لالہ صاحب کی شکایت کمشنر صاحب کو کر دی کہ انھوں نے کل
عملہ میں اپنے عزیز رشتہ دار بھر لئے ہیں جب ان سے رپورٹ طلب ہوئی تو
انھوں نے جواب دیا کہ میں سررشتہ دار ہوں کل کام کی ذمہ داری میری ہے اور
میں عملہ میں بھروسہ و اطمینان کے آدمی رکھتا ہوں چونکہ رشتہ دار و عزیز و دوستوں
کے نسبت اور اُن کے چال چلن اور اطوار کا پورا حال معلوم ہوتا ہے اور ان سے زیادہ
اطمینان اور بھروسہ اور کسی آدمی پر ہونا محال ہے اسلئے لامحالہ میں اپنے عزیز و رشتہ
داروں کو مقرر کرتا ہوں۔ یہ رپورٹ بجنسہ جناب کلکٹر صاحب نے جناب کمشنر صاحب

کو بھیجدی ہے اور اس بات کی سفارش بھی کی کہ اس کا لکھنا درست ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک دفعہ جناب لالہ گیانچندجی صاحب سررشتہ دار کے ساتھ سردی کے موسم میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا اور ان کے ساتھ ان کے پیشکار وغیرہ بھی تھے ایک گاؤں میں پہونچے تو وہاں پیشکار صاحب سے لوگوں نے کپڑے دکھانے وغیرہ کی بابت دریافت کیا اونہوں نے کچھ کہا کچھ نہ کہا ایسے ہی خاموش سے ہو رہے جب سررشتہ دار صاحب سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بھائی اوڑھنے کو لحاف اور تاپنے کو کوئلے وغیرہ بھجوا دو اور ہم سے بولے کہ ہم رشوت وغیرہ تو کبھی لیتے نہیں اور کسی سے کبھی کچھ مانگتے نہیں لیکن اگر بغیر مانگے کوئی کھانے کپڑے کی پوچھے تو انکار نہیں کرتے بلکہ صاف صاف ضرورت کے مطابق بتلا دیتے ہیں کہ یہ اشیا درکار ہیں اس میں تکلف کرنا اہم گھاٹ سمجھتا ہوں تکلف کیوجہ سے بھوکے مرنا اور سردی کھانا فضول اس جسم کو جو خانہ خدا ہے تکلیف دینا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دنیا کے کام نہ تو بہت سختی سے درست ہوتے ہیں نہ بہت نرمی سے۔ نرمی گرمی ملی ہوئی ہووے تو خوب کام نکلتا ہے یا کام کرنے والے آدمیوں میں کوئی گرم ہو تو کوئی نرم بھی ہو۔ ہمارا گذر ایک کلوا گاؤں میں ہوا وہاں کے آدمی بڑے سرکش تھے لگان وغیرہ زمیندار کو نہیں دیتے تھے بعدہٗ وہاں کے ٹھاکر جدجی سنگھ بڑے بارعب ہوئے اور ان کے پاس لالہ چکھن لال کامدار بڑے حسابی اور شیریں زبان تھے۔ ایک شخص چھنو سنگھ کے سپرد لگان وصول کرنیکا کام تھا یہ بڑی حکمت عملی سے کام نکالتے کسی کو دھمکا کر کسی کو ڈرا کر کسی کو سمجھا کر تمام بقایا لگان وصول کر لیا۔ انکی نسبت وہاں کے باشندے یہ دوہا پڑھتے تھے۔

دوہا

ٹھونٹا پاکر کلوا گانوں ۔۔۔ وہاں کے عامل جابہی سنگھ نانوں
چکھن لال تو گرڈ کی چاکی ۔۔۔ آنہ چار نکالیں باقی
چھتو سنگھ اڑھل کے پھول ۔۔۔ جن ٹکے ٹکے کیا وصول

ایک روز سری مہاراج سانبھر میں رونق افروز ہوئے کہ جناب دیوان بھگوانداس جی صاحب ملنے آئے اور ست سنگ سے ایسے متاثر ہوئے کہ رخصت لے کر سری مہاراج کو اپنے ہمراہ اپنے وطن ٹیری صوبہ سرحد میں لے گئے اور اسوقت سے اس طرف کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ جناب دیوان صاحب اس وقت محکمہ نمک میں بمشاہرہ ۲۵ روپیہ ماہوار کے کلرک تھے اور انسپکٹری کے بڑے خواہشمند تھے اور اسی کو معراج سمجھتے تھے۔ سری مہاراج سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی آپ نے فرمایا کہ انسپکٹری کیا آپ کو اس محکمہ کی سپرنٹنڈنٹی ملے گی اوس وقت یہ بات بعید از قرین قیاس معلوم ہوتی تھی مگر بالعد یہ کرسی نشینی کی جگہ جناب دیوان صاحب کو مل گئی۔ گوشائیں تلسی داس جی کا بچن ہے کہ متھیا نہ ہوئے سنت کی بانی۔

ایک روز جناب دیوان صاحب نے عرض کیا کہ سری مہاراج تماش بینی تو کچھ برا فعل نہ ہونا چاہئے کیونکہ جسطرح بازار سے قیمت دیکر اور اشیا خریدی جاتی ہیں اوسی طرح روپیہ دیکر طائف کو رضامند کیا جاتا ہے اور طرفین کی رضا اور خوشی سے یہ کام ہوتا ہے اسمیں گناہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ محض محبت کے جوش سے طرفین کی رضا اس فعل پر ہو تو شاید گناہ نہ بھی ہو مگر یہاں تو روپیہ خرچ کر کے جرات ثانی کے سنسکار بگاڑے جاتے ہیں مثلاً کوئی پاکدامن عورت کئی دن کے فاقہ سے تنگ ہو اور اس سے کوئی شخص یہ کہے کہ کھانا اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ وہ اس فعل قبیح کے کرنے پر رضامند ہو۔ تو کیا یہ بات قرین قیاس نہیں کہ وہ

فاقہ کی تکلیف سے تنگ ہو کر اس فعل کے کرنے پر مجبور اور رضامند ہو جاوے ایسی
صورت میں خالص رضامندی ہوئی یا بھوک کی تکلیف کے موقعہ کا بیجا فائدہ اٹھا کر
اور روٹی دیکر اس کے سنسکار بگاڑے گئے جہاں خالص محبت درمیان میں
ہوتی ہے وہاں شاید یہ فعل برا نہ بھی ہوتا ہو۔ دیکھو جس وقت ارجن اندر لوک میں گیا اور
وہاں اپسرا ادسیر عاشق ہو گئی اور رات کو اس کے پاس آ کر اس سے اپنی خواہش
ظاہر کی۔ ارجن نے اس فعل کو پاپ سمجھ کر اس سے انکار کیا اس نے کہا یہ پاپ
نہیں ہے اور اگر تم میری خواہش کو پورا نہ کرو گے تو تم کو شراپ دونگی ارجن نے جب
بالکل انکار کیا تو اس نے شراپ دیا اور ارجن ایک سال تک نپنسک رہے
اگر انکار درست ہوتا تو اس کی سزا ارجن کو نہ ملنی چاہئے تھی۔
ایک روز جناب بابو برجھوپال جی صاحب و جناب دیوان جوگراج جی صاحب اور راقم الحروف
کوہاٹ سے مقام ٹیری حاضر خدمت مبارک ہوئے۔ شام کو واپسی کے وقت جانا
چاہی تو سری مہاراج سنکر خاموش ہو گئے چونکہ وقت تنگ ہوتا تھا اس لئے
دیوان صاحب نے مکرر سکرر عرض کیا اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا مگر تھوڑی دیر
ادہر اودہر کی گفتگو کے بعد ارشاد ہوا کہ ایک روز ہم جے پور میں ایک مہاتما کے پاس
بیٹھے ہوئے تھے ان کی یہ عادت تھی کہ خواہ کوئی آوے خواہ کوئی جاوے کسی سے
جانے یا ٹھہرنے کے لئے اصرار نہیں کرتے تھے ایک روز ایک صاحب تشریف
لائے اور کچھ دیر ٹھہر کر جانا چاہا تو مہاتما نے کہا ٹھیرو ابھی جا کر کیا کرو گے وہ تھوڑی
دیر تو ٹھہر گئے مگر چونکہ ان کو کوئی ضروری کام تھا اس لئے پھر جانے کا ارادہ
کیا مہاتما نے پھر کہا کہ صاحب تھوڑی دیر تو اور ٹھہرو یہ بات ان کے خلاف عادت
تھی اس لئے ہمنے دریافت کیا کہ آج ان کو اصرار کے ساتھ ٹھہرانے کی کیا وجہ ہے
تو فرمایا کہ اس شریر پر کچھ آفت آنے والی ہے اگر یہ یہاں ٹھہر جاتے تو شاید

میرے رام کی کچھ مدد کر سکتے یہ سُن کر وہ صاحب ہنس دیے اور کہنے لگے کہ واہ مہاراج
بھلا میں آپ کی کیا مدد کر سکوں گا اور چونکہ ان کو کوئی بہت ضروری کام تھا اس لئے
ٹھہرے نہیں اور روانہ ہو گئے۔ ایک کھیت سے گذر رہے تھے وہاں پر کڑھاؤ میں گڑ
کا رس اونٹ رہا تھا اور کڑھائی زمین دوز رکھی تھی اور اس پر چٹائی ڈھکی ہوئی تھی اسمیں
گر پڑے لوگوں نے دوڑ کر نکالا مگر گڑ بہت گرم تھا کمر تک کل جسم جھلس گیا لوگ بالک
اوٹھا کر مہاتما کے پاس لائے تو فرمایا کہ میں کیا کروں میں نے تو جانے سے روکا تھا مگر
انھوں نے مانا ہی نہیں اور پھر کچھ علاج معالجہ بتا دیا۔ راقم۔ یہ فرما کر سری مہاراج
تو خاموش ہو گئے مگر چونکہ بابو صاحب کی روانگی کا وقت تنگ ہوتا تھا اس لئے یہ
صاحب اُٹھہ کھڑے ہوئے آپ نے بھی اوٹھہ کر ان کو وداع کر دیا۔ کئی ست سنگی
بابو صاحب کو پہنچانے دور تک گئے بابو صاحب ٹمٹم پر سوار ہو گئے ٹمٹم روانہ
ہو کر تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ الٹ گئی بابو صاحب کے تو کچھ خفیف چوٹ لگی۔ مگر
دیوان صاحب کے پیر میں کمر تک بہت سخت ضرب آئی یہاں تک کہ سوار ہونا
بھی مشکل ہو گیا اس وقت سری مہاراج کے ارشاد پر خیال ہوا اسلئے جو ست سنگی
پہنچانے آئے تھے ان کے ہمراہ جناب دیوان صاحب واپس حاضر خدمت مبارک
ہوئے۔ سری مہاراج نے علاج معالجہ کا فوراً بندوبست کرایا اور قریب ۲۰ یوم
بعد واپسی کے لائق ہوئے۔

ایک روز ایک بابو صاحب کا لاہور سے خط آیا تحریر تھا کہ کمترین کے داماد نے۔ ایم
اے پاس کیا ہے اور بڑے اعلیٰ خیالات کا آدمی ہے مگر کچھ عرصہ سے دماغی بیماری
میں مبتلا ہو کر مکان سے روانہ ہو گیا ہے اس سے طبیعت بہت بیچین ہے اور
اور عرض خدمت ہے کہ حضور نظر باطن سے غور فرما کر اوس کو ایسی توجہ دیں کہ
واپس گھر چلا آوے یا اس کے پتہ سے اس کمترین کو کچھ اطلاع بخشیں تاکہ یہ شریہ

خود جاکر اوس کو لے آوے اور کچھ اوس کی بیماری وغیرہ کی بھی فکر کر دیجئے گا اس کے جواب میں سری مہاراج نے لکھوا دیا کہ آپ آن عزیز کی جدائی سے زیادہ حیران و پریشان نہ ہو دیں عزیز مذکور پڑھنے لکھنے لایق آدمی ہیں ایسے شخصوں کے فعل مصلحتاً ہوتے ہیں اس موقعہ پر آپ راجہ جنک کے دھیرج کو اختیار کریں مہاراج رامچندرجی کے بن گون اور جدائی کا اون کو کوئی صدمہ نہیں ہوا تھا۔ دویم آن عزیز کے پتہ کے بارے میں آپ کسی جوتشی یا رمال سے دریافت کریں اور علاج معالجہ کے بارے میں کسی ڈاکٹر حکیم یا ویدے سے مشورہ لیں کیونکہ آخرالذکر دونوں کام اوسی قسم کے لوگوں کے سپرد ہوئے ہیں۔

ایک صاحب دیوان جوگراج جی سکنہ ٹیری پر سری مہاراج کی خاص توجہ تھی جس وقت دیوان صاحب کو اُپدیش دیا اوس کے ہفتہ بھر بعد ہی اُن پر ایسے زور شور کی حالت طاری ہوئی کہ تین تین چار چار روز تک بیہوش پڑے رہتے آنکھوں سے آنسو اور منھ سے کف جاری رہتا تھا لوگ باگ ہر وقت نگران رہتے تھے ع

دیوانہ باشی تا غم تو دیگراں خورند

مگر جب یہ ہوش میں آتے تو کہتے تو مجھکو کسی قسم کی تکلیف نہیں معلوم ہوتی اور نہ بھوک پیاس لگتی ہے بلکہ ایک ایسا آنند معلوم ہوتا ہے جس کو زبان بیان نہیں کر سکتی غرض تین سال تک یہ حالت برابر رہی اس عرصہ میں دُنیاداری کا کوئی کام ان سے ٹھیک طور سے نہیں ہو سکتا تھا۔ ان کو تصور کے واسطے منع کر دیا تھا کہ تم کسی قسم کا تصور نہ کیا کرو ایک مرتبہ دیوان صاحب نے بذریعہ خط حالات لکھ کر بھیجے اور کچھ دریافت کیا تو جواباً لکھوا دیا کہ "سری کرشن چیتن آتما کا دھیان کیا کرو" کل ست سنگیان ٹیری نے کہا کہ پیشتر تصور سے ہی بیماری یہ حالت ہوئی تھی اور سری مہاراج نے

تم کو تصور کے واسطے منع بھی کیا تھا مگر اب پھر مورتی کا تصور کرنے کو فرمایا ہے تو دیوان صاحب نے ہنس کر جواب دیا کہ یہ اوپدیش عوام کے واسطے نہیں ہے بلکہ خاص میری لئے ہے آپ لوگوں کو اس سے فائدہ نہیں ہوگا اور اسکا مطلب سگن مورت کی دھیان سے جو آپ نے سمجھ رکھا ہے نہیں ہے بلکہ یہ ایک خاص بات ہے جس کو میرا دل تو سمجھ گیا ہے مگر زبان کو طاقت گویائی نہیں جو آپ لوگوں کو سمجھا سکوں ؎

گرا نین نین بن پانی　　　　کم شو بہا یہ جائے بکھانی

ایک روز دیوان شوامی داس جی حاضر خدمت مبارک ہوئے اُن کے جوان عمر صاحبزادے کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے سب حاضرین نے اُن سے ماتم پرسی کی مگر سری مہاراج نے اس بارے میں کچھ دریافت نہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد بابو پرتھو دیال جی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کو سکندر بادشاہ کی وفات کا حال معلوم ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ کسی کتاب میں ایسا پڑھا تھا کہ حضرت خضر نے اُس سے پیشین گوئی کی تھی کہ جب لوہے کی زمین اور سونے کا آسمان ہوگا اُس وقت تمہاری موت ہوگی جب سکندر بیمار ہوا تو کسی لشکری نے اپنا ذرہ بکتر اُس کے نیچے بچھا دیا اور سونے کا چھتر اُس کے سر پر سایہ کے لئے کر دیا گیا اُس وقت اُس نے وفات پائی۔ آپ نے کہا شاید یہ بھی ہوگا اور فرمایا کہ جس وقت وہ بیمار ہوا اور آخری وقت کے آثار ظاہر ہوئے تو چونکہ بادشاہ ہفت اقلیم تھا اس لئے اُس نے ساتوں ولایت کا خزانہ منگوا کر سامنے جمع کرا دیا اور اول ساتوں ولایت کے حکیموں کو جمع کر کے کہا کہ اگر کوئی شخص مجھ کو اچھا کر دے تو یہ کل خزانہ اُس کو دوں جب سب نے جواب صاف دیا تو پھر نجومیوں کی طرف رجوع ہوا اور کہا کہ اگر تم کسی ترکیب یا اجسام فلکی کی مدد سے میری جان بچا سکو تو یہ خزانہ انعام ملے گا مگر وہ بھی کچھ نہ کر سکے تو پھر تمام بہادر جنگجو ان کو جنھوں نے بڑے بڑے معرکے مارے تھے جمع کر کے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی مجھکو

موت کے پنجہ سے چھڑا سکے تو اس خزانہ کو انعام میں پا دے گا اونھوں نے کہا کہ جہاں پناہ اگر کوئی دشمن ہو تو اس سے لڑ سکتے ہیں مگر موت سے تو کوئی بھی نہیں جیت سکتا جب سب طرف سے مایوسی ہوئی تو یہ خیال کیا کہ میں شاہنشاہ ہفت اقلیم اور اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا ہوں اوس کو میری وفات کا سخت رنج ہوگا اس لئے ارسطو سے کہا کہ میرے جنازہ کے ساتھ ان سب کو لیجانا اور اپنی ماں کی تسلی کے واسطے کل حال لکھ کر اس کے پاس بھیجا کہ باوجود ان سب چیزوں کی موجودگی کے کوئی بھی مجھ کو موت سے نہ بچا سکا اور یہ بات زبانی کہلا بھیجی کہ اس خط کو پڑھ کر تم کل آدمیوں کو جمع کر کے اُن کی دعوت کرنا اور جس شخص کے رشتہ دار یا یگانہ کی موت نہ ہوئی ہو اُس کو پیشتر کھلانا۔ اُس کی ماں نے خط کو پڑھ کر کہا کہ میرا لڑکا بڑا عقلمند تھا جو میری تسلی کے واسطے اس نے ایسا کیا خیر اُس کی آخری بات بھی کر دیکھنی چاہیئے اس لئے تمام آدمیوں کی دعوت کی اور اُن سے کہا کہ جس کسی کا رشتہ دار یا یگانہ نہ مرا ہو وہ پہلے کھانا کھائے سب نے کھانے سے انکار کیا اور کسی نے کہا کہ میری ماں مری ہے اور کسی نے کہا میرا باپ مرا ہے غرض ایسا کوئی بھی نہ نکلا جس کو کسی کی موت کا رنج نہ اُٹھانا پڑا ہو۔ اس سے اُس کی پوری تسلی ہو گئی اور سمجھ گئی کہ یہ امر ناگزیر ہے اور سب کو پیش آتا ہے میرے لڑکے کا مرنا کوئی خاص بات نہیں ہے اور پھر فرمایا کہ جوان آدمیوں کا اور لڑکوں کا مرنا اور بھی عبرت خیز اور سمجھدار آدمیوں کے لئے اشارہ ہے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ صرف بڈھے ہی نہیں مرتے ہیں بلکہ ہم سے بعد میں جو آئے تھے وہ بھی چل بسے موت کا کوئی وقت نہیں نہ معلوم کب آن کھڑی ہو اس لئے سب طرف سے دل ہٹا کر پرماتما کے چرنوں میں چت کو لگانا چاہیئے۔

ایک روز ایک صاحب نے حاضر خدمت ہو کر پٹیالہ میں ہندو مسلمانوں

کے فساد کی بابت تذکرہ شروع کیا اور کہنے لگے کہ مسلمانوں نے بڑا سخت ظلم اور لوٹ مار کر رکھی ہے اور ہندوؤں کو تباہ کر دیا اُن کی زندگی خطرہ میں ہے یہ سُن کر مہری مہاراج نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی جس وقت نادرشاہ نے دہلی میں قتل عام کرایا اور اُس کے بعد شاہی شاعر کو حکم دیا کہ ہماری فتح کی تاریخ کہو تو اُس نے اول تو جان کی امان چاہی اور بعدہٗ یہ تاریخ کہی ؎

شاہِ ایراں را کجا تاب نبردِ ہند بود

زشتیٔ اعمالِ ما ایں صورتِ نادر گرفت

اور فرمایا کہ تمام معاملات خدا کے زیر حکم ہیں وہ جس کو چاہتا ہے مارتا ہے جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے ؎

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست

کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست

مارنا اور لوٹنا تو در کنار اُس کے حکم کے بغیر پتہ بھی نہیں ہل سکتا اگر مسلمانوں کو اتنا اختیار ہوتا تو کابل میں تو ہندوؤں کا بیج بھی نہ چھوڑتے اور اب تو ہندو اور مسلمان سب ہی انگریزوں کی رعیت ہیں اگر ہندوؤں کو نیست و نابود کرنا منظور ہوتا تو جس وقت مسلمانوں کی بادشاہت ہندوستان میں تھی اوس وقت ہی نہ چھوڑتے مگر دراصل یہ بات تھی ہی نہیں البتہ جتنا قدرت کو منظور تھا اتنا ہو گیا۔

ایک روز دیوان بابو امیرچند جی صاحب حاضر خدمت مبارک ہوئے اور عرض کیا کہ جناب خانصاحب ٹیری کی بینائی چشم بالکل جاتی رہی ہے ہر چند علاج و معالجہ کیا کوئی سودمند نہ ہوا۔ اب عرصہ سے فقرا کی طرف رجوع ہوئے ہیں کئی مسلمان فقیروں کو بلایا اور زر و مال ہر طرح سے خدمت گذاری مگر کچھ اثر ظاہر نہیں ہوا۔ کئی فقیر حضور کی طرف اشارہ کر گئے ہیں کہ آنحضور کی دعا سے

مراد برآری ممکن ہے اس لئے آپ کچھ ہمت فرمائیں سری مہاراج نے فرمایا کہ ہم کو یاد ہے کہ آگرہ میں ایک حلوائی کی دوکان پر دو شخص مٹھائی خریدنے آئے ایک مسلمانوں کا سا لباس پہنے تھے اور دوسرے ہندوؤں کے سے کپڑے پہنے تھے مسلمان صاحب نے قریب بارہ تیرہ آنہ کی مٹھائی تلوائی اور بقایا پیسے حلوائی سے مانگے جب حلوائی نے روپیہ مانگا تو اُس نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی دے چکے ہیں اس بات پر شور و شر ہوا دس بیس آدمی جمع ہو گئے تو وہ ہندو صاحب بولے کہ لالہ جی لڑائی جھگڑا تو پیچھے کرنا پہلے مجھ کو مٹھائی دو ورنہ میرا روپیہ واپس کر دو مجھ کو دیر ہوتی ہے یہ سُن کر حلوائی بولا کہ روپیہ کیا تم نے کب دیا تھا۔ اب کیا تھا جھٹ مُسلمان بول اُٹھے کہ بے ایمان میرا روپیہ لیکر بھول گیا اب لالچ کے روپیہ سے منکر ہوتا ہے ابھی میرے سامنے اونھوں نے روپیہ دیا ہے اور تو انکار کرتا ہے۔ پھر وہ لالہ بول اُٹھے کہ شیخ جی دوکاندار ایسی چال بازی سے تو اتنے امیر ہو ہی جاتے ہیں ابھی حال آپ کا روپیہ لیکر مکر گیا اب میرے روپیہ سے بھی انکار کرتا ہے۔ جب ایک دوسرے کی گواہی دینے لگا تب تو حلوائی سٹ پٹایا اور جو لوگ جمع ہوئے تھے اونھوں نے بھی حلوائی کو دھمکایا اور جھٹلایا۔ غریب سے کچھ نہ بن پڑی۔ ہندو اور مُسلمان دونوں کو ایک ایک روپیہ دیکر بلا سر سے ٹالی۔ سو دیوان صاحب مُسلمان تو اپنا حق لیگئے اب ہمکو بھی ہمارا حصّہ دلوانے کے لئے لیجانا چاہتے ہو تو دوسری بات ہے۔ جناب خانصاحب اتنا نہیں سوچتے کہ جو لوگ روپیہ پیسے کے لالچی ہوں اُن سے یہ کام نکل کب سکتا ہے اور جو یہ کام کر سکتے ہیں اُن کو خانصاحب کے زر و مال کی پرواہ کیا ہے وہ دولت کے ذریعہ سے یہ کام نکلوانا چاہتے ہیں یہ ہرگز ممکن نظر نہیں آتا البتہ اُن کی منت زاری سے کسی مرد خدا کو اون کے حال پر رحم آجائے اور وہ ہاتھ ڈالدیں تو بات دوسری ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی ریاست کے گھمنڈ سے اس کام کو نکلوانا چاہتے ہیں تو یہ اُن کی خام خیالی ہے۔

ایک روز جناب رائے صاحب دیوان اشرداس صاحب بیرسٹر قدمبوسی کے واسطے حاضر ہوئے بابو صاحب کے چھوٹے بھائی کا عارضہ دق مین انتقال ہو چکا تھا اوس کی بابت تذکرہ کرنے لگے اور عرض کیا کہ مہاراج جی مینے ہزار دل طرح کی دوائیاں دیں علاج معالجے کرائے انکا کچھ بھی اثر نہوا کیا دوا وغیرہ مین کچھ بھی اثر نہین ہوتا۔ آنحضور نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی ایک حکیم صاحب کو علاج معالجہ مین بڑا کمال دست شفا یہانتک تھا کہ جس کسی کا وہ علاج کرتے تھے وہ مریض نہ مرتا بلکہ ضرور اچھا ہو جاتا کتب طب کے ستر اونٹ اُن کے ہمراہ رہتے تھے ایک دفعہ اُن کو ایک عجیب الخصلت انسان سے ملنے کا اتفاق ہوا تو اونھوں نے اُس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو اُس نے جواب دیا کہ میں ملک الموت ہوں پھر حکیم نے پوچھا کہ تمہارا کیا کام ہے اور کہاں جاتے ہو تو اُس نے جواب دیا کہ لوگوں کی روح قبض کرنا میرا کام ہے اور آج فلاں شخص کی روح قبض کرنی ہے حکیم جی نے دریافت کیا کہ کس طرح سے روح قبض کروگے تو اُس نے کہا کہ اُس شخص کے پیٹ میں اس طرح کا درد پیدا کرونگا جس سے وہ اچھا نہ ہوسکیگا وہ تو یہ کہہ کر غائب ہو گیا اُدہر حکیم صاحب نے بھی دوا دارو کا بکس سنبھالا اُس آدمی کے پاس پہونچے اور وقت معینہ پر جب اُس کے پیٹ میں درد شروع ہوا تو اُس امر کی مخصوص اور مجرب دوا دینی شروع کی۔ گولی۔ عرق۔ سفوف۔ جوشاندہ۔ خیشاندہ۔ معجون۔ لعوق سب ہی کچھ دیا خاک اثر نہ ہوا؎

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

آخر دو چار گھنٹہ درد کی شدت سے تڑپ کر مریض نے جان دی۔ اب حکیم صاحب کو وحشت ہوئی اور سوچنے لگے کہ جب موت امر ناگریز ہے اور کوئی دوا دارو اپنا اثر نہیں کرسکتی تو پھر ہم علاج کس کا کریں اور یہ کتابیں اور دوا لادے لادے

کیوں مارے مارے پھریں اس لئے سب سامان کو لے کر دریا کے کنارے پہونچے اور مصمم ارادہ کرلیا کہ سب کو غرق آب کردیں کہ اوسی وقت وہی عجیب شکل اور صورت والا آدمی سامنے آموجود ہوا اور کہنے لگا کہ حکیم صاحب یہ کیا خبط سوار ہوا۔ حکیم صاحب نے جواب دیا کہ جب ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا نہ انکا اثر ظاہر ہوتا ہے تو پھر ان کے رکھنے سے کیا فائدہ کیوں نہ ان کو ڈبو دیں۔ ملک الموت نے کہا کہ یہ بات نہیں ہے کہ اثر نہ ہو۔ خدا نے جس چیز میں جو اثر رکھا ہے وہ اثر ضرور ظاہر کرتی ہے مگر اسی وقت جبکہ اثر ظاہر کرنے کا موقعہ ملے اور جس قدر ادویہ حکیم نے مریض کو دی تھی وہ سب بجنسہٖ دکھا کر کہا کہ جس وقت مریض کے گلے سے یہ دوا اُترتی تھی یہ سب میں لیتا جاتا تھا اب بتائیے کہ اثر کس کا ظاہر ہوتا۔ اور حکیم صاحب کو سمجھا بجھا کر ان کے ارادہ سے باز رکھا اسی طرح پر جناب دیوان صاحب اثر تو ہر ایک چیز کا ہوتا ہے مگر جب موت کا وقت آتا ہے اُس وقت دوا بھی مرض کی غذا بنجاتی ہے اور بجائے مریض کو قوت پہنچانے کے مرض کو تقویت دیتی ہے۔

ایک روز سری بابا پریت ناتھ جی مہاراج سے فرمایا کہ ہم کل آپ کے استھان پر آویں گے جناب بابا صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے گرو سری پیر پشیم ناتھ جی مہاراج آپ کی مہما کو نہیں جانتے ہیں اس لئے آپ سے جس بھاؤ سے ملنا چاہئے نہیں ملتے اس لئے آپ وہاں قدم رنجہ نہ فرماویں آپ نے جواب دیا کہ ہمارا وہاں جانا ضروری ہے۔ پیر صاحب سے ملنا تو ظاہری سبب ہے ورنہ اصلیت میں گدی اور سادھیوں کے درشن لازمی ہیں۔ فقیروں کی گدی میں صرف موجودہ گدی نشین کو دیکھ کر ہی اندازہ نہیں لگانا چاہئے بلکہ اس میں سات خاندان تک دیکھنا چاہئے کہ کوئی نہ کوئی بزرگ اور مہاتما ضرور گدی نشین

ہونگے جن بزرگوں نے شریر تیاگ دیا ہے انکو مُردہ نہ سمجھنا چاہئے انکی پاک روح ہمیشہ زندہ ہے اور کوپاٹ میں جاکر
انکے درشن کو بجا نیسے انکار کی بو آتی ہے اور قواعد فقیری کے خلاف ہے دوسرے موجودہ پیر صاحب کی
نسبت کچھ ناقص خیال دلمیں لانیسے اُن بزرگونکی روح کو ناگوار گذرتا ہے اگر ایک یا دو پشت
میں کوئی مہاتما یا بزرگ گذرے ہیں تو ایسے خیال کا فوراً ہی نتیجہ ملتا ہے۔ ایک وقوعہ ہم کو
یاد ہے کہ ایک خاندان میں بہت اچھے اچھے بزرگ تھے مگر چار پشت سے کچھ خیر
خیرات کے کام میں کمی ہوگئی تھی جس وقت موجودہ پیر صاحب کا شریر برتا اور اُنکی
جگہ ایک اچھے مہاتما رمز فقیری سے واقف پیر صاحب کی گدی پر بیٹھے اُس وقت
ایک فقیر نے جو خود بہت اچھے تھے مگر راز فقیری سے ناواقف۔ یہ کہدیا کہ یہ
شخص گدی پر بیٹھنے کے لایق نہیں یہ سُن کر تو نئے پیر صاحب کو جوش آیا اور
بولے کہ تو کیا کتے کی طرح بھوں بھوں کرتا ہے تو کتے کی طرح جھائیں جھائیں
کرکے مریگا طعنہ دینے والے فقیر صاحب کی بعینہٖ وہی حالت ہے اور مرض الموت
میں گرفتار ہوکر کتے کی طرح بھونک بھونک کر جان دی۔

ایک روز نرپاب سے بہت سے آدمی سری مہاراج سے ملنے کو براہ
خشکی روانہ ہوئے ایک آدمی سُندرداس نامی پہاڑی راستہ سے علیحدہ
خچر پر چل پڑا اُس کے پاس روپیہ بھی بہت تھا راستہ میں علاقہ غیر کے تین
سرحدی ڈاکوؤں نے آن پکڑا اور خچر پکڑ کر اوس کو نیچے اُتار لیا اس شخص نے
دل میں خیال کیا کہ میں تو ایک فقیر کے درشنوں کو جاتا ہوں ایسے نیک کام میں
مجھ کو ایسی تکلیف کا سامنا کیوں پڑا یہ سوچ کر وہ ایک دم سے دھر بھاگا اور ڈاکوؤں
نے تعقب کیا تھوڑی دور گیا تھا کہ سامنے سے تین آدمی آتے ہوئے دکھلائی
دئیے اونھوں نے اس کو روک کر پوچھا کیوں بھاگتا ہے اس نے جواب دیا
ڈاکو ہیں اونھوں نے کہا کدھر ادھر بتا کہاں ہیں وہ اس کو ساتھ لے کر پیچھے پھرے

ڈاکوان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ تینوں آدمیوں نے خچر پکڑ کر سندر داس کو سوار کرادیا جب وہ سوار ہو گیا تو اس نے چاہا کہ ان کا نام پوچھوں کہ کون ہیں اور ان کی امداد کا شکریہ ادا کروں مگر پیچھے پھر کر دیکھتا ہے تو وہ تینوں شخص غائب ہیں۔ وہ اُن کو امداد غائبانہ سمجھ کر روانہ ہو پڑا اور ایک گاؤں شکر خیل میں آکر اپنے کل ہمراہیوں سے مل کر اپنا ماجرا بیان کیا۔ وہ سب ہی متعجب ہوئے کہ آج تک سرحدی ڈاکوؤں کے ہاتھ سے بھاگ کر بچنا امر محال بلکہ ناممکن ثابت ہوا ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تہیں کہ اُن لوگوں میں سے ایک نے اپنا طفنچہ نکال کر کھولا تاکہ کارتوس نکال لے اور خالی کر کے رکھدے مگر کھولتے ہیں وہ سر ہو گیا اور سامنے تین شخص بیٹھے تھے اول دو کی ٹانگوں کے درمیان سے گولی گذر گئی اور تیسری شخص کے پیر کے انگوٹھے کے پاس جاکر گولی زمین میں سماگئی کسی کو زخمی کیا۔ اُن لوگوں نے اس بات کو بھی یہی سمجھا کہ ہمارے گرو مہاراج کی برکت سے اس سے بھی بچ گئے ؎

انگ سیندور لیکھے تریا پوجت بھیت
سپھل ہوئی من کامنا تلسی پریم پرتیت

ایک زرگر ساکن ٹیری آوارہ چلن کا آدمی تہا کچھ عرصہ ہوئے بعد مذہب اسلام قبول کر لیا مگر عادات قبیحہ کہاں جاتے تھے ؎

اگر ز دست جفا بر ملک رود بد خوئے
ز دست خوئے بد خویشتن در بلا باشد

ایک دن لالہ بیلی رام کے مکان میں چوری کی نیت سے گھس آیا جس کوٹھے میں مال اسباب رکھا اوس میں تقریباً ۱۵ - ۲۰ ست سنگی بیٹھے ست شبد کا دھیان کر رہے تھے۔ ایک سادھو دروازے کے پاس بیٹھا تھا اُس نے اس چور کو کھڑا دیکھکر سمجھا

کہ کوئی ست سنگی بھجن کرنے کو اُٹھا ہے لہذا اُس سے کہا کہ کھڑا کیوں ہے اندر آجا چور
کو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ چور کو اندر بلاتے ہیں اسی سوچ بچار میں دروازہ کے
پاس کھڑا تھا کہ سب ست سنگی دھیان سے فارغ ہو کر ایک دم شغل یک ضربی میں
مشغول ہوئے۔ اتنے آدمیوں کی ایک ساتھ ہنگ کی زور کی آواز سن کر چور گھبرا
گیا اور خوف زدہ ہو کر بھاگا اور گھر پر جا کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ فلاں
مکان میں تو بلا رہتی ہے اس خوف سے بخار چڑھ آیا جب حالت خراب ہوئی تو اُسکا
چرچا عام آدمیوں میں پھیلا۔ اس خیال سے کہ مبادا خوف سے مر نہ جاوے اوسکو
بہت تسلی دلاسا دیگئی اور بھجن وغیرہ کرنے کا حال بتلا کر اُس کا خوف دور کیا۔
بمشکل تمام عرصہ بعد اچھا ہوا۔

ایک بھگت کی استری اپنی پتی کی طرف سے بہت ہی بدگمان تھی۔ اگر بھگت
جی اپدیش اور کتھا یا ست سنگ کے واسطے بھی کسی کے پاس بیٹھتے یا بار تالاب
کرتے تو کلیش کرتی تھی۔ سری مہاراج نے اس سوبھاگوتی کو کئی مرتبہ سمجھایا
مگر سے

خوئے بد در طبیعت کہ نشست
نشود جز بمرگ اورا ازرشت

لیکن اُس کے خیال میں تبدیلی نہ ہوئی ایک رات کو بھگت جی بھجن کرنے کو اوٹھے تو
آپ بھی ان کے پاس جا کر بیٹھی اُن کے جامہ کا پلا اپنے پیر تلے دبا لیا کہ کہیں ادہر
اُدہر اوٹھکر نہ چلے جائیں۔ جب خود بھجن میں مشغول ہوئی تو پرکاش کے ساتھ ایک
فقیر کی صورت نظر آئی جس نے اس عورت کے منہ پر ایک مُکا مارا جس کی ضرب سے
چلا کر بیہوش ہوگئی سب آدمیوں نے بھجن سے اوٹھ کر اُس کو دیکھا منہ سے کف جاری
تھا پانی وغیرہ چھڑکا جب ہوش میں آئی تو سب حال بیان کیا کہ ایک روڑے بابا

کی صورت نظر آئی تھی اور اس نے مارا ہے۔ دوسرے دن سری مہاراج کے حضور میں معاملہ پیش ہوا۔ اس عورت کو بہر سمجھایا کہ دیکھو بھجن میں وگھن ڈالنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا تمنے کہا بار تا میں سُنا ہے کہ راون۔ کنس۔ ہرناکش وغیرہ جو بھجن میں بھگتوں کے بارج ہوئے ان کی کیا گت ہوئی۔ اگر تم اپنے خیال کو نہ بدلوگی تو عمر بھر تکلیف میں رہو گی۔

ایک روز ایک حاجتمند ستسنگی کو روپیہ کی ضرورت تھی سری مہاراج سے عرض معروض کی گئی تو آپ نے اس کا نام تو ظاہر نہیں کیا بلکہ چند اصحاب سے کہا کہ بائی یوگا نند کے اخراجات کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہے کچھ چندہ جمع کرلیا جاوے بہت آدمیوں نے خوشی خوشی حسب توفیق چندہ دے دیا ایک صاحب لالہ گیا نچند حلوائی نے مانگنے پر بھی چندہ دینے سے انکار کیا بلکہ کچھ اعتراضات فضول سے اُٹھائے۔ رات کو اس کا تذکرہ اور شکایت سری مہاراج سے روبرو چند صاحبوں نے کی کہ یہ شخص بہت ہی سرکش سا ہے اس کی گوشمالی ہونی چاہیئے آپ کی زبان سے نکلا کہ جیسا کوئی کریگا ویسا بھریگا۔ دوسرے دن لالہ گیا نچند کچھ سامان خریدنے باہر ضلع میں گئے اور وہاں پہونچکر سخت بیمار ہوگئے بیماری کا تار گھر پہونچا تھا کہ لوگوں نے ہلا مچا دیا کہ یہ اس دن کی گفتگو کا پھل ہے۔ اوس کا بھتیجہ لالہ کرمچند وغیرہ اس کے پاس دوڑے گئے رشتہ داروں اور عزیزوں کو جب یہ حال معلوم ہوا تو سری مہاراج کی خدمت میں حاضر ہوکر خواستگار معافی ہوئے۔ سری مہاراج نے فرمایا کہ دیکھو ہمنے کتنی مرتبہ ان سب لوگوں سے کہا ہے کہ ہمارے پاس کبھی کسی کی شکایت نہ کیا کرو بلکہ فقیروں کے پاس ایسی بات کرنا درست نہیں نہ معلوم کوئی کس خیال میں بیٹھا ہو اور کیا موقعہ محل ہو مگر ان لوگوں کی سمجھ میں بات نہیں آتی جب بہت گریہ وزاری ہونے لگی تو آپ نے ایک ستسنگی سے

فرمایا کہ "وہ کوئی مرتا تھوڑے ہی ہے" لالہ گیا پخند جہاں بیمار پڑے تھے راقم الحروف موجود تھا۔ یہ حالت ہوگئی تھی کہ چارپائی پر ڈال کر اون کو ست سنگ کے مکان کرشن دوارہ میں لاکر رکھا تھا کوئی زیست کی امید نظر نہیں آتی تھی مگر مالک شفا دینے والا ہے تین چار یوم میں ہی ٹمٹم میں لیٹ کر واپس گھر جانے کے قابل ہوگئے۔

ایک روز پنڈت بھگوانداس جی سکنہ نزیاب سری مہاراج کے درشنوں کو حاضر ہوئے اور بڑے بھگتی اور دیراگ کی حالت میں آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ مہاراج میرا اودھار تو ناممکن نظر آتا ہے میں نے ایسے ایسے پاپ کئے ہیں کہ اونکا بیان نہیں ہوسکتا۔ لکھو کہا جیو شکار میں مارے اور کیا کیا عرض کروں جب ان کا خیال کرتا ہوں مایوس ہوجاتا ہوں۔ سری مہاراج نے فرمایا اب آپ اُنکا مطلق خیال نہ کریں اور بھجن سے کئے جائیں آپ کا ضرور اودھار ہوگا دیکھو بالمیک جی بھیل تھے جانور تو کیا اونھوں نے تو لاکھوں آدمیوں کا بدھ کیا رام رام کی بجائے مارا مارا جپا پھر بھی ایسے زبردست مہاتما ہوئے کہ پیشتر سے رامائن لکھ کر رکھدی اور سری رامچندر جی کی استری سری سیتا جی اونکا پانی بھرتی تھی۔ اس میں آپ کا تو برہمن کا شریر ہے اگر آپ بھجن کریں گے تو آپ کی مکتی میں کیا شک ہے۔ سری کرشن مہاراج نے بھی فرمایا ہے جب شودر اور دیش تیدکا اودھار ہوتا ہے تو ہے ارجن تو تو چھتری ہے تیری مکتی اور اودھار میں کیا کلام ہے اسلئے اپنے بھجن کے کام میں سے لگے رہو رفتہ رفتہ سب ہو رہے گا۔

ایک روز سری مہاراج تیرتھ تشریف لے گئے عرصہ تین یوم کا گذر گیا مگر بابا سرد یانند جی درشنوں کو نہ آئے۔ معلوم ہوا کہ اونھوں نے یہ پرن کیا ہے کہ ملین یعنی ناپاک من لیکر گرو مہاراج کے درشن نہ کریں گے جب تک ہمارا من صاف نہ ہوگا سامنے نہ جائیں گے۔ سری مہاراج تو اس بات کو سن کر خاموش ہوگئے

مگر لوگوں نے سادھوجی سے کہا کہ آپ بڑے ابھاگے ہیں کہ گرو مہاراج تشریف لائے ہیں اور آپ درشن نہیں کرتے ان کے سمجھانے بجھانے سے سادھوجی چوتھے دن حاضر ہوئے سر سے پگڑی اُتار کر گلی میں گانٹھ باندھ لی اور ایک تنکا منھ میں دباکر سامنے آئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مجھ سے بڑا اپرادھ ہوا معاف کریں۔ سری مہاراج نے پوچھا کہ بھائی کیا اپرادھ ہوا اونھوں نے عرض کیا کہ میں آپ کے درشنوں کو تین دن تک حاضر نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ آپ نے جو پرن کیا تھا اوسکو کیوں توڑ دیا اگر آپ ثابت قدم رہتے تو کیا عجب تھا کہ مالک آپ کی منو کامنا پورن کر دیتے۔ مگر خیر یہ بات منظور نہ ہوگی اسلئے آپ ٹل گئے۔

ایک روز سروپانندجی نے عرض کیا کہ سری مہاراج جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو مجھ کو ایسی بھاؤنا اوٹھتی ہے جیسے سری رام چندرجی کو دیکھ کر راون کو اٹھا کرتی تھی اور اس کو غصہ آتا تھا کہ آپ سری رامچندرجی کی طرح جلدی سے میرا بیڑا پار نہیں کرتے آپ نے فرمایا کہ سری رامچندرجی مہاراج کو تو راون سے یہ خوف تھا کہ اُن کی استری سیتاجی کو ہر لے گیا ہے کہیں مار نہ ڈالے یا آبروریزی نہ کرے میرے تو کوئی سیتاجی بھی نہیں جس کو تم ہر رہا جس کا مجھ کو خوف ہو۔ رہی راون کی بات سو وہ ایسا پختہ کار آدمی تھا کہ سری رامچندرجی کو اوتار جان کر بھی خم ٹھونک کر لڑنے کو موجود ہو گیا اور ذرا بھی کسی بات کا خوف نہ کیا ایک ایک رشتہ دار اور عزیز اقارب بیٹے پوتوں کو چن چن کر مروا دیا اور مرتے دم تک اپنی پرن سے نہ ٹلا۔ تمہارا یہ حال ہے کہ ابھی اگر ذرا بھی میں تم پر غصہ ہو جاؤں تو تم خوف سے کانپ اوٹھو اور اپنی برائی بھلائی کا خیال کرکے ڈر کے مارے بیلے پڑ جاؤ پھر راون کی بھاؤنا رکھ کر تم مجھ سے کس طرح فیض اٹھا سکتے ہو البتہ اگر اُسکی سی پختگی تمہارے مزاج میں آجائے تو دوسری بات ہے مگر یہ کام عطیہ قدرت ہے کوشش

سے مشکل ہے تم اس کام کے واسطے پیدا ہی نہیں ہوئے ؂

ہر کسے را بہر کارے ساختند

میل او اندر دلش انداختند

ایک روز ایک صاحب ست سنگ میں حاضر ہوئے اوّل تو ویدانت کے بہت سے مسئلے بیان کئے پھر بھگتی اور پریم کے بھجن اور شبد بڑے زور شور سے گائے اور بہت پریم ظاہر کیا گیان کی بھی بہت سی نظیریں اور مثالیں دیں اور پھر ایک ست سنگی کی طرف جو چپ چاپ گوشہ میں بیٹھے تھے مخاطب ہو کر کہا کہ کہ آپ بھی کچھ کہئے مگر وہ چپ ہی رہے اونہوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ تو چپ ہی بیٹھے رہے لیکن سری مہاراج نے فرمایا کہ لوہا اور نمک دونوں دریا میں پڑے تھے۔ لوہا بار بار یہ کہتا تھا کہ گلے جاتے ہیں گلے جاتے ہیں یہ سن کر نمک بولا کہ بھائی جو گلتے ہیں سو بولتے نہیں ؂

در عالم فقر بے نشانی اولیٰ

در عالم عشق بے زبانی اولیٰ

جنھوں کو عشق صادق ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں

لبوں پر مہر خاموشی دلوں میں یاد کرتے ہیں

ایک روز ذکر ہو رہا تھا کہ سری بابا پریت ناتھ جی کوہاٹ کے ست سنگ کے میر مجلس ہیں مگر ست سنگ کے کاموں میں کچھ کوشش اور تن دہی نہیں کرتے سری مہاراج نے سن کر فرمایا کہ کسی شہر کا راجہ مر گیا تھا لوگوں نے صلاح کی کہ کسی دھرماتما سادھو کو راجہ بنانا چاہئے اور ایک سادھو کو لاکر گدی پر بٹھال دیا اس نے گدی کے پاس ہی کھونٹی پر اپنی جھولی ٹانگ دی جب راج کاج کے معاملہ میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خوب جگ اور ہون دان پن کرو اور موج

اڑاؤ۔ اسی طرح سے سب لوگ کرنے لگے راج کاج میں ابتری پھیل گئی یہ حال
معلوم کرکے ایک راجہ نے فوج کشی کر دی لوگوں نے سادہو راجہ سے یہ حال عرض
کیا اور بندوبست کے واسطے حکم چاہا اُن سے فرمایا کہ وُہی کام کئے جاؤ اور بخوف
خطر رہو جب لشکر شہر کے قریب پہونچ گیا تب بھی راجہ کا وُہی حال رہا آخر راج
مندر میں مخالف راجہ پہنچ گیا اُس وقت سادہو راجہ نے دریافت کیا کہ کس طرح
سے آئے ہو اس نے کہا کہ راج لونگا یہ سُنکر آپ گدی سے اُتر پڑے اور
فرمایا کہ تم اپنا راج لو ہماری جھولی تو یہ سامنے ٹنگی ہے یہ کہہ کر جھولی اُٹھا گلے
میں ڈال لی۔ وہی حال سری بابا پریت ناتھ جی کا ہے اُن کی جھولی سلامت
رہے اون کو کوشش اور تناہی اور انتظامی معاملات سے کیا پڑی ہے۔

ایک روز جناب بابو چنی لال صاحب جنہوں نے سرکاری ملازمت سے پنشن پانے
پر بزازی کی دوکان کھول لی تھی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ مہاراج دوکانداری
کے معاملہ میں ابتک میں نے بالکل سچ سے کام لیا ہے لیکن برابر ٹوٹا اور گھاٹا کھاتا
رہا ہوں وجہ یہ ہے کہ گاہک سے ایک بات سچی سچی کہدیتا ہوں اوسپر وہ جمتا نہیں
اور میرا دل بات بدلنے کو چاہتا نہیں یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ اگر اسی طرح پر ایک
بات آپ کہتے رہے اور یہ کل سامان فروخت نہ ہوا اور رکھے رکھے پُرانا ہو گیا تو
کیا اسی قیمت پر جو آپ کہہ رہے ہیں آئندہ کبھی بکنے کی امید ہو سکتی ہے بہرحال
جب پُرانا ہو گیا تو ضرور قیمت میں کمی کرنی ہو گی اوس وقت آپ کی یہ بات بدلیگی
یا نہیں پھر جب بات ایک نہ ایک دن بدلنی ضرور ہے تو پھر ٹوٹا کھا کر کیوں بدلی پہلے
سے ہی سنبھل کر کیوں نہ چلے جو وہ روز بد دیکھنا نصیب ہی نہو یہ کام کوئی ملازمت
تو نہیں جسمیں تنخواہ ملتی ہے اس سلئے رشوت لینا حرام سمجھا گیا ہے یہ تو بیوپار ہے
مثل مشہور ہے کہ یہ تو دوکانداری ہے دوکانداری میں ایک بات کیسی۔ جیسا گاہک

ہوتا ہے اُس سے ویسی بات کی جاتی ہے اگر کوئی سچ ماننے والا ہو تو اُس سے ضرور
سچ سچ کہنا چاہیے مگر جب عوام الناس کا یہ پختہ خیال ہے کہ دوکانداروں کی بات
قابل اعتبار نہیں ان کی بھی بیچک فرضی ہوتے پھر ایسے آدمیوں کو بیچک دکھلانے اور
ایک بات کہنے سے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ دوکانداری میں دوکانداری کا بیوہار
برتنا چاہیے۔ جیسا کام تیسا ڈھنگ روایت ہے کہ کسی راجہ کے پاس ایک سوانگیا سادہو
کا بھیس بنا کر گیا اور اوس کو بہت آسن وغیرہ اور اور سادہوؤں کے رنگ ڈھنگ
دکھلائے راجہ نے خوش ہو کر اور سادہو سمجھ کر ایک بیش قیمت موتیوں کی مالا دینی
چاہیے مگر اُس نے قبول نہ کیا تب راجہ نے اُس سے بھی زیادہ بیش قیمت موتیوں
کی مالا منگوا کر دینی چاہیے وہ بھی اُس نے قبول نہ کی تب راجہ نے یہ خیال کر کے کہ
یہ فقیر آدمی ہے دولت دُنیا کی تمنا نہیں چپ ہو گیا جب وہ شخص آسن وغیرہ دکھلا
چکا تو اُٹھ کر کھڑا ہوا اور راجہ کو مجرا کر کے عرض کیا کہ حضور میرا انعام مل جائے۔ راجہ
نے فرمایا کہ ہم نے تم کو ایسی قیمتی مالائیں دینی چاہیں تب تو تم نے لی نہیں اب کیا انعام
چاہتے ہو اُس نے جواب دیا کہ حضور میں سادہو نہیں ہوں میں تو سوانگیا ہوں اُس
وقت سادہو کا سوانگ پورا اُتارنا تھا اگر مالا لے لیتا تو میرا سوانگ بگڑ جاتا کیونکہ
فقیر کے یہ معنی ہیں کہ ف سے فاقہ۔ ق سے قناعت۔ ی۔ سے یاد الٰہی۔
اور ر سے ریاضت۔ پھر سادہو بن کر دولت کے لئے ہاتھ پھیلانا درست نہ تھا
اب سوانگ پورا ہو گیا اس لئے آنہ دو آنہ ہزار دو ہزار روپیہ جو حضور کا مزاج
چاہیے دیجئے اس لئے جب آپ ملازم تھے آپ نے رشوت نہ لی اور اپنی ملازمت
کے سوانگ کو پورا کیا اب دوکانداری کے سوانگ کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ اور
دوکان کا کرایہ خرچ۔ پن دان۔ روپیہ کا سود۔ چھیجن۔ بٹہ۔ سامان جو بہت عرصہ
تک پڑا رہیگا اُس کا پرت سب پھیلا کر قیمت وصول کرنی اور نرخ قایم کرنا چاہیے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ضلع کالاباغ میں ایک پیر صاحب رہتے تھے عرصہ کئی سال سے اُن کی خدمت میں ایک ملازم رہتا تھا اور بڑے صدق دل سے اُن کی خدمت اس لئے کرتا تھا کہ اُن کے فیضانِ صحبت سے کچھ مستفیض ہو مگر اتنے عرصہ میں کوئی اثر اُن کی صحبت بابرکت کا ظہور میں نہ آیا۔ ایک دن پیر صاحب کسی کام کو باہر تشریف لے گئے تھے تو وہ نوکر پیر صاحب کے پلنگ پر جہاں مسند لگی ہوئی تھی بیٹھ گیا اور پیر زادے جو ہنوز کم عمر تھے پلنگ کے نیچے زمین پر کھیل رہے تھے کہ پیر صاحب واپس تشریف لے آئے ملازم کو پلنگ پر بیٹھا اور پیر زادوں کو زمین پر کھیلتے دیکھ کر ملازم پر بہت خفا ہو کر بولے کہ تو بڑا بے ادب ہے کہ پیر زادے زمین پر نیچے کھیل رہے ہیں اور تو اوپر پلنگ پر چڑھ کر بیٹھا ہے۔ ملازم نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس قدر عرصہ آپ کی صحبت میں رہ کر بھی میں آپ کی فیضانِ صحبت سے طفلان خوردسال کے برابر نہ ہوا۔

ایک روز جناب رائے صاحب دیوان متھراداس جی صاحب بیرسٹر قریب دو بجے شب کو حاضر خدمت مبارک ہوئے۔ کچھ عرصہ بیٹھنے پر سری مہاراج نے فرمایا۔ کسی بادشاہ کا ہندو وزیر مے نوشی کیا کرتا تھا۔ تمام اہلکاروں اور مولویوں نے بادشاہ سے شکایت کی یہ شخص ایسے بڑے عہدہ پر مامور ہے اور کُل نظام سلطنت ہاتھ میں ہے اور یہ حرام شے کا استعمال کرتا ہے اس کا بندوبست کیجئے بادشاہ نے فرمایا کہ ہم غور فرمائیں گے اور ایک شب کو چھپ کر وزیر کے مکان پر بیٹھ گیا وزیر صاحب نے وقت معمول پر ساغر و پیالہ طلب فرما کر اول ایک پیالہ نوش کیا اور بولا کہ اس سے تمام دن کے کام کاج کی تکان رفع ہو گئی پھر دوسرا پیالہ پیکر بولا جس قدر معاملہ مقدمہ متعلق ریاست ہیں اب وہ مجھ کو سوجھنے لگے اور اُنکی سمجھ آنے لگی کچھ عرصہ بعد تیسرا پیالہ پی کر بولا کہ اب میرے تمام شکوک رفع ہو گئے

اور میری عقل روشن ہو گئی اس کے بعد پھر جو تھا پیالہ بھرا مگر یہ بولا کہ اب یہ عقل کو گمراہ کریگا اور یہ کہہ کر پیالہ کو پھینک دیا بادشاہ یہ حال دیکھ کر دل میں سوچنے لگا کہ یہ شخص بڑا عقلمند ہے اور اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے اور اس کا کل کام اختیاری ہے۔ اور اسی طرح سے چپ کر واپس چلا آیا اور تمام شکایت کرنے والوں کو سمجھایا کہ اس کا کھانا پینا بطور دوا اور دارو کے ہے۔ یہ نفس کا بندہ نہیں۔ تم لوگوں کو ایسے شخص کے خلاف شکایت کرنا واجب نہ تھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جناب دیوان جوگراج جی صاحب کو ایک شخص کے ذاتی حالات کا علم تھا اور اس شخص کے حالات کی بابت ایک اور آدمی تفتیش اور دریافت کرنا چاہتا تھا اس نے جناب دیوان صاحب کی ایک دو روز دعوت کی اور خوب کھلا پلا کر اس حالت میں کل بھید کی باتیں اس شخص کی نسبت ان سے دریافت کریں۔ ہم کو یہ تمام ماجرا معلوم ہو گیا جب دیوان صاحب ہم سے ملنے آئے تو ہم نے دیوان صاحب سے کہا کہ ہم کو ایک صدر اعلیٰ صاحب بڑا عزیز رکھتے تھے یہاں تک کہ ہر وقت اپنے پاس رکھنا اور سواری وغیرہ میں بٹھال کر ساتھ لیجانا وغیرہ ہماری بڑی عزت کرتے تھے اور ہم کو بہت مانتے تھے اور ان کا یہ بھی معمول تھا کہ جس قدر مقدموں اور ڈگریوں پر فیصلہ دیتے تھے اس کو پہلے ہم کو پڑھ کر سنا لیتے تھے اور ہماری رائے اوس میں لے لیا کرتے تھے چونکہ بڑے رئیس اور جاگیرداروں کے مقدمہ ہوتے تھے وہ طرح طرح کی کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح سے صدر اعلیٰ صاحب سے اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کرا سکے مگر یہ بات ناممکن تھی کیونکہ صدر اعلیٰ صاحب رشوت بالکل نہیں لیتے تھے اور بڑے بے لوث آدمی تھے جب اکثر آدمیوں کو یہ حال معلوم ہو گیا کہ وہ کل کام ہم سے پوچھ کر اور صلاح لے کر کرتے ہیں تو ان لوگوں نے ہماری سفارش لینے کے لئے طرح طرح کی کوششیں کیں اگر اس وقت میں ہم چاہتے تو لاکھوں

روپیہ رشوت میں جمع کر لیتے اور لوگوں کا کام حسب ادن کی مرضی کے صدر اعلیٰ صاحب
سے کرادیتے کیونکہ وہ ہمارے بڑے معتقد تھے اور ہم پر ادنکا بڑا و شواش تھا اور کل
کاغذات ہماری نگاہ سے گذرتے تھے مگر ہمنے کبھی اُن سے کسی آدمی کی نسبت
نہ تو سفارش کی اور نہ کسی کا بھید اونپر ظاہر کیا نہ اونکا بھید اور معاملہ مقدمہ اور
ڈگریوں کا فیصلہ کسی کو بتایا اور پھر دیوان جوگراج جی صاحب سے فرمایا کہ آپنے
صرف کچھ خورد و نوش کے عوض ہی اپنے بزرگ اور مہربانوں کا کل حال اور راز
دوسرے آدمی پر ظاہر کر دیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گو آپ ایک ریاست کے
دیوان ہیں لیکن آپ رازداری کے لایق نہیں اور آپ جیسے عہدہ دار کو رازداری
لازمی ہے ورنہ نظام سلطنت میں بڑا فتور واقع ہونے کا احتمال ہے۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے بہت سے مرید ہوگئے ہیں مگر یہ پیری
مریدی ایک قسم کی دوکانداری ہے جب تک ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہو
اس وقت تک سب سے تعلق ہے اگر آج ہی سچی بات کہہ دی جاوے تو سب
چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جاویں مگر یہ خیال ہے کہ جھٹ مٹ کھیلے سچ مچ ہوئے۔
سچ مچ کھیلے بڑا کوئے۔ اگر یہ لوگ اسی طرح سے بھجن اور دھیان میں لگے رہے تو
رفتہ رفتہ سچائی کی طرف راغب ہو جائیں گے اور اگر ابھی سے اُن سے سچی بات
کہی جاوے اور بھید فقیری ظاہر کیا جاوے تو یہ کب برداشت کر سکتے ہیں اب
تک جس قدر آدمیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا ادن میں سے صرف ایک شخص داروغہ
رامچندر جی ایسے ملے جو بھید فقیری سے واقف تھے اور ایسے عامل تھے کہ
گرہستیوں میں تو ذکر ہی کیا ہے فقیروں میں بھی ایسے آدمی کا ملنا مشکل ہے
ان کا معمول تھا کہ جو شخص کسی کی موت کا حال ظاہر کرکے کفن دفن کے لئے روپیہ
کا سوال کرتا ادس کو کم از کم مبلغ دس روپیہ تجہیز و تکفین کے واسطے ضرور دیتے

تھے اور سادہو فقیر جو سوال کرتا تہا اوس کو جانچ کر ضرور پورا کرتے تھے ان کے چند ملازمین کا دستور تہا کہ جھوٹ موٹ کے آدمی بلا لاتے تھے اور جب انکو روپیہ مل جاتا تھا تو اس سے کچھ حصہ لے لیتے تھے ایک دفعہ اُن کے کارندے نے داروغہ صاحب سے شکایت کی کہ یہ لوگ اس طرح سے دہوکا و چالاکی کر کے وصول کرتے ہیں اونہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو ان سب باتوں سے واقفیت ہے مگر غور کا مقام ہے کہ جس شخص نے اپنے رشتہ دار اور عزیز کی موت کا بہانہ کر کے روپیہ طلب کیا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت سخت نہ ہوتی تو ایسا بہانہ نہ کرتا پھر ضرورت والے کو روپیہ دینے میں کیا ہرج ہے۔ غرض فقیروں کا بھی یہی حال تھا کہ کسی نے سو روپیہ کا سوال کیا تو پہلے کہتے کہ دس روپیہ لیکر اور چلے جاؤ جب وہ نہ جاتا اور دس بیس دن خوب کھاتا پیتا اور پڑا رہتا تو پھر آہستہ آہستہ رقم بڑہاتے جاتے تھے پانچ دس تک دینے کو رضامند ہو جاتے تھے پھر بیس پچیس اور پچاس تک اور جب دیکھتے کہ یہ جاتا ہی نہیں تو پھر اس کا سوال پورا کرتے تھے اسی سے اونکا منشا اوس کی ضرورت دیکھنے کا ہوتا تہا کہ اگر ضرورتمند ہے تو ٹہریگا ورنہ دس پانچ لیکر چلا جائیگا۔ ان کو مذہبی یا قومی تعصب تو چھو بھی نہیں گیا تہا ہندو، مسلمان، عیسائی، موسائی کوئی سائل ہو سب کا سوال پورا کرنا جس طرح سے دوآرکا جانے کو ہندو فقرا کو روپیہ وغیرہ دیتے تھے اوسی طرح سے مسلمانوں کو بھی مکہ مدینہ اور حج پر جانے کے لئے امداد کیا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ اپنے اپنے طریقہ پر سب اوسی مالک کی عبادت کرتے ہیں جو سب کا مالک ہے ؎

شاخ صندل بہ یکے از چوب لبیاری ہزار
خوشبو دارد ہر یکے اوصاف بر جنگل گذار

پسر قابل بہ یکے ہر کار را عزت گذار

مجہولا قابل شدہ مجبور تو از آں چہ کار

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے ایک عزیز نے کچھ خیالات لوگوں میں ایسے مشہور کردئیے جن سے اُن کو بعدہٗ پشیمانی ہوئی اور ہمارے پاس معافی کے خواستگار ہوئے تو ہم نے کہا کہ آپ کیوں افسوس کرتے ہو ہم آپ کو ایک نقل سُناتے ہیں کہ کسی بنئے کے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی عورت نے بڑے لاڈ چاؤ سے اس کا نام دُرنامتا رکھا قضا کار لڑکی نشانہ اجل ہوگئی عورت اسُ کے واسطے بہت رویا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ ہائے درنامتا کیسے پراپت ہوگی۔ ایک دن اس کا خاوند بولا کہ اتنا افسوس کیوں کرتی ہو اگر ہم اور تم زندہ ہیں) تو اور دُرنامتا (بدنامی) ہو جائیگی سو عزیز من اگر ہمارا آپ کا تعلق ہے تو ایسی خبریں بہت کچھ مشہور ہوں گی۔ اب اتنی سی بات کا اتنا فکر کیوں کرتے ہو۔

ایک روز کوہاٹ کے بہت سے لوگ حاضر خدمت مبارک ہوئے اور ایک عورت کی نسبت شکایت گذرانی کہ اس کا چال چلن بہت مشکوک ہے ہم لوگ تو اس کو سمجھا سمجھا کر تھک گئے آپ کرپا کرکے اس کو سمجھائیے ورنہ اس کی آمدورفت مکان کرشن دوارے میں بند کردیجئے اس کی وجہ سے ہماری مستورات بھی بدنام ہوتی ہیں اور ہماری بھی بدنامی ہوتی ہے۔ سری مہاراج نے فرمایا ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ ایک چمار کا لڑکا گھر سے لڑکر بھاگ گیا اور دوسرے شہر میں جاکر گداگری کرنے لگا وہاں کے مہا پنڈت کے گھر جاکر بھیک مانگی مائی صاحبہ نے پوچھا کیا تو برہمن ہے اوس نے کہا کہ ہاں میں برہمن ہوں۔ لڑکا خوبصورت تھا اور مہا برہمن کے ہاں صرف ایک لڑکی تھی جس کی شادی کرکے وہ گھر جمائی رکھنا چاہتے تھے۔ ادھوں نے اسُ لڑکے سے ذات پات گوت وغیرہ کی نسبت اور زیادہ دریافت کیا تو اسُ نے کہدیا مجھ کو زیادہ حال معلوم نہیں ہے ادھوں نے

اس کو ویسے ہی گھر میں رکھ لیا اور پڑھانا لکھانا شروع کر دیا جب کچھ عرصہ میں پڑھ
لکھ گیا تو لڑکی کی شادی کر دی۔ اتفاقاً کا رلڑکے کا باپ اس کو ڈھونڈھتا ہوا وہاں
آنکلا لڑکے نے اوس کو پہچان لیا اور کہا کہ دیکھ یہاں تو یہ حال ہے اب تو اپنی
ذات ظاہر نہ کرنا اور میں پالکی وغیرہ لیکر تجھ کو لینے آونگا مگر تو کسی سے بات نہ کرنا
صرف مالا پھیرتے رہنا ورنہ میں اور تو دونوں جان سے مارے جائیں گے غرض
اوس کو سمجھا بجھا کر اور پھر مالا اور دوشالہ اور پالکی وغیرہ لیکر گیا اور باپ کو بڑے آدرسے
گھر لایا اب تو پنڈت اپنے سمدھی سے مل کر بہت خوش ہوئے اور بات چیت وغیرہ
کرنی چاہی مگر وہ بالکل خاموش رہتا تھا لڑکے نے کہہ دیا کہ یہ بھگت جی ہیں
کسی سے بات نہیں کرتے اور تمہارا رہنا پسند کرتے ہیں اون کو علیحدہ کمرہ دیدو
وہیں رہا کریں گے سب لوگوں نے منظور کر لیا ایک دن راجہ نے بھی درشن کرنے
کو بلایا اور بڑی لمبی چوڑی ڈھوک دی اور خوب روپیہ پیسہ بھینٹ کیا وہاں سے
بھی موَن دھارن کرکے جان بچا لائے پھر وہ اس گھر میں رہنے لگے۔ لڑکے کی بہو
کا جوتا کامدانی کا تھا اوس کا ایک ٹانکا کہیں سے ادھڑ گیا تھا اوس کو جب کبھی
لڑکے کا باپ دیکھتا تو پہلے سبھاؤ سے اس کا من کرتا کہ اگر اپنی سوئی ہو تو ابھی
اس کو سیندوں۔ اپنے لڑکے سے کہا کہ مجھ کو سوئی درکار ہے لادو اس نے
سمجھا کہ کپڑے وغیرہ سینے کو یا کوئی کانٹا نکالنے کو درکار ہوگی ایک سوئی لادی
اس نے موقعہ پاکر جوتہ کو اٹھا لیا اور سوئی سے سینے لگا چونکہ رانپی ہوتی تو سوراخ
کر لیتا سوئی کو ویسے ہی چھیدا تو جوتے میں اٹک گئی آخر دانتوں سے سوئی
پکڑ کر کھینچنے لگا اس کے بیٹے کی بہو نے دیکھ لیا اور چلاتی ہوئی اپنی ماں سے
کہنے لگی کہ باپو جی چمڑا کھا رہے ہیں اس کی ماں نے کہا کہ چپ رہ یہ بھگت
ہیں نہ معلوم اس وقت کیا موج آگئی ہے بھگتوں کی لیلا بھگت ہی جانتے ہیں

وہ بات رفع دفع ہو گئی مگر چور کی ڈاڑھی میں تنکا بڈھا ڈر گیا کہ ہائے اب بھید کھل گیا اب مارا جاؤں گا جب لڑکا آیا تو اس سے سب حال کہدیا اس نے بھی اپنا سر پیٹ لیا اور دونوں آدمی رات کو گھر سے نکل بھاگے جب مہا پنڈت آئے اور سمدہی اور داماد کو غائب پایا تو ماجرا دریافت کیا آخر سوچے کہ شاید سمدہی صاحب ان کی چرچا سے ناراض ہو گئے ہیں اس لئے راج میں جا کر خبر کر دی کہ مہاراج ہمارا داماد اور سمدہی ناراض ہو کر نکل گئے ہیں ان کو تلاش کر دا دیں اوسی وقت سوار چاروں طرف گئے اور ڈھونڈ کر لے آئے جس وقت داماد سامنے آیا تو اپنے سسر کے پیروں پر پڑ گیا اور ہاتھ جوڑ کر بولا کہ مہاراج چاہے مارو چاہے چھوڑ دو میں تو چمار ہوں۔ میں نے اپنی ذات چھپائی تھی۔ یہ سن کر مہا پنڈت بولے ایسے چپ بولے مت ہم بھی برہمن نہیں چھچھیڑ ہیں بات اندر ہی اندر رہنے دو۔ جب دوسرے دن مہا پنڈت راجہ سے ملنے گئے تو اونہوں نے دریافت کیا کہ کل تمہارے داماد نے بڑا بکھیڑا کیا کیا بات تھی مہا پنڈت ہاتھ جوڑ کر بولے کہ ان داتا جان کی امان اصل میں وہ لڑکا ذات کا چمار ہے اور میں بھی برہمن نہیں چھچھیڑ ہوں۔ یہ سنکر راجہ صاحب بولے چپ رہو چپ رہو کسی اور سے مت کہنا ہم بھی اونچ ذات نہیں ہم بھی چمرنگ ہیں سو صاحبان آپ اس بات کی نسبت ہی کہتے ہیں اگر نگاہ غور سے دیکھا جائے تو تیہوں سے پاک اسی کی ذات ہے ورنہ سب عیب سے بھرے ہیں ؎

گرت چشم خدا بینی بہ بخشند
نہ بینی ہیچ کس عاجز تر از خویش

کوئی چمار ہے تو دوسرا چھچھیڑ ہے تو تیسرا چمرنگ ہے کسی میں کچھ عیب ہے تو کسی میں کچھ عیب ہے۔ مگر جیسے اپنی ٹٹی دھونے و آب دست لینے میں بھی نفرت نہیں

آتی اور دوسرے کا پاخانہ دیکھ کر جی متلاتا ہے وہی حال ہے اوروں کے ذرا سے عیب بھی بہت دکھلائی دیتے ہیں ع

ناصح یافتم ناصح خود نہ یافتم

ایک روز جناب رائے صاحب دیوان متھرا داس جی صاحب چیف جج ریاست پونچھ نے عرض کیا کہ سری مہاراج اکثر اصحاب ہم سے دربانوں کی نسبت دریافت کرتے ہیں اور میری سمجھ میں ادن کا کوئی جواب نہیں آتا اگر سری مہاراج کچھ ارشاد فرمادیں تو عین خاوندی ہوگی۔ اول بات تو یہ ہے کہ سری کرشن مہاراج کو کل اہل ہنود اوتار مانتے ہیں اور کم از کم اُن کے بزرگ اور اعلیٰ شخصیت ہونے میں تو کسی کو بھی مشکل سے ہی تامل ہوگا لیکن ساتھ ہی ادن کی بابت گوپیوں سے جو تعلقات کا اظہار کیا گیا ہے وہ تو بہت ہی بھری سی بات معلوم ہوتی ہے۔ کوئی معمولی آدمی بھی غیر شخص کی عورت سے ایسا تعلق کرنا زیبا نہیں سمجھتا چہ جائے کہ ایسے بزرگ ہوکر انھوں نے اُس کو روا رکھا اس سے ان کو اوتار ماننے میں تامل ہے۔ دوئم دروپدی جی کے پانچ خاوند ہونا یہ بھی ایک عجیب بات ہے وہ پانچوں بھائی بھی اعلیٰ لیاقت کے لوگ تھے اونھوں نے شاستر کے مرجادا کے خلاف کارروائی کیسی کی۔ سری مہاراج نے ارشاد فرمایا کہ میں آجکل بیمار ہوں اسلئے طول کلام کرنے کی تو طاقت نہیں اختصار کے ساتھ کچھ کہتا ہوں بات کو دو پہلو سے غور کیجئے اول تو قانوناً دوئم طبّاً۔ قانونی طور پر آپ نے بھی بہت فیصلے کئے ہوں گے زنا کا جرم کس عمر کے آدمی پر عاید ہوسکتا ہے کیا دس گیارہ برس کا بچہ اس جرم کا مرتکب اور مجرم قرار دیا جاسکتا ہے اور طبی قواعد سے بھی گیارہ بارہ برس کی عمر میں لڑکا نہ تو سن بلوغیت کو پہنچتا ہے اور نہ ایسے جرم کا ارتکاب اوسپر عائد ہوسکتا ہے بلکہ وہ اس کام کے لئے ناقابل سمجھا جاتا ہے بھاگوت اور مہابھارت میں تحریر ہے

کہ سری کرشن مہاراج گیارہ سال کی عمر میں راجہ کنس کے بلانے سے متھرا چلے گئے اور یہ گوپیوں وغیرہ کے ساتھ ملنے جلنے اور راس وغیرہ کا کل معاملہ اس سے پیشتر ہوا ہے تو اس لحاظ سے وہ اس جرم سے بالکل بری تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ راجہ کنس کو خوش کرنے کے واسطے طرح طرح سے اُن کو معیوب اور بدنام کیا گیا جیسے کہ سنت کبیر صاحب کی بابت بھی بہت سی باتیں بُری بھلی بنارس والوں نے بنائی ہیں جو اب تک تہوار ہولی وغیرہ کے موقع پر گائی جاتی ہیں البتہ اُن کی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہر زن و مرد اُن پر دل و جان سے فدا تھا اور ظاہر و باطن و تصور ہر طرح سے اُن سے ملنے جلنے کا طلبگار رہتا چونکہ مستورات پریم کی مورت ہوتی ہیں اور پریم کے اظہار کا ذریعہ آیسے ہی الفاظ اور خیالات سے اکثر ہوتا ہے اگر ایسا ہوا ہو تو اُس میں بھی کوئی ہرج نہیں معلوم ہوتا۔ عام طور سے دس گیارہ سال کے خوبصورت بچہ کے ساتھ مستورات ہنسی ٹھٹا اور دل لگی و مسخری کا کلام کیا کرتی ہیں اُس کو کوئی بُری نظر سے نہیں دیکھتا۔ اور اگر آپ کہیں کہ شاید ایسا ہوا بھی ہو تو آپ ہی خیال کیجئے کہ اگر گیارہ سال کی عمر کے کسی بچہ میں ایسی طاقت پائی جائے کہ وہ اتنی مستورات کے ساتھ ایک دم سے مباشرت کر سکے تو ایسی طاقت کو آپ انسانی طاقت کہیں گے یا طاقت مافوق الانسان مانیں گے اس بات کے ماننے سے بھی اُن کے اوتار ہونے میں کوئی ہرج نہیں پڑتا بلکہ اُن کے اوتار ہونے کی دلیل ہے۔ دوسری بات کا جواب وصاحت کے ساتھ نہیں دیتا صرف کچھ تھوڑا سا کہتا ہوں اگر آپ اس سے زیادہ سمجھ سکیں یا اپنی فہم سے نکال سکیں تو اور بھی بہتر ہے دیکھئے آجکل یہ قاعدہ ہے کہ پراوی کونسل سے جو مقدمہ فیصلہ ہوا اُس کی اپیل آگے کسی اور جگہ نہیں ہو سکتی اور اس کو ناطق ماننا پڑتا ہے اسی طرح اس زمانہ میں گورو باپ اور ماں کے حکم کو ایسے ہی ناطق مانتے تھے چونکہ پانڈوں نے آکر اپنی والدہ سے یہ کہا تھا کہ ہم پانچوں بھائی ایک تحفہ

لائے ہیں اس نے سمجھا کہ کوئی کھانے پینے کی چیز ہے اس لئے کہدیا کہ پانچوں آپس میں بانٹ کر۔ بھو گو اپنی والدہ کے اس حکم کو انھوں نے بلا چون وچرا کے اوسی طرح سے ماننا چاہیے کہ آجکل پرایوی کونسل کے فیصلہ کو مانتے ہیں۔

ایک روز سری بابا سردیانندجی مہاراج حاضر خدمت ہوئے اور سری مہاراج سے عرض کیا کہ میری طبیعت اب آگرہ ٹھہرنے کو نہیں کرتی باہر سفر کرنے کا خیال ہے اور پیشتر بھی کئی مرتبہ اس قسم کی درخواست کر چکا ہوں۔ یہ سنکر ارشاد ہوا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی کہ کسی کے گھر ہجڑا بچہ پیدا ہوا جب بڑا ہوا تو اس کی والدہ نے اپنے خاوند سے صلاح کی کہ اس بچہ کی شادی ناممکن ہے ہم کو ہمیشہ کھانا پکانے کی تکلیف ہوگی اس لئے کسی طرح سے اس کی شادی ہونی چاہیئے اور لاکھ وغیرہ کی پیشاب گاہ کسی ترکیب سے بچہ کے لگادی اور ظاہر کردیا کہ یہ لڑکا ہے لیکن چونکہ لڑکے کو یہ حال معلوم تھا وہ ہمیشہ والدہ کو دھمکایا کرتا تھا کہ میں آگ سے سینک کر اس کو گرادونگا وہ بیچاری خوشامد کرتی تھی کہ نہیں بیٹا ایسا مت کرنا تیرا بیاہ رُک جائیگا۔ ایک دن اس نے والدہ سے ایسی ہی کہا اس نے لڑکے کو جھڑک دیا کہ ہم کو کیا دھمکاتا ہے ابھی اس کو گرادے ہمارا کیا نقصان ہے۔ بھو آنے سے سکھ ہوگا تو تیری ماں کو ہوگا ہمکو کیا فائدہ۔ سو باباجی مہاراج آپ کل کے جاتے آج ہی تشریف لیجائیے آپکے یہاں رہنے کی ضرورت اگر ہوگی تو لالہ امیر چندجی کو ہوگی اونکو ہی ست سنگ بڑھانے کا شوق ہے ہمنے تو آجتک کسی کو اپنا شش بھی بنانا منظور نہیں کیا۔

ایک روز تھوار دیوالی پر سری مہاراج ٹیری میں رونق افروز تھے چونکہ مقام کوہستانی ہے اور سرحد کابل سے ملا ہوا ہے اس لئے اس موسم میں وہاں خاصی سردی تھی۔ سب ست سنگی بھائیوں نے بڑے اوتساہ اور آنند سے ست سنگ کے کمرے کو سجایا اور خوب روشنی کری اور ایک ریشمی اکھرا چولا کیسریا رنگا ہوا سری مہاراج

کو زیب تن کرایا اور ایک ریشمی ٹپکا سر سے باندہا دو شخص دونوں جانب کھڑے
ہو کر چنور جھل رہے تھے اور دو صاحب مقابل بیٹھے گلاب چھڑک رہے تھے اس
وقت حاضرین کچھ ایسے محو ہو گئے کہ وہاں کی سردی وغیرہ کا مطلق خیال نہ رہا اور
جو صاحب گلاب پاشی کر رہے تھے اونہوں نے قریب کئی بوتل گلاب سری مہاراج
کے سری انگ پر چھڑک دیا یہانتک کہ تمام چولا ٹپکا و دہوتی و مسند و تکیہ سب تر بتر ہوگئے
کئی مرتبہ سری مہاراج نے پیشانی اور سر پر سے گلاب کو اپنے ہاتھہ سے نچوڑا بہی - مگر
اس وقت کسی کو اس بات کا خیال بہی نہ گذرا کہ اس وقت کر کیا رہے ہیں جب
وہ گلاب چھڑک چکے تو اوروں کی باری آئی تاکہ اس سیوا سے کوئی محروم نہ رہجاوے
اور آن حضور بہی مروت سے اس وقت کچھ نہ بولے چپ چاپ بیٹھے رہے جب
وقت بہت گذر گیا تو آپ نے سب کو جانے کے واسطے مجبور کیا اور آپ نے بہی
آرام فرمایا مگر اس گلاب پاشی سے کچھ سردی کی شکایت ہو گئی دوسرے روز جب
سب صاحب جمع ہوئے تو ناسازگی طبع کی بابتہ دریافت کرنے لگے اس وقت
آپ نے فرمایا کہ ایک مہاتما ماہ جیٹھ میں اپنے چیلے کے گھر گئے چیلے نے بہت
آدر سنمان کیا - ٹھنڈے پانی سے ہاتھہ پیر دہوئے - خس کی ٹٹی میں بٹہایا خس کا
پنکہا تر کر کے جھلنے لگا اولے اور برف کا شربت پلایا - بیلے و چمپلی کے پہولوں کے
ہار پہنائے اور گرو کے آسن پر بہی بہت سے پہول بچھائے اور طرح طرح کے تر و
ٹھنڈے کہانے کہلائے ایک اور شخص اس کی اس سیوا کو دیکھہ کر دلمیں کہنے لگا کہ
اگر ہمارے گورو جی آویں تو ہم بہی ان کی ایسی ہی سیوا کریں - کچھ دن بعد ماہ پوس
میں اس کے گورو جی بہی آ گئے - آتے کے ساتھہ ہی اس نے ٹھنڈے پانی سے ہاتھہ
پیر دہلائے اور خس کا پنکہا جھلنے لگا اور کل سوا اور سامان جو ماہ جیٹھ میں اس شخص
کو کرتے دیکہا تہا کرنے لگا - گرو جی کا بیردنہ شریر تہا - سردی سے اینٹھ گئے اور

دل میں سوچنے لگے کہ چیلا بھگت تو پورا ہے مگر عقل سے کام نہیں لیتا آخر برداشت نہ کر سکے اور اُس کو سمجھا کر اس خاطر و مدارات سے باز رکھا۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہم ٹیری ضلع کوہاٹ صوبہ سرحدی میں گئے تو وہاں کے نواب صاحب نے چار سپاہی مسلح ہماری نگہبانی اور چوکیداری کے واسطے اپنے پلٹن سے مقرر کر دیے کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ کہیں سرحدی ڈاکو اور دھاڑیتی انکو اس خیال پر پکڑ کر نہ لیجائیں کہ ان کے مرید بڑے امیر کبیر ہندو ہیں اپنے مرشد کو چھڑانے کے لئے منہ مانگا روپیہ اور دولت دیں گے۔ اس وقت ہم کو خیال ہوا کہ دیکھو ہمارے پاس کوڑی نہ پیسہ مگر ان امیروں کی صحبت سے ہمارے لئے بھی چوکی پہرہ کی ضرورت پڑ گئی اس لئے ان کا سنگ تیاگنا چاہیے مگر جو کام ہمارے سپرد تھا اُسکا خیال کر کے اور قدرت کی مرضی سمجھ کر چپ رہ گئے اور اپنے کام میں لگے رہے۔

ایک روز کوہاٹ سے واپسی کے وقت راولپنڈی میں محلہ شاہ چراغ میں جناب سید حافظ عبدالکریم صاحب سری مہاراج کو اپنے مکان پر لے گئے وہاں حافظ صاحب کے چھوٹے صاحبزادے نے ایک حقانی غزل پڑھ کر سنائی۔ سری مہاراج اس وقت بہت بیش قیمت کابلی دوشالہ جو سیٹھ تاراچند جی نے منگوایا تھا اوڑھے بیٹھے تھے۔ وہ اُتار کر صاحبزادے کو اپنے دست مبارک سے اوڑھایا اور بہت پیار کیا جب وہاں سے فرودگاہ پر واپس آئے تو سیٹھ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کا تحفہ اب بڑی اچھی جگہ پہونچ گیا۔ ہمارے دوست کا بچہ جب اوس کو اوڑھے گا تو ہمکو بہت خوشی ہوگی۔

ایک روز جناب دیوان دامودر و جناب سیٹھ باشارام صاحبان نے ٹیری میں بڑے زور و شور سے اعتراض اُٹھایا کہ مستورات سری مہاراج کے پاس ماتھا ٹیکنے کو نہ آویں چند بھگتوں نے کہا بھی کہ یہاں کی مستورائیں دریا پر جا کر تن برہنہ

نہاتی ہیں اور بناؤ سنگار کرکے پانی بھرنے جاتی ہیں اور سر راہ ٹھان بیٹھ کر آوازے
کستے ہیں اور واہی تباہی بکتے ہیں وہاں تمہارا پردہ کہاں جاتا ہے اکثر عورتیں مسلمان
ہوجاتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کو اپنے مذہب کے اصولوں سے واقفیت نہیں
ہوتی اور نہ ان کو کسی قسم کا ست سنگ ہوتا ہے اس میں تو آپ کو کچھ اعتراض نہیں
اور یہاں پر آکر مالک کا بھجن کرتی ہیں اور ایک بزرگ مہاتما کو ماتھا ٹیکتی ہیں اور کتھا
وغیرہ سنتی اور ست سنگ کرتی ہیں اس میں ایسا نقصان اور ہرج سمجھا ہے مگر انکی
سمجھ میں ایک بھی بات نہ آئی اور وہ اس کے خلاف ہی رہی اور مستورات کو
روکنا چاہا تو تمام قصبہ کی مستورات اور آدمیوں نے ان کے خلاف ایکا کرلیا اور
ان کو برملا برا بھلا کہنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ تم ہمارے ذمہ وار نہیں اگر روکنا ہے
تو اپنی ماں بہن اور عورت کو روکو ہم تمہارے روکنے سے نہیں رکتے۔ انہوں نے
ماں اور بہن کو روکنا چاہا انہوں نے بھی ان کی بات نہیں سنی البتہ اپنی عورتوں کو
دونوں اصحاب نے آنے سے بند کردیا قضارا انہیں ایام میں سیٹھ باشارام
کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا اور فوراً مرگیا اور دیوان صاحب موصوف کے گھر مری
ہوئی لڑکی پیدا ہوئی اب تو چاروں طرف سے شور مچ گیا کہ انھوں نے سر مہاراج
کی مخالفت کی تھی اور مستورات کو ست سنگ میں جانے سے روکا تھا اس کی سزا
ان کو ملی ہے۔ دیوان صاحب کو ایک اور واقعہ بھی ایسا پیش آیا کہ
جس کی وجہ سے تمام آدمیوں کو کہنے کے لئے گنجایش ہوگئی کہ ست سنگ سے انحراف
کرنے کا یہ پھل ہوتا ہے۔ بیچارے بڑے لاچار ہوئے اور دونوں اصحاب اپنے
قبائل کو ہمراہ لیکر اور پرشاد وغیرہ لیکر معافی مانگنے آئے اور پھر اس قسم کے خیالات
ظاہر نہیں کئے۔

ایک روز سری مہاراج ہری دوار میں رونق افروز تھے ادھ کنبھی کا

کا میلا تھا کہ چند اصحاب نے عرض کیا کہ مہاراج کوئی اچھا مہاتما ہو تو اوس کے درشن کرا دیں آپنے فرمایا کہ فلاں مقام پر گنگا جی میں مردگھٹا ہے آدہی دہار ادہر اور آدھی ادہر بہتی ہے وہاں پر ایک اگھوری مہاتما ہیں اُن کے پاس کباب اور شراب کی بوتل لیجاؤ وہ اصحاب بوتل اور کباب لیکر گئے بڑے سناٹے کا مقام تھا مردگھٹے کی آدھ جلی لکڑیوں کی کٹیا میں مہاتما براجمان تھے اور چار کتے بڑے زبردست دہونی کے چاروں کونوں پر بیٹھے تھے وہ کتے ادہ جلے مردے کو چتا میں سے گھسیٹ لاتے تھے اُسی کو وہ کہاتے تھے اور مہاتما بھی اُسی کا پرشاد کرتے تھے جو وقت انہوں نے بوتل اور کباب پیش کیا کتوں نے سر اوٹھایا مہاتما نے کہا کہ تمہارے لایق کچھ چیز نہیں ہے پھر پیالہ بھر کر پینا شروع کیا ایک پیالہ ان لوگوں کو بھی پیش کیا مگر اُنہوں نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لی ایک اور سادھو اُن کے درشن کو آئے تھے جب اُنکو پیالہ پیش کیا تو انہوں نے لیکر پی لیا گزک کے طور پر اونہوں نے کچھ آم کا اچار جو دونے میں رکھا تھا لینا چاہا تو سادھو نے پوچھا کہ مہاراج یہ کہاں سے آیا ہے اگھوری جی بولے کہ ایک مہترانی صبح دے گئی تھی یہ سنکر سادھو چونک اُٹھے اور ہاتھ کھینچ لیا مگر مہاتما اوسکو بھی چٹ کر گئے ان مہاتما کا یہ دستور تھا کہ موسم گرما میں تو ہری دوار کی طرف چڑھ جاتے تھے اور موسم سرما میں نیچے کے شہروں کی طرف اوتر آتے رہتے تھے مگر ہمیشہ قیام گنگا جی کی بیچ دہار میں ریتی میں ہی رہتا تھا گنگا جی سے باہر نہیں رہتے تھے جو وقت وہ صاحب درشن کرکے واپس آئے تو سری مہاراج نے فرمایا کہ اس میلے میں جسقدر مہاتما تشریف لائے ہیں ان سب میں اُن کا درجہ اعلیٰ ہے۔

ایک روز۔ سری مہاراج اور مہنت رامیشر داس جی موتی ڈونگری سے واپس آرہے تھے راستہ میں ایک کمہار گدہے لئے جاتا تھا۔ سری مہاراج کو دیکھکر بڑے

پریم سے بولا کہ آپ میرے گھر چلیں۔ سری مہاراج اُس کے ساتھ ہو لیئے۔ اوسکے
گھر پر کوئی بستر بھی نہ تھا ایک بہت ہی پھٹی ہوئی پُرانی کتھری بچھادی آپ اوس پر
بیٹھ گئے۔ کمہار نے جوکی دو موٹی موٹی روٹیاں مہاراج کے ہاتھ پر رکھدیں اور ایک مٹی
کا پیالہ چھاچ سے بھر کر دیدیا بڑے پریم سے روٹیاں کھانے لگے۔ روٹیاں کھا کر
چھاچ پی گئے ذرا سا ٹکڑا روٹی کا مہنت جی کو بھی دیا مگر یہ چوکے کے پابند تھے اسلیئے
کھایا نہیں جیب میں رکھ لیا۔ جب استھان پر آئے تو مہنت جی نے اپنی ماتا جی
سے تذکرہ کیا اور کہا کہ آج مہاراج کو ضرور تکلیف ہو گی اتنا زیادہ کھانا کھا گئے ہیں
اونکی والدہ نے سمجھایا کہ فقیروں کے معاملہ میں زیادہ بات چیت کرنا مناسب نہیں مگر
یہ نہ مانے اور سری مہاراج سے کہنے لگے کہ آپ گھر پر ایک چھٹانک چاول بھی مشکل سے
کھاتے ہیں آج یہ جو کی موٹی روٹیاں اور مٹھا کیسے پی گئے۔ ہنسکر فرمایا کہ کمہار کا
پریم بڑھانے کے لئے دیکھو کیسی محبت نمرتا اور عاجزی سے اوس نے بلایا اور کھانا
کھلایا اگر اوس کے ہاں نہ جاتے اور نہ کھاتے تو وہ سمجھتا کہ سادھو لوگ امیروں کے
ہاں جاتے اور میوہ مٹھائی کھاتے ہیں غریبوں کو ان سے ملنا ہی نصیب نہیں ہو سکتا
اور اوس کا جوشش محبت دب اور بجھ جاتا۔ باقی تم نے خود دیکھ لیا کہ کس محبت
سے اوس نے کھلایا اور کس خوشی سے ہمنے کھایا بھلا جب دونوں طرف ایسا پریم ہو
تو افراط غذا تو کیا اگر زہر بھی کھا جاوے تو ہمارے خیال میں تو تکلیف نہ دے ؎

ایک روز بابو پربھو دیال جی نے عرض کیا کہ ماسٹر جگنا تھ جی صاحب پروفیسر خالصہ کالج امرتسر
کا خیال ہے کہ پہلے دس بیس بڑے بڑے لایق آدمیوں کو اپدیش کر کے تیار کیا جاوے کیونکہ
اونکی کوشش اور مدد سے کام اچھی طرح سے چلیگا اور بہت اوپکار دنیا کا ہو گا کیونکہ
چھوٹے چھوٹے آدمی اگر بہت سے بھی ہو گئے تو ان سے اسقدر فائدہ نہ ہو گا جسقدر بڑے اور لایق
دس پانچ آدمیوں سے ہو سکتا ہے اس وقت سری مہاراج نے فرمایا کہ برہمن اور

راجہ کو اپدیش کرنا اور راہ راست پر لانا بہت مشکل ہے کیونکہ راجہ تو راج مد میں مست ہوتے ہیں
اور برہمن ودیا میں اور اپنے کو قوم کا راجہ یا سرتاج سمجھتے ہیں کسی کو گرو ماننے کو تیار نہیں
اسلئے اکثر مہاتما پہلے چھوٹے آدمیوں سے اپنا اپدیش شروع کرتے ہیں بعدہٗ جب اُن کا اپدیش
پھیل جاتا ہے اور اُس کی مہما پرگھٹ ہو جاتی ہے اُسوقت خاص خاص اور بڑے آدمیوں کی
طرف توجہ کرتے ہیں کبیر صاحب کا مقولہ ہے سہ

پہلے بودھوں کوئی چمارا   تب بودھوں راج دربارا
گھر میں جاکے بجوں ڈنکا   راجہ پنڈت کے چھوٹ جبن شنکا

لیکن جب کبھی راجہ اور برہمن اپنے اپنے مد اور بھان کو تیاگ کر ست مارگ کو قبول
کر لیتے ہیں تو انکی ترقی کی بھی انتہا نہیں رہتی کیونکہ انکی راہ میں رکاوٹیں بہت کم ہوتی ہیں
اور سنسکار بھی تو پہلے کے ہی ہوتے ہیں۔

ایک قاضی صاحب ساکن خٹک صوبہ سرحدی پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھے
بہت علاج معالجہ کرایا صحت نہوئی کسی نے صلاح دی کہ فقیروں سے ملو اکثر فقیروں
سے ملتے رہتے تھے آگرہ بھی آئے۔ سری مہاراج اون دنوں سیٹھ سورج جی صاحب کے روضہ
کے بیچ پر رونق افروز تھے وہاں پتہ لگا کر پہونچے اور ملنے کی خواہش ظاہر کی سری مہاراج
کئی دن تک اون سے نہ ملے لیکن قاضی صاحب نے وہیں ڈیرہ ڈالدیا تو ایکدن بلا کر
حال دریافت کیا بیماری معلوم ہونے پر جوابدیا کہ میں فقیر ہوں کوئی بات بھجن شغل کی
پوچھنا چاہو تو دریافت کر لو باقی مرض کا علاج کسی ڈاکٹر حکیم سے کراؤ اُنہوں نے عرض کیا
کہ میں کسی بھیدی کا بھیجا آیا ہوں اور علاج معالجہ بہت کرائے فائدہ نہیں ہوا اب یا تو آپ
توجہ فرمادیں ورنہ یہیں موت ہوگی۔ جب یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ آپ اجمیر شریف
لیجادیں وہاں حضرت خواجہ صاحب کی درگاہ میں ایک فقیر ملینگے اُن سے اپنا حال
بیان کرنا قاضی صاحب اوسیدن اجمیر شریف چلے گئے کئی دن تک درگاہ میں

جاتے رہے مگر کوئی فقیر نہ ملا بیماری سے لاچار تھے مایوس ہوکر واپسی وطن کا ارادہ کرکے روانہ ہوگئے اور مقام سکر میں پہونچکر سرائے میں مقیم ہوگئے رات کو ایک فقیر صاحب جن کے بدن پر سوائے لنگوٹی کے اور کچھہ نہ تھا سرائے میں آئے ایک کتا اور ایک لڑکا بھی اونکے ساتھہ تھا قاضی صاحب کے کمرے میں داخل ہوکر قاضی کا نام لیکر بولے کہ کیا یہ تمہارا ہی نام ہے اور اپنی لنگوٹی میں سے ایک دھاگا پکڑکر کھینچا اور کہا یہ لو اسکو کھالو قاضی صاحب نے جوقت ہاتھہ پھیلا کر اُس کو لیا تو مٹھائی کی ڈلی تھی اُسکو کھا گئے ایسی خوشش ذائقہ تھی کہ اس سے پہلے ایسی لذیذ مٹھائی کبھی نہ چکھی تھی پھر فرمایا کہ ہم تو اب جاتے ہیں یہ دونوں بالک (یعنی وہ کتا اور لڑکا) رات کو یہیں رہیں گے یہ کہکر چلے گئے رات کو قاضی صاحب نے اُس لڑکے سے پوچھا کہ یہ فقیر کون ہیں اور تم کون ہو اور انکو میرا نام کیسے معلوم ہوا۔ لڑکے نے کہا کہ مجھکو زیادہ حال تو معلوم نہیں البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ہم راجپوتانہ میں سفر کررہے تھے کہ ان فقیر صاحب نے فرمایا کہ اجمیر شریف چلنا ہے جب اجمیر شریف پہونچے تو حضرت خواجہ صاحب کی درگاہ میں گئے اور گھوم پھر کر بولے کہ بڑا جلد باز آدمی ہے ایسی جلدی بھاگ گیا اب سکر جانا پڑا بس وہاں سے روانہ ہوکر سیدھے سرائے میں یہاں آپکے پاس چلے آئے اور آپ کا نام لیکر پکارا۔ علی الصبح وہ فقیر صاحب پھر آئے اور قاضی صاحب کی چارپائی کے پاس دوسری چارپائی پر بیٹھ گئے اور پوچھا کہ ابھی پاخانہ تو نہیں گئے اُنھوں نے جواب دیا نہیں اُسوقت پائی پر انگلی رکھکر کہا کہ اچھا یہ کھا لو اور پاخانہ ہو آؤ جب ہاتھہ بڑھایا تو پھر کچھہ مٹھائی ملی وہ کھا گئے اور پاخانہ گئے تو وہ کیڑا نکلکر باہر جا پڑا وہ خوش خوشش باہر آئے تو فقیر صاحب نے فرمایا کہ تمہارا کام ہوگیا اب جاتے ہیں پرم ہنس بابا سے ہمارا اسلام کہنا یہ کہہ کر اور کتا اور لڑکے کو ساتھہ لے کر چل دیے۔

اور

دوسرے صفحہ سے

اوم تت ست

باب دوم

بھجن و ذکر

ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی اندھے کا جو عارضہ گنج مین مبتلا تہا ایک ایسے مکان مین گذر ہوا جس مین چوراسی کمرے تھے منجملہ ان کے صرف ایک دروازہ تہا۔ بیچارا دیوار پکڑ کر ٹٹولتا ہوا دروازے سے اندر داخل ہوا اور اوسیطرح سے پہلی کوٹھری کے اندر داخل ہوا جو بارش وغیرہ سے بالکل گری پڑی تہی۔ جا بجا مٹی کے ڈھیر اور کڑی تختون کے انبار لگے تہے۔ دیوار کا سہارا لیکر گرتا پڑتا بمشکل تمام گذرا۔ ہاتھ پیر بھی پہوٹ گئے سر مین بھی چوٹ آئی۔ خدا خدا کر کے جان بچائی۔ جب دوسری کوٹھری مین داخل ہوا تو زنبورونکا چہتا جو دیوار مین لگا تہا اوس پر ہاتھ پڑ گیا بس پہر کیا تہا۔ تن مین چیٹ گئین سجا کر دُنبا بنا دیا۔ غرض اسی طرح سے مصیبتین جھیلتا اور ٹھوکرین کہاتا تیراسی کوٹھریون سے گذر کر دروازے کے مقابل آیا۔ اب کچھ صورت تہی کہ اگر اوسیطرح سے دیوار ٹٹولتا چلا آتا تو دروازے سے باہر ہو جاتا مگر شامتِ اعمال سے سر کی گنج مین ایسی سخت خارش ہوئی کہ بیتاب ہو کر دیوار سے ہاتھ ہٹا لیا اور دونون ہاتھون سے سر کہجلانے لگا اور آگے کی مصیبتون سے ایسا پریشان تہا کہ برابر قدم آگے بڑھتا چلا گیا جب سر کہجا چکا تو پہر دیوار پکڑنے کو ہاتھ بڑہایا مگر اب کیا تہا اتنے عرصہ مین دروازے سے گذر گیا اور پہر ہاتھ پہلی کوٹھری کی دیوار پر پڑا۔ پہر سامنے وہی مصیبت

اور یہی کوٹھریاں موجود تھیں۔ دروازے سے مراد تنِ انسانی ہے کہ جسکو پاکر انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور خدا یابی اور نجات و مکتی کا یہ بہترین ذریعہ ہے مگر اسکو پاکر حرص و ہوا و خواہشات کی ایسی خارش اوٹھتی ہے کہ اوسکو مٹاتے مٹاتے عمر پوری ہوجاتی ہے اور دروازے کے مقابل آکر وہاں سے نکلنے کا موقعہ ہاتھ سے چلا جاتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ عارفانِ ہند پیدائشِ عالم کی غرض مسئلہ "ایکو ہم بہو سیام" کو بیان کرتے ہیں اسکے معنی ہیں کہ میں ایک ہوں بہت ہوجاؤں۔ جب پاربرہم میں سچدانند مرکز قایم ہوتا ہے تو اوس میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ جیسا میں اکیلا سرور ابدی سے مسرور ہوں ویسے بہت سے اور بھی ہونے چاہئیں یہ منشا سرشتِ عالم کا ہر معقول انسان کو قابل تسلیم ہوگا۔ کیونکہ وہ رحم باری تعالیٰ یعنی ہے۔ سرور کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے میں محدود رہنا نہیں چاہتا بلکہ ہر سمت پھیلنا چاہتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہر روح ہمیشہ حصول سچدانند کی کوشش کرتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منشا الٰہی تو یہ تھا کہ ان کو سرور ابدی حاصل ہو پھر یہ گوناگون کی تکالیف کہاں سے آن کودیں اور انسان انمیں کیوں مبتلا رہتا ہے اسکا یہ جواب ملتا ہے کہ جبر و قدر ضدین ہیں لہذا ایک ہی وقت میں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ جبر میں کبھی قدرت پیدا نہیں ہوسکتی۔ قدرت ہمیشہ آزادی میں پیدا ہوتی ہے۔ اسواسطے انسان کو آزادی عطا کی گئی ہے کہ چاہے نیکی کرے چاہے بدی اور قوانین کرم کے بموجب ہر دو افعال کے نتائج کا تجربہ کرکے بذریعہ علم ذاتی بدی کے ہمیشہ پرہیز کرے اور نیکی پر قادر ہو۔ اگر وہ مثل کٹھ پتلے نیکی کرنے پر مجبور کیا جاتا تو وہ نیکی پر ہرگز قادر نہوتا۔ نیکی پر قادر ہونیکے یہ معنی ہیں کہ نیکی و بدی کے نتائج کو بخوبی سمجھ کر بدی کرنے سے باختیار خود بچے۔ پس قدرت بلا تکلیف برداشت کئے پیدا نہیں ہوسکتی

اِس عالم مین اوسس چیتین شکتی کا ظہور پہلے پہل مادہ مین بطور مختلف قوتوں کے ہوتا ہے یہ جو معدنیات و نباتات مین انواع و اقسام کی قوتین نظر آتی ہین اسی چیتین شکتی کا ظہور ہی جب یہ شکتی حیوانات مین پہونچتی ہے تو اسمین چیتنا کا بھی ظہور ہوتا ہے اور انسان مین چیتنا کے ساتھ آنند کا بھی ظہور ہوتا ہے مگر پورا ظہور اس شکتی کا کاملین مین ہوتا ہے۔ لہذا روح انسانی بطور بچہ کے جب ابتدا جنمی مقام مین وارد ہوتی ہے تو پہلے پہل اشیا کا احساس شروع ہوتا ہے منجملہ محسوسات کے بعض کو راحت رسان اور بعض کو تکلیف دہ پاتی ہے پس اسکو راحت کیطرف رغبت اور احساس رنج سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہین سے مجادلہ و مقابلہ جس کو مہابھارت کا یدہ کہا گیا ہے شروع ہوجاتا ہے جس کثیف ترین مادہ سے یہ عالم بنا ہوا ہے وہ ہی ہمارے جسم اور اندریون کی ساخت مین کام مین لایا گیا ہے اِس لئے ان مین ایک خاص قسم کی مطابقت ہے اور اسیوجہ سے انسان کو اسس عالم کی اشیا سے ایک خاص قسم کی دلچسپی اور تعلق پیدا ہوتا ہے اور وہ اس عالم کی چیزون مین ہی آنند ابدی کو تلاش کرتا ہے اور اپنے سچدانند سروپ سے بے خبر سا ہوجاتا ہے جو خاص روحین اس مجادلہ اور لڑائی مین محسوسات کا منہ توڑ کر مادہ پر اختیار و قابو حاصل کر لیتی ہین وہ اپنے نج روپ کو پراپت ہوجاتی ہین اور جیون مکت اور کاملین کہلاتی ہین مگر اکثر روحین اس مجادلہ مین ہی کیست رہتی ہین اور منشاء الٰہی یعنی حصول سچدانند پورا کرنیکے لئے اون کو پھر جنم لینا پڑتا ہے۔

(۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ بھولوک یعنی عالم ناسوت کے وقت کا پیمانہ اسطرح پر ہے کہ ۱۸ پل کا ایک کاسٹھا۔ ۳۰ کاسٹھا کی ایک کلا ۳۰ کلا کا ایک مہورت۔ ۳۰ مہورت یعنی ساٹھ گھڑی کا ایک رات دن۔ ۳۰ رات دن کا ایک مہینہ۔ ۱۲ ماہ کا ایکسال ۱۷۲۸۰۰۰ سال کا ست جگ ۱۲۹۶۰۰۰ سال کا ترتیا۔ ۸۶۴۰۰۰ سال کا دواپر۔ ۴۳۲۰۰۰

سال کا کلیگ۔ ان چارون یگون کے مجموعہ کو ٹیگ کی چوکڑی بولتے ہین جو ۴۳۲۰۰۰۰
سال کی ہوتی ہے۔ ہر ایک یگ کے پہلے سندہیا اور سندہیانس ہوتی ہے انکی
تعداد اسطرح پر ہے۔

نام یگ	سندہیا کے برس	یگ کے برس	سندہیانس کے برس	میزان کل
ست یگ	۱۴۴۰۰۰	۱۴۴۰۰۰۰	۱۴۴۰۰۰	۱۷۲۸۰۰۰
ترتیا	۱۰۸۰۰۰	۱۰۸۰۰۰۰	۱۰۸۰۰۰	۱۲۹۶۰۰۰
دواپر	۷۲۰۰۰	۷۲۰۰۰۰	۷۲۰۰۰	۸۶۴۰۰۰
کلیگ	۳۶۰۰۰	۳۶۰۰۰۰	۳۶۰۰۰	۴۳۲۰۰۰

بھولوک کا ایک ماہ پترلوک کے ایک رات دن کے برابر ہوتا ہے۔ کرشن پکش رات
اور شکل پکش دن۔ بھولوک کا ایکسال دیولوک یعنی عالم ملکوت کے ایکرات دن کے برابر ہوتا ہے
وکشناین سورج رات اور اوترائن سورج کو دن سمجھنا چاہیئے۔ بھولوک کے چار یگون کا
یعنی۔ یگون کی ایک چوکڑی کا بارہ ہزار گنا دیوتاؤن کا یگ ہوتا ہے اور دیوتاؤن کے
ہزار یگ کے برابر برہماجی کا ایک دن اور اوتنے ہی عرصہ کی ایک رات ہوتی ہے
اور برہماجی کے ہزار یگ کے برابر پار برہم کا ایکدن اور اوتنے ہی عرصہ کی ایک رات
ہوتی ہے۔

انسان کی زندگی کے مقابلہ مین یہ اعداد لاتعداد ہی معلوم ہوتے ہین۔ دن رات مہینہ
اور سال وقت کے حصہ کرنیکے لئے قایم کر لئے گئے ہین کیونکہ جو شخص قطب شمالی اور
جنوبی پر رہتے ہین۔ اون کے واسطے تو چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہوتی ہوگی۔
بالفرض اگر کوئی شخص کسی ذریعہ سے کرۂ زمین کی سطح سے بالکل اوپر اوٹھ جاوے کہ جہان
سے ہر وقت اوسکو سورج نظر آتا ہے تو اوسکے واسطے رات کیسی۔
یوگیشر لوگ داہنے سر کو سورج اور بائین سر کو چندرما مانتے اور اون کی رفتار

اون کے واسطے دِن رات کا پرمان ہے۔ رات دن مین ۲۱۶۰۰ سوالنس یعنی آمد و رفت ۴۳۲۰۰۔ اعتدال مین ہوتی ہے۔ بعض کام مثلاً بہاگنا۔ بیٹھن وغیرہ ایسے ہین جس سے سانس کی رفتار مین تیزی آجاتی ہے اور عمر کا حصہ اوسی اندازسے کم ہوتا جاتا ہے اور بعض کام مثلاً پرانا یام اجپا وغیرہ ایسے ہین جن سے سانس کی رفتار مین کمی ہوتی ہے اور عمر انسانی بڑہ جاتی ہے۔ جسطرح پار برہم۔ برہما اور دیوتاؤن اور بہولوک کے عرصہ قیام مین چارون یگ برتے ہین اسیطرح سے ہر انسانکی زندگی مین اوسکا وجود نظر آتا ہے بلکہ انسان کی زندگی کے ہر دن رات مین بہی چارون یگ برت جاتے ہین۔ متوسط الخیال انسان کے فی دن رات مین اگر ایک حصہ بطور کلیگ کے کٹیگا تو اوس سے دوگنا بطور دوآپر اور ان دونون کے برابر ترتیا اور کلیگ اور دوآپر کے برابر ست یگ + انسان جیون جیون نیکی کی طرف قدم بڑہاتا جائیگا عرصہ قیام ست یگ بڑہتا جاویگا اور عرصہ قیام کلیگ گہٹتا جاویگا گویا اچھے اور نیک خیالات اور اعمال کی ترقی اور برے خیال اور اعمال کی کمی ہوتی جاویگی ایک روز ارشاد ہوا کہ سنسار کے الگ الگ اجزا لا تعداد ہین ایسے ہی پرش کے اجزا بہی بیشمار ہین مگر رشی اور لوک کی نسبتا بہت اسطرح سے دکہلاتے ہین کہ مٹی پانی آگ ہوا آکاش اور ا حیت برہم ان چہہ ماتون کے مجموعہ کو لوک کہتے ہین پرش بہی انہین چہہ ماتونکے مجموعہ سے بنتا ہی اسکا جسم مٹی رطوبت پانی حرارت بہاگ ہی پران ہوا مین سوراخ اکاش ہین اور اندرونی آتما برہم ہی جسطرح جگت مین برہما کی دہوتی یعنی شان ایزدی ہی ایسے ہی پرش مین آتما کی دہوتی ہے۔ جگت مین برہما کی دہوتی پرجاپتی ہے۔ پرش مین آتما کی دہوتی ستو ہی جگت مین جسطرح سے اندر۔ رودر۔ چاند۔ وسو۔ اشونی کمار۔ وایو۔ وشودیو یعنی تمام دیوتا۔ اندہیرا روشنی سورگ وغیرہ ست یگ۔ ترتیا۔ دوآپر کل یگ اور سیگون کا خاتمہ ہے اُسکے مقابلہ مین پرش مین ویسے ہی علی الترتیب راہنکار۔ آدان یعنی حرارت و غصہ مسرت شک۔ کانتی اُتساہ۔ تمام اندریان موہ تجیان۔ گربہادان۔ لڑکپن۔ نوجوانی۔ انحطاط کی عمر بڑہاپا اور موت ہین اسیطرح سے دیگر باتون مین بہی مشابہت تصور کرنی چاہیئے۔ اُس اُپدیش سے یہ مقصد ہے کہ جو تمام لوک کو آتما مین

اور آتما کو تمام لوک مین دیکھتا ہے اوسے آتم بدہی حاصل ہوتی ہے۔ جو تمام جگت کا آتما مین نظارہ دیکھتے ہین وہ خود ہی سکھہ دکھہ کے فاعل ہوتے ہین۔ بہ لحاظ کرم کے آدہین ہونے کے جو اسباب و بواعث سے الگ ہوکر تمام جگت کو اپنا آپ سمجھتا ہے وہ اِس گیان سے مکتی پالیتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ جسم انسانی مین چودہ طبقاتِ عالم کے مقامات حسب ذیل ظاہر کئے گئے ہین۔ اور سات سمندر سات پیلیون کے مقامات مین مانے گئے۔

نام طبقاتِ عالم	پاتال	تلاتل	رساتل	مہاتل	ستل	وتل	اتل
جسم انسانی مین اوس کا مقام	پانون کے تلوے	ایڑی	ٹخنہ	پنڈلی جنگھان	زانو	ران	بیچ ران
نام طبقاتِ عالم	بہور	بہوہ	سوہ	مہاہ	جنالوک	تپہ لوک	ست لوک
جسم انسانی مین اوس کا مقام	گدا یعنی پرتھوی منڈل	نابہی یعنی جل کا منڈل چندر کو	ہردے یعنی گگن کا منڈل سورج لوک	کنٹھ مقام ہوا منڈل جس سورج کو گھیرے ہے دیوتا	درمیان دونو ابرو آکاش منڈل مقام اور دیوتا	پیشانی مقام اعلے مین	شکہا یعنی برہم رندھر ہے

ایک روز ارشاد ہوا کہ جیسے ست جگ۔ ترتیا۔ دواپر۔ کلجگ چار جگ ہین ویسے ہی راج نیت کے چار دہرم ہین۔ شام۔ دام۔ ڈنڈ۔ بہید۔ اور چار پدارتھ ہین۔ موکش۔ کام دہرم۔ ارتھ۔ اور بہجن یگ۔ تپ دان انکے چار سادہن ہین۔ اور چار ورن بھی ہین۔ برہمن چہتری۔ ویش۔ شودر۔ اور چار اشرم ہین سنیاسی۔ بان پرست۔ گرہستی برہمچاری اور چار اوستہا ہین۔ تریا سکہپت۔ سوپن۔ جاگرت۔ اور چار انتہ کرن ہین۔ اہنکار بدہی۔ چت۔ من۔ اور بہی بہت سی باتین اسی طرح ہین۔ اِن سے یہ مطلب ہے کہ جونسا جگ ہوتا ہے اوسمین اوسکے متعلق جو باتین ہین وہ پرچلت ہوتی ہین۔ یا یون کہنا چاہئے کہ جو پرچلت بات ہو اوس سے اسبات کا پتا لگ جاتا ہے کہ آجکل کونسا جگ تمام ہے۔ مثلاً جب سب آدمی موکش کا سادہن کرین۔ برہمنو نکا ادہکار ہو سنیاسیون

کی پرتستھا ہو وغیرہ وغیرہ تو جاننا چاہیے کہ ست یگ برتمان ہے۔ انھین باتون سے ایک
فرقہ اور قوم اور مذہب اور خاندان اور راج کا بھی حال معلوم ہو سکتا ہے جیسے جس
فرقہ مین موکش کا سادہن زیادہ ہو تو اس زمانہ کو اس فرقہ کے لیے ست یگ سمجھنا
چاہیے اور اوس کے قیام ترقی کے چار درجہ باقی ہین اگر کسی جگہہ برابر رتھ یعنی مطلب کا
چرچہ ہی ہو اور دوسری بات کا ذکر نہو تو سمجھنا کہ اسکا کل جگ یعنی آخری جگ ہے اور اسکی
تباہی نزدیک ہے اگر کسی راج یا خاندان مین شام یعنی میل سے کام چل رہا ہے تو
وہ زمانہ اوسکا ست یگ ہے اور اوسکی چار حد تک قیام کا ثبوت دیتا ہے اور جس
راج یا خاندان مین بھید یا تفرقہ سے کام نکل رہا ہے تو وہ زمانہ اوسکا کلجگ ہے اور
اور اوسکی ترقی اور قیام کا آخری زمانہ ہے۔ اِسی طرح پر جسوقت جسمین سادہن جاری
ہو اوس سے سادہک کی ترقی اور اوسکے قیام کا ثبوت مل سکتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ علم حکمت کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ پرتھوی یعنی دنیا
دو چیزون سے بنی ہوئی ہے۔ اول آکسیجن دوسرا ایبس آخرالذکر چونہ کولا وغیرہ ۹۱ اشیا
کا مرکب ہے۔ اگر مٹی کو پانی مین تحلیل کیا جاتے تو بالکل پانی کی صورت اختیار
کرلیتی ہے اور اوسیکا روپ بنجاتی ہے جو خود دو چیزون کا مرکب ہے۔ اول آکسیجن
دوسرا ہائڈروجن اسی طرح پر اگر پانی کو حرارت سے گرم کیا جاتے تو بھاپ یا بخارات
کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ یہ بھی آکسیجن اور کاربن کا مرکب ہے۔ یہ حرارت جمادات
کی غذا ہے جمادات کی پرورش اور اون مین تغیر و تبدل اسی سے ہوتے ہین مثلاً پتھر سے کوئلا و جواہرات بننا
یہ سب حرارت ہی کی وجہ سے ہوتے ہین۔ اور اوس مین بھی آکسیجن کا بھی جزو قایم
رہتا ہے۔ جسوقت بھاپ ہوا کی شکل اختیار کرتی ہے تو وہ بھی دو خاص شے کا مرکب
ثابت ہوتی ہے۔ اول آکسیجن۔ دوسرا نائٹروجن اور یہ نباتات کی غذا بنتی ہے
نائٹروجن سے درخت و نباستی کی پرورش ہوتی ہے اور یہ اوسکی خاص خوراک

ہے اگر ہوا کو عمل کیمیا سے تحلیل کیا جاتے تو نائیٹروجن اور آکسیجن علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہین اوسوقت آکسیجن ۔ بیرنگ و روپ اور سب جگہ رہنے والی اور زندگی اور روشنی کی مبدا ثابت ہوتی ہے جو سراسر آکاشس تتو کا گن ہے اور پہر مذکورہ بالا نتیجہ تحلیل سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ مٹی ۔ پانی ۔ آگ اور ہوا کے ایک ایک جز ایسے ہین جو تغیر پذیر ہین ۔ اور صرف ایک تتو ہی مین پاتے جاتے ہین ۔ جسوقت اوس تتو کو دوسرے تتو کی صورت مین تحلیل کیا جاتے تو وہ جُز بہی بدل جاتا ہے اور اوس کی صورت نام اور گن مین بہی فرق آجاتا ہے مگر آکسیجن ایسی چیز ہے جو چارون تتون مین برابر قایم رہتی ہے اور اون کو تحلیل کرنے کی حالت مین بہی نہ اوسکی صورت بدلتی ہے نہ گن مین فرق آتا ہے نہ نام تبدیل ہوتا ہے ۔ اور ہوا سے جو اعلی تتو مانا گیا ہے وہ علیحدہ بہی رہ سکتا ہے اس لئے پانچ عناصرون کا ہونا ثابت ہے مگر آکاشس مین جو اروپ اور سب جگہ موجود ہونے اور دکہلائی نہ دینے وغیرہ کے جو گن ہین اون کی وجہ سے کوئی اور سوا ایسا نہین ہے جو اوس سے علیحدہ ہو یعنی اور تتون کی ہستی اور قیام اسی سے ہے اس لئے اگر اور ون کو مان لیا تو پہر یہ علیحدہ کہان رہا اور اگر رہا بہی تو پہر اسکا گیان اور کس حس کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے اسوجہ سے بعض محققین نے اسکو تتون کی فہرست مین داخل ہی نہین کیا ہے مگر اسکا ہونا ضرور ثابت ہے ۔

(۷ الف) ایک روز ارشاد ہوا کہ سب سے باریک جز جسکے ٹکڑے نہو سکین اوسکو پرمانو کہتے ہین ۔ ایسے ساٹہ پرمانو کا ایک انو ہوتا ہے اور دو انو کا ایک دونیک جوا یعنی ہوا پہر تین دونیک کی اگنی ۔ چار دونیک کا جل اور پانچ دونیک کی پرتہوی ہے تین دونیک برابر ترسرین کے ہے اور یہ دگنا ہو تو زمین وغیرہ دکہلائی دینے والی چیزین بنتی ہین ۔

(۸) ایک روز بہگوت گیتا کے یہ اشلوک ارشاد فرماتے ۔

ध्यायतो विषयान्पुंस: संगस्तेषूपजायते ॥

संगात्सं जायते कामः कामात्क्रोधोऽभिजायते ॥६२
क्रोधाद्भवति संमोहः संमोहात्स्मृतिविभ्रमः ॥
स्मृतिभ्रंशाद्बुद्धिनाशो बुद्धिनाशात्प्रणश्यति
काम एष क्रोध एष रजोगुणसमुद्भव
महाशनो महापाप्मा विद्ध्येनमिह वैरिणम् ॥

(۱۳۰۶۲) ترجمہ محسوسات کی طرف توجہ کرنے والے انسان کو اون سے تعلق ہو جاتا ہے تعلق سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش سے غضب پیدا ہوتا ہے۔ غضب سے تیرگی پیدا ہوتی ہے۔ تیرگی سے سہو پیدا ہوتا ہے۔ سہو سے عقل ضایع ہوتی ہے۔ عقل کے زائل ہونے سے زوال آتا ہے[۳۷]۔ اسکا سبب خواہش ہے یا غضب ہے۔ جو رجوگن سے پیدا ہوتا ہے اور بہت کہانیوالا اور بڑا موذی ہے اوسکو دشمن سمجہہ۔

انسان کے دل اور خیال کی گردن بیشمار رسیون سے بندہ رہی ہے جنکو عرف مین تعلقات کہتے ہین۔ یہ چار قسم کے ہوتے ہین۔ جانی۔ مالی۔ دینی۔ دنیوی۔ (۱) جانی جو حفظ جان کے سبب سے پیدا ہوتے ہین۔ انسان چاہتا ہے کہ اپنے مخالف کی گردن اڑا دے مگر اپنی جانکا خطرہ ایسا کرنے سے رکتا ہے (۲) مالی جو مال کی جمع اور نگہداشت سے پیدا ہوتے ہین۔ مسافر چاہتا ہے کہ اپنا بیگ اور لحاف مسافر خانے مین رکہکر سب سے پہلے ریل کا ٹکٹ خریدے مگر حفاظت مال اوس کے مانع ہے۔ (۳) دینی جو پاس دین کے سبب سے پیدا ہوتے ہین وہ چاہتا ہے کہ مزے سے گوشت کہاتے اور شراب پیتے مگر مذہب کا خیال ایسا نہین کرنے دیتا (۴) دنیوی جسمین بیوپاری باتین مثلاً پاس ناموس و پاس رسوم عرفیہ وغیرہ پابند کرتے ہین۔ انسان چاہتا ہے کہ رقاصہ کے ساتھ مبسری مجالس مین مانی کر بیٹہے مگر پاس ناموس کے خیال سے ایسا نہین کرسکتا۔ یا وہ چاہتا ہے کہ

ہوٹل وغیرہ مین بیٹھکر کہانا کہاتے مگر رواج ملکی و رسوم مروجہ کے لحاظ سے اوسکو روک رکہا ہے۔ جو شخص اِن تعلقات کا پابند نہو وہ آزاد ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو لاکہون کیا بلکہ کروڑون مین ایسا شخص ملنا محال بلکہ نا ممکن ہے ہر شخص کسی نہ کسی بات کا پابند ضرور ہے۔ ہان یہ بات ہوسکتی ہے کہ کوئی ایک بات کا پابند ہے کوئی سب کا۔ اِس طرح پر آزادی مطلق گویا خواب خیال ہی رہا آزادی اضافی بیشک ہوسکتی ہے جو ایک کو دوسرے کی نسبت زیادہ حاصل ہے اور اگر کوئی اِن باتون سے قطعہ تعلق کرے تو اونکو چھوڑنیکا خیال ضرور دل مین رہتا ہے اور وہ بہی ایک قسم کی پابندی ہے سہ

بے تعلق پن بہی آخر قید ہے
خبر پائی خاطر آزاد مین

اسلیے حقیقی آزادی کی تحقق مین کلام ہے۔ لہذا انسان کی زندگی مین حواس اپنے فعل سے عاری نہین رہ سکتے۔ پس عارف ان کے ترک و اخذ دونون سے کنارہ کرکے ذات مین مسرور رہتا ہے۔ گو حواس کا محسوسات سے تعلق رہے یعنی وہ اپنا فعل متعلقہ کیا کرین مگر وہ اون پر توجہ نہین کرتا۔ اور توجہ کے نہونے کی وجہ سے وہ غالب نہین ہوسکتے جب اونکی طرف توجہ ہوجاتی ہے تب وہ غالب ہوجاتے ہین جیسے کوئی بیگاری کسی کام کو کرتا ہے مگر اوسکے نفع و نقصان سے تعلق نہین رکھتا۔ ویسے ہی عارف حواس کے فعلون کو بیگار سمجھکر کرتا ہے لیکن بیگار سے بچ نہین سکتا

۔ گویا حواسون کی محسوسات کی طرف توجہ اور اُنکا اونسے تعلق۔ یہ امر توجہ عارف وجہ جاہل ہر ایک کے لئے لازم ہین۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ جو شخص کسی فعل کے کرنے کی خواہش نہین کرتا وہ سنیاسی ہے اور جو فعل کے نتیجہ سے نگاہ اوٹھالیتا ہے وہ تیاگی ہے۔ چونکہ ہر قسم کے نتیجہ فعل حتےٰ کہ موکش تک مین ایک قسم کی خواہش چھپی رہتی ہے اِس لئے کل پابندی کا مادہ و مصدر خواہش ٹہیری اور خواہش

سے فعل کا کرنا ہی پابندی ہے خواہش نام ہی راگ یعنی رغبت کا اور اوسکا مخزن خیال یعنی چت
ہے جو تین اقسام مین منقسم ہے۔ (۱) خواہش بقا (۲) خواہش علم (۳) خواہش سرور یعنی آنند۔
(۱) خواہش بقا۔ ہر انسان کی دلی خواہش یہ رہتی ہے کہ زندگی جاودید اوسکو حاصل ہو
موت کا نام سنکر اوس کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ آب حیات اور امرت کا خیال
دوا داری کی فکر و خیر خیرات ہر ایک بات مین یہ ہی مدعا ہے کہ موت سے چھٹکارا ملے
مگر جب زمانہ کی رفتار اور تجربون سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ موت ایک امر
لازمی ہے تو پھر درازی عمر کی فکر مین ہی غلطان و پیچان رہتا ہے لیکن جب موت کا
ڈنکا سر پر آن بجتا ہے اور کوچ کی تیاری ہوتی ہے تو پھر دل کو اسطرح تسلی دیتا ہے کہ ہم
نہین تو ہمارا نام ہی سہی۔ خواہ اصلی خواہ فرضی اولاد کی بقا کو ہی اپنی بقا سمجھکر اور اسکو
اپنا قایم مقام اور نام لیوا خیال کر کے اوسکی ترقی عمر و درجات کی کوشش کرتا اور منصوبے
باندہتا ہے حتیٰ کہ کنوان۔ تالاب۔ پل۔ باغ۔ خانقاہ۔ دہانسرائے۔ تالیف و تصنیف
ایجاد و اختراع اِن سب یادگارون کی بنا عموماً اسی خواہش پر ہے کہ دنیا مین ہمارا
نام باقی رہے۔

(۲) خواہش علم۔ بچہ۔ بڈہا۔ جاہل۔ عالم۔ گنوار۔ حکیم۔ کسی رتبہ یا پیشہ کا آدمی ہو سب
مین یہ خواہش قدرتی طور پر پائی جاتی ہے۔ بچہ باپ سے پوچھتا ہے۔ یہ آسمان کیا ہے
زمین کیونکر بنی۔ سورج کیون گھومتا ہے۔ چاند کیون گھٹتا بڑھتا ہے۔ تارے کس نے
بناتے۔ غرض جو چیز اوسکو نظر آتی ہے اوس کی حقیقت جاننا چاہتا ہے۔ گنوار اگر
کسی بابو منشی سے ملتا ہے تو پوچھتا ہے کہ صاحب آپ کہان تک پڑھے ہین آپنے کیا
امتحان پاس کیا ہے آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے۔ آپ کیا کام کرتے ہین۔ پڑھے لکھے
آدمی آپس مین پوچھتے ہین کہ فلان ملک مین لڑائی ہو رہی ہے اوسکا کیا نتیجہ ہوا۔ فلان
ملک مین زلزلے سے کتنی جانین تباہ ہوئین۔ قصہ۔ کہانی۔ اخبار وغیرہ کا مطالعہ بھی

اِسی خواہش کا نتیجہ ہے مگر یہ تو خواہش علم کی ادنی چاٹ ہے - جو لوگ علم دوست ہین اُن مین یہ خواہش ایسی زبردست ہو جاتی ہے کہ اوسکے حصول مین اون کو مرنے کی بہی فرصت نہین ملتی - طبّی - ریاضی - فلسفہ - مذہب وغیرہ مختلف علوم وفنون کی کتابون کی تالیف وتصنیف اسکی ہی بدولت ہوتی ہین - مگر اس خواہش کا یہ خاصہ ہے کہ کبہی پوری نہین ہوتی - آدمی ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ ہر شئے کی اصلیت وحقیقت کو جانے مگر قدرت کے قوانین واسرار بے حد ہین جب میدان علم کی وسعت پر نظر کرتا ہے تو اپنی معلومات اوسکو حقیر وناچیز معلوم ہوتی ہین اور اپنے آپ کو طفل مکتب سمجہتا ہے اور جس قدر علم حاصل کرتا ہے اوسی قدر خواہش بڑہتی جاتی ہے -

(۲) خواہشِ سرور یعنی آنند - یہ خواہش بہی فطری اور نہایت قوی ہے - کون ہے جو راحت کا طالب اور رنج سے خائف نہو - سب اسی دُہن مین لگے رہتے ہین کہ جہان تک بنے اور جسطرح سے بنے عیش ونشاط کا سامان مہیا رکہے - مگر آدمی کتنے ہی سامان مہیا رکہے اور کتنی ہی کوشش کیے مگر آسایش کی نسبت تکلیف مین زیادہ گرفتار رہتا ہے لیکن اُمید ایک ایسا مونس وغمخوار ہے جو ہر حالت مین اس کی دلدہی کرتا اور کوششون پر آمادہ رکہتا ہے - آسودگی مین یون پہسلاتا ہے کہ کیا رنج وملال اِن باتونکا خیال بہی دل مین نہ لاؤ - خدا عیش کی گہڑیان سلامت رکہے عمر بہر چین کیے جاؤ ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

دُکہ درد مین یون تسلی دیتا ہے کہ ہمیشہ ایکسے دِن نہین رہتے - جب وہ دِن نہ رہے تو یہ دُکہ کی گہڑیان بہی نہ رہین گی - اور ہمیشہ تجربہ کے خلاف یہی یقین دلاتی ہے کہ جو ہوا سو ہوا آئندہ ایسا ہرگز نہو گا - اور ہمیشہ سرور کا متلاشی رہتا ہے - الحاصل سرور جس پر آدمی اِسقدر شیفتہ وفریفتہ ہے تین طرح کا ہے - (۱) جسمانی یا حسی (۲) دِماغی یا عقلی

(۲) روحانی یا باطنی۔

(۱) سرور جسمانی۔ جسمانی سرور وہ ہے جو حواس ظاہری یعنی گیان اندری و کرم اندری کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے مثلاً نغمۂ خوش الحان کان کی و تشکیل و جمیل انسان و اشیا خوبصورت آنکھ کی و خوشبوئے عنبر و عطریات ناک کی و غذائے لذیذ زبان کی و اشیاء نرم و ملایم جلد بدن کی لذت و آسایش ہے۔ جب کبھی کئی اندریوں کی راحت ایک وقت میں حاصل ہوتی ہے تو لطف بھی دو بالا ہو جاتا ہے مثلاً گویا ہو خوش گلو اور خوبرو بھی۔ کھانا ہو نمک مرچ بھی ٹھیک اور بو باس بھی اچھی۔ جبکہ ایک ایک دو دو اندریوں کی راحت ایسی دلکش ہوتی ہے تو پانچوں کے یکجا اجتماع کا تو کہنا ہی کیا ہے ؎

آل پتنگ مرگ مین گج چھرت ایک ہی آنچ
تلسی وہ کیسے جئے جس کو لاگین پانچ

چونکہ دولت کل جسمانی راحتوں کی ضامن ہے روپیہ پلے ہو تو ہر قسم کا سامانِ عیش فراہم ہو سکتا ہے اِس لئے انسان اسکی طلب مین سخت کوشان رہتا ہے لیکن لذاید حسی مین کام یعنی خواہشِ نفسانی بڑی زبردست ہے جب اسکا بھوت سر پر سوار ہوتا ہے تو دولت۔ صحت۔ عزت۔ آبرو۔ جان۔ مال۔ دین۔ دنیا۔ سبھی کو اوس پر وار دیتا ہے۔ حالانکہ تندرستی بقائے حیات اور حصول راحت کی بنیاد ہے ایک صحت نہو تو سب راحتین و عیش آرام تلخ ہو جاتے ہین مگر لذائذ حسی کے چٹخارون پر تندرستی کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ جسم و دماغ ایک حالت مین دیر تک رہنے سے تکلیف دہ ہو جاتے ہین۔ لہذا اون کی تبدیل حالت سے بھی راحت ہوتی ہے اور اور انواع و اقسام کے کھیل تماشے اِسی لئے راحت کا ذریعہ ہوتے ہین۔ عادت بھی حصول راحت کا بڑا ذریعہ ہے مثلاً حقہ۔ پان۔ چائے۔ و دیگر منشیات وغیرہ کی جبکہ لت پڑ جاتی ہے تو ان سے بھی راحت حاصل ہوتی ہے بعض حکما کہتے ہین کہ محض

عادت ہی راحت کی بنیاد ہے جس شے کی عادت نہین اوسمین نہ راحت ہے نہ سرور
(۲) سرور دماغی۔ دماغی سرور وہ ہے جو حواس باطنی یعنی انتہ کرن کے وسیلے سی محسوس
ہوتا ہے اسکو راحت خیالی بہی کہتے ہین۔ اسکے دو ذریعہ ہین۔ اظہار خودی یعنی تکبر و نیکی
یعنی پراوپکار۔ (۱) اظہار خودی یعنی تکبر۔ یہ نہایت ہی پرزور خواہش ہے جس سے
اعلیٰ درجہ کی راحت دماغی حاصل ہوتی ہے اس کے بہت سے وسایل ہین۔
راگ۔ روپ۔ دہن۔ بل۔ حکومت پرہپوتا۔ مان۔ ودیا وغیرہ ے

مال و علم و زہد و تقوے و نسب — حسن و قوت کبر کے ہین یہ سبب
یہ تو سب گل لیک اسمین ایک خار — خار کو کر دور گل سے ذی شعار
ہے تکبر تجھکو کرنا نا روا — کیونکہ ہے یہ کبر از راہ خطا
اور نہ پہونچے گا پہاڑون کے تئین — تو ز روئے طول قامت بالیقین
پس نہ چل پنجون کے بل اے مہربان — تا نہ گڑ جاوے زمین مین ناگہان
چاہیئے تیرے تئین عجز و نیاز — سرنگون چل گرچہ ہے سرو دراز

اِن وسیلون کو مد بہی کہتے ہین اِن کے مد سے آدمی ایسا متوالا ہو جاتا ہے کہ
دین دنیا سب کو بالائے طاق رکہدیتا ہے۔
راگ یعنی خوش الحانی ایسا سرور ہے کہ آدمی خود بہی مسرور رہتا ہے اور دوسرون
کو بہی خوش کرتا ہے انسان ہی نہین بلکہ اکثر حیوانات بہی اوسکے اثر سے متاثر
ہوتے ہین چونکہ انسان ایسے آدمیون کی قدر کرتے ہین اس لئے یہ بہی تکبر کا باعث
ہوتی ہے۔
روپ یعنی خوبصورتی پربہی آدمی کو بڑا ناز ہوتا ہے اسکے مد کا متوالا انسان کو ٹہکرا کر بہی نہین
چلتا اور اس سے اظہار خودی کا خوب موقعہ ملتا ہے۔
دہن یعنی دولت کی کیا بات ہے اس کے تو سب قدم چومتے ہین جہان یہ ہوتی ہے وہان

ہر ایک چیز کا میسر آنا آسان ہے۔ راحتِ جسمانی کے علاوہ اظہار خودی کا سرور بھی حاصل ہوتا ہے کیونکہ اہل دولت اپنے ہم چشموں مین معزز خیال کئے جاتے ہین۔

بل یعنی طاقت بھی اظہار خودی کا وسیلہ ہے کیونکہ زبردست آدمی اورون پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔

پربھوتا یعنی حکومت تو اعلیٰ سے اعلےٰ ذریعہ اظہار خودی کا ہے ؎

کوا ایسو جنمیو جگ ماہین

پربھوتا پائے جائے مدناتین

دولت۔ عزت۔ شہرت۔ سب اس کے جلو مین چلتی ہین اسلئے آدمی اس کے حصول پر مٹا ہوا ہے۔ حکومت کا نشہ ہی ہے جو بیگانون کے خون کراتا ہے۔ بیگناہون کا قتل عام جائز رکھتا ہے۔ انسان کو بلا خوف میدانِ جنگ مین توپون کے مقابل لیجاتا ہے حکومت کا زور ہے جو انسان کو سردار لشکر یا سرگروہ قوم یا شہنشاہِ ملک بنا کر سجدہ کراتا ہے

مان یعنی نیکنامی مین خودی کی خواہش بڑے باریک طور پر پوشیدہ رہتی ہے ؎

کنچن تجنا سہل ہے سہج تریا کا نیہہ

مان بڑائی ایرکھا درلبھ تجنا یہہ

سب خواہش سرد ہو جاتین مگر نیکنامی کی چاہت اکثر دل مین بنی رہتی ہے۔ کیسا ہی تارک الدنیا و بے طمع و بے نفس ہو ایک لفظ خلاف شان کہہ دیجیے فوراً چین بہ جبین ہو جائیگا اکثر انسان خود نہین جانتا کہ اسمین یہ خواہش باقی ہے حالانکہ دل کے پردون مین چھپی رہتی ہے اسلئے اسکا دور کرنا بہت کٹھن کام ہے۔

دویا یعنی علم۔ بھی اظہار خودی کا وسیلہ ہے مگر اسمین ایک خوبی یہ ہے کہ جیسے جیسے علم بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے خودی گھٹتی جاتی ہے۔ عالم بڑا قابلِ قدر ہے۔ راجہ کی اپنے ملک ہی مین قدر و منزلت ہوتی ہے مگر عالم جہان جاتے وہین عزت پاتا ہے

اس مین ایک فضیلت یہ ہے کہ وہ دیگر جسمانی راحتون سے زیادہ لطیف و دیرپا ہوتی ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ اسمین اورون کو شریک کرنے سے کچھ گہٹا نہین آتا تیسری بزرگی یہ ہے کہ اسکی زیادتی مین کچھ اندیشہ خرابی کا نہین جیسا کہ اور جسمانی راحتون مین ہوتا ہے کہ جہان حد سے بڑہین آدمی کو لے ڈوبین۔ بلکہ اس کے برعکس جتنی علمی راحت بڑہیگی اوتنی ہی آدمیت کی ترقی ہوگی۔ اور وہ رفتہ رفتہ انسان کو راہ راست کی طرف لیجاوے گی۔

(۲) پرا دیکار یا نیکی۔ راحت دماغی کے حصول کا دوسرا طریقہ ہے دوسرون کی نفع رسانی مین بلاغرض سعی و کوشش کرنے سے ایک عجیب لطیف سرور دماغی حاصل ہوتا ہے مگر افسوس کا مقام ہے کہ خود غرض اس نعمت عظیم سے بالکل بے بہرہ ہین جو شخص اسکی لذت سے کچھ بہی آشنا ہوجاتا ہے وہ اپنا تن من دہن وجان تک اوس پر نثار کردیتا ہے اور تمام عمر حاتم وقت بنکر اس بے بدل راحت کا حظ اوٹہاتا ہے نیکی۔ رحم۔ ہمدردی۔ محبت۔ شفقت۔ سب ایک چشمے کے سوتے ہین۔ انسان نیکی کی بدولت فرشتہ بنجاتا ہے۔ اور یہ دنیا اوسکو بہشت کا مزہ دیتی ہے۔

سرور روحانی۔ جب انسان کو نیکی کی بدولت صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور دل یکسو ہوکر استغراق مین پہونچتا ہے تو اسمین ایک عجیب لطیف سرور باطنی پیدا ہوتا ہے جس کو سرور روحانی کہتے ہین مگر اس سرور کو صرف اہل حال ہی معلوم کرسکتے ہین اور وہ رشی منی اولیا کے نام سے موسوم کئے جاتے ہین۔ اونکا بیان ہے کہ سرور جسمانی و سرور دماغی اس کے اودنے مراتب ہین جسکو اسکی ایک جہلک ہی نصیب ہوجاتی ہے اسکی نظر مین دنیا کی کل راحتین ہیچ ہوجاتی ہے اور اوس کے مزے ایسے پہیکے پڑجاتے ہین کہ پہر آن کی طرف رغبت نہین ہوتی۔ اس سرور کو پاکر ہر خواہش اپنے مخزن خیال یعنی چیت اور چیت اپنے مخزن چیتن مین سماجاتا ہے یہان

پہونچکر خواہش اپنی صورت کثیف کو چھوڑ کر حالتِ لطیف اختیار کرتی ہے اور پہر اوس کی طلب و تمنا کی صورت بالکل نیست ہو جاتی ہے اور اوسکو سرور سرمدی یعنی ہر حال مین قایم رہنے والا سرور حاصل ہوتا ہے۔ جسکو بہ الفاظ دیگر سچدآنند کہتے ہین۔

آشنا شو آن چنان با یار خویش
تا کہ خود را گم کنی از کار خویش

یہ تین خواہشین انسان کی فطرت مین داخل ہین۔ خواہش بقاے دوام۔ خواہش علم کل و خواہش سرور سرمدی۔ بقاے دوام کو ست کہتے ہین۔ علم کل کو چیت اور سرور سرمدی کو آنند ان تینون لفظون کی ترکیب سے لفظ سچدآنند بنا ہے جس کا انسان ہمیشہ خواہشمند رہتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ بتدریج یکے بعد دیگرے ان طریقونکے ذریعہ جس کا ذکر بھگوت گیتا کے تیسرے ادہیا مین ہوا ہے اور جس کو سلسلہ کرم کہتے ہین اسکو حاصل کرتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اچہیا یعنی خواہش تین پرکار کی ہوتی ہے۔ اول کسی چیز کے مل جانے کی اور اوسکے پانیکی اچہا منت اُدّم کرنے کی۔ دوسرے یہہ کہ دُکھ اور تکلیف دور ہونیکی۔ تیسرے یہہ کہ جو کام کرنا اوسکا پہل چاہنا جب مرضی کے مطابق پہل نہ ملا تب اوس کے لئے چنتا اور فکر ہوتا ہے اور واسنا چار طرح کی ہے ایک سکہپت واسنا جو استہاور یعنی درخت۔ پتھر وغیرہ کو ہوتی ہے۔ دوسرے سپن واسنا جو پشوؤن کو ہوتی ہے انکو واسنا کا دہیان ہی نہین ہوتا۔ تیسرے جاگرت واسنا جو انسان اور دیوتا کو ہوتی ہے وہ واسنا مین ہی لگے رہتے ہین۔ چوتھے چہین واسنا جو گیانی کو ہوتی ہے جب کسی پرکار کی واسنا نہ رہے تب سنسار بیدل ہو جاتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ دل معدن ہے یعنی وابیرنگی کا ایک نہایت عمدہ جوہر ہے اور راگ دوویش یعنی دوستی و دشمنی سے ملکر اوس مین کدورت پیدا ہوتی اور اُس

کدورت سے الفت جسم مین گرفتار ہوا یعنی یہ یقین کرلیا کہ یہ شریر مین ہون اور شریر کو اپنا
جاننے سے کام کرودھ نے آن دبایا بلکہ پیاس سردی گرمی رنج و راحت مین پابند ہوا کیونکہ
جس پران کو اپنا سمجھا گرسنگی و تشنگی اوسکا شعار ہے تن کو اپنا سمجھنے سے ضعیفی و مرگ
اوسکا نتیجہ ہے اور جب یہ کہا کہ مین ہون سوگ اور موہ پیدا ہوتے ہیں پس ایسی حالت
اِس دل کی ہے اور اِس کدورت سے اوسکی صفائی جب ہوسکتی ہے جب خواہشون
کو ترک کرکے بھجن نارائن کا خوگر ہو جبکا دل ضبط نہین ہوتا اوسکا دل آٹھ پتی کنول مین
جو دل کے گرد ہے پہرا کرتا ہے اور جس پتہ پر بیٹھتا ہے اوسی کے موافق آٹھ قسم کے
اشغال کی جانب آدمی کو لیجاتا ہے آٹھون طرف سے جب مشاق اوس کو روکے تو
کثرت چھوڑکر وحدت کی طرف رجوع کرے۔ شبیہ اشٹدل کنول۔

شمال پیلا رنگ کا پتہ

مشرق و شمال گلابی رنگ کا پتہ
یعنی ایشان کون

مشرق سفید رنگ کا پتہ

یعنی اگن کون
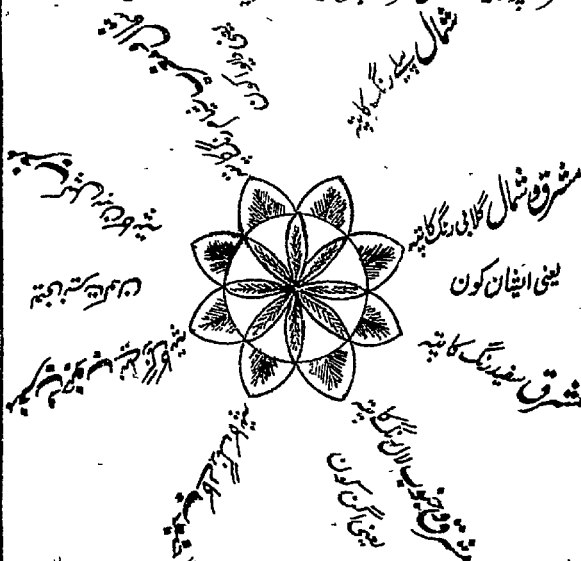
شمال۔ اسطرف دل کے آنے سے تنہائی مجامعت ہوتی ہے۔ گوشہ شمال و مغرب مین جب

جب دل جاتا ہے تو چت اچاٹن ہوتا ہے اور سفر دور و دراز اور حرکت وغیرہ پر مستعد ہوتا ہے
مغرب جب اس طرف دل جاتا ہے تو ظرافت و خوش مزاجی اور راگ ناچ وغیرہ سامان
جی بہلانے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔
گوشہ مغرب جنوب مین جب دل ہوتا ہے تو موہ اتپن ہوتا ہے اور ایسا انومان ہوتا ہے
کہ میرا دہن میری استری وغیرہ۔
جنوب۔ جب دل یہان پہونچتا ہے ظلم و مردم آزاری و سنگدلی و جہاد کراتا ہے۔
گوشہ مشرق و جنوب کی طرف جب دل متوجہ ہوتا ہے تو آلس و پرماد کی زیادتی ہوتی ہے
مشرق۔ جب دل اس ہستی مین آتا ہے نیک افعال پر متوجہ ہوتا ہے اور غیر کا نفع چاہتا ہے
گوشہ مشرق و شمال مین جب دل جاتا ہے سخاوت اور فضول خرچی کیطرف خواہش ہوتی ہے
جب دل بجائے خود رہتا ہے ترک لذات اور تجرد کے خیالات کی عالم سے خواہش کرتا ہے
اور جانب وحدانیت پرماتما متوجہ ہوتا ہے اسلئے بھجن اور ابھیاس کے ذریعہ سے
اسکو اپنے قابو کرنا اور اپنی جگہ پر رکھنیکا جتن کرنا چاہیے۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ آتما جنم مرن کا بیج ہے اس سے سات شاکھائین او تین ہوئین
آتما اور ترشنا سے یہ سات بیج پیدا ہوئے۔
(۱) کرم (۲) اپاسنا (۳) یوگ (۴) گیان (۵) اوپتت (۶) استھت (۷) ناش۔ جنکو ان سات اکشرون اور
سات بیج منترون سے مناسبت دی ہے۔

ॐ - श्रीं - ऐं - सौं - यं - ह्रीं - क्लीं
अ - ई - उ - ऋ - ए - हृ - म -

ان ساتون بیجون مین سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ
سات شاکھائین ہوئین۔
۱۔ ॐ یا श्रीं کرم ریتیان (۲) یجن اس لوک کی (۲) یاجن۔ پرلوک کی (۳) ادھین
ودیا ابھیاس کرنا۔ (۴) ادھیاپن۔ ابھیاس کرنا (۵) دان خیرات دینا (۶) پرتی گرہ
دان لینا (۷) میتھن۔

۲- یا اوپاسنا بیج (۱) شو (۲) وشنو (۳) گنپت (۴) سوریہ (۵) شکتی (۶) رام (۷) کرشن - ان کے سات کروڑ مہامنتر کہے گئے ہیں - جارن - مارن - بشی کرن - اچاٹن آکرشن - استمبھن - موہن اِن کے پھل ہیں -

۳- یا - یوگ (۱) ہٹ یوگ (۲) کنڈلنی یوگ (۳) لمبکا یوگ (۴) تارک یوگ (۵) لے یوگ (۶) امنسک یوگ (۷) سانکھیہ یوگ - سمادہی اِن کے پھول اور سدہ انکا پھل ہے

۴- یا گیان (۱) شبھ اچھیا (۲) سودچار (۳) تنومانسا (۴) ستوا پت (۵) اسنشکت (۶) پدارتھ بھاونی (۷) تریا - پروکش گیان پھول اور اپروکش گیان پھل ہے -

۵- یا اوپتت (۱) شبد (۲) سپرش (۳) روپ (۴) رس (۵) گندھ (۶) اچھیا (۷) باسنا -

(۱) شبد - بادل کی گرج اور نانا پرکار کے شبدون سے کیڑے مکوڑے - میڈک جھینگ وغیرہ پیدا ہوتے ہین - (۲) سپرش یعنی میتھن سے جیوادپتن ہوتے ہین (۳) روپ اِتل پکشی وغیرہ بہت سے جیودہارکیل درشٹ سے پیدا ہوتے ہین وہ سب روپ درشٹ کہلاتے ہین (۴) رس - اِس سے تمام جل کے جیوون کی پیدائیش ہے اور برکش کے پھل کے کیڑون کی پیدائیش بھی رس سے ہی ہوتی ہے (۵) گندھ - اِس سے اوکھج جون کی پیدائیش ہوتی ہین (۶) اچھیا - سدھ یونی ہے - یوگی لوگ اپنی اچھیا سے جاہین جیسا سروپ دہارن کرلین اور جہان چاہین چلے جاتین - ایک کا انیک سروپ بنالین لگھو دیرگ آدک ہو جاوین اسکو سدھ یونی کہتے ہین (۷) باسنا سے دیوتا - بہوت بھیت وغیرہ کی دیہ ملتی ہے - یہی سات پرکار کی اوپتت ہے - استری پھول اور پرش پھل ہے -

۶- یا استھت - (۱) آن یعنی غلہ (۲) پانی (۳) گھاس وغیرہ (۴) مٹی (۵) پتی - (۶) پھول (۷) پھل وغیرہ سامان استھت کا ہے -

۷- [illegible] یا म ناشس (۱) پرتھوی (۲) جل (۳) وایو (۴) اگن (۵) یگ (۶) ہاتھ (۷) [illegible]
اِس کے علاوہ سیکڑوں طرح کے ہتیار ناشس کے لئے بنے سو سب انہین کے
انترگت ہین۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ باسنا سے جگت اُتپن ہوتا ہے جب تک باسنا کی جڑ نہین
جاتی تب تک کبھی بھرم دور نہین ہوتا۔ اسی طرح جب گیان اُتپن ہوتا ہے تب کچھ نہین
رہ جاتا اسوجہ سے گیان ہی موکش کا سادہن ہے۔ اور لشیش کرکے درشٹ
سے جو ساکشات دیکھ پڑتا ہے وہی ساکشات بھرم کا کارن ہے اِس ساکشات
مین انسان پھنسا ہے مایک آدرن سے بدہ آگے نہین جاتی اور دوسرا کارن
کچھ نہین اشلوک۔

साक्षाद्दैशे महद्दृष्टिस्तु साक्षात्कारिणि विभ्रमे
करणं नान्यथायुक्तया सत्यं सत्यं मयोदितम्

اور یہ ساکشات گھٹ پٹ وغیرہ کا بھرم۔ برہم کے پرتکش ہونے سے ناش ہوتا ہی
بغیر آتما کے پرتکش ہوتے نورت نہین ہوتا۔ اِسلئے اوسوقت تک جتن کرتا ہے اور
جب گیانی آتما سے آتما کو دیکھے اور سب دستو کا ابہاؤ جان پڑے تب کرم کو تیاگ
دینے مین کچھ دوش نہین ہے۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ جوگ بسشٹ مین تحریر ہے کہ راجہ اندر ایک دفعہ دیتون سی
ہار کر بھاگ گیا اور اُن کے خوف سے ایک پرمانو مین جاکر چھپ رہا۔ راج پاٹ تو سب
چھن گیا تھا مگر دل مین اوسکا سنسکار اور ترشنا موجود تھی اوسکی لبس سے باسنا
پھر آئی اور دس پیڑہی تک اوسی پرمانو مین اندر کا راج ہوگا
ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان کو بھربانی والی اور مہا دکھ کی کارن ترشنا ہی بھرتری
جی مہاراج نے بیراگ شتک مین اِس کے بارے مین ایسا لکھا ہے کہ دھن پراپت

ہونیکے! بہلا کہاسے مین نے انیکتر پرتہوی کو کہوا اور رسائین کلیدہ کے لئے پہاڑون کی انیک دھاتون کو پھونکا۔ ویشانتر سے دہن کی پراپت کے لئے تانو وغیرہ مین بیٹھکر سمندر کے پار بہی یاترا کی اور انیکو ن جتن کرکے راجاؤن کو بہی پرسن کیا اور شمشان مین بیٹھکر منتر سدہ کے لئے چت لگاکر انیک راتون مین منتر بہی جپا۔ پرنتو ایک پہوٹی کوڑی بہی مجہے پراپت نہ ہوئی ہے! اے ترشنا ابتو میرا پنڈ چہوڑ۔ مین نے انیک درگم دیشون مین بہرمن کیا پرنت کچہ پہل لابہ نہوا۔ اپنی ذات اور کل کا ابہمان تیاگ کر غیر آدمیون کی سیوا بہی کی وہ بہی نشپہل ہوئی۔ انادر پوربک کوے کی طرح شنکا سہت پرائے گہر بہوجن بہی کیا ہے درندبہے پاپ کارنی ترشنا تو ابتک سنتوش گرہن نہین کرتی دشٹون کی سیوا کرنے مین مین نے اون کی ہنسی اور کترکون کے بچنون کا سہن کیا اور دم بخود ہوکر اور آنسوون کو روک کر ان کے پرسن کرنیکے نمت اون کے آگے اداس من سے ہنسا اور چت کو استہر کرکے اُن ہنسی کرنے والون کے آگے ہاتہہ بہی جوڑے ہے دیر تھہ آشا کرنیوالی ترشنا اِس سے اد ہک اب مجہے کیا نچاتی ہے۔ مکھ کے چرم سکڑ گئے سر کے بال سفید ہوگئے اور سب انگ ستہل ہوگئے پرنت ایک ترشنا جوان ہوتی جاتی ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ باسنا دو طرح کی ہوتی ہے ایک شدہ دوسری اشدہ۔ اشدہ باسنا کی وجہ سے اپنے باستوک سوروپ یعنی واقعی صورت کے نہ جاننے سے اناتما جو دیہ وغیرہ ہی اسمین اہنکا کرتا ہے اور جب اناتم مین آتم ابہان ہوا تب طرح طرح کی باسنا پیدا ہوتی ہے۔ یہ پانچ تتو کا شریر سب باسنا روپ ہے اور باسنا سے کہڑا ہے جیسے مالا کے دانہ دہاگے کے سہارے گوندہے رہتے ہین۔ باسنا کے ٹوٹ جانے سے پنچ تتو کے شریر کا بہی ابہاو ہوجاتا ہے اشدہ باسنا جنم مرن کا کارن ہوتی ہے یہہ اگیان کی باسنا ہی۔ دویم شدہ باسنا مین جگت کا ابہاو بالکل یقین ہوجاتا ہے اور

یہ باسنا جنم مرن کا کارن نہین ہوتی - یہ گیانی کی باسنا ہے - مین پدارتھ روپ روپ ہون مین ایسے جیتا ہون ان کے بغیر نہین جی سکتا - یہ جو ہر دے مین نشچہ ہے اسکو تیاگ کر کے بچارے کہ نہ مین پدارتھ ہون نہ میرے پدارتھ ہین ایسی بھاؤ کرنیوالے پرش جیون مکت کہلاتے ہین اور اوس نے جو باسنا کا تیاگ کیا ہے وہ دھیہ تیاگ ہے اور جس پرس نے من سہت دہیہ باسنا کا تیاگ کیا ہو اور اُس باسنا کا بھی تیاگ کیا ہے وہ ہیہ تیاگ ہے اُس سے بدیہ مکت پراپت ہوئی ہے پرم تتو مین استہت ہونا یعنی پرآپتر جسکو کہتے ہین وہی ہوتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شاریرک اور مانسک دو طرح کی بیماری ہوتی ہین - مانسی روگ کو آدی اور شاریرک کو ویادہی بھی کہتے ہین - شریرک ویادہی دوا - پن - دان کرنے سے دور ہو جاتی ہے - اور آدمی من کی صفائی سے دور ہوتی ہے مگر یہ دونون طرح کی بیماریان واسنا سے پیدا ہوتی ہے جڑ اون کی یہ ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ اہنکار کام وغیرہ نشا کرودھ - لوبھ - موہ - ایہ کہا اور برودھ ست سنگی کو ابھیاس کی طرف سے ہٹا کر نیچے کو گراتے اور پھیلاتے ہین اور من اور اندریون کو ایکاگر ہو کر دھیان اور بھجن مین نہین لگنے دیتے - یہ سب من کے بکار ہین - من ان کی اور دسون اندریون کی ترنگون مین نڈر اور نرلج ہو کر بے تکلف برتتا ہے۔

(۱) اہنکار - اسکی جڑ وہین ہے جہان سے کہ آہنگ شبد کا ظہور ہوا یہ ہنگ سب سے زبر ہے اور سب سے پیچھے اسکا پورا پورا آو بھاؤ ہوگا - مان بڑائی کی چاہ اسی اہنگ کیوجہ سے پیدا ہوتی ہے - نیک طرح کے مان جیسے ذات - پات - خاندان یا گھرانہ - دہن اور حکومت - ودیا - بدیا اور ہنر - روپ اور سب طرح کی طاقت - عزت اور حرمت بزرگون کی امیری - راجہ اور امیرون کی دوستی بیراگ اور تیاگ اور ابھیاس وغیرہ کا اہنکار جب تک یہ مان من سے دور نہون گے یا کسی قدر ڈھیلے نہ پڑین گے تب تک سچے

مالک کی پریت اور سچی وینتا پراپت نہوگی۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ (۱) استری کا سمرن کرنا (۲) شرنگار رس کی کتابون کو پڑہنا ایسے راگون کو گانا (۳) استری کی مدہر بانی کان دیکر یعنی توجہ سے سُننا (۴) نگاہ بھر اون کے روپ کو دیکہنا (۵) استری سے ہنسی ٹہٹا کرنا (۶) استری سے تنہائی مین بات چیت کرنا (۷) اون سے ملنے کی تدبیر سوچنا اور کوشش کرنا (۸) اسپرش یہ سب میتہن مین داخل ہین بر ہمچریہ ان سے علیحدہ ہے۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ کام سے دس چیزین پیدا ہوتی ہین۔(۱) شکار کھیلنا (۲) جُوا یا پانسا کھیلنا (۳) دِن مین سونا (۴) دوسرے کا عیب ظاہر کرنا (۵) عورت کی خدمت کرنا یا اون سے زیادہ ملنا (۶) شراب وغیرہ نشیلہ اشیار کا استعمال کرنا (۷) ناچنا یا ناچ کرا کر دیکہنا (۸) گانا (۹) بجانا (۱۰) بے فائدہ گھومنا۔ اسمین شکار۔ پانسا۔ عورت کی خدمت اور شراب زیادہ زبون ہین۔
ایک روز ارشاد ہوا کہ کرودھ سے یہ آٹھ چیزین پیدا ہوتی ہین۔ (۱) بغیر جانے عیب کو کہنا یعنی چغلی کہانا (۲) بن بچارے اور جبراً کسی کی عورت سے بدفعلی کرنا (۳) دغا سے مارنا (۴) کینہ رکہنا اور دوسرے کی عظمت کو نہ سہنا (۵) کسی کے ہنر مین عیب لگانا یعنی اوصاف کو نقص سمجہنا (۶) ارتہ کو چرانا خواہ جو چیز دینے کے قابل ہے اوسکو نہ دینا (۷) سخت زبانی سے گفتگو کرنا (۸) ڈنڈ سے تاڑنا کرنا۔ اسمین آخرالذکر تین چیزین زیادہ زبون ہین
ایک روز ارشاد ہوا کہ جب مرضی کے مطابق کام نہین ہوتا ہے تو غصہ آتا ہے اُسوقت یہ خیال کرنا چاہیے کہ ایک دِن ایسا ہوگا کہ ہماری سب شے دوسرون کے تصرف مین آجاویگی جسطرح سے چاہین گے کرینگے اوسوقت ہم غصہ کہان اور کس پر کرین گے پس ہم کو چند روزہ عمر تلخ اور دوسرون کی دِل شکنی نہ کرنی چاہیے۔ ٹوٹا ہوا دِل ہرگز نہین بنتا ہے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ حسد بڑی بُری بلا ہے حاسد ہمیشہ حسد کی آگ سے جلتا رہتا ہے
حسد دوسرے کا کچھ نقصان نہین کرسکتا مگر اپنی کا یا تجاتا رہتا ہے۔ نقل ہے کہ تین شخص
سفر مین ایک جگہ جا ملے۔ ایک نے پوچھا کہ بھائی تم کیون گھر سے روانہ ہوئے ہو اوس نے
جواب دیا کہ ہمارے گاؤن مین ایک دولت مند اور رتبہ والا شخص ہے۔ اوسکی بڑائی اور
خوشحالی دیکھکر میرا ایسا جی جلتا تہا کہ مین مجبور ہو کر گاؤن سے نکل آیا ہون۔ اُن دونون
نے بہی کہا کہ ہمارا بہی ایسا ہی حال ہے۔ وہ تینون ملکر سفر کرنے لگے آگے چلکر اون
کو ایک اشرفیون کی تہیلی ملی۔ اب تو اون مین سے ہر ایک یہ چاہتا تہا کہ ان دونون
کو کچھ نہ ملے اور سب مین ہی لے لون۔ اِس لئے نہ تو آپس مین بانٹ سکتے تھے اور
نہ تہیلی چہوڑنیکا حوصلہ تہا۔ تین دِن رات بلا کہانے پانی کے گذر گئے۔ اتفاقاً ادہر
سے بادشاہ کی سواری نکلی اور تینون کو بیٹہا دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو۔ کیا کر رہے ہو
اور کیسے بیٹھے ہو۔ اُنہون نے عرض کیا کہ یہ تہیلی ہم کو ملی ہے اِسکو ہم بانٹ نہین سکتے
اور اوّل اُنمین سے ایک نے اپنا حال اِس طرح پر بیان کیا کہ میرا یہ منشا ہے کہ مین
کسی کا بہلا نہ کرون۔ اور کوئی مجھسے فائدہ نہ اُٹھائے۔ دوسرے نے عرض کیا کہ حضور
یہ تو بہاتا شخص ہے۔ میری طبیعت ایسی ہے کہ اگر کوئی دوسرے کیساتھ بہلائی کرے
تو مین عرصہ تک جلتا ہون تیسرے نے کہا کہ جہان پناہ یہ دونون تو پارسا ہین
میرا تو یہ مطلب ہے کہ کوئی کسی کے ساتھ نیکی کے بدلہ مین نیکی نہ کرے تاکہ نیکی اور
شکر گذاری کا نام ونشان ہی دنیا سے مٹ جائے۔ اونکی بات سنکر بادشاہ متعجب
ہوا اور سوچا کہ جہان ایسے شخص ہون وہان نہ معلوم کیا قہر خدا نازل ہو۔ اِسلئے
پہلے کو دیش نکالا دیا۔ دوسرے کو پہانسی دی۔ اور تیسرے کو دہوپ مین ٹنگوا دیا
تاکہ لٹکا لٹکا سوکھ کر مرجائے۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ شہوت مین کچھ لذت ہے۔ کہ وہ مین جوش ہے اور

خطرہے۔موہ مین سچی نہین توجہوٹی محبت ہے۔اہنکار مین مان بڑائی کا خیال ہے لیکن
لوبھ یعنی لالچ ایسا ذلیل ہے کہ باوجود دولت کی موجودگی کے انسان نہ تو آپ خود کچہ
لطف اور مزہ اوٹھا سکتا ہے اور نہ اورکو اٹھانے دیتا ہے۔لالچ انسان کو ہر قدردو
بشر کی نظرومین بہت ہی حقیر اور نیچ بنا دیتا ہے۔اگر غور سے دیکھا جاوے تو لالچ
ہی ان باقی چارون کی جڑ ہے۔

(۲۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ پیٹ کی لپیٹ ایسی بلا ہے کہ کیا گرہستی کیا سادہو سب کو
بے بس کردیتی ہے۔بہوک کے غلبہ مین انسان کو اچھے برے کی تمیز نہین رہتی۔پورانون
مین بسوامترجی کی کتھا سنی تہی کہ بہوک سے تنگ آکر وہ مردا گوشت کہانے پر آمادہ ہوگئے
تہے مگر چھپن[۵۶] کے کال مین مارواڑ مین اس سے بہی زیادہ غمناک اور عبرتناک سانحہ
دیکھنے اور سننے مین آئے۔مقام سانبہر مین ایک سیٹھ جی روٹی بانٹا کرتے تہے اور
فی کس چہہ عورت اور چہہ مرد اور بچہ بہہ وچہہ کہہ ایک روٹی دیتے تہے۔اکال کی ماری ایک
عورت کی گود مین قریب تین سال کی لڑکی تہی وہ دو روٹی روز لیجایا کرتی تہی قضاء
الہی سے وہ لڑکی مرگئی اور اوس کی ماں نے یہہ سوچکر کہ اگر اس کو دفن کردون یا جلادونگی
تو صرف ایک روٹی مجکو ملا کریگی اس لئے اوسکی موت کا حال کسی پر ظاہر نہ کیا اور
روٹی لینے کیوقت اوس لعش کو چہاتی سے لگا کرلے آتی تہی اور دو روٹی مانگ کر لیجاتی
تہی اسی طرح پر کئی دن تک اوس نے کیا آخر کو وہ لعش بالکل سڑ گئی اور بہت تعفن
شروع ہوا تو دیکھہ بہال شروع ہوئی اوسوقت اسکا پتہ چلا اور عورت نے لڑکی کے
کئی دن[؟] مرنیکا حال کہا سیٹھہ جی نے یہ حال معلوم کرکے اوس لڑکی کی نعش جلوادی اور
اور اوس عورت کی چار روٹی روز مقرر کردین۔لیکن لوبھ یعنی لالچ ایسی بری بلا ہے
کہ انسان اسکے پہندے مین پہنس کر اپنا ہی پیٹ کاٹنے پر اوتر آتا ہے اور دوسرونکو
دینا تو درکنار اپنے کہانے پینے کا بہی نہین رہتا۔انہین ایام کا ذکر ہے کہ سانبہر مین

ہی ایک کنگلا بازار مین تن برہنہ پہرا کرتا تہا اور جہوٹی تیلون سے جہوٹن چن چن کرکہاتا تہا۔ ایکدن بازار مین بیٹہا تہا کہ کتا اوس کی کوئی چیز لیکر بہاگا۔ بہوک اور فاقہ سے ایسا کمزور اور دُبلا ہوگیا تہا کہ کتے کا تعقب نہ کرسکا لیکن چیخنے چلانے لگا کہ ہائے کوکر ہماری باٹی لیگیو اور زمین پر لوٹنے اور سر اور چہاتی کوٹنے لگا۔ بہت سے آدمی جمع ہوگئے اور اوس سے کہا کہ روتا کیون ہے چل ہم تجہکو بہر پیٹ روٹی کہلاوین گے۔ باٹی لے گیا تو لیجانے دے۔ مگر ان باتون سے اوسکی ڈہارس نہ بندہی۔ جب اوسکو بہت بیکل دیکہا تو ایک شخص نے کہا کہ ارے سچ بتا باٹی ہی یا کچہہ اور تہا۔ تب اوس نے جواب دیا کہ مہاراج باٹیون مین اشرفی بہری تہی پہر تو لوگ چارون طرف دوڑے۔ آخر وہان منڈہی مین کتے کو جا لیا اور گہیر باندہکر وہ چیز چہڑائی۔ بہت ہی میلے سے کپڑے مین چار باٹیان بندہی ہوئی تہین جب اوس کے پاس لائے تو اوس نے اون کو لیکر اپنی چہاتی سے لگا لیا وہ باٹیان ایسی سخت ہوگئی تہین کہ پتہر کی ضربون سے توڑین تو ہر ایک باٹی کے اندر سے اشرفیان نکلین۔ تمام آدمی اوس کی حالت دیکہکر تعجب کرنے لگے اور زیر نگرانی رکہدیا کہ کہین کوئی شخص اوس کو مارکر اشرفیان نہ چہین لے۔

(۲۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ اہنکار مین تمام سنسار پہنسا ہوا ہے۔ جیو کی پانچ اوستہا جاگرت سوپن سکہپت تریا اور تریاتیت اور ان کی پانچ دیہہ استہول سوکشم کارن مہاکارن اور کیول یہ سب اہنکار کے بندہن کے کارن ہین۔ استہول دیہہ کا ابہانی اپنے کو بڑا بدہمان سمجہتا ہے اور تمام کلا کوشل کا پرکاشک اور سدہ کا گیاتا جانتا ہے مگر جب جیو سوپن اوستہا مین پرویش کرتا ہے تو عقلمند سے عقلمند آدمی بہی مور کہہ اور اگیانیون جیسے کام کرتا ہے جس سے لپ بدہ والا پرش بہی گہرنا کرتا ہے۔ تمام بدیا اور دہن کے ابہاتیون کو بچار کرنا چاہیئے کہ جب اون کی جڑ یعنی بدیا اور دہن کا دوسری ہی اوستہا مین ناشس ہو جاتا ہے تو تیسری اور چوتہی اوستہا مین اون کی کیا گتی ہوگی جیسے جاگرت اوستہا

کا اہنکار اَست ہے ویسی ہی سپن اوستھا کی تمام سامگری اور اوسکا اہنکار متھیا ہی
اسیطرح تمام اوستھاؤن کے پدارتھ اور اہنکار متھیا ہین۔ اِن پانچ شریرون کے پرے چیتا
ہنس سروپ ہے جس مین پراپت ہوکر اہنکار نشٹ ہوجاتا ہے اور جیو اپنے تتھارتھ
سروپ کو پراپت ہوجاتا ہے۔

(۲۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ برہمن اور ٹکسالی مورت (سادہو) اِن کو گیان مشکل
سے ہوتا ہے۔ راجہ تو اپنے کو دیس اور ملک کا راجہ اور سرتاج سمجھتا ہے اور اوسکا اہنکار
اور مد اوسکو ہوتا ہے اِس لئے دوسرے کی بات ماننے مین اپنی ہتک سمجھتا ہے اور من
کے موافق برتنا چاہتا ہے۔ کسی کی روک ٹوک اور مداخلت منظور خاطر نہین اور برہمن
اپنے کو قوم کا راجہ اور سرتاج سمجھتے ہین اور اپنے سے بڑا کسی کو ماننے مین اپنی توہین سمجھتے
ہین قوم کے اہنکار مین پھنس کر دین ہونا یا کسی کی بات ماننا پسند نہین کرتے اور اپنے
من کے مطابق کرنا چاہتے ہین۔ ٹکسالی مورت یعنی بھیکھ دھاری سادہو بھی کسی کی سکشا
سننے اور اُپدیش قبول کرنیکو تیار نہین ہوتے وہ سمجھتے ہین کہ جب ہم نے بھیکھ دھارن
کرلیا تو ہم سب سے بڑے درجہ پر ہو گئے اب کسی سے جاکر پوچھنے اور سمجھنے مین اپنی ہتک
دیکھتے ہین۔ اور مان کے خیال سے جگیاسا نہین کرسکتے۔ جگت گرو برہمنا اور پرم گرو
سنیاسی کا کلمہ کہتے ہین کہ ہم برہمنون سے بھی اونچے درجہ پر ہین۔ اگر ہم کسی سے کچھ
پوچھین گے تو مان گھٹیگا۔ اِس مان بڑائی کے خیال مین ہی یہ تینون گیان سے محروم
رہ جاتے ہین۔ لیکن اگر ان مین سے کوئی اپنے راج یا بدیا یا بھیکھ کے اہنکار کو تیاگ کر جگیا
سو بن جائے تو پھر وہ شخص ہوتا ہی یکتائے زمانہ ہی ہے اِن مین سے جو کوئی نکلتا ہے
وہ اپنے وقت کا لاثانی ہی ہوتا ہے۔

(۲۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک راجہ بڑی شان و شوکت اور فوج سپاہیون کے ہمراہ شکار
کو تیار ہوا اور بہت اچھے اچھے کپڑے و زیورات پہنے اور بہت اچھے گھوڑے پر سوار

ہوکر بڑے اہمان اور اکڑ کے ساتھہ روانہ ہوا۔ جب کچھہ فاصلہ پر پہنچا تو ایک شکستہ حال آدمی نظر پڑا۔ اوس نے اوس سے عرض کیا کہ مین تنہائی مین آپ سے کچھہ عرض کرنا چاہتا ہون۔ اول تو راجہ نے اہمان سے اوسکی بات تک نہ سُنی جب اوس نے بہت منت وسماجت کی تو کہا کہ وہ کان مین کہنے کی بات ہے جب راجہ نے یہ بات منظور کرلی تو اوس شخص نے کہا کہ مین ملک الموت ہون اور آپ کی جان قبض کرنے آیا ہون۔ راجہ سنکر خوف سے پیلا پڑ گیا اور بولا کہ مجھکو اپنے رشتہ دارون اور بال بچون سے مل لینے دو۔ فرشتہ نے جوابدیا کہ یہ نہین ہوسکتا۔ راجہ مجبوراً بولا کہ اچھا مین گھوڑے سے تو نیچے اوتر آؤن۔ فرشتہ نے کہا یہ بھی نہین ہوسکتا اور گھوڑے پر سوار ہی اوسکی جان قبض کرلی۔ سب اہنکار وزا ہنکار اور سب اکڑ دہول مین مل گئی۔

(۲۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک چیتیہ ایک بھیڑیا اور ایک لومڑی نے ایک بارہ سنگا ایک ہرن اور ایک خرگوش مارا۔ بھیڑئے اور لومڑی نے خیال کیا کہ چیتا اپنے آپ حصہ کرکے ہمارا حق ہمکو دیدیگا۔ اِس بات کو چیتے نے بھی معلوم کرلیا اور کہا کہ مین تمہارے دل کی بات جان گیا ہون اچھا بھیڑئے مین نے تم کو اپنا نائب مقرر کیا تم فیصلہ کردو بھیڑئے نے کہا کہ تو بڑا ہے اور بارہ سنگا بھی بڑا ہے اِس لئے یہ تیرا ہے اور مین درمیانہ ہون اور ہرن بھی درمیانہ ہے اِس لئے یہ میرا ہے اور لومڑی چھوٹی ہے اور خرگوش بھی چھوٹا ہے اس لئے یہ اوسکا ہے۔ بھیڑئے کی یہ بات سُنکر چیتا غصہ مین آگیا اور بولا کہ تو نے مجھے کیا سمجھا اور اپنے تئین کیا سمجھتا ہے جو میرے سامنے کہتا ہے کہ مین ایسا ہون اور یہ میرا حصہ ہے یہ مین میرا اور تو تیرا کیا کہتا ہے۔ تم کون اور کیا ہو اور اپنے کو کیا ظاہر کرتے ہو۔ اور تم میری نسبت کیا خیال کرتے ہو۔ اِدہر آؤ۔ اور بھیڑئے کو پاس بلا کر ایک تھپڑ مار کر بھیڑئے کو مار ڈالا۔ پہر لومڑی سے بلا

کداب تو حصّہ کر۔ اوس نے بھیڑیے کی حالت نگاہ عبرت سے دیکھی اور بولی کہ آپ بادشاہ اور مالک ہین یہ پارہ سنگا چونکہ بڑا جانور ہے اِس لئے آپکے صبح کے ناشتہ کے لئے موزون ہوگا اور ہرن چونکہ درمیانہ ہے دوپہر کی رسوئی کا کام دیگا اور خرگوش چھوٹا ہونے کیوجہ سے آپ کی شام کی بیالو ہو جائیگا۔ چیتا یہ بات سُنکر بہت خوش ہوا اور بولا کہ تونے یہ حکمت کس سے سیکھی۔ اوس نے عرض کیا کہ حضرت دور کہان جاؤن بھیڑیے کا حشر وانجام میری نگاہ کے سامنے موجود ہے۔ چیتے نے خوش ہو کر کہا تو نے انصاف کی بات کی اور اپنا آپا اور خودی نکال دی تو مجھکو بھی انصاف کرنا چاہئے اِس لئے یہ تینون شکار مین تجھکو بخش دیتے ہین اور شکار کر لونگا ؎

بکری جو مین مین کہے وہ تو گل کٹائے
مینا جو مین نا کہے سب ہی کے من بھائے

(۳۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ انتش کرن بطور انتر تنگ سبھا کے ہے جسمین چار آدمی شامل ہین یا یون کہو کہ ایک آدمی کے سپرد چار طرح کا فعل ہے۔

ایک شخص کسی بات یا کام کی تجویز پیش کرتا ہے دوسرا اوس پر خیال کرکے اوسکو مضبوطی دیتا ہے اور پختہ کرتا ہے تیسرا اوس کے نشیب فراز کو سوچکر رائے قایم کرتا ہے جو تہا اوسکو منظور کرتا ہے اوسوقت اوسکا عمل درآمد ہوتا ہے ویسی ہی من سے پیرنا ہوتی ہے اور چیت سے شئے مطلوبہ یا خیال زیر تجویز کو تقویت دیجاتی ہے اور بدہی سے اوسکے مفید یا غیر مفید ہونے پر رائے قایم کیجاتی ہے اور پھر اہنکار اوسکو اپنی ذات سے منسوب کرکے قبول کر لیتا ہے۔ اِس تجویز کے پرنام کا نام برتی ہے یعنی انتش کرن جس بات کو پیش کرکے وخیال کرکے وسوچکر اور مان کر قایم کرتا ہے۔ وہی برتی بنکر ظاہر ہوتی ہے اوس کے ظہور کا ذریعہ بانی ہے یہ بھی چار قسم کی ہے۔ پرا۔ پشینتی۔ مدہما وبیکھری پرا بانی ناہی مین رہتی ہے اور وہان سے انتش کے حکم یعنی

برتی کو لیکر چلتی ہے تو ہردے مین آکر ٹھہرتی ہے وہان سے پشینتی کا روپ دھارن کرکے آگے گلے تک حکم پہنچاتی ہے اور گلے مین مدہما ہوکر آگے چلتی ہے اور منہ تک آتی ہے اور پہر وہان سے بیکھری ہوکر باہر نکلتی ہے اوسوقت انتش کرن کے حکم کا ظہور ہوتا ہے جیسے آگرہ سے پیشاور کو تار دیا جاتے تو دہلی لاہور وغیرہ مقامون مین ٹھہر آتا ہے وہان وہ اخفا مین رہتا ہے لیکن پیشاور مین جس کے نام تار ہے اوسکو مل جاتا ہے اور کل حال روشن ہو جاتا ہے جاگرت سپن سکھوپت اور تریا جو چار اوستہا کہی ہین اون مین سے ہر ایک مین انتش کرن کا ہی ظہور ہوتا ہے مگر جس حالت مین اوس کا زیادہ قیام ہوتا ہے وہی حالت اوس جیو کی کہی جاتی ہے یعنی جس کے انتش کرن کا دڑہ ابہیاس جاگرت مین ہوتا ہے اوسکی اوستہا جاگرت مانی جاتی ہے۔ جب سپن مین زیادہ ہوتا ہے تو سپن اوستہا کہی جاتی ہے جس کے انتش کرن کا قیام اور زور سکھوپت مین زیادہ ہوتا ہے اوسکی سکھوپت اوستہا سمجھنی چاہیئے جسکی استھتی تریا مین زیادہ ہو تو اوسکو تریا اوستہا سے منسوب کرتے ہین۔

(۳۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ جو شخص آجکل کاروبار دنیاوی مین بڑا چالاک اور ہوشیار ہوتا ہے اور خوب طرح سے کتر بونت کر سکتا ہے اور طرح طرح کے نئے کام اور نئی نئی باتین ایجاد کر سکتا ہے اور بنا سکتا ہے وہ بدہیان کہلاتا ہے اور لوگ کہتے ہین کہ اسکی بدہی بڑی تیز ہے گو یہ بہی بدہی کا ایک دستے ظہور ہے لیکن بدہی کا گھر دور ہے۔ خواب غفلت سے جاگنے کے بعد جب تک انسان کو کسی دنیاوی اشیاء کا خیال نہو اور صرف اپنی ہستی کا خیال ہو وہ حالت بدہی سے کچہ کچہ مشابہ ہے جب بدہی کے جاننے اور سمجھنے مین ایسا مغالطہ کہا یا ہے تو پہر ضمیر کا سمجھنا تو بہت ہی مشکل بات ہے اور انہاور حالت اشراق کی تو بات ہی کیا کہی جاوے مگر آجکل تو کسی کے دل مین ذرا سا بہی کسی خیال کا ظہور ہوا اور اُسکو انہون الہام جو جی مین آتا ہے کہدیتے ہین۔

(۳۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ آدمیون کی بدہی تین طرح کی ہوا کرتی ہے۔(۱) تیلیہ۔
(۲) موتیا (۳) نمدا۔(۱) تیلیہ بدہی اسطرح کی ہوتی ہے کہ تیل کی ایک بوند بہی جیسے پانی
مین ڈالدو تو وہی آہستہ آہستہ پہیل کر تمام پانی کے اوپر پہیل جاتا ہے اور طرح طرح
کے رنگ اور نقش پیدا کرتا ہے اسی طرح سے تیلیہ بدہے والے اشخاص اشارے
مین بات سمجہ جاتے ہین اور ذراسی بات سنکر اون کی بدہی ایسے پہیلتی ہے اور اس
مین سے ایسے ایسے مضامین اور باتین بچار کر نکالتے ہین کہ رائی کا پہاڑ بنا کر کہڑا
کر دین اور بات کی تہہ تک پہنچ جاتین یہ اعلیٰ درجہ کی بدہی ہوتی ہے دوسری موتیا
بدہی کا یہ حال ہے کہ جیسے موتی مین جتنا چہید کیا جاتے اوتنا ہی قایم رہتا ہے اور
اوتنا ہی ڈورا اوسمین آتا ہے اسی طرح سے موتیا بدہی والے اشخاص جتنی بات سنتے
ہین اوتنی ہی دل مین رکہ لیتی ہین اور بڑہاوا اور پہیلا و نہین دیسکتے مگر اوسکو یاد رکہنے
مین پکّے ہوتے ہین اور بات کو گنواتے نہین یہ اوسط درجہ کی بدہی ہوتی ہے۔
تیسرے نمدا بدہی کی نمدے کی سی حالت ہوتی ہے کہ نمدے مین سوئی گہسیڑو تو چہید
ہو جاتا ہے اور نکال لو تو سمٹ کر چہید بند ہو جاتا ہے اسطرح سے جو بات اُن سے
کہی جاتے اوسوقت تو اون کی بدہی مین سما جاتی ہے اور بہت ٹہیک اور بہت
درست کہکر مان لیتے ہین مگر جہان اوس جگہ سے اوٹہے یا کچہ عرصہ گذرا بس پہر بلت
آئی گئی ہوئی گو اِس کان سے سُنی اور اوس کان سے نکالدی اون کے دِل پر
نقش نہین ہوتی اسی وجہ سے نہ تو وہ اوس پر عمل کر سکتے ہین نہ اوس سے
کوئی نتیجہ نکال سکتے ہین یہ ادنیٰ درجہ کی بدہی ہوتی ہے۔
(۳۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ دیس کال اور پاتر کے سنجوگ سے پرالبدہ کرم اپنے آن
موجود ہوتے ہین جیسے بچہڑا ہزارون گایون مین سے اپنی ماتا کو ڈہونڈہ لیتا اوسی طرح سے
کرم اپنے کرتا کو ڈہونڈ لیتے ہین۔

(۲۴) ایک روز زار ..... ایک شخص نے عرض کیا کہ سکام کرم مین آدمی اپنی خواہش اور تمنا پوری ہونیکے واسطے بڑی گرمجوشی سے محنت کرتا ہے اور اوس کام کو بڑی رغبت اور شوق سے انجام دیتا ہے اور جب تمنا پوری ہو جاتی ہے تو اوسکا اجر بھی ملجاتا ہے گویا دوگنی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس نسکام کرم رو رو کر بڑی بے رغبتی سے ہوتا ہے اور بعدہٗ چونکہ کوئی تمنا تو فاعل کو ہوتی نہین ہے اس لئے اوسکے خیالات کے مطابق اوسکا اجر بھی اوسکو کچھ نہ ملتا ہوگا روتے گئے چھینکتے آئے کی مثل ہوئی یہ سنکر آپنے فرمایا کہ ہمکو ایک نقل یاد آئی کسی شہر مین ایک بڑھی بیوہ رہتی تھی اوس کے ایک لڑکا تھا۔ چکی وغیرہ پیسکر اپنا اور اپنے لڑکے کا پیٹ بھرتی تھی ایک دن بادشاہ کی سواری نکلی دہوم دہڑکے اور ہل پوکار کی آواز سنکر یہ لڑکا بھی دیکھنے کو دوڑا۔ دیکھتا کیا ہے کہ ایک سواری نہایت شان وتجمل اور دہوم دہام سے چلی آتی ہے ایک زرق برق لشکر ہمراہ ہے ہاتھی گھوڑے اونٹ ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ وپیراستہ ہین۔ رتھ اور گاڑیون کی قطار لگی ہوئی ہے قسم قسم کے باجے بجتے ہین اور ایک بڑے شاندار رتھ مین بادشاہ سلامت سوار ہین جب سواری نکل گئی تو اوس نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ بادشاہ نے مجھ سے تو بات بھی نہین کی س پر سب نے اوس سے مخول اوڑایا کہ سبحان اللہ منہ بھی اسی لائق ہے کہ آپکی بادشاہ مزاج پرسی کرتے۔ یہ بات اوسکے دل مین چبھہ گئی اور اوسنے عہد کر لیا کہ اب بات تو جب ہی ہے کہ بادشاہ خود مجھ سے میرے حالات دریافت کرے۔ مگر جس کسی سے وہ اپنی بات کہتا وہی اوس سے ہنسی کرتا۔ ایک مرتبہ شہر سے باہر ایک فقیرون کی جماعت آکر ٹھری۔ یہ وہان جاکر فقیرون کی خدمت کرنے لگا اور اون کے کام کاج ایسی خوبی اور تندہی سے کرے کہ وہ لوگ اس سے بہت خوش ہوئے اور روانگی کیوقت اوس سے کہا کہ بھائی تونے ہماری خدمت کس نمت کری ہے اب

جو کچہہ تجہکو درکار ہے مانگ لے اوس نے ہاتہہ جوڑکر کہا کہ مہاراج میرا پیٹ منور تھہ ہے کہ بادشاہ
مجہہ سے یہ پوچہے کہ "کیون بہائی تیرا کیا حال ہے تو کیا چاہتا ہے" اگر یہ آپ پورا
کر سکین تو کر دیجئے۔ یہہ سنکر وہ بہی دنگ رہ گئے کہ یہہ کیسا منور تھہ ہے اور کہا کہ بیٹا
بیٹی دہن دولت جو درکار ہو مانگ لے یہ کیا فضول بات ہے اوس نے کہا کہ
فضول اور فائدہ مند جو کچہہ ہے یہی ہے اگر اسکو پورا کر سکو تو کر دو ورنہ اور کچہہ مجہکو
درکار نہین ہے۔ مہاتما نے کہا کہ اچہا ایک ترکیب تجہکو بتلاتے ہین او سکو کرنا۔ بادشاہ کا
فلان جگہہ جو محل بن رہا ہے تو کل سے وہان ٹوکری لیجا کر مزدوری کا کام شروع کر دے
اور خوب محنت اور دل سے کام کیا کر مگر جسوقت مزدوری بٹے اوسوقت وہان سے
چلدینا اور مزدوری ہرگز نہ لینا اگر کوئی مزدوری دینا چاہے تو اوس سے کہدینا کہ "
مزدوری مزدورون کو دو مین تو اپنے گہر کا کام کرتا ہون اسکی کیا مزدوری لون"
حسب ایما مہاتما صاحب لڑکے نے دوسرے روز سے اوس عمارت پر جاکر کام شروع
کر دیا اور ایسی محنت سے کام کرنے لگا کہ جتنی دیر مین اور مزدور ایک ٹوکری لاوین یہ
اوتنی دیر مین دو یا تین ٹوکری پٹکے۔ مہتمم اس کے کام کو دیکہکر بہت خوش ہوا اور سمجہا
کہ نیا مزدور ہے اس لئے اتنی سرگرمی سے کام کرتا ہے دو ایک روز مین یہ بہی وہی
ٹکے گز کی چال چلنے لگے گا۔ لیکن شام کو جب وہ مزدوری بانٹنے لگا تو اوسکو ہر چند
تلاش کیا اوسکا پتہ نہ ملا۔ آخرکار جب کئی روز اسکو اسی محنت سے کام کرتے اور مزدوری
لینے کیوقت غائب پایا تو اوس سے پوچہا کہ تم مزدوری کیون نہین لیتے تو اوس نے
مہاتما کی بتائی ہوئی بات کہدی۔ یہ سنکر مہتمم کو اور بہی تعجب ہوا اور اوسکو کئی مرتبہ
مزدوری دینی چاہی مگر ہر وقت اوس نے یہی جواب دیا۔ یہہ بات رفتہ رفتہ بہت سے
آدمیون کے کان تک پہونچ گئی۔ ایک روز بادشاہ سلامت خود محل کے ملاحظہ کیلئے
تشریف لائے اور جتنی دیر وہان ٹہرنے کا اتفاق ہوا اوسکو برابر آتے جاتے دیکہکر پایا

کہ یہہ مزدور بڑا محنتی ہے اس نے ذراسی دیر مین کس قدر چکر لگائے ہین - آج اس کو کچھ زیادہ مزدوری دینا - ہتھم نے عرض کیا کہ حضور اسکا عجب حال ہے اسکو قریب دو تین ماہ اسی محنت اور مشقت سے کام کرتے ہوگئی اور ہر وقت ایسی ہی سرگرمی سے کام کرتا ہے اور طرفہ تر یہہ معاملہ ہے کہ مزدوری نہین لیتا بلکہ یہہ کہتا ہے کہ یہ تو میرے گھر کا کام ہے اسکی کیا مزدوری لون - بادشاہ کو یہ سنکر بڑا تعجب ہوا اور لڑکے کو بلا کر کہا کہ کیون بھائی تیرا کیا حال ہے اور تو کیا چاہتا ہے اپنی مزدوری کیون نہین لیتا بس یہہ بات سنکر لڑکا ہاتہہ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور بولا کہ سرکار آج مین نے اپنی سب مزدوری بھر پائی اب کچھہ باقی نہین ہے - یہہ جواب سنکر سب متعجب ہوئے اور دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ میرا یہ منور تہہ تہا کہ آپ خود مجھہ سے یہ کہین کہ "کیون بھائی تیرا کیا حال ہے تو کیا چاہتا ہے"، وہ آج آپ کی زبان سے سن لیا اب مجکو کچھہ درکار نہین بس یہ ایک تمنا تہی سو پوری ہو گئی - اس بات سے بادشاہ کو حیرت ہوئی کہ یہہ کوئی عجیب آدمی ہے اسکی کوئی بات سمجھہ مین نہین آتی - اس نے ذراسی بات کے واسطے اتنی محنت اوٹھائی اور خوش ہوکر اوسکو اپنے ہمراہ لے گیا اور ایک خاص عہدہ پر مقرر کر دیا - اوس نے اوس عہدہ کا کام ایسی خوش اسلوبی اور تندہی سے انجام دیا کہ بادشاہ کے دل مین جگہ ہو گئی اور اتفاق سے وزارت کا عہدہ خالی ہونے پر اوسکو اپنا وزیر بنا لیا - اور بعدہٗ اپنی اکلوتی لڑکی کی شادی بھی اوسکے ساتھہ کر دی جب بادشاہ کی مرگ کا وقت قریب آیا تو چونکہ اوس کے کوئی اولاد نرینہ نہ تہی اسلئے اس داماد کو ہی سلطنت سپرد کی - یہ فرما کر سری مہاراج کہنے لگے اگر وہ لڑکا مزدوری لیتا تو دو ماہ کی مزدوری زیادہ سے زیادہ بیس روپیہ ہوتی - اور دیکھو صرف دو ماہ کے نسکام کرم کرنے سے ایک بیوہ کا لڑکا بادشاہ بن گیا تو کیا خدا کی درگاہ مین نسکام کرم فضول جائیگا -

(۳۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ او تم کرم کرنیسے ہردا شدہ ہوتا ہی اور شدہ ہردے کی نشانی ہے کہ پرمیشر کے چرنون مین پریتی ہو اور پریتی کی یہہ پہچان ہے کہ وشیونکا تیاگ ہوجاوے

(۳۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک غریب شخص نے کسی سادہو کو بہوجن کیواسطے نیوتہ دیا مگر اوس وقت اوس دنیادار کے گہر مین کچہہ بہی موجود نہ تہا۔ یہان تک کہ ساگ مین ڈالنیکو نمک بہی گہر مین نہ تہا اس لئے الونا ساگ بڑے بہاؤ کے ساتہہ سادہو کے سامنے رکہدیا اوس نے اوسکو کہا کر آشیرباد دیا جسکی وجہ سے اوسکو بڑی دولت نصیب ہوئی یہان تک کہ اوس شہر کے حاکم کو بہی اوسکی دولت وحشمت دیکہکر رشک پیدا ہوا اور فقیر کی دعا کا حال معلوم کرکے اوسکو ڈہونڈہوا کر بولایا اور اپنی رسوئی مین کہانا کہلایا حاکم کی رسوئیے نے گرم گرم کہانا اوسکو دیا۔ فقیر کو ہاتہہ پر کہانا رکہکر کہانے کی عادت تہی جس کی وجہ سے اوسکا ہاتہہ جلنے لگا جب فقیر کہانا کہا چکا تو قدرت الہی سے حاکم کے گہر پر ایسی آگ برسی کہ کل مکان جل کر تباہ ہوگیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نسکام کرم کرنیکا نتیجہ اور ہوتا ہے اور رشک سے جو کام کیا جاتا ہے اوسکا پہل اور ہوتا ہے۔

(۳۷) ایک روز تہوار دیوالی پر کئی شخصون نے آکر عرض کیا کہ مہاراج یہان پر پیشتر ایسا جوئے کا کہیل ہوتا تہا کہ ہزارون کے وارے نیارے ہوجاتے تہے۔ ہارے جواری تو افیون کہاتے تہے۔ جیتے ہوئے گلچہرے اوڑاتے تہے۔ اس طوفانِ بے تمیزی مین بہت لوگ برباد ہوجاتے تہے مگر جب سے آپنے درشن دیا ہے آپکے چرن کمل کی برکت سے سب راہ راست پر آگئے ہین اور وہ کہیل بالکل بند ہوگیا ہے بلکہ جو تین شخص کہیا اور سرغنہ تہے اونہون نے تو بالکل قسم ہی کہالی ہے اور آپ کے خاص مریدون مین سے ہوگئے ہین۔ آپنے یہہ سنکر اُن تینون صاحبون کو بلاکر فرمایا کہ کیون صاحب کیا ابکی دیوالی خالی جائیگی جُوا نہین کہیلوگے فلان جگہ پر فلان فلان شخص آپ کے بہت منتظر ہین جائے شوق کیجئے۔ دو صاحبون نے عرض کیا کہ مہاراج اب ہم نے

تو قسم کہا لی ہے کہ جوا نہین کہیلین گے۔ تیسرا حکم کی تعمیل کو راضی ہو گیا مگر روپیہ پاس نہونے کا عذر پیش کیا آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو صرف اکتیس روپیہ جوا کہیلنے کو دیدیے جاوین فوراً اوسیوقت اوسکو روپیہ دیدئے گئے روپیہ دلوا کر فرمایا کہ جاو جوا بیشک کہیلو مگر ہار جیت کو مساوی سمجہنا۔ اول الذکر دو صاحبون مین سے ایک سے فرمایا کہ اگر آپ نے خود جوا کہیلنے کی قسم کہائی تو خیر نہ کہیلئے لیکن مبلغ گیارہ روپیہ فلان شخص کو دیدیجیے وہ جوا کہیلے گا اور آپ بہی اون کے ہمراہ جاوین۔ اُنہون نے فوراً وہ رقم اون صاحب کو دیدی اور اون کے ساتہ ہو لیئے۔ تیسرے صاحب سے فرمایا کہ آپ اگر جوا نہ کہیلین تو نہ سہی مگر وہان جاکر ضرور بیٹہیے اور تمام رات وہین جواریون مین گذارئے۔ وہ بہی حسب الحکم سری مہاراج روانہ ہو کر جواریون مین جاکر بیٹہہ گئے دوسرے دن تینون اصحاب جب حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا کہ اب ان سب کی قسم پوری ہو گئی نہ معلوم کیا مصلحت تہی جو یہ کارروائی کرائی گئی۔

(۳۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک مہاتما کسی استہان پر تپسیا کر رہے تہے وہان پر ایک لڑکا آیا اوس کے سنسکار دیکہکر اونہون نے معلوم کر لیا کہ یہ بڑا ہونہار ہے اور اوس پر نظر توجہ کرنے لگے وہ روز اون کی خدمت مین حاضر ہوا کرتا تہا۔ لڑکے کے والدین کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اس خیال سے کہ کہین یہ فقیر نہ ہو جائے اور گرہستی نہ تیاگ دے اوسکی روک تہام کرنے لگے اور بہت تشدد کیا مجبوراً لڑکے نے جانا بند کر دیا کچہہ عرصہ کے بعد پہر ایکدفعہ لڑکا وہان جا نکلا اوسوقت ایک اور فقیر اون مہاتما کے پاس بیٹہے ہوئے تہے۔ لڑکے کو دیکہکر بولے "یہ تو کچہہ ہے" مہاتما نے جواب دیا کہ "ابہی کچہہ نہین" لڑکا وہان سے چلا گیا تو فقیر صاحب نے پوچہا کہ یہ لڑکا تو ہونہار دکہائی دیتا ہے آپنے کیسے فرمایا کہ ابہی کچہہ نہین۔ تو اونہون نے فرمایا کہ جو کچہہ اسکو ملنے والا ہے امانت مین رکہا ہوا ہے۔ پہلے اِس کے کرمون کے بہوگ زبردست ہین اون کا

پہل ہوگئے اوسوقت اسکو دیا جاویگا۔ لڑکے نے اوس روز سے فقیر کے پاس جانا
بند کردیا۔ اور ایسا وشی ہوگیا ہے پھنس گیا کہ بہت ہی خرابی کی۔

(۲۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ مذہبی کتابوں مین کرم کی بڑی شرح لکھی ہے گویا جتنی کتابین ہین سب کرم اور اوس کے طریقہ کا پسارا اور بستار ہین۔ لیکن سنتون نے کرم کی دو قسم کی ہین۔ ایک جو اس جیو کی ذات یعنی آپ کے متعلق ہے اور دوسرا جس کا تعلق اورون کے ساتھ بیوہار مین ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ جس کرتوکر کے یہ جیو اپنے مالک کے نزدیک پہونچتا جاوے وہی اصلی یعنی پرمارتھی شبھ کرم ہے اور جو کرتو کہ اسکو اپنے مالک کے چرنون سے دور ڈالے وہی اشبھ کرم ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اورون کے ساتھ من بچن کرم کرکے اسطرح برتاؤ کرے کہ جیسے یہ جیو چاہتا ہے کہ اور لوگ اس کے ساتھ برتاؤ کرین یہ بیوہاری شبھ کرم ہے اور اس کے خلاف برتاؤ کرنا بیوہاری اشبھ کرم ہے۔ پرمارتھی کو مناسب ہے کہ اسی قاعدے کے موافق اپنا پرمارتھی اور بیوہاری کرم درست کرے۔

کرم کا استھان آنکھون کا مقام ہے یعنی جب سرت جاگرت اوستھا مین آنکھوں کے مقام پر پہنچتی ہے تب من اور اندریون سے باہرمکھی کرتوت بنتے ہین اسلیے جیسے بنے تیسے بھگتی اور ابھیاس کرکے سرت کو آنکھون کے استھان سے اوپر اور بھیتر کی طرف چلاوے اور چڑھاوے جس قدر چڑھائی ہوگی اوسی قدر کرم تھکتا جائیگا رفتہ رفتہ جب ترکٹی کے مقام سے سرت اوپر چڑھ جائیگی تو نہ کرم ہوجائیگا اور پاپ پن کا بھاگی نہ رہیگا۔ اور اوس پر کرم اور کال کا بس نہ چلیگا جیسے دو اہلکار برابر کے درجہ کے کسی کچہری مین ملازم ہون اور اون مین آپس مین نا اتفاقی ہو اور ایک دوسرے کے درپے آزار ہو لیکن اگر اون مین سے کوئی ترقی کرکے اوس محکمہ کے اعلیٰ افسر کی پدوی یا بڑے لاٹ یا وزیر یا اوس سے بھی بڑے درجہ تک ترقی کرکے پہنچ جائے تو پھر دوسرے

آدمی کا اوس پر کیا بس چل سکتا ہے اور جو کچھہ غلطی یا قصور اوس سے ملازمت کی حالت مین سرزد ہوتے ہین اوسکو اب کون ان کی سزا دینے بیٹھتا ہے۔

(۴۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ کرم تین قسم کے ہین۔ ایک سنچت دوسرا پرالبدہ تیسرا کریمان سنچت جو آئندہ جنموں مین بھوگنے جائینگے۔ پرالبدہ جو اس جنم یعنی دیہہ مین بھوگنے پڑینگے۔ کریمان وہ جو اس جنم مین بنتے ہین اور جنکا پہل کچہہ اب (اسی جنم مین) اور کچہہ آئندہ (آگے کے جنموں مین) بھوگنا پڑیگا۔ جب تک یہ تینون قسم کے کرم نہ کٹ جاوین اوسوقت تک پورا اودھار جیو کا ممکن نہین۔ دہیان اور بھجن کا طریقہ جو بہت ہی سہل اور آسان ہے اوسکا بڑا بہاری فائدہ یہ ہے کہ تینون قسم کے کرم اوس سے ایک ساتھہ کٹتے چلے جاتے ہین۔ اندر گھٹ مین جو چیتن آکاش ہے اوس مین سب سنچت کرمونکا نقش موجود ہے۔ بھجن کے ذریعہ سے جبکہ جیسے سرت اور من اوس آکاش منڈل سے گذر کرتے ہین وہ کرم زندہ ہو کر گہڑی اور پل مین اپنا بھوگ دیتے ہین اور کرمونکا بیدا اپنا صاف ہوتا چلا جاتا ہے جیسے سوتیکے وقت گھنٹے دو گھنٹے مین ہی آدمی بیٹھے بیٹھے کیسی کیسی رنج یا خوشی اوٹہاتا ہے جو جاگرت مین اسقدر جلد نہین ہو سکتی۔ دوسرے پرالبدہ کرمون کا اثر بہ سبب نت ابہیاس چڑہائی من اور سرت کے بہت کم ہوجاتا ہے یعنی جب سرت آنکہہ کے مقام پر جیسے جاگرت اوستہا مین بیٹھتی ہے اوسوقت سنسار اور دیہہ کے دکہہ درد اور چنتا اور فکر سب بیاپتے ہین۔ اور جب سرت کی دہار اپنے انتر مین متوجہ ہوتی ہے اور کہنچ جاتی ہے جیسے گہری نیند مین یا غش یا گہرے نشہ مین اوسوقت دیہہ اور سنسار کے دکہہ سکہہ بہت کم بلکہ بالکل نہین بیاپتے اسی طرح سے جسقدر ابہیاس کرکے سرت کا انتر مین کہنچاؤ اور چڑہائی ہوگی اوسی قدر پرالبدہ کرمون کا اثر کم معلوم ہوگا۔ تیسرا کریمان اول تو ست سنگ اور سچے ابہیاسی مالک کی اپدیش سنتا اور ابہیاس مین نقصان اور

ہرج کا خوف کہا کر بُرے کاموں سے ہمیشہ پرہیز کرتا رہیگا کیونکہ جب کبھی ناقص فعل سرزد ہوگا اُسروز اُسکو اس میں معمولی آنند نہیں معلوم ہوگا اِس خوف سے جس سے بھجن میں بھنگ پڑنے دور رہیگا دوسرے سچی سرن کے خیال سے جو کچھ کام کریگا اوسکا نتیجہ مالک کی موج پر چھوڑ دیگا اور جب فعل کے کرنیکا ابھمان نرہا تو اوسمیں بندھن بھی نہیں ہو سکتا اسطرحسے کرم کرنیسے چھٹکارا ہو

(۴۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ کرم کی دو قسمیں ہیں نشیدہ اور وِہت (۱) نشیدہ ناقص کرم کہلاتے ہیں جن کے کرنیکی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے جیسے حسد۔ سہو کا چوری یہ دل کو کثیف کردیتے ہیں اور جذبات اور روحانی احساس کا خون کردیتے ہیں (۲) وہت کرم وہ ہیں جن کے کرنیکا حکم آچاریوں نے دیا ہے اسکی چار قسمیں ہیں۔ اول نت کرم جو جسمانی تندرستی۔ دل کی جیتی وغیرہ کا فائدہ دیتا ہے مثلاً اشنان۔ سندھیا۔ ورزش۔ دویم سپاتک۔ جو سوسائٹی کے کسی اصول پر قایم کئے گئے ہیں ان کے نہ کرنے سے پاپ اور کرنے سے کوئی پن نہیں جیسے بزرگوں کی تعظیم سوادھیا۔ البتہ ان کے کرنے سے اخلاق درست ہوتا ہے سیوم پرائچیت جو کسی پاپ کے دور کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے جیسے برت تپ وغیرہ اسکا مطلب کوئی اچھا زبردست خیال دل میں پیدا کرنیکا ہوتا ہے تاکہ بُرے کرم کی گلانی دور ہو۔ چہارم۔ کامیہ کسی خاص غرض کی تکمیل کے لئے کیا جاتا ہے۔ جیسے یگ۔ ہون۔ کامیہ کرم کو جب بلا کسی ذاتی مفاد یا غرض کے کیا جاتا ہے وہ نشکام کرم ہے۔

(۴۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ مالک کو رحیم منصف دونوں صفتوں سے منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ یہہ دونوں ضدین ہیں لیکن اسکا حال اسطرح پر ہے کہ جو باتیں خاص اوسکی ذات پاک سے متعلق ہیں مثلاً کوئی شخص اوسکو گالی دیتا ہے یا نقصان ہونے پر کہہ اوٹھتا ہے کہ ہے خدا تیری درگاہ میں آگ لگے وغیرہ تو اس بات میں وہ

رحم سے کام لیتا ہے اور اوسکی سزا کی فکر نہین کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اُس کی مور کہتا ہے اور ایسا کہنے سے مالک کا نقصان ہی کیا ہوتا ہے لیکن جو معاملات دوسرون سے تعلق رکہتے ہین جیسے ایک فریق کو کسی سے گزند پہونچا اور وہ مالک کی درگاہ مین اوس کی شکایت پیش کرتا ہے تو اوس صورت مین انصاف کرنا ہوتا ہے رحم کام مین نہین لایا جاتا۔ یہان دنیا مین بہی یہی دستور ہے کہ حاکم کے پاس مدعی جو دعوے کرتا ہے اوس مین اوسکو انصاف کرنا پڑتا ہے رحم کو کام مین نہین لاتا لیکن اگر کوئی بات اوس کے متعلق ہو یعنی کسی نے اوس کی ہتک کی ہو یا کسی معاملہ مین کچہ زیادتی کی ہو تو اوس کو اختیار ہے کہ وہ اوس کو رحم کی نگاہ سے ٹال دے اور اکثر بڑے آدمی ایسا کرنے اور کہنے والون کی پرواہ ہی نہین کرتے پہر خدا جو سب سے بڑا اور بااختیار ہے وہ کب بدلا لینے کا خیال اوٹہاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرے بدلہ لینے کے قابل ہین۔

(۴۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ پرالبدہ اور پرشارتھ ایسے ہین جیسے پرندکے دو پر ہوتے ہین اگر دونون پر درست ہون تو اوڑنا ممکن ہے اسی طرح سے پرالبدہ و پرشارتھ دونون سے کام سدہ ہوتا ہے۔ علاوہ برین اگر دونون پر درست بہی ہون مگر شاریک بل نہو تو پرندہ اُڑ نہین سکتا اِس لئیے پرشارتہہ اور پرالبدہ کے علاوہ کام کرنے کی درست تدبیر اور ٹہیک عمل ہونا چاہیئے اِس ٹہیک عمل کو سمیک گیان کہتے ہین جو مرشد کی تعلیم اور پیر باخبر کی ہدایت سے حاصل ہوتا ہے اگر صرف پرشارتہہ سے کام بنتا ہوتا تو آج کے دن تمام سادہو شدہ اور تمام دار دری راجہ بن جاتے مگر صرف پرشارتہہ ہی سے کام نہین بنتا بلکہ پرالبدہ پرسارتہہ اور سمیک گیان تینون سے کام درست ہوتا ہے۔

(۴۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ چوری دہاڑہی لوٹ مار وہو کا فریب سب کچہ انسان

اس دولت کو حاصل کرنے کے لیے ہے مگر اکل حلال اور محنت شاقہ سے کمائی ہوئی
دولت ایسی چیز ہے کہ اوس تک ایسے لوگونکا ہاتھہ مشکل سے پہنچتا ہے۔ روایت ہے کہ کسی مسلمان
نے بہت محنت اور مشقت سے تین سو اشرفیان جمع کین اور اون کو ایک گھڑے
مین بند کر کے تھیلی مین رکھکر بیٹھا سوچ رہا تہا کہ اسکو ایسی جگہ رکھون کہ بہت محفوظ ہو
اتنے مین کسی نے باہر سے آواز دی وہ جلدی مین گھڑا وہین چھوڑ کر باہر چلا گیا اور اپنی
بیوی سے کہہ گیا کہ نہانے کو پانی گرم کر رکھو۔ اتفاق سے گھر مین پانی بالکل نہ تہا وہ باہر
کھڑی دیکھہ رہی ہتی کہ کوئی آدمی آوے تو پانی منگواؤن۔ اتنے مین ایک گوالا گائے
بیل لیکر نکلا عورت نے اوس سے کہا کہ بہائی مجھکو پانی کی سخت ضرورت ہے ایک
پیسہ لے اور ایک گھڑا پانی لادے وہ شخص راضی ہو گیا تو عورت نے جلدی مین وہی
اشرفیون والا گھڑا اوٹھوا دیا۔ آگے جا کر جب اوس نے گھڑا دیکہا اور اشرفیان معلوم
ہوئین تو اوس کے دل مین پاپ آگیا اور وہ گھڑا لیکر واپس نہ آیا اور سوچنے لگا کہ
ان اشرفیون کو کہان رکھون جو بالکل محفوظ رہین۔ گنوار کی عقل گدی مین ہوتی
ہے یہ بات عقل مین آئی کہ تھیلی ایک بیل کو کہلا دو جب ضرورت ہوگی اوس کے پیٹ
سے نکال لونگا غرض ایک موٹے سے بیل کو چنک کر تھیلی ایک اوس کے منہ مین ٹھونس
دی مگر چوری کے خیال سے یہ بہید کسی پر ظاہر نہ کیا شام کو اوسکا لڑکا آیا اور کل
بیلون کو باپ سے لیکر گھر چلا راہ مین اشرفی والے کسان نے اوس بیل کو پسند کر کے اوسکا
مول کیا اور قیمت ٹھیرا کر خرید لیا۔ جب کسان گھر پر آیا تو اشرفیون کا گھڑا ندارد عورت
نے کل ماجرا بیان کر دیا۔ آخر رو دہو کر بیٹھہ رہا۔ دوسرے دن اوس بیل کی قربانی کی
اور معدہ اور آنتین صاف کر رہا تہا کہ تہیلی کل اشرفیون کی برآمد ہوئی اللہ کا شکر کیا
اور آئندہ اوس تہیلی کو حفاظت کے خیال سے گلے مین لٹکا کر رکہنے لگا ایکدن کسی
تالاب پر کپڑے اوتار کر نہایا کپڑے توپہن لیے مگر تہیلی وہین پر رکھی بہول آیا ایک چرواہا

اوس جگہ جانوروں کو پانی پلانے آیا اور تھیلی کو دیکھکر اوٹھا لیا۔ کسان کو جب خیال آیا تو تالاب پر چڑھ گیا ہر چند تلاش کیا تھیلی نہ پائی۔ وہ گڈریہ تھیلی لیکر ایک کنوئین پر بیٹھا تھا کہ چند آدمی ادہر کو گذرے اُنکو دیکھ کر خوف ہوا کہ کہین یہہ تھیلی چھین نہ لین اسلئے وہ تھیلی کنوئین مین ڈالدی اور سوچا کہ جب ضرورت ہوگی نکال لیجاونگا۔ اتفاق سے وہ کسان اوسی کنوئین پر پانی بھر رہا تھا کہ اوسکی بگڈی کنوئین مین جا گری اوسکو لینے اندر اُترا اور وہ تھیلی بھی پڑی ملی۔ خدا کا شکر ادا کیا اور گھر لاکر عورت سے یون کہ مال جمع کرنے سے کھوتا ہے اور پھر رنج ہوتا ہے اسلئے آئندہ جمع نہ کرینگے اور اُن اشرفیون کو خرچ کرنا شروع کر دیا۔ ایکدن وہ گڈریہ اس کسان کے گھر آیا اور اپنا قصہ بیان کیا کہ مجھکو تین سو اشرفیون کی تھیلی ملی تھی وہ سوارون کے خوف سے مین نے فلان کنوئین ڈالدی مگر جب کنوئین مین دیکھی تو اب وہان نہین ہے کوئی نکالکر لے گیا۔ کسان نے کہا کہ تھیلی تو کنوئین مین سے مین نکال لی تھی اور اوسمین سے بہت اشرفیان تو مین صرف کر چکا ہون مگر خیر جو بچی ہین وہ تو لیجا اوسوقت سو اشرفیان بقایا تھین وہ کسان نے چرواہے کو دیدین اوس نے ایک لکڑی اندر سے پولی کرکے اوسمین رکھلین اور ہر وقت لکڑی ہاتھہ مین رکھتا تھا۔ ایکدن کسی دریا مین پانی پینے جھکا ہاتھہ سے لکڑی چھٹکر دریا مین گری اور بہہ گئی آگے جا کر اوسی کسان کو تیرتی ہوئی ملی گھر لے گیا اور کسی دن اوس لکڑی کی چیل چھال کر رہا تھا کہ پھٹ گئی اور اشرفیان برآمد ہوئین۔ اوس نے اپنے صرفہ مین لائین چند روز بعد وہ چرواہا اوس کسان کے گھر پھر آیا اور اشرفیان گم ہونیکا حال بیان کیا اوسوقت کسان نے کل ماجرا اوس کو سنا کر کہا کہ بھائی وہ اشرفیان میری تھین اور گھوم پھر کر آخر میرے ہی پاس آگئین چونکہ میری محنت کی کمائی تھی اِس لئے اُلٹ پھیر کر بار بار میرے ہی پاس آئین۔

(۴۵) ایک شخص نے ارشاد ہوا کہ نیک کمائی بہت پھلتی پھولتی ہے۔ روایت ہے کہ مارواڑ کے کسی گاؤن مین ایک پٹھان اور ایک برہمن آپس مین بہت بڑے دوست تھے۔ تنگی اخراجات سے پریشان ہوکر دونون تلاش روزگار مین دھلی چلے آئے پٹھان نے شاہی باورچی خانہ مین نوکری کرلی۔ انواع واقسام کے لذیذ کھانے ملتے تھے۔ اور بالائی آمدنی بھی کافی تھی۔ تھوڑے عرصہ مین ہی خوب موٹا تازہ اور مالدار ہوگیا۔ برہمن کسی وزیر کے ہان روٹی پکانے پر ملازم ہوگیا۔ وزیر صاحب کچھ دستکاری کرتے تھے اور اوس سے جو کچھ پیدا ہوتا اوسی سے اون کی رسوئی کا خرچ چلتا تھا صرف ایک قسم کی دال اور روٹی اون کی رسوئی مین پکتی تھی۔ برہمن کو تنخواہ بھی ماہ بماہ نہین ملتی تھی۔ غذا بھی مقوی نہ تھی۔ لہذا کمزور ہوگیا۔ جب کبھی دونون دوست

آپس مین ملتے تو پٹھان برہمن سے مخول کرتا کہ تو کیسے کنجوس نا دہند کے ہان نوکری کری
ہے۔ جب پٹھان نے خوب روپیہ پیدا کر لیا تو رخصت لیکر وطن جانیکا خیال پیدا
ہوا اور تاریخ مقرر کرکے برہمن کو اطلاع دی کہ اگر تمہارا خیال ہو تو ہمراہ چلے چلو برہمن
نے وزیر صاحب سے رخصت مانگی اونہون نے منظور نہ کی جب تاریخ مقررہ آئی
تو برہمن نے عرض کیا کہ حضور میرا ایک دوست وطن کو جا رہا ہے اگر حکم ہو تو کچھہ
بال بچون کیواسطے بھیجدون۔ وزیر صاحب نے جیب مین ہاتھہ ڈالا اتفاقاً اوس
وقت صرف دو پیسہ اون کی جیب مین تھے وہ اونہون نے نکال کر برہمن کو دیدئے
غریب برہمن بڑے آدمی سے کیا کہہ سکتا تھا ع۔ قہر درویش بر جان درویش
خاموش ہو گیا۔ سوچا کہ دوست سے جا کر مل تو لین۔ بازار سے گذر رہا تھا کہ انار بکتے
ہوتے دکھلائی پڑے۔ سوچا کہ مارواڑ مین انار بالکل نہین ہوتے یہی بھیجدیجا تین
دو پیسے کے ۱۰۔۱۲ انار مل گئے وہ لیجا کر اپنے دوست کو دیدئے اور کل ماجرا سنادیا
پٹھان سفر کرتے کرتے جب مارواڑ مین پہونچا تو کسی بڑے شہر مین رات کو قیام کیا چورون
نے سرائے مین سے اوسکا مال و اسباب چرا لیا۔ وہ انار کپڑے مین بندہے ہوئے
کھونٹی پر ٹنگے تھے اون کو نہ لے گئے۔ بیچارہ بہت پریشان تھا کہ اب کیا کرے اور گھر کس
طرح سے پہونچے۔ اوس شہر مین جو بڑا ساہوکار تھا اوسکا اکلوتا لڑکا سخت بیمار تھا اور مرض
مہلک مین مبتلا تھا۔ حکیم نے بتلایا کہ اگر اسکو انار کے دانے فی الفور کھلائے جاوین تو زندگی
کی اُمید ہے۔ ڈھنڈورا پٹوا دیا گیا کہ جو کوئی انار لاکر دیوے اوسکو بہت کچھ روپیہ دیا جاویگا
پٹھان نے اوس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور وہ انار لیجا کر ساہوکار کو دئے۔ لڑکے کو کھلائے
گئے اور شفا ہوئی۔ اوس نے زر کثیر اون اناروں کی عوض پٹھان کو دیا اوس روپیہ سے
خرچ کرتے ہوئے وطن پہونچا باقی جس قدر رقم بچی تھی وہ سب برہمن کے وارثون کو دیدی
اور یہ کُل حال لکھکر چٹھی برہمن کے پاس بھیجدیا کہ اب تم کو نوکری کی ضرورت نہین ہے

کافی روپیہ ہوگیا ہے گھر واپس چلے آوے۔ اوس برہمن نے وزیر صاحب سے کل حال عرض کیا
اور دریافت کیا کہ یہہ دو پیسہ کیسے آپنے دئے تھے کہ جسکی بدولت اتنی دولت مجھکو مل گئی
اونہون نے جواب دیا کہ مین شاہی خزانہ کے روپیہ کو اپنے ذاتی صرفہ مین نہین لاتا
اپنی دستکاری اور محنت شاقہ کی کمائی سے جو روپیہ ملتا ہے اوسی سے کام چلاتا
ہون۔ تم نے بہت ایمانداری سے کام کیا تھا اِس لئے مین نہین چاہتا تھا کہ شاہی
خزانہ کے روپیہ سے تم کو تنخواہ دیجاوے۔ لہذا مین نے اپنی محنت کی کمائی سے ہی
دو پیسہ دیدئے تھے لیکن مین اِس بات کو جانتا تھا کہ یہہ دو پیسہ تمہاری عمر بھر کے لئے
کافی ہون گے۔ اب اگر تم گھر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ برہمن اون سے رخصت ہوکر
جب گھر آیا تو پٹھان نے اوس روپیہ کی جو اوس کے صرفہ مین آگیا تھا معذرت چاہی
برہمن نے کہا کہ جو کچھ روپیہ تم وصول کرکے لائے ہو اوس مین سے نصف کے
تم مستحق ہو کیونکہ اگر تم کسی طرح کی خیانت کرتے تو اوسکا حال مجھکو کیا معلوم ہوسکتا
تھا۔ دراصل اون دو پیسون مین سے جو میری تنخواہ کی عیوض مجھکو ملے ہین صرف
ایک پیسہ میری عمر بھر کے لئے کافی ہوگا باقی ایک پیسہ تم اپنے کام مین لاؤ اور اس
نیک کمائی سے فائدہ اوٹھایا۔

(۴۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ آتم درشن کیواسطے ابھیاس کرنا ایسا ہے جیسا پہاڑ
پر گیند پھینکنا جو لڑھک کر بار بار نیچے چلی آتی ہی۔ اگر خوب مستعدی کے ساتھ زور سے
پھینکی جاوے یا پہاڑ پر کچھہ اوپر چڑھ کر پھینکی جاوے اور کوشش اور تدبیر سے پہاڑ
کے پار جا پڑے تو پھر اس طرف لڑھک کر واپس نہین آتی ؎

دیدار دلربا کا دیوار قہقہہ ہے
جو اوس طرف کو جھانکا وہ اِسطرف کہان ہے

(۴۷) ایک روز ایک صاحب نے عرض کیا کہ جو کرم ہم نے آگے کیے ہیں اُنکے اثر کو ہم بغیر
ہو گئے مٹا سکتے ہیں یا نہیں ۔ کیونکہ اس کل کارخانہ کو خیالی اور فرضی اور وہمی مانا گیا ہے تو کل فعل
بھی خیالی سمجھنے چاہئیں جب ہم نے خیال پختہ سے ایک بات کو نشچہ کر لیا تو اگر اوتنے ہی زور کا
مخالف خیال اُٹھائیں تو اوس پچھلی باسنا یعنی خواہش کو رد کیوں نہیں کر سکتے ۔ سری مہاراج
نے فرمایا کہ پیشتر جو خواہشیں اُٹھائی گئیں تھیں اور اون کو پختہ کیا گیا ہے اوس کا
تخم دل میں جڑ پکڑ گیا ہے اس لئے اسباب موافق پیدا ہونے پر ضرور پھل دیگا
لیکن اگر گیان اور ابھیاس کی مخالف آگ سے اوس تخم کو جلا دیا جائے
تو یہ بات ممکن ہے کہ وہ کرم اپنا پھل نہ دیں جیسا بالمیک جی مہاراج کا معاملہ
ہوا کہ اونہوں نے جو لوٹ مار ۔ چوری ۔ دھاڑی کری اوس کا پھل کہیں ثابت
نہیں ہوتا مگر یہ بات نادرات سے ہے اور ناممکن نہیں تو بہت ہی کم ممکن ہے ۔

---

(۴۸) ایک روز جناب رائے صاحب دیوان متھرا داس جی بیرسٹر و چیف جج نے عرض کیا کہ سری مہاراج
ہم آپ کے بچے ہیں اور آپ کے سہارے پڑے ہیں ۔ آپ ہم سے بھجن پوجن کی تکلیف
کیوں اُٹھواتے ہو ہم کو ہمیشہ نزلہ لگا رہتا اور درد سر رہتا ہے ۔ ہم کو تو کرپا کر کے ویسے
ہی سب کچھ عطا کر دو ۔ آپنے فرمایا کہ ایک شاہ خرچ امیر آدمی کی لڑکی کی کسی امیر آدمی
کے ساتھ جو بڑے اعتدال سے اخراجات کرتا تھا شادی ہوئی ۔ یہ لڑکی اپنے باپ کے
ہاں خوب خرچ کرنے کی عادی تھی سسرال میں جاکر ہر ایک چیز کھانے پینے تک کی اعتدال
سے ملنے لگی ۔ لڑکی بڑی تنگدل ہوئی اور یہ تجویز سوچی کر بیماری کا بہانہ کر دیا ہے تو شاید

اچھا کمانے پہرنے کو ملے گا۔ درد سر کا بہانہ کیا وہان بجائے اچھا کہانے کے اور پرہیز کی تاکید ہوئی نہیر تو بہت گہبرائی۔ جب عرصہ تک درد سر جاری رہا تو اوسکے سسر نے پوچہا کہ یہہ تکلیف تم کو مانیکہ مین بہی ہوتی تہی یا یہان آکر ہوئی ہے اور اگر وہان ہوتی تہی تو کیا علاج کیا جاتا تہا۔ لڑکی نے کہا کہ مجھکو یہہ تکلیف بہت عرصہ سے ہے اور وہان سے گہر ہی ہوتی تہی۔ وہان چہٹانک موتی پیسکر اور شہد مین قوام کرکے کہلاتے تہے۔ اوس کے سسر نے کہا کہ تم نے پہلے سے یہ علاج کیون نہین بتلایا اتنی تکلیف ناحق اُٹھائی اب بہت سی دوا تیار کرکے رکہہ لو تا کہ جب کبہی درد سر ہو فوراً استعمال کر لیجائے دوا بنانیکا انتظار اور توقف نہو اور نوکر کو حکم دیا کہ سوا سیر موتی اس کے سامنے بیٹھکر کہرل مین پیسو۔ فوراً سوا سیر موتی منگوا کر لڑکی کے سامنے پیسنے شروع ہوئے اور اوسی انداز سے شہد منگوا لیا گیا۔ رات کو لڑکی نے سوچا کہ یہہ شخص تو بڑا کنجوس تہا آج اس قدر موتی کس طرح سے نکال دے اور اپنے پتی سے ذکر کرنے لگی اوس نے بہی کہا کہ آج تمہارے درد سر کی دوا مین اس قدر روپیہ صرف ہوا ہے۔ پتاجی سے کہدو کہ تہوڑی دوا بنوا لین۔ جب اون سے ذکر ہوا تو وہ بولے کہ دیکہو بہائی ہم نے تمام روپیہ اپنی محنت شاقہ سے پیدا کیا ہے اور ہمارا جسم ایسا عادی ہوگیا ہے کہ جب تک زندہ رہین گے کچہہ نہ کچہہ پیدا کرکے ہی کہائین گے اور روکہی سوکہی کہا کر ہی گذارہ کرنے کی عادت ایسی پڑگئی ہے کہ ہمارا نفس اب زیادہ نہین بہڑکتا یہہ جو کچھ روپیہ پیسہ جمع کیا ہے سب تمہارے آرام و آسائش کے لئے ہے چاہو سب آج اُڑا دو چاہے تہوڑا تہوڑا کرکے خرچ کر لو لیکن روک ٹوک صرف اس لئے ہے کہ تم کو اسکی قدر معلوم ہوجاوے اعتدال سے کام مین لاؤگے تو اس سے تم عمر بہر آرام پاؤگے اور جو تم کو اس نعمت کی قدر معلوم نہو تی تو بیجا اسکو صرف کر دوگے اور پیچہے پچہتاؤگے یہہ سنکر جناب رائیصاحب خاموش ہوگئے اور پہر کبہی ایسا ذکر نہ کیا۔

(۴۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ گیا نوان جو سنت ہین اور ست شاستر جو برہم مدیا ہے اسکے
مطابق پرجتن یعنی تدبیر و کوشش کرنیکا نام پرشارتھہ ہے۔ سنت وہ ہے جسکو سب
لوگ بھلا سادھ کہتے ہین اور ست شاستر وہ ہے جس مین برہم کا برنن ہو۔ یہہ جیو جو
ست سنگ کرتا ہے اور ست شاستر کو بچارتا ہے اور پہر بہی سنسار کیطرف لگتا ہے
تو اوسکا پورب کا سنسکار بلی ہے اِس سے استہر نہین ہو سکتا ایسا جانکر پرش پر
جتن کا تیاگ نہ کرے۔ پورب کے سنسکار سے برخلاف نہین ہو سکتا پر نت پورب کا
سنسکار بلی بہی ہو اور ست سنگ کرے اور ست شاستر کو کام مین لاوے تو پورب
کے سنسکار کو پرش پرجتن سے جیت لیتا ہے۔ جب پورب سنسکار کا نام پرالبدھ
ہوا تو پرش پرجتن ہی پرالبدھ ہے اور یہی دیو ہے۔ دیو اپنے پرشارتھہ ہی کو کہتے ہین اور
پرشارتھہ ہی کرم ہے اور کرم کا بیج باسنا ہی اور باسنا من سے ہوتی ہے اور من روپی پرش
جس کی باسنا کرتا ہے وہی اوس کو ملتی ہے۔ منکھہ کو پرتہم تو یہ کرنا چاہئیے کہ اپنے
برن اور آشرم کے شبہ دہرم کرم پر چلے اور اشبہ کو تیاگ کرے پہر سنتونکا سنگ اور
ست شاستر کا بچار کرے اون کو بچار کر اپنے گن دوش کو بہی بچار کرنا چاہئیے کہ ان
رات مین کیا شبہ اور اشبہ کیا ہے آگے پہر گن دوشون کا ساکشی ہو کر سنتوکھ
دہیرج۔ بیراگ۔ بچار اور ابہیاس وغیرہ جو گن ہین اون کو بڑہاوے اور جو دوش
ہین اون کا تیاگ کرے۔ اِس سے راجس سے ساتوک ہو کش کا بہاگی ہوتا ہے
اور اس سے انتہکرن شدہ ہوتا ہے تب پرم آنند روپ تتو کو پاتا ہے۔ اسی سلسلہ
سے باسنا کو تیاگ کرے کہ پہلے شاستر کے برخلاف تامسی باسنا کو تیاگ کرے پہر شبہ
کی باسنا کو تیاگ کرے۔ اور میتری یعنی برہم بہاؤ سے کسی مین درودھ نہ کرنا۔ کرونا یعنی
دکھی پر دیا کرنا۔ مدتا۔ دہرماتما پرش کو دیکہکر خوش ہونا۔ اپیکشا یعنی پاپی کو دیکہکر
اوداسین رہنا پر اوسکی نندا نہ کرنا اس نرمل باسنا کو انگیکار کرے اور پہر انکا بہی

ہردے سے تیاگ کرکے انکا اہمان نہ رکھنا چاہتے - اگر باہر سے انکا بیوہار ہو تو بھی ہردے
سے جگت مین گن کی باسنا تیاگ کرچکا تر باسنا رکھنی چاہتے پیچھے اسکو بھی من بدھ کے
ساتھہ ملا ہوا تیاگ کرنا تب جس سے باسنا تیاگی ہے وہی رہیگا پھر اسکو بھی تیاگ کرنا۔

سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک
ترکِ دنیا ترکِ عقبیٰ ترکِ مولیٰ ترکِ ترک

پہلے بچار پوربک بیراگ ہونا چاہیئے تاکہ سنت جنون کی سنگت اور ست شاستر ونکے
بچار سے منکو نرمل کرے جب من نرمل ہوگا تب سوجھتا سے پورن ہوگا اور بیراگ اپجیگا
جب بیراگ ہوگا تب گیانوان گرو کے پاس جائیگا جب گرو اپدیش کرین گے تب دہیان
اور ارچن آوک کرم سے اور برہم ابھیاس سے پرم پد کو پاوے گا چت مین آتم پد کی
چنتنا کرنا آپس مین سمجھنا پرانون کی چیشٹا اور آتم پد کے منن کا نام برہم ابھیاس ہے - یہہ
سمان کرم ہے - دوسرا لشیکہہ کرم ہے جو اپنے آپ سے پیدا ہوتا ہے اور وہ سمجھہ لیتا
ہے جیسے درخت سے پھل گرے اور کسی کو مل جاوے تیسے ہی گیان اپنے آپ سے
مل جاتا ہے مگر اسکو بھی اوسکا پورب کا کرم سمجھنا چاہیئے جنکا یہ جنم انت کا ہوتا ہے
اون مین نرمل گن جو بیدنے کہے ہین یعنی مترتا سب جیوون پر دیا کرنی - سو تیا یا سدا
پرس رہنا - مکتتا ہردے مین سدا سمتا بہاؤ رہنا اور کوئی چھوبھہ نہ اوٹھنا - آرتیا شاستر کے
مطابق چلنا - گیا یتیا - گیان ہونا وغیرہ آکر اکٹھے ہوتے ہین - وہ شخص راجس ساتوکی ہے
ان سب کامون کو کرتا ہے پرنت اوس کے ہردے مین ہان اور لابھ کا راگ دویش
نہین ہوتا ہر حال مین یکسان رہتا ہے اور اس ٹیک سے وہ پرم پد مین استہت
ہوتا ہے -

(۵۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ پرشارتھ کے چار بھید ہین - (۱) ناحاصل شے کے حاصل
کرنے کی کوشش کرنا (۲) حاصل شدہ شے کی اچھی طرح حفاظت کرنا (۳) محفوظ شے کو اچھی

طرح بڑھانا (۴) بڑھی ہوئی شے کو علم حقیقی کی ترقی اور رفاہ عام مین خرچ کرنا۔
(۵۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے سامنے چند آدمی ایک دہوبی کو لا اور اوسکی
شکایت کی کہ اس نے تمام آدمیون کو تنگ کر رکہا ہے اور بہت دکھ دیتا ہے حضرت
کی زبان مبارک سے نکلا کہ یہہ آج شام تک مرجائیگا۔ دہوبی وہان سے آکر کپڑے
دہونے چلا گیا جب اوس کی لڑکی اوس کے لیئے کہانا لیکر گہاٹ پر پہونچی تو وہان کوئی
فقیر کامل ہوکے آپہونچے اور دہوبی سے روٹی کا سوال کیا دہوبی نے ایک روٹی دی
جس کو کہا کر فقیر نے دعا دی کہ تیرا بہلا ہو۔ دہوبی نے اون کو بہوکا سمجہکر دوسری روٹی
بہی دیدی جسکو کہا کر اونہون نے فرمایا کہ تیری ناگہانی آفتین دور ہون۔ دہوبی نے اونکو
اور بہوکا سمجہکر تیسری روٹی بہی دیدی جس کو وہ کہا کر بولے کہ تیرا دل برائیون سے پاک
ہوجاوے یہہ کہکر وہ تو چلے گئے۔ شام کو دہوبی صحیح سلامت گہر آگیا تو کل آدمی جمع ہوکے
حضرت عیسیٰ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ حضرت دہوبی تو ابتک زندہ ہے اُسوقت
حضرت نے ازراہ باطن کل حال معلوم کرکے دہوبی کو معہ کپڑون کی گٹھری کے طلب کیا
اور گٹھری کہلوائی تو اوسکے اندر سے مار سیاہ نکلا۔ آپنے فرمایا کہ جسوقت اسکی نسبت
ہماری زبان سے نکلا تہا کہ یہہ شام تک مریگا اوسیوقت اِس سانپ کو کاٹنے کا حکم دیا گیا
تہا مگر فقیر کی دعا سے اِس سانپ کا منہہ بند ہوگیا مگر اب یہہ وہ دہوبی نہ رہا اب اسکا دل
برائیون سے پاک صاف ہوگیا اور آئندہ یہہ تم کو تکلیف نہ دیگا مطلب یہ ہے کہ
زمانہ حال مین اچہے کام کرنے سے ماضی کے برے کامون کی اور اون کے اثر کی
تلافی ہوجاتی ہے اور آئندہ کے لیئے بہتری بہی ہوسکتی ہے۔
(۵۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی مریض کو حکیم نے دوا دیکر کہا کہ تم اسکو شہد مین ملاکر
کہانا وہ دوا لیکر گہر آیا شہد تلاش کیا نہ پایا تو سوچنے لگا کہ شہد نہ سہی تو کسی اور ہی
میٹہی شے مین ملاکر دوا کہا لینی چاہیئے اور گڑ مین ملاکر دوا کہائی بجائے فائدہ کے

جب نقصان ہوا تو حکیم صاحب کے سر ہوا۔ اونہون نے پوچھا کہ دوا کیسے کہائی تہی تو جواب دیا
کہ شہد تو ملایا نہین مین نے سوچا کہ گڑ اور شہد دونون ہی میٹھی ہوتی ہین اِس لئے
گڑ مین ملا کر دوا استعمال کرتی تہی۔ اِسی طرح سے بہت سے آدمی ابہیاس کو جس
طرح سے کہ بتایا جاتا ہے نہین کرتے بلکہ اپنی ودیا اور بدہی سے اوس مین نئی نئی
ایجاد کرکے کام کرتے ہین جب کام نہین بنتا تو فقیرون کے پاس شکایت لاتے ہین
اور اون کے طریقہ کی نندا کرتے ہین مگر اپنے قصور پر نگاہ نہین کرتے۔

(۵۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ بو علی شاہ قلندر نے ایک کتاب مین کچہہ نسخے کیمیا کے
رقم فرمائے۔ ایک شخص نے اون مین سے ہر ایک نسخے کو آزمایا مگر کیمیا تیار نہوئی
تو جناب شاہ صاحب کو اولہنا دینے اور غلط نسخہ تحریر کرنیکی بابت کچہہ کہنے سننے کو روانہ
ہوا جب اون کی مکان کے دروازہ پر پہونچا تو دیکہا کہ ایک بڈہا شخص وہان بیٹہا ہوا ہے
اون سے شاہ صاحب کی نسبت دریافت کیا وہ روشن ضمیر تہے سب حال سمجہہ گئے اور
کہنے لگے کہ حضرت شاہ صاحب تو کسی گاؤن کو چلے گئے ہین شاید کل آجاوینگے
مین اونکا ملازم ہون آتے آپکے ٹہرنے وغیرہ کا بندوبست کردون یہ کہکر اندر لے گئے اور
بٹہال دیا اور شام تک کہانے پینے کی خبر نہ لی جب شام ہوگئی تو اوس سے کہنے لگے
کہ میان صاحب جب کبہی حضرت شاہ صاحب باہر تشریف لیجاتے ہین تو کچہہ
سامان فی کس کے حساب سے تول ناپ کر رہا ونکی خاطر تواضع کے لئے مجہے دیجاتے ہین
اور آنکر اوسکا حساب سنبہال لیتے ہین اب کی مرتبہ کہچڑی کا سامان دیگئے ہین
اگر آپ خود تیار کرنا چاہین تو سامان وزن کرکے دیدون اوسکو خوب بہوکہ لگی تہی
راضی ہوگیا اونہون دال چانول مصالحہ لکڑی حتی کہ پانی تک تول کر دیدیا اور کہدیا
کہ اسی سامان مین کہچڑی تیار ہوگی اور کچہہ چیز یہان سے نہ مل سکے گی اوس نے
سامان لیکر چولہہ پہونکنا شروع کیا کچہہ لکڑیان تو دہندک دہندک کر چل گئین کچہہ

پانی سے دال چانول دہو لیئے تھا یا کہچڑی مین ڈال دیا اور چولہے پر چڑہا دی چونکہ
آگ بغیر اندازے کے جلائی تہی سلکڑیان پہلے ختم ہوگیین اور کہچڑی تیار نہ ہوسکی
کچہہ دیگچی کے پیندے مین لگ گئی کچہہ پانی اوپر بہر گیا اور چون کی تیون کچی رہ گئی
اب بیچارہ چولہہ پہونک پہونک کر پریشان ہوکر بیٹہہ رہا مگر کہچڑی تیار نہ ہوئی
جب خوب سر مار چکا تو حضرت بولے کہ کیا خوب مین نے ہر ایک چیز تول ناپ کر اندازے
کے مطابق دی تہی پہر بہی تم سے کہچڑی جیسی معمولی چیز تیار نہو سکی تو تم کیمیا کیا خاک
تیار کر سکتے ہو اوسکی اجزا ء تو تم نے اپنے ہاتہہ سے تولے ہون گے پہر حضرت
نے اوتنا ہی سامان لیکر اوس کے سامنے کہچڑی تیار کرکے دکہا دی اور فرمایا کہ
وہ کتاب بہی نکالو اور جس نسخہ کو تمہارا جی چاہے آزما کر دیکہلو درست ہوتا ہے یا نہین
اوس نے کئی نسخون کا تجربہ کیا تو درست تیار ہوگئے پہر فرمایا کہ اگر کوئی پوچہی باچ
لین تو پنڈتون کو کون پوچہے۔ اگر تم خود کیمیا کتاب دیکہکر تیار کر سکتے ہو تو ہماری
کیا ضرورت تہی۔ اور اب تم کو ہم نے تیار کرکے دکہلا دیتے ہین مگر پہر بہی تم خود تیار
نہین کر سکتے۔ اگر اس کے سیکہنے کا شوق ہے تو کچہہ روز ہمارے پاس رہو جب
اس کا گر تم کو سمجہایا جاوے گا اوسوقت تم اِس لایق ہوگے کہ خود کام کر سکوگے
اب باوجود اِس کے کہ ہر ایک نسخہ تحریر ہے اور ترکیب بہی لکہی ہوئی ہے مگر پہر بہی
بغیر گر یا مرشد کے جب علم کیمیا ہی نہین آسکتا تو علم الٰہی کا گہر دور ہے۔ جو شخص
کتاب دیکہکر سیکہنے کی کوشش کرین اون صاحبون کو اِس پر غور کرنا چاہیے
(۴۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کے پاس ایک بیل ایسا زبردست و تیار
تہا جیسے چہوٹے ہوئے سانڈ ہوتے ہین۔ وہ اوس کا تماشا دکہلاتا تہا اور اوس سے
اپنی روزی کماتا تہا۔ ایک کرتب اوس نے یہ کیا کہ بیل کی طرف پیٹہہ کرکے اور سر جہکا کر
کہڑا ہوگیا اور کچہہ اشارہ کیا کہ بیل نے اگلے پیر اوسکی گردن پر اور پچہلے پیر اوسکی

گھر پر رکہدتے اور اُس آدمی پر سوار ہوگیا۔ اور باوجود اسقدر بوجہ اوپر ہونیکے بہی اُس آدمی کے چہرہ سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ اوسپر کچہہ بہی اوسکا اثر نہین ہے۔ اور پہر اوس شخص نے اپنے دونون ہاتہہ اوس کے چارون پیرون کے گرد کرکے اُس سانڈ کو اوپر اُٹہا لیا اور بڑی دیر تک اِس طرح لئے کہڑا رہا جیسے کوئی چہوٹے بچہڑے کو گودمین اوٹہا لیتا ہے سب تماشائیون نے اوس سے اسکی بابت دریافت کیا تو اوس نے کہا کہ مجہکو اسکی عادت ہوگئی ہے اور بات اسطرح پر ہے کہ جسوقت میرے گہر مین گائے بیاہی اور یہ سانڈ پیدا ہوا تہا تب ہی سے مین اس سانڈ کو گودمین اُٹہا کر روزمرہ مکان کے اُپر کی منزل پر لیجاتا اور روزمرہ صبح اُسکو گودمین اوٹہا کر نیچے لے آتا تہا۔ یہ رفتہ رفتہ بڑہتا گیا اور مین نے بہی وہ کام برابر جاری رکہا حالانکہ اب یہ اسقدر بڑا ہوگیا ہے مگر اُس اُبہیاس کیوجہ سے اب بہی مین اسکو گودمین اُٹہا کر زینہ پر چڑہ سکتا ہون جب شریر کے ابہیاس کا یہ نتیجہ ہے تو من کے اُبہیاس کا تو کہنا ہی کیا ہے

کرت کرت ابہیاس کے جڑمت ہوت سُجان
جون رسری آوت جات سے سل پر پڑت نشان

(۵۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ اپنشدون مین لکہا ہے کہ انسان اپنی خواہشون کے مطابق بعد مرنے اُن مقامات مین پیدا ہوتا ہے جہان وہ خواہشین پوری ہوسکین ترشنا یعنی خواہش انسان کو بار بار اس عالم مین لاتی ہے جب تک اِس عالم کی اشیاء کی خواہش اور اون کے ساتہہ دل بستگی باقی ہے تب تک اِن خواہشون کے پورا کرنیکے لئے یہان آیا ضروری ہے خواہش ایک قلبی قوت ہے جو اپنی کشش سے انسان کو وہان لیجاتی ہے جہان اِس کے پورا ہونیکا سامان مہیا ہے اگر کسی شخص سے پوچہا جاوے کہ تم یہان کیون رہتے ہو تو یقیناً وہ یہی جواب دیگا کہ یہان چند تعلقات تمہ کے سامان اسطرح کے ہین جو دوسری جگہ جانے سے روکتے ہین گو چند روز کے لئے بضرورت کاروبار یا بغرض سیر و تفریح دوسری جگہ بہی جانیکا اتفاق ہوتا

ہے مگر تعلقات کیوجہ سے پھر پھر کے پھر اپنے ٹھکانے پر آنا پڑتا ہے اسی طرح جب تک اس عالم کے تعلقات دل میں موجود ہیں اوسوقت تک انسان کے یہان آنیکی ضرورت ہوتی ہے۔

(۵۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ آواگون یعنی تناسخ کے مسئلہ پر بہت سے مذہبوں کا اختلاف ہے جہان ہندو مذہب اور ہندو فلسفہ کے پیروکار اوسکو مانتے ہین۔ وہان اہل سلام بڑے زور شور سے اس کے مخالف ہین اور اوسکی تردید کرتے ہین اور اسی طرح پر دیگر مذہبون کا بھی آپس مین بہت کم اتفاق ہے اس لئے اس بارے مین کچھ رائے ظاہر کرنا سودمند نہین ہوسکتا کیونکہ ابتک جس قدر پیشوا دین اور سنت مہاتماؤن نے اس معاملہ مین سب کا اتفاق کرانے کی کوششین کین اون مین کوئی بھی پوری طرح سے کارگر نہوئین جب پیشواؤن کی کوششونکا یہ نتیجہ ہوا تو اہل قلم کی بات کا تو اثر ہی کیا ہونا تھا۔ اور اثر نہ ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک فرقہ اور مذہب کے آدمی اپنے اپنے کو سب سے بڑا اور بزرگ سمجھتے ہین اور بڑے بنکر دوسرے پر رائے ظاہر کرکے فیصلہ کرنا چاہتے ہین بھلا اسطرح سے فیصلہ کیسے ہوسکتا ہے فیصلہ تو اوسوقت ہو جب دوسرے کو بڑا سمجھکر اوسکی بات مانے یا کسی تیسرے گروہ کو منصف مقرر کرکے اوس کے فیصلہ کو منظور کرے مگر ایسا کرنے مین سبکی سمجھی جاتی ہے تو اسکے سوائے اور ہو ہی کیا سکتا ہے۔ دیگر شاید قدرت کا منشا ہی ایسا ہی ہو کہ یہ مسئلہ کبھی پورے طور سے حل اور طے ہونے ہی نہ پائے۔ اور بات تو یہ ہے کہ اسکے طے کرنے کی کوئی ضرورت ہی معلوم نہین ہوتی کیونکہ اگر دراصل آواگون ہوتا ہے تو منکر فرقون کے انکار کرنے سے وہ بند نہین ہوسکتا اور اگر نہین ہوتا ہے تو اقراری گروہون کے ماننے سے وہ جاری نہین کیا جاسکتا اور جب یہ فعل انسانی کوشش سے باہر اور اختیار قدرت پہ منحصر ہے تو اس مین سر پچانے اور فضول دوسرون کے

دل دکہانے اور زبردستی منوانے یا انکار کرانیکی ضرورت ہی کیا پڑی ہے جو مذہب اس سے انکار کرتے ہین وہ بہشت مین پہونچنے یا نجات حاصل کرنیکا ذریعہ عبادت ٹہراتے ہین اور جو اسکو مانتے ہین وہ بہی اس سے رہائی پانے اور مکتی حاصل کرنیکا ذریعہ وسیلہ بہجن ہی بتاتے ہین گویا بہجن ہی مقدم چیز ہے جس کے وسیلہ سے آرام ابدی حاصل ہوسکتا ہے اس لئے متلاشیان آرام ابدی کو سب قیل اور رگڑے جہگڑے چہوڑکر بہجن اختیار کرنا چاہیے جس سے تمام دکہہ درد دور ہووین اور سچدانند کی ہدایتی ہووے تمام جیوؤن کی فطرتی خواہش اور طبیعت کا جہکاؤ آرام ابدی حاصل کرنے پر ہے اور حتی الامکان ہر ایک جی توڑکر اوسکے پانیکی کوشش کرتا ہے مگر بہت کم ایسے ہوتے ہین جو اسکو حاصل کرسکتے ہین اوسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ شخص دنیا کی ناپائیدار اور فانی چیزون مین اسکی تلاش کرتے ہین اور بہلا جو چیز خود فانی ہو اوس سے آرام ابدی کیسے حاصل ہوسکتا ہے ایسے شخصون کو چاہیئے کہ تمام پیشواؤن اور رہبرون اور سنت مہاتماؤن کے اتفاق راستے سے سچدانند یعنی سرور ابدی حاصل کرنیکا ذریعہ جو بہجن اور عبادت قرار پایا ہے اوسی ذریعہ سے اوس کی تلاش کرین اور اگر ہٹ وضد کرکے اور چند روزہ فائدہ کو مدنظر رکہکر دوسری طرف لگے رہے تو خیر اون کی مرضی ع۔

جیسے کنتہا گہر رہے ویسے رہے بدیس

جب اون چیزون مین مدعا اصلی حاصل نہ ہوسکیگا تو مایوس اور ہراسان ہوکر کسی نہ کسی دن دہرم دہکے کہا کر یہہ طریقہ اختیار کرلین گے مگر بہت سے ایسے شخص ہین جو صرف بہجن کو ہی مکتی یا نجات کا ذریعہ مانتے ہین اور اوسکو کرنا بہی چاہتے ہین مگر یہہ اون سے بن نہین سکتا اون کیے معاملہ کی ایک صورت تو یہی ہے کہ وہ خود چتین ہین مگر کاغذی رہنما اور گرو یعنی کتاب اور پوتہیون سے جو جڑ پدارتھ

ہین سبق سیکہنا اور پہن کا طریقہ معلوم کرنا چاہتے ہین اوسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کتاب کے نام
کو رٹ رٹ کر مرجاتے ہین مگر جس آنند کی اس قدر تلاش ہے اوسکا شمہ برابر بہی
اونکو حاصل نہین ہوتا۔ وہ یہہ نہین جانتے کہ پوتہی پستک تو صرف شوق پیدا کرنے
اور جو باتین اون مین لکہی ہین اونکی طرف توجہ دلانیکے واسطے بنائی گئین ہین تاکہ
انسان اون کو پڑہ کر اون باتون کی پوری پوری تلاش اور جستجو کرے اور
بہیدی سے بہید لیکر اپنا کام بنالیوے اور اسی وجہ سے ہر ایک مذہب اور ملت کی
کتابین اوسی دیش بہاشا مین لکہی ہوتی ہین اور لکہی جاتی ہین جس دیش مین
وہ مذہب جاری ہوا تہا تاکہ وہان کے لوگ اوسکو اچہی طرح سمجہکر اوس سے فائدہ
اوٹہا سکین بعدہٗ اگر اوس مذہب کا دائرہ ایسا وسیع ہوجاوے کہ اوسکے پیروکار دیش
دیشانترین پہیل جاوین تو پہر اون کتابون کا وہان کی دیش بہاشاؤن مین بہی ترجمہ
کیا جاتا ہے تاکہ وہ سب لوگ بہی مستفیض ہوسکین یا کبہی زمانہ کی رفتار اور گردش
فلکی سے کسی دیش کی بہاشا ہی بالکل مردہ ہوجائے یا اوس کے اصطلاحات بالکل
بدل جاتین تو پہر اوس مذہب کے اچاریہ اُن کتابون کو موجودہ زمانہ کی بہاشا مین
ترجمہ کرتے ہین جیسے پیشتر کسی زمانہ مین ہندوستان مین سنسکرت دیش بہاشا
تہی اسکو دیو بہاشا بہی کہتے ہین وید وغیرہ متبرک و مقدس کتابین پہلے اسی بہاشا
مین قلمبند ہوئین جب زمانہ کی گردش اور عرصہ دراز کی وجہ سے اصطلاحات کی تبدیلی
اور رواج سے پیشتر کی سنسکرت مین تبدیلی ہوگئی اور وہ کتابین عام فہم مین نہ آنے
لگئین تو سری ویاس جی مہاراج نے دواپر جگ کے آخیر مین اوسوقت کی پرچلت
سنسکرت مین ویدون کا ترجمہ کیا اسیوجہ سے اونکا نام وید ویاس ہوا اور پہر اوسکو
چار حصون مین منقسم کیا۔ اول رگ۔ دویم یجر۔ سویم شام۔ چہارم اتہرین۔ یہ حصہ گویا
ایک ہی کتاب کی چار جلدین تہین اِس مین پرا اور اپرا یانی یعنی امور دینی و دنیوی

کے انتظام کا قانون قلم بند تھا پھر ملک کی آب ہوا اور عام طور پر وہان کے باشندون
کی جسمانی و روحانی حالت و ترقی کا لحاظ کر کے ان چارون حصون کو ملک کے چارون
اطراف یعنی پورب - دکھن - پچھم - اور اوتر کیواسطے رائج کیا اور پھر جس طرح سے
ملک کی زبان بدلتی گئی اوسی طرح پران کتابون کی زبان رائج الوقت مین ترجمے
ہوتے رہے چونکہ ملک کے مختلف حصون مین بہی مختلف بہاشا تین رائج ہوگئین جیسے بنگال مین بنگالی
گجرات مین گجراتی پنجاب مین گرکہی وغیرہ ان کے اختلاف کیوجہ سے مختلف اوقات
مین ان زبانون مین بہی ترجمے ہوتے اور مختلف مترجمون کے خیالات اور اون کی
راؤن کیوجہ سے اُن کے ترجمون مین بہی تہوڑا بہت اختلاف ہوگیا - اور پُران قران
وغیرہ مین بہی اکثر بہت سی باتین ہین جن مین اختلاف نظر آتا ہے اون کو بہی
اسی طرح پر سمجہنا چاہیئے کیونکہ دور دور از فاصلہ اور اوس ملک کی آب و ہوا مین زیادہ
اختلاف ہونیکی وجہہ سے وہان کے واسطے قانون بہی یہان سے کچہ جدا درکار تہا
اب جس طرح سے قانون کی کتاب خود فیصلہ نہین کرسکتی بلکہ فیصلہ کرنیکے لئے کوئی
قانون دان شخص ہونا چاہیئے - اسی طرح سے بہاگوت وگرنتہ خود گرو کا کام نہین
دے سکتے البتہ اون کے نفس مطلب کی تلاش کا خیال و شوق دل مین پیدا کرسکتے
ہین - علاوہ برین ایسی کتابین بہی مشکل سے دستیاب ہوتی ہین جن مین مسلسل
طور پر ابہیاس کے طریقہ درج ہون - بہگوت گیتا جو سب سے زیادہ مستند کتاب سمجہی جاتی
ہے خود اوسکا یہہ حال ہے کہ بات کا سر یہان تو پیر وہان - پہر ویدون و اپنشدون
و شاسترون کے جو حوالے دئے ہوتے ہین اون کو دیکہے بغیر گیتا پڑہ کر کوئی شخص یوگ
ابہیاس نہین کرسکتا اگر کوئی کرنے کی کوشش بہی کرے تو نتیجہ یہہ ہو کہ ع

دیکہا دیکہی سادہے جوگ
چہیجے کایا باڑہے روگ

اگر پاتنجل کے لوگ شاستر کی تلاش کرے تو پھر اوس کے پڑہانے اور سمجہانے والے
کا ملنا مشکل پڑہانیوالا عامل نہوا تو پھر بھی وہی خرابی رہی اور ان کتابون کے دستیاب
کرنے مین روپیہ کا بھی پورا پورا صرفہ ہی جس کو ہر ایک شخص برداشت نہین کر سکتا
اور ان کے پڑہنے اور سمجہنے کیواسطے دقت بھی کتنا چاہیئے۔ جب لوگ کا یہ حال ہی
تو دوسرے طریقونکا بھی ایسا ہی حال سمجہنا چاہیئے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کتاب پڑہ
کر مدعا اصلی حاصل نہین ہو سکتا اور یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اگر کسی علم و ہنر
کو حاصل کرنا ہو تو اوس کے لیئے ضرور گرو یا اوستاد بناتے ہین اور جو لوگ بغیر
گرو کیئے اِدہر اُدہر سے کچہہ سیکہہ جاتے ہین وہ لے بہا گو کہلاتے ہین اور اُنکو کمال
حاصل نہین ہو سکتا مثل ہے کہ نگرے کی ددیا کام نہین آتی جب معمولی علوم و
فنون بغیر گرو کے حاصل نہین ہوتے تو پھر ویدانت جو ودیا کا انت ہے۔ اور
علم خداشناسی ہی کیسے سیکہا جا سکتا ہے۔ دوسرے لوگ اِس قسم کے ہین جنہون
نے خاندانی ٹیک کے مطابق گرو کر لیا اور پرم سنت یا پورے سادہ کی تلاش نہ کی
تو اوس کے کام بننے کی بھی اُمید نہین۔ ع

پیرے کہ خود گم است کرا رہبری کند

وہ لوگ مورت پوجنے اور تیرتھ کرنے کی ہدایت کرتے ہین اور جگیا سو عمر بہر مندر و
مسجد مین سر مارتے ہین۔ پانی مین جیسے جاتے ہین ویسے ہی اشنان کر کے باہر
آجاتے ہین نہ کچہہ صفائی باطن ہوتی ہے نہ کچہہ دل کو شانتی و آنند پراپت ہوتا ہو
بلکہ آجکل تیرتھ یاتراؤن مین جو باتین رائج ہین اور جو کام ہوتے ہین اون کے
پاپ اور تاپ کا اولٹا بوجہہ سر پر چڑہا لاتے ہین۔ روزہ و برتون کا جو حال ہے وہ بھی
کسی سے پوشیدہ نہین ان سے اصلی مراد یہ ہے کہ بھوک کی تکلیف کا حال معلوم ہو
تاکہ غریب و فاقہ کشون کے ساتہہ رحم اور ہمدردی کا خیال پیدا ہووے اور نفس کشی

بھی ہو مگر ابتو برت کے دن روزمرہ سے زیادہ تکلف کا کہانا بنتا ہے کہاتے بھی اتنا ہین کہ منہ سے نکلنے لگے اسوجہ سے اس قسم کے لوگ بھی تہک کر کمر کہول دیتے ہین - البتہ اون مین سے جو سچے ارادتمند اور متلاشی ہوتے ہین اون پر سنت مہاتما کرپا کرکے اپنے تئین پرگسٹ کر دیتے ہین ع جوئندہ یابندہ - اور اون کو بہجن کا طریقہ اور راستہ بتلا دیتے ہین لیکن انکے سچے دربار مین جگیا ستون سے نہ چڑہاوا مانگا جاتا ہے نہ بھینٹ پوجا طلب ہوتی ہے اور بہجن کا طریقہ بھی ایسا سہج و آسان اور سیدہا ہوتا ہے کہ بہت لوگونکا تو اوس پر نشچے ہی نہین جمتا اولٹا یہہ سمجہتے ہین کہ انہون نے ہم کو ٹال دیا ہے ہمنے ایسی محنتین اور مشقتین اوٹہائین اور روپیہ برباد کیا - تیرتھ - برت چرت - جپ تپ - روزہ نماز - حج - زکوٰۃ سب کچہہ کئے بہلا جب اوس سے کچہ آنند پراپت نہ ہوا تو بہر اس سے کیا ہونا ہے اِسطرح سے بے اعتقاد ہوکر کسک جاتے ہین بعض ایسے شخص ہین جو اپنی عمر و درجہ - مرتبہ کا لحاظ کرکے مہاتما اون کی بتائی ہوئی جگت کی حسب ایماء مرشد کمائی نہین کرتے - بلکہ اپنی بدیا اور بدہی سے اوس مین کتر بونت کرکے اور کچہہ کتابون کی دیکہی واکہی باتون سے کاٹ چہانٹ کرکے نئی جگت تجویز کر لیتے ہین اور یہہ سمجہتے ہین کہ مہاتما کا بتایا ہوا طریقہ تو مبتدیون کیواسطے ہی ہم کو موجودہ حالت کے مطابق اور اپنی عمر و حالت کے لحاظ سے اسمین تغیر و تبدل کرکے اور کچہہ کارروائی کرنے سے جلد مطلب براری ہوگی - اور اگر ایک طریقہ کی بجائے دو یا تین طریقون کو ملاکر سادہنے سے کام اچہا چلے گا مگر وہ یہ نہین سمجہتے کہ ایسا کرنے مین اکثر وہ نقطہ یا راز ہاتہہ سے جاتا رہتا ہے اور دو چار طریقون کی بجائے ایک ہی نہین ہوسکتا ع ایک ہی سادہے سب سدہین - اور سب سادہے سب جائین - کی بات ہوجاتی ہے - البتہ جسنے سنتون پر اعتقاد رکہا اور جس نے اون کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا اوس کو تو پرمانند اور سچا آنند سب

ہی کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔

دیگر اوتار اور آچاریہ۔ وپیغمبر و اولیا۔ ولیش وکال کے لحاظ سے مختلف طاقتین لیکر پرگھٹ ہوتے ہین اور ضرورت کے لحاظ سے اون طاقتون کو کام مین بھی لاتے ہین جیسے عرب عجم وغیرہ کے باشندے بڑے سخت گیر تھے اور اوسوقت کچھ سختی کی ضرورت بھی تھی تو حضرت محمد صاحب اوسی قسم کی طاقت لیکر ظاہر ہوئے اور اون طاقتون کو ضرورت کے مطابق کام مین لائے یعنی جو شخص راضی خوشی سے راہ راست پر نہ آئے اون کے اوپر جہاد کرنیکا حکم دیدیا اور کشت وخون کرکے اون کو راستہ پر لانے کا پربندھ کیا لیکن بعد مین جو بزرگ اور اولیا اللہ پرگھٹ ہوئے ادہون نے اِس قسم کی طاقت سے کام نہ لیا بلکہ پیری مُریدی اور اسی طرح کی دوسری ستوگنی کارروائی عمل لائے ایسے ہی سری کرشن مہاراج سب طرح کی طاقتون سے پورن تھی۔ سولہ کلا کا اوتار مانے گئے ہین یعنی آٹھ بیرونی اور آٹھ اندرونی یعنی ظاہری وباطنی کل طاقتون سے پورن تھے اور وقتاً فوقتاً سبکو کام مین لاتے جہان ستوگنی عمل سے کام چلا وہان رجوگنی سے کام لیا جہان رجوگنی سے کام پورا ہوتا نہ دکھلائی دیا وہان تموگنی کارروائی جاری کردی۔ غرض مصلحتِ وقت دیکھکر سب طاقتین کام مین لاتے رہے۔ کیونکہ اون کو فوجی۔ مالی وجسمانی تینون قسم کی طاقت حاصل تھین۔ سری ویدویاس جی مہاراج اِس قسم کی طاقتین کام مین لاتے اور اون طاقتونکو کام مین لانیکا ذخیرہ اور سامان بھی اون کے پاس کچھہ نہ تہا نہ لڑنے کو فوج تھی نہ راج کرنے کو خزانہ تہا نہ جسمانی طاقت تھی۔ اِس سلئے اون کی سب کارروائی بالکل ستوگنی تھی اور مثل مشہور ہے کہ زبردست کا ٹھینگا سر پر اسلئے جو مانتا اور تریہ ہٹا سری کرشن جی کی ہوئی وہ سری ویاس جی کی نہ ہوئی اور اسی لئے سری دیاس جی نے اپنی تحریرون اور علم کو سری کرشن جی سے منسوب کیا ہے یعنی مہابھارت

تمام وکمال اونہون نے لکھی ہتی اور بھگوت گیتا بہی اوسی کتاب کا ایک پرب یعنی باب ہے مگر اوسکو زیادہ مقبول بنانیکے لئے سری کرشن جی مہاراج کے نام سے پرگٹ کیا ہے اوس تحریکو اونکا تجربہ اور اُپدیش گردانا ہے اسی طرح سے آجکل یعنی کلجگ مین جو مہاتما پرگٹ ہوئے ہین اونہون نے بہی صرف ستوگنی طاقت سے ہی کام لیا ہے اور جیوون کی حالت پر دیا اور کرپا کرکے خاص اسوقت کیواسطے جو طریقہ مناسب اور قابل عمل درآمد سمجھے ہین اون کو بچار کرکے جاری کیا ہے۔ سچے جگیاسوؤن اور پرمارتہیون کے فائدہ اور اون کو شوق پیدا کرنے اور گمراہی اور بے اعتقادی سے بچنے کیواسطے مختصراً وہ طریقہ درج کئے جاتے ہین مگر یہ یاد رکہنا چاہیئے کہ بغیر رہنمائی مُرشد اور اون کی کسی جگت کی کمائی نہین ہو سکتی۔

(۵۷) ایک ارشاد ہوا کہ ہر شخص مین علیحدہ علیحدہ قسم کے میلان طبعی ہوتے ہین۔ کوئی شراب کا عادی ہے کوئی عیاشی کا خوگر ہے کوئی جوگ مین سرگرم ہے کوئی تپ کا شایق ہے۔ یہ میلان طبعی اس کے کسی خیال...... یا کسی کام یا کسی بات کے بار بار اعادہ کرتے رہنے سے پیدا ہوتے ہین اور وہ عادت بنجاتے ہین۔ جو عادتین کسی کام یا بات کی وجہ سے پیدا ہوئی ہین اور جنکا تعلق کسی اشیاء بیرونی یا حواس بیرونی سے ہی اوسکی خواہش کسی قدر پوری ہو رہتی ہے مگر خیال مین جو خواہش ہے اوسکی عملی تشکل اتنی جلد نہین بنتی اس لئے اوسکا سلسلہ چلتا ہے سلسلہ تو کرم اور بات کا بہی چلتا ہے وہ بہی سنسکار روپ سے من مین موجود رہتے ہین مگر خیال کے سنسکار دل مین بہ کثرت پیدا ہوتے رہتے ہین جیسے شیشہ مین عکس آکر قایم ہوتا ہے ویسے ہی اونکا لطیف اثر من مین ٹہر جاتا ہے جب تک انمین کمزوری رہتی ہے یہ دبے پڑے رہتے ہین۔ موافق حالتون اور صورتون کے پیدا ہونے سے اِن مین جب مضبوطی آگئی پہر یہ کام کرنے لگ جاتے ہین اور خواہشونکا سلسلہ

شروع ہوجاتا ہے اور ایک کرم یا خواہش کے سلسلہ مین دوسرے کرم اور دوسری
خواہشین پیدا ہوتی جاتی ہین- اور چونکہ یہ کرم اور خواہشین اگلے سنسکارونکا نتیجہ
ہوتی ہین اِس لئے اِسی سنسکار کا نام سنچت کرم ہے- ان خواہشون کے پورا
کرنیکے لئے اوزار کی ضرورت بہی ہے اور یہ جسم وہ اوزار ہے کہ جب تک اِس مین
کسی خواہش یا کرم کے پورا کرنے کی طاقت اور لیاقت موجود ہے تب تک وہ رہتا
ہے جب اِس مین کمزوری آگئی اور وہ بوسیدہ ہو گئے مین اسمرتھ ہوا تو اوسکی تبدیلی
کی ضرورت لاحق ہوتی ہے- اِس تبدیلی کو ہی موت یا انتِقال کہتے ہین- گویا یہ
خواہشین ہی موت و انتقال و بندہن کا باعث ہوتین اور اس سے چھٹکارا پانا ہی
اصل مکتی ہے- دیکھنے مین تو یہ بڑا سہج اور آسان کام ہے کسی بات کی خواہش نکری
اور مکتی ہوئی مگر دراصل اِس سے مشکل کام دنیا مین اور کوئی بہی نہین ہے- انسان
کے دل مین سینکڑون خواہشین بہری ہین جب تک وہ پوری نہ ہولین خواہ جبتک
اون کے پیدا ہونیکے سلسلہ کی جڑ نہ کاٹ دی جائے تب تک مکتی کا ملنا مشکل ہے
اب دیکھنا چاہیئے کہ دنیا کے سازوسامان یا اِن جڑ پدارتھون سے اپنی خواہش
پورا کرنے مین ہم کیون قاصر رہتے ہین اور ان سازوسامان سے ہماری سب
خواہشین پوری ہوکر ہم کو مکتی کیون نہین ملتی اسکی وجہ یہ ہے کہ آتما دائمی ہے
اِسلئے اسکی خواہشین بہی دائمی ہین وہ لامحدود ہے اِسلئے اوسکی خواہشین بہی لامحدود ہین
جبتک لامحدود خواہش کا سامان بہی لامحدود نہو تب تک اوسکی آسودگی کیسے ہوسکتی ہے مجملاً
آتما بہوکا ہے اور یہ برہمانڈ اسکی تہالی ہے اوسمین بیشمار قسم کے اسباب مختلف اوسکے بہوگنے
کیلئے رکہے ہین- یہ بہوک صرف اوسکے معدہ ہی مین نہین ہے آنکہ روپکی بہوکی ہے ناک گندہ کی
بہوکی ہے زبان رسکی بہوکی ہے کان راگ کے بہوکے ہین اسی طرح تو چاہاتھ پانون لنگ وغیرہ سب بہو
بہوک لگی ہے من اِن سب کے خیالات جذبات اور محسوسات کے سنسکار اپنے

اندر رکھ لیتا ہے اور دل ہی دل کے اندر   اُن کے پورا کرنیکی خواہش پیدا
ہوکر بھڑکتی رہتی ہے۔ اسی وجہ سے جسم جو ان کے ہو گئے کا اوزار ہی اوس کے
دہارن کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ انسان میں گیارہ اندریان بتائی گئیں ہیں
پانچ کرم اندری۔ پانچ گیان اندری۔ اور گیارہواں من۔ پرکرتی کے تین گن ست۔ راج
تم کیوجہ سے انہیں سے ہر ایک کی تین تین شکلیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اندریوں
تین گنوں سے کام رہتا ہے کبھی یہ ساتوکی ہیں کبھی راجسی۔ اور کبھی تامسی ہیں
اگر ان گیارہ کو تین سے ضرب دی جائے تو انکی صورت تینتیس قسم کی بنیگی
ان تینتیس قسم کی خواہشوں کے سلسلہ میں کروڑوں طرح کی خواہشوں کا شمول ہے
اس لیے اگر ۳۳ کو کروڑ سے ضرب دی جائے تو تعداد تینتیس کروڑ ہوگی۔ اور چونکہ
ایک ایک خواہش کا پورا کرنیوالا ایک ایک دیوتا ہوتا ہے اسلئے ان دیوتاؤں کی
تعداد بھی تینتیس ۳۳ کروڑ تک پہونچے گی۔ اور چوبیس اجزا کی ترکیب باہمی سے جو رغبت
نفرت۔ آرام تکلیف موت۔ زندگی۔ پیدائش کی سات حالتیں یعنی وکار پیدا ہوتے ہیں
جسکا ذکر بھگوت گیتا کے ادھیائے تیرہ کے منتر شات میں ہے انکو بصورت صفر بڑھایا جائے تو بھی تینتیس کروڑ
کا عدد بنتا ہے اسیطرح پر آکاش پون اگنی جل پرتھوی من و بدھ یہ سات پرکرتیاں ہیں انکو
تین گنوں سے ضرب دیا جائے تو اکیس کا عدد بنتا ہے چونکہ مخلوقاتِ عالم چار قسم کے ہیں
جیرج۔ انڈج۔ سویدج و اودبھج اسلئے اکیس کو چار سے ضرب دینے سے چوراسی کا عدد
بنتا ہے اور پانچ عناصر جنکو جڑ و متحرک مانا گیا ہے بطور صفر بڑھایا جاوے تو چوراسی لاکھ کا عدد
پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہی چوراسی لاکھ جونی مانی گئیں ہیں پس دیکھو جہاں اسقدر بے شمار
خواہشیں ہوں وہاں ان کے پورا ہونے کی کون اُمید ہے۔ یہی وجہ ہے ہوگونکو ہوگ کر
نجات حاصل کرنا یا ان خواہشوں کے سلسلہ کو قطع کرنا امر محال ہے انکے سلسلہ کی جڑ
کاٹکر مکتی البتہ حاصل ہو سکتی ہے اُسکی ترکیب یہ ہے کہ یہ من جو تمام خواہشوں کا بھنڈار ہے اوسکی

حد سے پار نکل جاتے اور اس کے پار نکلنے کیواسطے جوجگتی یا ترکیب مہاتماؤن اور بزرگون نے نکالی ہے اوس کے رفتہ رفتہ متواتر طور پر ابہیاس کرنے سے بیشک یہ کام پورا ہو سکتا ہے۔ اِس متواتر رفتہ رفتہ ابہیاس کرنیکا نام ہی کرم یعنی سلسلہ ہے یعنی جس طرح سلسلہ سے بندہن ہوا ہے اوسی طرح سلسلہ سے ٹوٹ جائیگا۔ اگر یکبارگی بندہن ہوا ہوتا تو یکبارگی ٹوٹ جاتا۔

(۵۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایسی روایت مشہور ہے کہ منصور کو سولی دی گئی اور اوسکا خون گرا تو اوس سے بہی انا الحق کی آواز نکلی تہی۔ اور ایسا ہی سُننے مین آیا ہے کہ مولانا روم اوسکا کچھہ خون ایک شیشی مین بہر کر اپنے گہر لے آئے تہے۔ ایک کنواری لڑکی نے شربت سمجھکر اوس خون کو پی لیا اور اوسکو حمل رہ گیا۔ بعد اختتام میعاد مقررہ حضرت شمس تبریز اوس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جب بڑے ہوئے تو اُنہون نے مولانا صاحب کی کل کتابین دریا مین ڈالدین۔ جب مولانا صاحب نے اون سے گفتگو کی تو اون کی ذہانت اور علم روحانی کو دیکھکر عقل حیران ہوگئی اور اُن کو اپنا مرشد یعنی گرو تسلیم کر لیا تب حضرت شمس تبریز نے کل کتابین اون کی دریا سے نکالکر دکہائین

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیش سگان انداختم

یہ علم سینہ مین ہوتا ہے سفینہ مین نہین ہوتا۔

(۵۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت محی الدین ابن عربی نے طواف مکہ مین دیکہا کہ ذرات ہوا مین جانداروں کی صورت مین اُڑتے پہرتے ہین اونکو دیکہکر دریافت کیا کہ آپ کون ہین تو جواب ملا کہ ہم ۵۰۰۰ پانچ ہزار آدم ہین جو بیشتر گذر چکے ہین۔ کتب اہل اسلام مین ایسا ہی لکہا ہے کہ ۱۲۴۰۰۰ ولی و پیغمبر پیدا ہو چکے ہین لیکن حضرت محمد صاحب کے زمانہ سے اتبک کو دیکہا جائے تو اتنے تہوڑے عرصہ مین اتنے پیغمبروں کا پیدا ہونا

عجیب سا معلوم ہوتا ہے بلکہ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ آنحضرت کے زمانہ سے پیشتر بھی پیغمبر ہوتے آئے ہین۔

(۴۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ کتاب گلدستہ کرامات مین لکھا ہے کہ حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی ایک دن تن تنہا جوش باطن و جذب الٰہی کی حالت مین جنگل کو چلے گئے اور دریا کے کنارہ یاد الٰہی مین مشغول تھے کہ چند مستورات کسی پاس کے گاؤن سے دریا پر پانی بھرنے آئین۔ سب تو اپنا اپنا گھڑا لیکر واپس چلی گئین مگر ایک بڑھیا وہین بیٹھ رہی اور ایسی ڈہارین مار مار کر رونے لگی کہ صحرائی اور آبی جانورونکا پتہ بھی اوسکی آہ و زاری کو سنکر پانی ہونے لگا حضرت کے کان مین بھی جب اس درد کی آواز پہونچی تو بیتاب ہو گئے اتنے مین حضرت کا ایک مرید آپکو ڈہونڈہتا ہوا آپہونچا۔ اوسکو دریافت حال کے لئے بڑھیا کے پاس بھیجا۔ بڑھیا نے عرض کیا کہ عرصہ بارہ سال کا ہوا کہ میرا جوان بیٹا دریا پار کسی گاؤن مین شادی کرنے گیا اور جب شادی کرکے معہ دولہن اور کل باراتیون کے واپس آرہے تھے کہ کشتی اس مقام کے سامنے دریا مین غرقاب ہو گئی اور سوائے مجھ بدنصیب کے سب ڈوب گئے اوس لڑکے کی یاد مین ہر روز یہان کسی نہ کسی بہانہ سے آتی ہون اور رو رو کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتی ہون۔ یہ کہکر پھر اوسی طرح سے زار و قطار رونے لگی جب یہہ کل حال حضرت کو جاکر سنایا تو آپکو بڑا رحم آیا اور حضرت نے کہلا کر بھیجا کہ صبر کرو مگر وہ خاموش نہوئی تب پھر حضرت نے مرید کو بھیجا کہ کسی نہ کسی طرح سے اوس کو خاموش کرو۔ اوسکا لڑکا ملجائیگا۔ غرض بڑھیا تو خاموش ہو گئی اور ادہر حضرت نے دست دعا اوٹھایا مگر ایک ساعت دعا کا اثر ظہور مین نہ آیا۔ پھر دعا کی اوسکا بھی اثر ظہور مین نہ آیا۔ تب حضرت نے بہ جناب باری ناز محبوبانہ شروع کئے۔ ہاتف غیب سے ندا آئی کہ اے محبوب اس قدر توقف اس کام مین بہ سبب تغافل

نہین بلکہ راہِ حکمت ہے کہ کارخانہ مشیت ایزدی کے سب کام بسہولیت ہوتے ہین
تعجیل کو اسمین دخل نہین ہوتا ہم چاہتے تو عالمِ کائنات کو ایک لمحہ مین پیدا کردیتے
مگر پہر بہی براہ حکمت چہ دن کے عرصہ مین اوسکا ظہور ہوا تاکہ لوگ جانین کہ امور
تقدیر مین تعجیل بکار نہین ہے تسہیل مطلوب ہے اور عرصہ بارہ سال ہوا کہ یہہ
کشتی غریق بحرِ فنا ہوچکی ہے۔ تجہہ محبوب کی خاطر کل اجزاء جزو کل اون کے جمع ہوئے
اور ہر ایک کے رگ و پوست و استخوان مرتب ہوکر روح حیوانی اوسمین داخل ہوئی اور
اتنے برسون کے مردون کو کسوت حیات اور زندگی کا لباس پہنایا گیا اب قدرت
مجہہ قادر حقیقی کی دیکھہ کہ کس طرح سے وہ کشتی جسکا کہ نشان عالم وجودات مین موجود
نہ تہا اوسی مقام سے جہان غرق ہوئی تہی نکلتی ہے اور کشتی کے سوار بہ قدرت
پروردگار زندہ ہوتے ہین پہر وہ کشتی معہ کل سوارون کے اوسی مقام سے جہان
ڈوبی تہی نکلی اور بڑہیا اپنے مردہ لڑکے کو پہر زندہ پاکر بہت خوش ہوئی۔

(۶۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ جنک ایکدن روٹی کہا رہے تہے اور انکا رسوئیا
گرم گرم روٹی پکاکر دیتا جاتا تہا۔ رسوئیے نے گرم توے کو بجائے چیٹے کے ہاتہہ سے
پکڑ لیا جس سے اوسکا ہاتہہ جل گیا۔ راجہ کی زبان سے نکلا کہ ارے رانجہس! یہ سنکر
رسوئیا بولا کہ مہاراج آپکا بچن مِتہیا تو نہ ہوگا اب مجہکو رانجہس تو بننا پڑیگا۔ پہر میری مکتی کی
تدبیر بہی بتلائیے۔ راجہ بولا کہ کلجگ مین تم ستر ے کا شریر دہارن کروگے اور ہم نانک کا
شریر دہارن کرینگے اوسوقت تمہاری مکتی ہوگی۔

(۶۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ سری بابا یوگانندجی کے پور بلے جنم (گرمت اشرم)
کے پتا پنڈت گوکل چندجی مہاراج بڑے سنسکاری اور اچہی برتی کے آدمی تہے
اونکا سبہاؤ ایسا شانت تہا کہ بُری بہلی کیسی ہی بات اونسے کوئی کہہ جاوے وہ ہنسکر
ہی چپ ہو جاتے بہت ہی کم سخن تہے اور ایک جگہہ آسن لگاتے چپ چاپ بیٹہے

رہتے تہے اونکی دہرم پتنی کا سبہاؤ بڑا سخت تہا وہ اکثر پنڈت جی کو سخت وسست اور برا بہلا کہتی رہتی تہین مگر اونکو کچہہ پرواہ نہ تہی۔ اون کے پاس سیاہ رنگ کا ایک بہت خوبصورت بیل تہا۔ اتفاقاً اوسکا پیر ٹوٹ گیا تو پرورش کے لحاظ سے اوسکو مارڑہی کے بازارین بٹہالدیا تہا۔ وہ بازارمین پڑا رہتا اور خود پنڈت جی مہاراج اوسکو دیکہنے بازارمین جاتے۔ پنڈت جی نے بہت عرصہ پیشتر سے کہدیا تہا کہ فلان یوم کو فلان وقت ہم چولا تیاگین گے اور پہر یہ بہی کہا تہا کہ جب یہ بیل مریگا تب ہم مرین گے یا جب ہم مرین گے اوسوقت یہ بیل بہی مرجائیگا اور ایسا ہی ہوا کہ ایک دن بیل مرگیا اور لوگون نے پنڈت جی سے اوسکی خبر نہ کی مگر جب ایک آدمی اون سے ملنے گیا تو اونہون نے پوچہا کہ کیون جی آج وہ بیل تو مرگیا اوس نے جواب دیا کہ ہان مہاراج مرگیا۔ پہر آپنے فرمایا کہ اب ہم بہی چولا تیاگتے ہین اور یہ کہکر اوسیوقت شریر برت گیا۔

(۶۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ بلاوڑا ریاست جیپور مین کسی رئیس کے ایک ہتہنی تہی اوسکو ایک بیل سے ایسا تعلق تہا کہ اپنے راتب سے روٹی بچاکر رکہہ چہوڑتی تہی اور جب وہ بیل وہان سے گذرتا تو اوسکو کہلادیتی تہی اوسکے مالک اور مہاوت نے کئی مرتبہ اوسکو مارا اور بڑی نگہبانی کری تاہم جب اون کی نگاہ بچتی وہ پیر کے تلے روٹی دبا رکہتی اور اوس بیل کو کہلا دیتی بچے اکثر اوس بیل کو کنو کے نام سے کہہ کر چہیڑتے تہے مگر جب کبہی اوس ہتنی کے سامنے کوئی یہ نام لیتا تو بڑی غصہ ہوکر مارنے دوڑتی۔ ایک دفعہ اوس نے اسی بات پر ایک چہوٹے بچہ کو چیر کر پہینکدیا جب وہ بیل مرگیا تو ہتنی بہی بیمار ہوگئی اوس حالت مین بہی جبکہ اوس سے چلا نہین جاتا تہا اگر کوئی "کنو" اوسکے سامنے کہدیتا تو مارے غصہ کے چکر کہانے لگتی تہی آخرکار کچہہ عرصہ بعد وہ بہی مرگئی اس سے پچہلے تعلقات کا کچہہ پتہ چلتا ہے۔

(۶۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی شخص نے ایک مہاتما کے پاس جا کر مرید ہونیکی خواہش ظاہر کی۔ مہاتما نے فرمایا کہ بھائی پیری مریدی بہت مشکل کام ہے اِس ارادہ سے باز آؤ۔ اور کچھہ بات چیت کرو۔ جب وہ شخص بضد ہوا تو مہاتما اوسکو ساتھ لیکر سفر کو روانہ ہوئے اور رات کو ایک درخت کے نیچے جا کر قیام کیا۔ قریب آدہی رات کو جب وہ شخص سویا تو ایک سانپ پھنکار مارتا ہوا آیا اور اوسکو کاٹنا چاہا مگر مہاتما نے اُٹھکر اوسکو روک دیا اور پوچھا کہ ایسا کیون کرتے ہو اوس نے جواب دیا کہ مجھکو اس سے خون کا بدلہ لینا ہے وہ دلوا دو۔ اِسکا خون پیئے بغیر اسکو نہین چھوڑونگا۔ یہ سنکر مہاتما اوس آدمی کی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور ایک تیز چھرا بغل سے نکالکر اوسکا گلا کاٹنے لگے تو وہ آدمی بھی جاگ اوٹھا مگر اون کو چھرا لئے گلا کاٹتے دیکھکر نہ اونکو منع کیا اور نہ کچھہ کشمکش کی اور اونھون نے اطمینان سے اوس کے گلے کا گوشت کاٹ کر دس پانچ بوندین خون کی سانپ کو پلا دین اور بعدہ مرہم پٹی کر دی لیکن اوس شخص نے پھر بھی دم نہ مارا تب تو مہاتما نے اوس شخص سے پوچھا کہ بھائی تم نے مجھکو گلا کاٹتے دیکھکر منع کیون نہین کیا اور روکا کیون نہین۔ اوس نے جواب دیا کہ مین آپ کو اپنا گرو رومان چکا ہون اور گرو جو کچھہ چیلے کیساتھہ کرتے ہین وہ اُسکے حق مین فائدہ اور اوسکی آئندہ بہتری کے واسطے ہوتا ہے۔ اِس لئے مین نے سمجھہ لیا تھا کہ میرا گلا کٹنے مین ہی شاید کچھہ مصلحت اور بہتری ہوگی اسلئے چپ چاپ پڑا رہا۔ یہ بات سنکر مہاتما بہت خوش ہوتے اور فرمایا کہ واقعی تم چیلے بننے کے لایق ہو اور اوسکو اپنا شش بنا لیا۔

(۶۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ بعض ایسا اعتراض اُٹھاتے ہین کہ کل مالک اوتار سروپ نہین دھارن کر سکتا اور وہ سروپ مین نہین سما سکتا کیونکہ اگر وہ وہان مین سما وے تو اوسکا لوک خالی رہیگا اسکا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے دریا جو سمندر سے ملے ہوئے ہین جسوقت سمندر مین جوار بہاٹا اوٹھتا ہے تو سمندر کا پانی دریا مین

میلون اور کوسون تک آجاتا ہے اور گھنٹون تک دریا مین رہکر پہر واپس سمندر کو چلاجاتا ہے توکیا اوسوقت سمندر خالی ہوجاتا ہے ہرگز نہین بلکہ دریا اور سمندر دونون مین سمندر کا پانی موجزن ہوتا ہے اور دریا کے پانیکا ذائقہ سمندر کے پانی کیطرح کہاری ہوجاتا ہے۔ اسی طرح سے الک کل بہی جب اوتار سروپ دہارن کرتا ہے تو دیہہ اور دنیا سب جگہ اوسیطرح بہرپور رہتا ہے۔

(۶۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

حضرت محی الدین ابن عربی نے کسی بزرگ کی قبر کو دیکھکر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ نبی۔ ولی۔ بزرگ۔ سبکا اثر زندگی تک محدود رہتا ہے اب یہ بزرگ پیوند زمین ہوگئے اس سے آیا اور باہر انکا کیا اثر ہے۔ یہ کہتے ہی فی الفور اوس قبر سے میت کا پیر نکل آیا پیر پہ روئی لپٹی ہتی اور بالکل ایسا تہا جیسے زندہ آدمی کا ہوتا ہے۔

(۶۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ دیہہ تین قسم کے ہین۔ استہول سوکشم و کارن۔ استہول شریر پچیس تتون کر کے رچا ہوا ہے یعنی ایک ایک تتو کی پانچ پانچ وستو لی ہوئی ہین آکاس کے پانچ تت۔ کام۔ کرودہ۔ لوبہ۔ موہ۔ سبے۔ پون کے پانچ تت۔ دوڑنا۔ اوچہلنا۔ پسرنا۔ سنکوچنا۔ ہلنا یعنی پہرنا۔ اگن کے پانچ تت۔ کاہم۔ بہوک۔ پیاس نیند۔ آلس۔ کرانت۔ شغل۔ جل کے پانچ تت۔ خون۔ منی۔ کف۔ پیشاب۔ پسینہ۔ پرتہوی کے پانچ تت۔ ہڈی۔ گوشت۔ چرم۔ ناڑی۔ روم یعنی بال۔ ان پچیس تتون سے جو مرکب ہے اوسکو استہول شریر کہتے ہین۔ سوکشم شریر سترہ تتون سے رچیت ہے پانچ گیان اندری یعنی ناک۔ کان۔ آنکہہ۔ زبان۔ کہال۔ اور پانچ کرم اندری یعنی ہاتہہ پاؤن۔ گدا۔ لنگ۔ اور باک۔ پانچ پران یعنی پران۔ اپان۔ ویان۔ اودان اور سمان

شریر کہتے ہین تیسرا کارن
اور دو انتہکران یعنی من و بدہی - اِن سترہ کے مجموعہ کو سوکشم شریر کے حواس جداگانہ نہین
شریر میں ایک مرکز نور ہوتا ہے اِس جسم مین مثل سوکشم شریر کے حواس جداگانہ نہین
ہوتے صرف ایک ہی قوت حس ہوتی ہے جو کل حواس کا کام دیتی ہے خیالات کا
اظہار اِس عالم مین الفاظ کے ذریعہ سے نہین ہوتا بلکہ ایک خوشنما خوش رنگ خوبصورت
تصویر کے ذریعے سے پورا پورا ادا ہو جاتا ہے اور یہ شریر اور شریرونکی بنیاد یعنی
علام و مخزانہ ہے - رُباعی -

یارب چہ خوش است بے دہان خندیدن | بے واسطہ چشم جہان را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است | بے منت پا گرد جہان گردیدن

اِن تین شریرون کے مطابق تین اوستہا تین بہی ہین - جاگرت - سپن و سکھوپت
جب چودہ ترپٹی یعنی دس اندری وچار انتہکرن کام کرین یعنی چیت کی برت
اندریون کو لیکر بہر مکھ ہوا وسکو جاگرت کہتے ہین اسکا تعلق استہول شریر سے ہے
جب سوکشم شریر جو ۱۷ اتتون سے مرکب ہے موجود ہو یعنی چیت کی برت تنماترا
کو لیکر اُوج درات (انترمکھ ہروے) مین پہرتی ہے اوسکو سپن کہتے ہین - جب
استہول و سوکشم سماج اگیان مین لے ہو کر کیول آنند گہن اوستہا رہے وہ
سکھوپت ہے -
جب انسان سوتا ہے اور حالت خواب مین جاتا ہے تو اوسکا استہول شریر
بیکار ہو جاتا ہے مگر اپنی گذشتہ تمام دن کی خواہشات و افعال کے مطابق طرح
طرح کے خواب دیکہتا ہے اور اون مین رنج و راحت محسوس کرتا ہے اوسیطرح
سے جب انسان مرتا ہے تو اوسکا استہول شریر ناش ہو جاتا ہے مگر حالت
زندگی کے افعال جسمانی و خواہشات کے مطابق سوکشم شریر سے دکھ یا سکھ
بہوگتا ہے اوسیکو دوزخ بہشت اور اعراف کے نامون سے موسوم کیا گیا

ہے جب حالت خواب رفع ہوکر خواب گران طاری ہوتا ہے تو سپنے وغیرہ مطلق نہین دکھائی دیتے بلکہ انسان کو ایسا آنند و سکھ معلوم ہوتا ہے کہ جاگنے پر کہتا ہے کہ آج تو بڑے آرام سے سوئے رات ایک منٹ کے برابر معلوم ہوئی اور بڑی ہی خوشی حاصل ہوتی ہے اور دوسرے دن کے کام کیواسطے تر و تازہ ہوکر مستعد ہوجاتا ہے اور اپنے پرکرت اچار یہ مین لگتا ہے اسیطرح سے جب انسان موت کے بعد اپنے افعال جسمانی وخواہشات کا بھوگ بھوگ چکتا ہے تو سوکشم شریر سے کارن شریر مین داخل ہوتا ہے اوسوقت روح کو ایک ایسا آنند و سرور حاصل ہوتا ہے کہ دور حیات کی کل کلفت و تکلیف رفع ہوجاتی ہے جب خیالات کی قوت ختم اور سرگ کے بھوگ پورے ہوچکتے ہین تو بذریعہ کارن شریر ایسے ملک قوم وخاندان مین پنر جنم ہوتا ہے کہ جہان اعمال گذشتہ کے موافق جسمانی دماغی وروحانی قوا کا ظہور ہوسکے۔ گذشتہ جنم کی خواہشون کے مطابق اوسکا سوکشم شریر بنتا ہے اور انہین کی مناسبت سے استھول دیہہ تیار ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک کی خواہشات کے مطابق اوسکی حالت وصورت مین پیدایشی اختلاف ہے۔

اِس پُنر جنم کے مضمون سے واضح ہوگا کہ کارن شریر انسان کا وہی رہتا ہے یعنی انسان دراصل وہی رہتا ہے صرف بیرونی دو غلاف بدل جاتے ہین پس جو کرم رام لعل نے کئے تھے اب وہی رام لعل بشکل شیام لعل اونکی سزا و جزا پاتا ہے صِرف نام و روپ جو اس استھول شریر کی شناخت کیواسطے فرض کئے گئے ہین بدلتے ہین شخص وہی رہتا ہے اس کارن شریر مین جنم ہائے گذشتہ کے آثار تیجس کے ذریعہ سے موجود رہتے ہین مگر عوام کو اس پردے سے واقفیت نہین اسلئے اوس کے حالات منکشف نہین ہوتے البتہ ولی و مہاتما فوراً معلوم کر لیتے ہین۔

اب حرف یادداشت کا اعتراض ہوتا ہے کہ ہم کو جو سزا دیجاتی ہے اوسکے جرم کا

حال بھی تو ہم کو معلوم ہونا چاہیئے تاکہ آیندہ ایسے فعل سے پرہیز کرین۔ اوسکی وجہ یہ ہی
کہ یاد کا انحصار عموماً دماغ پر ہے اور دماغ دوسرے جنم مین تبدیل ہو جاتا ہی اِسی
واسطے گذشتہ جنم کی یاد آئیندہ جنم مین نہین رہتی۔ اور یہ قاعدہ غایت درجہ کے
رحم پر مبنی ہے کیونکہ معمولی انسان کو جنم ہائے گذشتہ کی یاد رہے تو وہ اپنے افعال
قبیحہ کی ندامت کے مارے آئندہ ترقی و اصلاح سے محروم رہ جاتے چنانچہ خاص اس
زندگی کے افعال بد کی یاد بھی دل مین اضطراب پیدا کر کے یکسوئی مین خلل ڈالتی ہے
اور یہ بات روحانی ترقی کے مانع ہے جب ایک جنم مین افعال گذشتہ کی یاد کا یہ نتیجہ
ہے تو سابقہ جنمون کی یاد بہت ہی مضر ہوتی پس یہ عین رحم ہے کہ افعال کی یاد نہین
رہتی اور اونکے نتائج ملجاتے ہین۔ انسان اپنے حالات جسمانی دماغی و روحانی سے
مجملاً نتیجہ نکال سکتا ہے کہ اوسکے افعال گذشتہ نیک تھے یا بد۔ کچھ ضرورت نہین کہ
انکی تفصیل سے بھی واقف ہو۔ البتہ جب آدمی کو ترک خودی کے ذریعہ سے پورا ضبط
اور کامل اطمینان حاصل ہو جاتا ہے تو وہ کارن شریر مین ہو کر گذشتہ جنمون
کے حالات سے واقف ہوتا ہے اور اپنے افعال بد کا دفعیہ کرتا اور آئندہ اون سے
بچتا ہے۔

(۶۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ جیسے کسی دُراچاری کی نندا کرنا ممنوعہ ہے ویسے ہی شُبھ
اچاری کی تعریف کرنیکی بھی اجازت نہین دی گئی ہے بلکہ انکے بارہ مین ایسا لکھا ہی
کہ ان کو یون سمجھنا چاہیئے کہ ہر ایک اپنی پرکرتی اور سبھاؤ کے انسار برتتا ہے کوئی
اپنی پرکرتی کو چھوڑ کر اوسکے خلاف نہین کر سکتا۔

(۶۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان دنیا کے کامون مین تو خوب مستعدی سے
جتن کرتا ہے اور دوسرونکا محتاج ہے مثلاً بیماری مین حکیم کا معاملہ مقدمہ مین وکیل کا
اور ایسے کامون مین خوب جان لڑا کر کوشش کرتا ہے اور رات دن لگا رہتا ہی

مگر کیسے افسوس کا مقام ہے کہ روحانی کامون مین انسان نہ تو جتن کرنا چاہتا ہے اور نہ اپنے کو کسی کا محتاج سمجھتا ہے یعنی نہ تو کچھ بھجن اُبھیاس کرنا لازمی سمجھتا ہے نہ گرو و مرشد کی ضرورت مانتا ہے بلکہ بلا کوشش و محنت کے خود خدا بن بیٹھتا ہے ایسے شخص باتوں کے مہاراج ہوتے ہین اور اصلیت سے کوسون دور رہتے ہین اور دنیا کے سُکھ دُکھ اور آشا ترشنا وغیرہ ان کو بری طرح ستاتے ہین اگر یہ واقعی خدا ہین اور دُکھ سُکھ کو سمان سمجھتے ہین تو لبستر و چارپائی کے محتاج نہ رہکر دس بیس دن روڑی پر سو کر دیکھین جیسے بابا نانک جی سوتے تھے اوسوقت انکو دکھ سکھ کی گانتا کا پتہ چلے اور انکی عقل ٹھکانے آوے۔ ویدانت کو ان لوگون نے بڑی سہج بات سمجھ لیا ہے اصلیت مین وید کہتے ہین جاننے کو اور انت معنی تمام یا لے ہو جانا یعنی جو کچھ جانتا ہے اوسمین رل جانا اور سما جانا۔ عاشق۔ عشق معشوق تینون کا ایک ہو جانا۔

(۷۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ ویدانت کے ادہکاری کے لئے ببیک۔ بیراگ۔ کہٹ سمپت۔ مکشتو۔ چار سادہن کے علاوہ چار انوبندہ یہ ہین۔ (۱) ادہکاری یعنی چارون سادہنون سے موصوف ہو (۲) سمبندہ یعنی برہم کا پانا جو وید وغیرہ شاسترونکا مدعا یا نفس مضمون ہے اور وید شاسترون کے تعلق کو بخوبی سمجھ لینا (۳) وشئی سب شاسترونکا اصلی مدعا برہم کا پانا ہے اور اس مدعا کو مدنظر رکھنے والے آدمی کا نام وشئی ہے (۴) پریوجن (آخری مقصد) سب دُکھون کا دور ہونا اور راحت کابل حاصل کر کے مکتی کی خوشی پانا۔ اسکے بعد شرون چلشٹے یعنی چار قسم کا سننا کہا (۱) شرون جب کوئی عالم اُپدیش کرے تب شانتی سے دہیان دیکر سننا خاصکر برہم ودیا کو۔ کیونکہ یہ سب علمون مین سے دقیق ہے (۲) منن تنہا جگہ مین بیٹھکر سُنے ہوئے کا بچار کرنا اور شکوک کو رفع کر لینا (۳) ندہی یاسن جب سُننے اور غور

کرنے سے شکوک رفع ہو جاوین توسادہی لگاکر اوسکی حقیقت کو جاننا۔ اسی کو دہیان یوگ کہتے ہین (۴) ساکشات کار یعنی جس چیز کی جیسی اصلیت ہو اُسکو ویسا ہی جان لینا

(۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ مریدون کے دو اقسام ہوتے ہین۔ ایک اُمیدوار۔ دوسرے مقبول۔ مریدان اُمیدوار کی مدت تک نگرانی کی جاتی ہے ہر قسم کے امتحان لئے جاتے ہین عمدہ سے عمدہ اسباب خوشی اور سخت سے سخت سامان رنج اونکی روح کے روبرو پیش کئے جاتے ہین جب طالب اِس امتحان مین مستقل رہتے ہین اور قابل اطمینان سمجھے جاتے ہین تب وے مقبول مریدون مین شامل کئے جاتے ہین اور چار سبقونکے ذریعہ سے جنکو سنسکار کہتے ہین کمال روحانی حاصل کرتے ہین جن طلبا رکو پیر طریقت کی یہ تعلیم نصیب ہوتی ہی اُنکو روح یا دوجنا کہتے ہین ایک جنم تو انسان کا والدین سے ہوتا ہی دوسرا مرشد کامل سی کہ جسکے ذریعہ سے روح انسانی عالم بالا مین پیدا ہو کر اُن چار سبقون کے ذریعہ سے مکمل ہوتی ہے یہ دماغی یعنی جسم کثیف مین نہین ہوتے بلکہ روحانی یعنی اجسام لطیف مین ہوتے ہین وہ چار سبق حسب ذیل ہین

(۱) جب سالک پہلا سبق اپنے پیر طریقت سے پاتا ہے تو اوسکو سنیاسی یعنی تارک کہتے ہین۔ اِس عالم کی کوئی کشش اوسمین قطعی باقی نہین رہتی اسکی کوئی جائے سکونت مستقل نہین ہوتی۔ حسب ہدایت اپنے مرشد کے وہ عالم مین بکار متعلقہ اپنے آتا جاتا ہے اور کسی خاص جگہ کا پابند نہین رہتا۔ یہ پہلا سنسکار جسم لطیف مین ہوتا ہے کہ جسکی پوری خبر سالک کو ہوتی ہے اِس سنسکار سے انسان اِس عالم سے قطعی علیحدہ ہو کر عالم بالا مین پیدا ہوتا ہے اور پہر اس عالم کو واپس نہین آتا یعنی اس عالم سے پہر کسی قسم کا تعلق دوبارہ پیدا نہین ہوتا۔ اِس پہلے سنسکار کو پاکر عموماً سات جنم مین سالک جیون مکتی کے مرتبہ کو پہونچتا ہے اِس سنسکار سے دوسرے سنسکار مین پہنچنے تک تین امور کا ترک قطعی لازمی ہے اوّل ترک خودی۔ اِس مرتبہ کو پہونچکر سالک کو پورا علم انانیت شخصی کا ہو جاتا ہی اور وہ پہر کبھی اوسکے دہوکے مین نہین آتا۔ یہان مُرید کو علین الیقین ہو جاتا ہے کہ روح

ایک ہی ہے جو جمادات نباتات حیوانات اور انسان مین منقسم معلوم ہوتی ہے جب سالک کی چشم بصیرت وا ہوتی ہے اور اوسکو روح کا پورا علم ہوتا ہے تب خودی باطلہ قطعی فنا ہوتی ہے۔ دوم ترک توہم و اشتباہ۔ جب سالک کو عین الیقین ہو جاتا ہے تو پھر چون و چرا کا مقام باقی نہین رہتا۔ عالم بالا کا صحیح علم اوسکو حاصل ہوتا ہے اور محض دماغی علم تقلید و استدلال پر مبنی نہین رہتا۔ یہان پہونچکر کرم و تناسخ کے قوانین کی بابت شبہہ باقی نہین رہتا۔ جیون مکتون اور کاملین کے وجود کا اور اونکی ہدایت کا پورا علم ہو جاتا ہے سوم ترک تعصب۔ اِس سے ہمیشہ کو رہائی حاصل ہوتی ہے مسائل ظاہری کو چھوڑ کر حقائق باطنی کو محسوس کرتا ہے لہذا خارجی رسوم مذہبی اوسکے نزدیک کچھ وقعت نہین رکھتین کیونکہ اصلیت کو پہونچ گیا ہے مگر یاد رہے کہ اِس مرتبہ کو پہونچنے سے قبل یہ رسوم ضروری ہین کہ جنکے ذریعہ سے ترقی ہوتی ہے۔

(۲) دوسری مرتبہ پر طالب کٹیچک یعنی کٹی بنانیوالا کہلاتا ہے۔ کٹی سے مُراد کُٹی باطنی ہے نہ کہ ظاہری۔ یہان طالب کا دائرہ خدمت وسیع ہو جاتا ہے یعنی عالم ظاہری تک ہی محدود نہین رہتا بلکہ عالمہائے بالا مین بھی اوس سے کام لیا جاتا ہے۔ بجائے جسم کثیف کے اجسام لطیف سے بھی وہ کام کرتا ہے مگر جبتک طالب کے قواء باطنی کار آمد نہون اور چشم بصیرت نہ کھلے اور کنڈلنی شکتی نہ جاگے تب تک اوسمین جسم کثیف کو چھوڑ کر اجسام لطیف مین جانے اور کام کرنیکی قوت پیدا نہین ہوتی۔ پس کنڈلنی شکتی کا جگانا اِس موقعہ پر لازمی ہوتا ہے۔ جب کنڈلنی شکتی جاگتی ہے تو عالم ظاہری اور باطنی کے درمیان جو پردے حائل تھے وہ اُٹھ جاتے ہین اور اوسمین کشف و کرامت کی قوتین پیدا ہوتی ہین جنکو سدھی کہتے ہین۔ جو لوگ قبل از بیخکنی خودی اِن پردون کے اوٹھانیکی کوشش کرتے ہین وہ سخت مصیبت مین گرفتار ہو جاتے ہین تنتر کی کتابون مین اِن پردون کے اُٹھانے اور سدھی حاصل کرنیکے طریق لکھے ہین انکے

مطابق عمل کرنے سے سدہیان حاصل ہوجاتی ہین مگر بجائے فائدہ کے ان سے نقصان پیدا ہوتا ہے ایسے اشخاص کی صحت جسمانی و دماغی مین فرق آجاتا ہے اور بسا اوقات وے وفاتر العقل ہوجاتے ہین کیونکہ وے قبل از پختگی نخل حیات سے کچے پہل کو توڑنے کی کوشش کرتے ہین اور بلا طہارت وصفائی قلب اِس معبد المعبدین مین قدم رکہنا چاہتے ہین۔ اِس مقام کی ایسی پاک ہوا ہے کہ وہان کوئی ناپاک شے ٹہر نہین سکتی صِرف پاک و صاف دل مُرید اپنے مُرشد کامل کی زیر ہدایت اس معبد مین بخیطر پہونچ سکتا ہے۔ اِس سنسکار کو پاکر صرف ایک جنم اور لینا پڑتا ہے یعنی اگلے جنم مین وہ جیون مکت ہوجاتا ہے۔

(۳) تیسرے سنسکار کو ہنس کہتے ہین۔ یہ مرتبہ پاکر انسان پُنر جنم سے نجات پاتا ہے اور دوئی سے رہائی حاصل کرتا ہے اسکے کثیف اور لطیف حواس ایسے مکمل ہوجاتے ہین کہ وہ نہ صرف اُن مقامات مین پہونچتا ہے کہ جہان وحدت محسوس ہوتی ہے بلکہ اوس مقام کا علم اپنے ساتھہ اس جسم کثیف مین ہی لاتا ہے جب طالب دوئی سے نجات پاکر وحدت محسوس کرتا ہے تب اوسکی زبان سے الفاظ انا الحق نکلنے لگتے ہین ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کا عالم ہوجاتا ہے اگر رغبت اور نفرت کا عشر عشیر بہی باقی ہی تو وحدت کے علم سے وہ قطعی دور ہوتا ہے اور ظاہری تفریق جو عالم مین نظر آتی ہے پہر اسکو اپنے قریب مین نہین لاسکتی نہ صِرف دنیاوی بلکہ روحانی خواہشات بہی کیسی ہی لطیف کیون نہون جنہین تفریق کا تعلق باقی ہے فنا ہوجاتی ہین جو شخص اِس بلندی پر پہنچتا ہے خیال مین بہی اپنے تئین اوروں سے جدا نہین کرسکتا لہذا وہ ذاتی روحانی خواہشوں سے بہی مُبرّا ہوجاتا ہے جو کچہہ وہ حاصل کرتا ہے سبکے واسطے حاصل کرتا ہے وہ اُس مقام پر مقیم ہے جہان سے انسان قوت پاتے ہین پس جو کچہہ اسکو حاصل ہوتا ہے وہ سبکو حسب ظرف اسمین شریک کرتا ہے۔ لہذا ایسے شخص سی کل عالم فیض

پاتا ہے وے برہم کیحالت کو پہونچ جاتے ہین اور اسلئے برہم کے ہر ظہور مین شریک حال ہوتے ہین چونکہ اونکی دوئی مٹ جاتی ہے لہذا اونہین رغبت کسی خاص قوم وملت سے باقی نہین رہتی - بھگوت گیتا مین ایسے اشخاص کو سمدرشی کہا ہے کہ جو گیانی برہمن اور کتے کے درمیان کچہہ بہی فرق نہین دیکھتے اونکی نظرونمین ہر شے برہم ہی معلوم ہوتی ہے - بھجن - ہم کو دویت درشٹ نہین آتی - ٹیک - جہان دیکہو تہان یہی آتما پتا پیترا درناتی برہمن ولیش رشو درسب ایہی نام ماتر بلگاتی ٹیک یہ ہی دیوتا یہ ہی دلیوا مے لپشپ دہوپ یہی باتی - پوجن والی یہ ہی آتما یہ ہی آپ پجاتی - انڈج پنڈج - اُبھج اودبھج سکلو ایہی نواتی - یہی کارن - کارج یہی دوسری اکیاتی - رام یاد بچار نر بے کاسے کروان سنگہاتی سچدانند پرکاش ہیجب تب ہین اہم نساتی - جو کوئی انکے قریب آتے ہین اونکے ترحم ربانی کے اثر کو محسوس کرتے ہین اسیواسطے لکہا ہے کہ سچے سادہو ہر مخلوق کے دوست ہوتے ہین دل انکا ذات باری کیساتہہ رہتا ہے اور بدین وجہ اسقدر وسیع ہوجاتا ہے کہ ہر شے اونکے احاطہ محبت مین آجاتی ہے - دوئی سے رہائی پاکر سالک چوتھے سنکار مین پہنچتا ہے

(۴) اِس آخر مرتبہ کو پرم ہنس کہتے ہین یہ جیون مکتی سے پہلے ہوتا ہے یہ سنسکار ہونے پر حالت بیداری مین ہی سالک عالم تریا یعنی لاہوت مین پہونچتا ہے اوسکو جسم کثیف چہوڑکر عالم لاہوت مین جانے کی ضرورت نہین رہتی بلکہ اِس جسم مین رہ کروہ عالم لاہوت مین پہونچ جاتا ہے اسکا علم اسقدر وسیع ہوجاتا ہے کہ وہ علم دماغی سے علم تریا تک پہونچتا ہے - اِس مرتبہ کو پہونچکر سالک کے آخری پانچ قیود دور ہوجاتے ہین - اول روپ راگ یعنی خواہش ہستی باصورت باقی نہین رہتی - دوم اروپ راگ یعنی خواہش ہستی بیصورت دور ہوجاتی ہے ؎

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچہہ نہین ۔ بیخودی مستی ہے یارو اور مستی کچہہ نہین
لامکان کی منزلت پاتا ہے کب کون مکان ۔ ہوکے ویرانہ آگے ہستی پستی کچہہ نہین

کچھ نہین سب کچھ ہی یارو اور سب کچھ کچھ نہین　　غیر اسکے معنی رمز الستی کچھ نہین
یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہین ہستی ہی نہان　　فقر مین ہستی یہی ہے اور ہستی کچھ نہین
بندگی اور حق پرستی کچھ نہونا ہے نیاز　　کچھ نہو نیکے سوا اور حق پرستی کچھ نہین

سوم مان یعنی فخر سے رہائی ہوتی ہے سالک کو یہ خیال باقی نہین رہتا کہ مین اس اعلیٰ مرتبہ کو پہونچا کیونکہ اس مقام پر اعلےٰ و ادنےٰ۔ بلند و پست سب یکسان ہین ایک ہی آتما سب مین نظر آتا ہے۔

غزل

جدہر دیکھتا ہون جہان دیکھتا ہون　　خدا ہی کا جلوہ میان دیکھتا ہون
نہ تن دیکھتا ہون نہ جان دیکھتا ہون　　تجھی کو نہان اور عیان دیکھتا ہون
یہ جو کچھ کہ پیدا ہے سب عین حق ہے　　کہ اک بحر ہستی روان دیکھتا ہون
اگر کوئی جانے جہان غیر حق ہے　　سو مین اوسکو وہم کا گمان دیکھتا ہون
نیاز اب کہون کس سے راز حقیقت　　یہ عالم سراپا گمان دیکھتا ہون

چہارم سالک کو کسی وقوعہ سے امکان و اضطراب باقی نہین رہتا یعنی پوری شانتی حاصل ہوجاتی ہے عالم ٹکراکر ریزہ ریزہ ہوجاوین تاہم اوسکو اس امر کی کچھ پرواہ نہین ہوتی۔

غزل

مجھے بیخودی یہ تو نے بھلی چاشنی چکھائی　　کسی آرزو کی دل مین نہین اب رہی سمائی
نہ خدر ہی نہ خطرہ نہ رجا ہی نے دعا ہی　　نہ خیال بندگی ہے نہ تمناے خدائی
نہ مقام گفتگو ہے نہ محل جستجو ہے　　نہ وہان حواس پہونچے نہ خرد کو ہی رسائی
نہ مکان ہی نے مکین ہی نہ زمان ہی نے زمین ہے　　دل بینوانے میرے وہان جاونی ہی جائی
نہ وصال ہی نہ ہجران نہ سرور ہی نہ غم ہے　　جسے کہتے خواب غفلت سو وہ نیند مجکو آئی

اِسکو صرف تبدیلی ہیت وصورت سمجھتا ہے وہ اوس حالت کو پہونچ گیا ہے کہ جو قایم ودایم ہے اور احاطۂ فنا سے بری ہے پس کوئی شئے اوسکی اِطمینان وسکون مین خلل انداز نہین ہوسکتی پنجم ادویا یعنی جہل سے رہائی حاصل ہوتی ہے آخری باریک پردہ جو بصیرت کاملہ مین حائل تہا اب دور ہوجاتا ہے اور سالک جیون مکت یعنی عارف ہوجاتا ہے اوسکو روح کی اصلیت وعالم کی ماہیت معلوم ہوجاتی ہے پہر جنم کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ اِلاّ اپنی خوشی سے جب چاہے جنم لے۔ وہ تمام ممکنات پر قادر ہوجاتا ہے اور انا الحق کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے ؎

مردانِ خدا خدا نباشند لیکن زخدا جدا نباشند   خویش را حق دان وحق بین حق شوی

درعاقبت نہ طالب حق را نشان دادہ زراہِ حق طلب

گرانا الحق زنم بعید مدان۔ بحکم گفت حق کہ راز من است

اِن چار سبقون کے ذریعہ سے جو پیر طریقت سے نصیب ہوتے ہین روح انسان درجۂ کمال کو پہونچتی ہے انکا ماحصل تسخیر خودی ہے جو روح کو کمال انسانی پر پہونچاتی ہے اور منشاء کارساز حقیقی پورا کرتی ہے اِسکے بعد بدیہی مکتی یعنی وصال ہے اوسکا معاملہ حصول محض عنایت الٰہی پر منحصر ہے اوسمین کوشش کو کچہہ دخل نہین۔

(۷۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ چیلے کے چار لکشن ہین۔(۱) اہنکار کا تیاگ کرنا (۲) دشٹ باسنا سے رہت ہونا۔ (۳) گورو کی سیوا تن من دہن سے کرنا (۴) گورو کے بچن پر پورن شردہا اور وشواش رکہنا۔

(۷۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ (۱) انسان کو عقلمند ہونیکی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ عاقل ہی دانشمندی سے دوسرون کی مدد کرسکتا ہے (۲) مرید کو چاہیئے کہ نہ کوئی ایسا عمل کرے نہ کوئی ایسا قول کہے نہ کوئی ایسا خیال ذہن مین آنے دے جس سے اوسکے پیر کو بیزاری ہو۔ اِس سے جوش محبت مین ترقی ہوتی ہے اور فنا فی الشیخ کا

مقام جلدی حاصل ہوتا ہے (۳) ہر شہر اور ہر شے مین بظاہر چاہین کچھ ہی نقص کیون نہو لیکن اون کے باطن مین جو صفات الٰہی موجود ہین اُن پہ ہمیشہ نظر رکھو (۴) تمہارا جسم بطور سواری یا گھوڑے کے ہی جسپر تم سوار ہوتے ہو۔ لہذا اوس سے اچھا سلوک کرنا چاہئے اور اوسکی طاقت سے زیادہ کام اوس سے نہ لینا چاہئے (۵) کلام کرنے سے پہلے یہ دیکھو کہ تمہارا کلام صحیح شیرین اور مفید ہوگا ٭

شبد رتن انمول ہے جو کوئی جانے بول

ہیہ ترازو تول کے پیچھے مکھ سے بول

(۶) کسی شے پر اپنا مالکانہ حق نہ سمجھو ممکن ہے کہ تمہارے کرمون کی بدولت تمہاری مرغوب خاطر چیزین سلب کر لیجائین۔ یہانتک کہ وہ لوگ جنسے تم بے انتہا مانوس ہو تم سے جدا کر دئے جائین اِن تمام حالتو نمین تمکو مسرور رہنا چاہئے۔ رنج و مصائب امراض و نقصانات سب ناپائیدار ہیچ ہین (۷) عظمت خدا ہی کے لئے ہے تمام کار عظیم اوسکے حکم سے ہوتے ہین اور انجام پاتے ہین۔ اہنکار فضول ہے (۸) قدرت کے قوانین باطنی جاننے کی کوشش کرو اور جب اونکا علم ہو جاوے تو اپنی عقل و فہم کی مدد سے اپنا نظام حیات اون کے مطابق کر لو (۹) ذاتی منفعت کی خواہش ہین فنا ہونیکے بعد ہی اپنے افعال نیک کے نتائج دیکھنے کی آرزو قایم رہتی ہے (۱۰) جو شخص اپنی مدد کی اہمیت اور مقدار دوسرون کو جتانا چاہتا ہے اوسکا اعتقاد خام ہوتا ہے۔

(۴۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ "گرو"

اندہیارے جانئے رو شنی کہئے پرکاش

میٹ اگیان ہی گیان دے گورو نام ہی تاس

یعنی انتر کے اندہیکار اور اگیان کو مٹا کر پرکاش یعنی گیان دے وہی گورو ہے۔ گورو کے چار لکشن ہین (۱) پورن بھگت کے سمپن ہو (۲) اپنے دہرم گرنتہ شاستر ون اور

ویدون کے آشیہ کو سمجھنے والا ہو (۳) سمپدرشٹ یعنی ایشر کو سب مین ویاپک ایک سمان دیکھنے والا ہو (۴) چیلہ کو ایشر سے ملانے بھگت مین لگا دینے اور اوسکی شنکاؤن کو دور کرنے مین سامرتھ ہو۔ ان چار لکشنون والا گرو ایسا ہونا چاہئیے کہ جسکے انتھکرن مین وشیہ باسنا سے اُپرامتا آگئی ہو اپنے منکو جس نے لشین کرلیا ہو سب جیوونکے کلیان کی چنتا ہو یعنی پراوپکاری ہو ویدشاستر کے آشیہ کو خوب سمجھتا ہو اور دوسرون کو سمجھا سکتا ہو وہی گرو بننے کا ادہکاری ہے۔ ایسے شخص سنت اور راست کو خوب سمجھتے ہین اپنے سروپ کا گیان نشچیہ رہت دہارن کرتے ہین وہ جانتے ہین سب ست سنسار میرا ہی روپ ہے۔ آتما کو چھوڑ کبھی اونمین دویت درشٹ نہین آتی۔ نمرتا۔ بھگت پریم۔ شوریہ وغیرہ دیوی گنون کے سروپ ہی ہوتے ہین۔

(۷۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ سروتری وہ ہے جو صرف شاستر کو جانتا ہے اور نشٹھوان وہ ہے جو کیول برہم کو جانتا ہے اور سروتری اور نشٹھوان جو گورو ہین وہ شاستر کو بھی جانتے ہین اور برہم کا بھی ساکشات کار ان کو ہے انہین کو ست گورو کہتے ہین ایسے ست گورو ہی دوسرون کو آتما کا ساکشات کار کرا سکتے ہین۔

(۷۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو والدین اوسکو گود مین اوٹھاتے اور طرح طرح کے لاڈ لڈاتے اور ناز برداری کرتے ہین اور اوسکو اوٹھا اوٹھا کر اپنے سر پر رکھتے ہین۔ وہ لاتین چلاتا ہے تو ماں باپ کے سر مین دھڑا دھڑ لگتی ہین مگر وہ ان باتون کی ذرا بھی پرواہ نہین کرتے اور اوسکا پاخانہ پیشاب اوٹھاتا اور طرح طرح کی خدمت کرنا سب اپنا فرض سمجھتے ہین اور اوسکی مارپیٹ گالی گفتار کسی بات مین دُکھ نہین مانتے اور جب وہ بڑا ہو جاتا ہے اور سمجھنے لگتا ہے تو پھر خود بخود ایسی حرکتون سے باز آتا ہے جس سر پر اوس نے لاتین چلائین تہین اسکو واجب التعظیم سمجھتا ہے بلکہ والدین کے قدمون پر سر رکھکر اور اونکی ہر طرح کی خدمت گذاری کر کے سعادت دارین حاصل کرتا

ہے اور زر و مال جسم و جان سبکو لگاتا ہے اور ثواب کماتا ہے۔ اکثر والدین اس بات کو بہی منظور نہین کرتے کہ اونکا لڑکا باوجود بڑے ہونیکے بہی اونکی خاطر کچہہ تکلیف اوٹہاوے مگر اولاد کا یہ فرض ہے کہ وہ والدین کی اطاعت اور فرمان برداری کرے اسی طرح سے اول مرشد اپنے مرید کی غور و پرداخت کرتے ہین اپنے آنند و سرور مین خلل ڈالتے ہین اور اوس کی حالت کی نگرانی و سنبہال مین اپنا عزیز وقت صرف کرتے ہین اونکی طرح طرح کی ناز برداری کرتے ہین۔ اونکی دلی خواہشین پورا کرنیکا سامان بہم پہنچاتے ہین اور اونکی ہر ایک تکلیف اور دُکہہ مین اونکی پوری پوری سنبہال کرتے ہین اور ہر طرح سے مرید کی مرضی کے مطابق کارروائی کرکے اُسکو خوش رکہتے ہین تاکہ وہ روحانی دنیا مین بچپہ سے بڑا ہوکر لڑکا اور پہر لڑکے سے بڑا ہوکر جوان ہوجاوے جب کبہی مُرید راہ سے ہٹک کر گمراہی کا راستہ لیتا ہے تو کیسی کیسی پیار کی باتین سناکر اوسکو راہ راست پر لاتے ہین اوسکے دہلکے و سوسے اور خرخشے مٹاکر اوسکو اپنے سایۂ عاطفت مین رکہتے ہین اور یہ کل کارروائی محض رحم علی ہوتی ہے اسمین کسی قسم کا عیوض معاوضہ کا خیال یا کسی نفسانیت یا خود غرضی کا دخل نہین ہوتا نہ کسی آیندہ بدلہ یا مستقبل مین اوسکے کچہہ فائدہ کی اُمید ہوتی ہے لیکن جب مرید روحانی دنیا مین بڑا ہوجاتا ہے اور اچہی طرح ہوش سنبہالتا ہے وہان کے آداب اخلاق سے واقف ہوتا ہے تو پہر وہ اپنی گذشتہ باتون کو یاد کرکے جبر تا ہے اور ہزار ہزار دل و جان سے مرشد اور گرو کا شکریہ بجالاتا ہے اور اونکی ہر طرح کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجہتا ہے اور دہن دولت جسم و جان کو لگانے مین اپنے بہاگ کی بڑائی سمجہتا ہے اور جیون جیون ترقی کرتا جاتا ہے چشم بینا اور دل دانا ہونے سے اوسکا شوق بڑہتا جاتا ہے اور پہر وہ خواہ کیسی قسم کی بڑی سے بڑی خدمت بہی گرو کی کیون نہ کرے اوسکے دل کو اِس بات کی تسلی نہین ہوتی کہ مین نے کچہہ خدمت کی کیونکہ جو آنند و سرور اُسکو مرشد کی ہدایت اور رہنمائی

سے حاصل ہوا ہے وہ ایسا دایم وقایم وروزافزون ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی شے اوسکے
مقابلہ مین نہین ہوسکتی۔ اور دنیا کی کسی بات سے اوسکی ترقی نہین ہوتی اس لئے
وہ نت نئی نئی اونمگین اوٹھاکر اور مرشد کی خوشی اور رضا حاصل کرنیکے لئے ہر طرح
کی کوشش کرتا ہے حالانکہ گرو اُس سے کسی بات کی اُمید نہین رکھتے نہ اوس
سے کسی خدمت کیواسطے کہتے ہین بلکہ اونکا توہمیشہ یہ ہی حکم رہتا ہے کہ مالک کا
بھجن کرو لیکن اب اوسکے شوق اور اُمنگ کی حد نہین رہتے اوسکے دل مین
ایسی ایسی باتین اوٹھتی ہین کہ اپنا سر کاٹ کر اوسکے خون سے بھی اگر مرشد کے قدم
دہوئے جائین تب بھی شمہ برابر خدمت ادا نہین ہوسکتی۔ اب جو شخص مرشد کو اپنے
جیسا دیکھ دہاری شخص جان کر اور اپنے کو اور اون کو ایک سمجھکر برابر ہو بیٹھے یا یہ سمجھ
لے کہ س؎ ابتو آرام سے گذرتی ہی عاقبت کی خبر خدا جانے
اور پھر کسی رہنما کی تلاش وجستجو نہ کرے یا اون سے تعلق پیدا کر کے اپنے آتما کے اُدہار
کی کچھ سبیل نہ نکلوائی تو اوسکی حالت قابل ترس ورحم ہے یا نہین؟"
(۷۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ بلے شاہ بڑے مقبول مریدون مین تھے اونکے مرشد اپنے
لڑکے سے کسی وجہ سے ناخوش ہوگئے اور اوسکو دربار سے نکالدیا وہ بلے شاہ کے پاس
چلا گیا اور وہان جاکر سب ماجرا بیان کیا۔ بلے شاہ نے کہا کہ تمہارے والد یعنی ہمارے
مرشد تم سے ناراض ہین اس لئے ہم بھی تمکو نہین ٹھرا سکتے۔ وہ وہان سے مایوس
ہوکر واپس چلا گیا۔ یہ حال بلّے شاہ کے مرشد کو معلوم ہوا تو بہت ناخوش ہوئے اور
بلّے شاہ کو بلاکر کہنے لگے کہ ہم نے تمہاری آزمایش کو یہ کام کیا تھا۔ ہم دیکھنا چاہتے تھے
کہ تم مین رحم کا مادہ کہان تک ہے۔ ہم چاہے ناخوش ہی تھے مگر آخر کو تو ہمارا ہی لڑکا
تھا۔ تمہارا فرض تھا کہ تم اوسکو اپنے پاس ٹھراتے اور پھر ہمارے پاس لاکر اوسکو معافی
دلواتے اور بخشواتے اور یہ کہکر اپنے حضور سے نکالدیا کہ اب بغیر اجازت یہان نہ آنا۔

انہون نے ہر چند اور ہر طریقہ سے کوشش کی مگر حضور مین جانیکی اجازت نہ ملی۔ بہت فقیرون سے ملے کوئی اون کی مدد نہ کر سکا۔ ایک فقیر سے ملنے پر اوسنے دریافت کیا کہ تمہارے مرشد کو کیا چیز پسند ہے تو انہون نے کہا کہ طوائف کا مجرا پسند ہے تو اوس نے ترکیب بتلائی کہ بس تم اوس طوائف سے جو مجرا کرتی ہے جا کر ملو اور ناچنا سیکھو۔ یہ طوائف کے پاس گئے اور عرصہ دراز تک اوس سے ناچنا گانا سیکھا جب ہوشیار ہو گئے تو طوائف نے مرشد صاحب سے عرض کیا کہ میرے پاس ایک بہت ہی اچھا گانے ناچنے والا آیا ہے اگر اجازت ہو تو کل اوسکو ہمراہ لاؤن۔ اجازت ملگئی اور دوسرے دن انہون نے جا کر مجرا کیا۔ اِن کے ناچ اور گانے کو دیکھکر مرشد بہت خوش ہوتے اور دریافت کرنے لگے کہ یہ کون ہے۔ اِنہون نے اوسیوقت سر کھولکر قدموں سے رکھدیا اور عرض کرنے لگے کہ مین ہون بُھلّا (یعنی بھولا ہوا) آپنے فرطِ محبت سے چھاتی لگا لیا اور کہنے لگے کہ تو بُھلّا (یعنی بھولا ہوا نہین) بلکہ بُلّا شاہ (یعنی بھولا بادشاہ ہے)

سری مہاراج نے فرمایا کہ اگر مُرید اور مرشد کے درمیان کوئی ایسی بات ہو جاوے تو مرید کو چاہیئے کہ اپنے مرشد کو راضی کرنیکی کوشش ہی کرے۔ اِدہر اُدہر نہ بھٹکے اور جو بڑے بزرگ ہین وہ ہمیشہ ایسے راندہ آدمیون کو یہی مشورہ دیتے ہین کہ مرشد کے پاس ہی جاؤ۔ اُنکو میل کی ترکیب بتاتے ہین بلکہ اونکے درمیان میل کرا ہی دیتے ہین

(۷۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی برہمن کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ علم نجوم سے معلوم ہوا کہ یہ چور بنے گا۔ برہمن نے اوسکو بچپن ہی سے اچھی تعلیم دینی شروع کی اور مہاتماؤن کا خوب ست سنگ کرایا اور روحیک بھیانک اور بیتہارتھ تینون طرح کے شاستر پڑھائے۔ برہمن نے تو قضا کی اور لڑکے کو جوان ہونے پر کرم کے سنسکار سے چوری کی لت پڑگئی۔ ایک شبکو راجہ کی خوابگاہ مین جا پہونچا۔ جس چیز کو ہاتھ لگاتا ہے تو اوسکو یاد آجاتی ہے کہ اِس چیز کے چُرانیکا یہ ڈنڈ ہے اوسکو رکھ دیتا ہے اسیطرح سے

تمام قیمتی چیزین اوٹھا اوٹھا کرا ور اونکا شاستر کے انسار ڈنڈ بچار کر رکھدین آخر کوکسی چیز کا پھوک پڑا ہوا تہا اوسکو نکما سمجھکر اوٹھالیا کہ اسکا کیا ڈنڈ ہوگا اور لیکر چلنے لگا کہ راجہ جو اوس وقت خواب دیکھ رہا تہا سُپنے مین بَرّانے لگا کہ یہ چیز بہی میری ہے اور یہ چیز بہی میری ہے۔ یہ شخص پاس کہڑا ہوا سنتا رہا چونکہ ست سنگی تہا آخر مین بول اوٹھا کہ جب آنکھ بند ہوئی تو اپنی کچہ نہین۔ راجہ اس آواز کو سنکر چونک پڑا اور اوس سے پوچھا کہ توکون ہے اوسنے کہدیا کہ مین چور ہون۔ تلاشی لینے پر اوسکے پاس پھوک نکلا تو راجہ نے کہا کہ تم نے ایسی ناکارہ چیز کس لئے چرائی۔ یہان پر تو ہزارون طرحکی بیش قیمت چیزین دہری تھین۔ تو اوس نے اپنے بچار کا حال کہدیا۔ راجہ نے اوسکو معاف کردیا اور سمجہ گیا کہ یہ امر مجبوری ہے ورنہ یہ شخص پورا ست سنگی اور واقفکار ہے۔ سچ ہے ست سنگ کبہی نہ کبہی اپنا اثر دکھلائے بغیر نہین رہتا۔

(۷۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ اُبہیاسی یعنی ست سنگی چار قسم کے ہوتے ہین۔ اول جو پوتہی مین پڑہ کر یا زبانی سنکر ساری باتین یاد یعنی کنٹھ کر لیتے ہین جیسے کوئی طبابت کی کتاب پڑہ کر یا زبانی سنکر صرف نسخہ یاد کرلے۔ دوسرے جو صرف دکھلاوے کے واسطے دو چار منٹ یا زیادہ دیر تک آنکھ بند کرکے بیٹھ جاتے ہین جیسے کوئی دوا منہ مین ڈالکر کُلی کرے۔ تیسرے جو محنت کرکے ابہیاس کرتے ہین پر اکثر یا کبہی کبہی بشے آدک مین زیادہ آشکت ہو جاتے ہین جیسے کوئی دوا بہی پئے پر پورا پرہیز نہ کرے چوتہے جو اُبہیاس اور محنت سچے شوق اور پریم کیساتھ کرتے ہین اور بشیون سے ہمیشہ بچے رہتے ہین جیسے کوئی دوائی بہی پیوے اور پورا پرہیز بہی کرے اِس قسم کے آدمی اُبہیاس کا پورا پورا فائدہ اُٹھاتے ہین۔

(۸۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان تین درجہ کے ہوتے ہین۔ اوتم مدہم اور کنشٹ کنشٹ وہ جو دوگہن کے ڈر سے کام کو شروع ہی نہین کرتے۔ مدہم وہ ہین جو شروع

لڑے وگمن کو دیکھکر کام کو چھوڑ دیتے ہین اور اُتم وہ ہین جو بار مبار وگمن ہونے سے
بہی کام کو شروع کر کے نہین چھوڑتے یعنی اوسکو پورا ہی کر کے چھوڑتے ہین۔
(۸۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ عموماً تمام آدمی کسی نہ کسی کو اپنا مرشد اور پیر یا گرو
کسی نہ کسی صورت مین مانتے ہی ہین لیکن اصل مین مُرید بننا بڑا مشکل کام ہے مرید
نام مردے کا ہے جس طرح سے گرو کہین اوسی طرح سے کرے اپنی عقل کسی بات
مین پیش نہ کرے اور جب تک یہ حالت نہ آوے اوسوقت تک وہ زندہ یعنی سنساری
ہے مردہ یا مرتک اوسوقت ہوتا ہے جب من اور مرشد سنکمہ کھڑے ہون اوسوقت
من کو چھوڑ کر مرشد کا حکم مانے تب جاننا چاہیئے کہ من یعنی خودی کو مار لیا لیکن یہ بات
اوسوقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک ترکٹی مین گرو کا درشن نہووے اور اُسیوقت
اصل مین گرو پراپن ہوتا ہے ورنہ مرید کو بے پیر یعنی نگرا سمجھنا چاہیئے ؎

جب تک گرو کا درشن نہوئے
تب تک چیلہ نگُرا سوئے

(۸۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ حسن ابدال یعنی پنجہ صاحب مین قندہاری بابا نے جب
سری گرو نانک مہاراج کی کرامت دیکھہ لی تو پہاڑ سے اوتر کر نیچے آئے اور سوال
کیا کہ منکھہ کون ہے اور گرمکھہ کون ہے۔ بابا نانک نے جواب دیا کہ آپ روز نماز پڑھنے
کعبہ شریف جایا کرتے ہین اور اب نماز کا وقت ہوگیا ہے اس لئے پہلے نماز پڑھ آیئے
بعدہٗ اسکا جواب ملیگا۔ جب وہ وہان ... جا رہے تھے تو اول اُنہون نے دیکھا کہ
سمندر مین بارش ہو رہی ہے اوسکو دیکھکر اعتراض کیا کہ سمندر مین بارش کرنے سے
کیا فائدہ۔ آگے چلکر دیکھا کہ سمندر مین ایک جہاز ڈوبتا ہے آپنے اوسکے بچنے کی دعا کی
اور جہاز نکل آیا۔ جب کعبہ شریف مین پہونچے تو دیکھا کہ چند فقیر بیٹھے ہین اون سب کے
واسطے غیب سے کھانا آیا۔ اون کے مہنت نے پوچھا کہ سبکو کھانا مل گیا کوئی رہا تو نہین

قندہاری بابا بولے کہ مجھکو نہین ملا - اونہون نے کہانا تو اپنے پاس سے دیدیا اور فرمایا
کہ سنو یہہ لوگ تو گرکھہ ہین جو اپنے مالک کی مرضی سے مطابقت کرتے ہین اور من کھہ
آپ جیسے ہوتے ہین جو مالک کے کامون پر اعتراض اوٹھاتے ہین - سمندر مین چند
جانور ہین جو کہ سمندر کا کھارا پانی نہین پیتے وہ صرف بارش کا پانی ہی پیا کرتے ہین
دوسرے جہاز تو ڈوبنے والا نہ تہا ورنہ آپ ہزار دعا کرتے تو کیا ہوتا تہا صرف آپ کو
منمکھہ بنانیکے لئے یہ ظہور دکہلایا گیا تہا اِس لئے چاہین آپ ہر روز کعبہ مین آکر نماز
پڑہین یا ہزار کراماتین دکہلائین مگر گرمکھہ کا درجہ دور ہے -

(۸۳) ایک روز بائی پوگ آنندجی مہاراج نے عرض کیا سری مہاراج آپنے آجتک
کسی کو چیلا ہی بنایا ہے یہ سنکر کچھہ طبیعت جوش مین آگئی اور پریم سے پورن زبان
مبارک سے اسطرح فرمانے لگے کہ بیٹیا تم کیسی بات کرتے ہو ہم ہی زمانہ بہر کے چیلے
ہین اور ہم کسکو اپنا چیلا بنائین اور سچ بات تو یہ ہے کہ نہ ہمارا کوئی گورو ہے اور نہ
کوئی ہمارا چیلا ہے - اگر کسی کو گرو بنانا ہی منظور ہوتا تو مان باپ سے ہی کیون تعلق
قطع کرتے اگر کوئی مٹھہ یا استہان قایم کرنا ہوتا تو گہر ہی چھوڑنے سے کیا مطلب تہا
اگر چیلا بناکر نام چلانا ہوتا کہ فلان فقیر کے اتنے چیلے ہین تو گرہستی کر کے اولاد ہی کیون
نہ پیدا کرتے جس سے خوب نام چلتا - اگر اس بہیک مین لوگون سے روپیہ وصول
کرنا ہوتا تو کوئی نوکری یا پیشہ ہی کرنے مین کیا ہرج تہا جسکے ذریعے سے خوب دہن اکٹھا
کرتے لیکن جب ابدہوت ہوگئے تو سمجہ لو کہ گرو چیلا مٹھہ استہان سادہی یادگار
سب ہی باتون سے قطع نظر کرلی - اور ہم تو تمکو بہی یہہ ہی اوپدیش کرتے ہین کہ اگر
تم نے بہیک لیا ہے تو ایسے ہی بنا رہنا - چیلا چپاٹی کا بکھیڑا ہے - جو مہاتما لوگون کو مونڈ
کر فقیر بناتے ہین انکا طریقہ مجھکو پسند نہین بلکہ پرماتما کا نام بتانے اور لوگونکو ست مارگ کا
اوپدیش دینی کی خدمت جو میرے سپرد ہوئی ہے اوس خدمت کو یہ جسم ادا کر رہا ہے

(۸۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ روحانی ترقی کے مسایل ایسے نہین جنکو کسی مدرسہ یا مکتب مین پڑہکر اُن پر عمل درآمد کرسکین ورنہ اونکے اظہار کا کوئی ایسا ذریعہ اور وسیلہ ہے جس سے اون کو زبانی طور پر یا باتون باتون مین سمجہا سکین بلکہ اوسکے واسطے اول عقائد کی ضرورت ہوتی ہے اور بعد ازان عمل کی جب اعتقاد سے انسان اُن وسایل پر عامل ہوتا ہے اُسوقت اونکی سمجھ آسانی سے اور پورے طور سے ہوتی جاتی ہے جیسے اگر کوئی طالب العلم لفظ الف کو پڑہ کر اُستاد سے حجت اور دلیل کرنے لگے کہ اسکو مین الف کیون کہون اور اسکی شکل اسطرحکی کیون مانون تو سلسلہ تدریس و تعلیم جاری نہین ہوسکتا اسلیے اول اُسکو اُستاد کی بات پر یقین کرنا اور لفظ کو جیسے وہ بتاوے یاد کرنا چاہیے جب حرف تہجی ختم ہوجاتی ہے تو حروف ایک سلسلہ مین نظر آتے ہین اور پہر اُنکے میل جول سے الفاظ اور جملے بننے لگتے ہین پہر عبارت کے معنی سمجہہ مین آنے لگتے اور علم کا لطف حاصل ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ علم کا شوق پیدا ہوجاتا ہے۔

(۸۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی شخص نے ایک فقیر کامل کی بہت عرصہ سیوا کی تو درویش صفا کیش نے اُسکو سوہنگ کا جاپ بتا دیا۔ ایکدن اتفاقیہ کوئی بہکاری اوسکے گہر پر آیا اُسنے اوسکو آٹا دیا اوسکو لیکر بہکاری بولا بابا سوہنگ سوہنگ جپا کر یہ سنکر اُسکے دلمین خیال ہوا کہ اوس فقیر نے جو بات اسقدر سیوا اور ٹہل کرنے پر اتنے عرصہ مین بتائی وہی بات اِس نے ایکمٹھی آٹے کی عیوض بتا دی اور طرح طرح کے شک و وسوسے اوسکے دلمین پیدا ہوگئے اور اپنے گورو سے جا کر حال عرض کیا مُرشد نے فرمایا کہ وہ سامنے طاق مین لوہے کی ڈبی مین پارس رکہا ہے سو اُٹہا لاؤ چیلہ یہ دیکہکر سمجہا کہ شاید مذاق کرتے ہین بہلا لوہے کی ڈبی مین پارس یہ کیا بات ہے مگر گروجی کے کہنے پر وہ ڈبیا اُٹہا لایا تو گرو نے ڈبیا کہولکر پارس نکالا جو کہ کپڑے کی کتی تہہ مین لپٹا ہوا رکہا تہا اوسکو دکہلا کر فرمایا کہ تو نے اپنی عقل تو خوب لڑائی کہ لوہے کی ڈبیا مین پارس کیسے رکہہ سکتا ہے مگر اس جتن کو نہ سمجہا کہ کیسے لپیٹ کر مین نے اِسکو رکہا ہے اور وہ پارس اوسکو دیکر فرمایا کہ جا بازار مین اِس کا سودا کرلا

اور نرخ دریافت کرآ - مگر فروخت نہ کریو - وہ چیلہ اول کنجڑے کے پاس اُسکو لے گیا کنجڑے نے چیدام کی کوڑی نرخ لگایا یا اوسکی عیوض مین تہوڑا سا ساگ دینا چاہا پہر پنساری کے پاس گیا دہیلہ نرخ ٹہرا - پہر حلوائی کے پاس گیا تو اُس نے ذرا سی مٹہائی دینے کا وعدہ کیا اِسی طرح پہر دکہاتے دکہاتے اور بیاو کرتے کرتے وہ جوہری تک جا پہونچا جوہری نے جب اوسکو دیکہا تو اوسکی آنکہہ کہل گئی کیونکہ آجتک نہ تو اِس قسم کا پتہر کبہی دیکہا نہ اوسکو یہ بات معلوم تہی کہ پارس کیسا ہوتا ہے مگر اوسکے وزن اور قسم جوہر کو دیکہکر اتنا خیال پیدا ہوا کہ پتہر بہت اعلیٰ قیمت کا معلوم ہوتا ہے اور بڑہتے بڑہتے ایک لاکہہ روپیہ تک قیمت لگادی مگر چونکہ چیلہ کو بیچنے کا حکم نہ تہا اِس لئے واپس لاکر کل حال گرو سے عرض کردیا - اوسوقت مرشد نے فرمایا کہ دیکہہ چیز تو وہی ایک تہی مگر کہین تو اوسکی قیمت کچہہ لگی اور کہین کچہہ جسطرح یہ جوہر کی قدر کنجڑے حلوائی نہین جانتے ایسے ہی سوہنگ کی قدر کو بہی ٹکہٹ گدا کیا سمجہے - اِسی پارس کا تماشہ تجہکو اور کا اور دیکہنے مین آیا اگر اب تو اسکو راجہ کے پاس لیجائے تو قیمت اور بہی بڑہ جائے مگر ان لیجانیکی اجازت نہین کیونکہ اگر اوس نے پہچان لیا تو پہر وہ حاکم وقت ہے زبردستی بہی چہین سکتا ہے - مصرع

قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

اب تو خود انصاف کر کہ جس ترکیب اور باریکی اور بہید کے ساتہہ سوہنگ کا جاپ ہم نے تجہکو بتلایا تہا کیا وہ سب بہید اوس بہکاری نے بہی تجہکو رسایا - یہ سنکر چیلہ خائف ہوا اور گرو سے اپنے بہرم اور اشردہا کی معافی مانگی ۔

اگیانی کے نکٹ مین کہو نہ آتم گیان | جیسے چہرہ موڑہ نر سنتے نہ دیہ پران
اہبکی نرجنہین لکہوا نہین نہ برہم لکہاؤ | جیسے سیس کے اگر مین پتہر منی ایک بہاؤ

(۶۰۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ جوہری کے پاس ہزاروں قسم کے جواہرات مختلف

قسم اور قیمت کے ہوتے ہین جیسا خریدار آتا ہے اسکو جوہری اوسکی حسب حیثیت چیز دکھلاتا ہے
اگر راجہ آوے تو ہزارون اور لاکھون روپیہ کی قیمت والے موتی و جواہرات یعنی گج مکتا
وغیرہ دکھلاتا ہے جو معمولی خریدار ہو تو اوسکو ویسی دو چار پانچ روپیہ کی قیمت والے
موتی دکھلاتا ہے۔ اگر کوئی گنوار آوے تو اوسکو دس بارہ آنہ والا موتی دکھلاوے۔
موتی کو ایک ہی ہوتے ہین مگر آب و تاب چمک دمک کا ضرور فرق ہوتا ہے اسی طرح سے
جیسا ستسنگی ہوتا ہے اوسکو ویسی ہی بات بتلائی جاتی ہے۔ جگیاسا اور ستسنگ
کرنے سے جگیاسو کے ظرف اور حوصلہ کا پتہ لگ جاتا ہے۔ دیگر جیسے خریدار اپنی ضرورت
کے مطابق جواہرات خریدتے ہین اور جوہری سب قسم کا مال خرید سکتا ہے اوسیطرح سے
عوام کو ظاہری اصول اور ایک دو طریقہ حسب ضرورت بتا دیتے ہین اور اپدیشک وغیرہ
کو عام اور تمام باتین ظاہر کر دی جاتی ہین کہ جیسا گاہک اور خریدار اور طلب گار ہووے
اوس سے ویسے ہی ملے اور اوسکو وہی ضروری بات بتلاوے باقی زیادہ سر زنی نہ کرے

جانت ہو تو چپ رہو انجان ہے تو بول　　ایسی امولک بست کو بن گاہک مت کھول

(۸۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ جس طرح سے جسمانی علاج کے ویدک یونانی ڈاکٹری وغیرہ
مختلف طریقہ ہین اسی طرح سے روحانی مرض کے دفعیہ کیواسطے بھی کئی طرح کے علاج یعنی
بھجن پوجن ارادھنا شغل اشغال و عبادت کے طریقہ مقرر ہین۔ جو شخص جس طریقہ علاج
کو جانتا ہے وہ اوس کے ذریعہ سے اپنے مریضون کا علاج کرتا ہے اور دوسرے طریقہ علاج
سے محض بے بہرہ رہتا ہے مگر جو حکما کہ ویدک۔ یونانی۔ ڈاکٹری وغیرہ سب طریقہ کو جانتے ہین
وہ جس طریقہ سے چاہین اپنے مریض کا علاج کر سکتے ہین وہ صرف ایک طریقہ کے محتاج
نہین رہا کرتے اور نہ کسی طریقہ کی مذمت اور برائی کرتے ہین اور نہ کسی کی بیجا تعریف ہی بیان
کرتے ہین اسیطرح سے تمام مذہب کے راستہ کے جاننے والے سب طرح کی تعلیم کر سکتے ہین۔

(۸۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ اگر کوئی من یا دو من بوجھ اپنے سر پر اوٹھا سکتا ہے تو اوسکو

تکلیف ہوتی ہے اور گردن ٹوٹنے لگتی ہے لیکن پانچ یا چھ سیر کی ٹھیکی گردنکے نیچے لگا کر ڈہائی منی بوری بہی آسانی سے اوٹھا لیتے ہین حالانکہ اِس ٹھیکی کیوجہ سے مزدور کے بوجھے مین ایزادی ہوجاتی ہے مگر بوجھا بٹ جاتا ہے اور اوٹھانے مین سہولیت ہوتی ہے اِسی طرح سے ست سنگ مین جانے سے وقت ضرور صرف ہوتا ہے اور وہ وقت مصارف دنیاداری مین سے ہی نکالنا پڑتا ہے مگر ست سنگ مین وقت لگانے سے دنیاداری کے کام مین زیادہ اولجھن پیدا نہین ہوتی بلکہ ہر کام اور دُکھ سکھ کے موقعہ پر ست سنگ ٹھیکی کیطرح اونکو بٹا لیتا ہے اور سب بوجھا ست سنگی پر نہین پڑتا۔

(۹۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ کان تین طرح کے ہوتے ہین یعنی بات سُننے اور اُسپر عمل کرنیوالے آدمی تین طرح کے ہین۔ اول سوپ کی طرح جو اچہی چیز کو رکہتا ہے اور کوڑے کرکٹ کو پہٹک کر پہینک دیتا ہے اِسی طرح سے اِس قسم کے لوگ اچہی بات کو گرہن کرتے ہین اور ناقص بات کو چہوڑ دیتے ہین۔ دوسرے چلنی کیطرح جو بری چیزین یعنی جہانن کو رکہتی ہے اور عمدہ چیزون کو نیچے گرا دیتی ہے سو اس قسم کے لوگ عیبون اور برائیون کو گرہن کرکے سار وستو کو نظر انداز کر دیتے ہین۔ تیسرے موسل کی طرح جو اچہے اور بُرے دونون کو شامل کوٹتا ہے اچہے بُرے کی الگ تمیز نہین کرسکتا۔ ویسے ہی اِس طرح کے آدمی بات کو سنکر اوس پر بچار نہین کرسکتے اور اچہے بُرے کی تقسیم کرسکتے ہین اون سے دریافت کرنے پر یہ ہی ظاہر ہوگا کہ وہ کچہہ سمجہے ہی نہین کہ یہ چیز باقی ہے یا فانی یا اچہی و کارآمد ہے یا کہ بُری و ناکارہ ہے۔

(۹۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ مہاتما آدمی کا حوصلہ دیکہکر اوسکو تعلیم و تلقین کرتے ہین اور جب تک اوسکا من شانت نہو جائے اور دنیا کی خواہشات دل سے دور نہو جاوین آنکہ سیر و انگ کا نظارہ نہین دکہاتے من شانت ہونے سے پہلے جس کسی کی دب درشٹی کہل جائے تو مجذوب یعنی پاگل ہوجانیکا اندیشہ ہے اور جب اُسکا من بے قابو ہوجاتا

ہے تو آکاش مین سے جو دوسرے آدمیون کے بلکہ تمام مخلوق کے خیالات کا بھنڈار ہے
وہ خیالات اوس کے دماغ پر پے درپے حملہ کرتے ہین اور چونکہ یہ اونکو ہٹانے اور زیر
کرنے پر قادر نہین ہوتا اس لئے اونکے زیر اثر ہو جاتا ہے اور وہان کے بھوگ
سوکشم یعنی لطیف اور یہان سے اچھے ہین اون مین پھنسکر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے
اور آئیندہ کی ترقی رک جاتی ہے۔

(۹۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی قصبہ مین دو برہمن سگے بھائی رہتے تھے۔ باپ کے
مرنیکے بعد چھوٹے بھائی نے حکمت عملی سے ساری دولت اپنے قبضہ مین کر لی اور بڑے
بھائی کو یون ہی کچھ تھوڑا بہت دیکر ٹال دیا۔ بڑا بھائی بڑا نیک اور ایماندار تھا
اس نے تھوڑی سی پونجی سے کچھ کاروبار شروع کر دیا اور جو دو چار آنہ روز اوس رقم سے
پیدا کرتا اوس سے ہی اپنی گرہستی کا پالن کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد چھوٹا بھائی اس کے
پاس آیا اور کہنے لگا کہ مین نے باپ کی ساری کمائی اوڑا دی اب میرے پاس کچھ
نہین رہا ہے یہانتک کہ فاقہ کی نوبت آگئی ہے اگر تم سے کچھ ہو سکے تو میری مدد کرو
اوس نے جواب دیا کہ مین دو چار آنہ روز پیدا کرتا ہون اوس سے بمشکل تمام دن
کٹتے ہین۔ خیر ایک روپیہ لیجا گاؤن سے دودھ لاکر بیچا کر۔ دو تین آنہ روز نیچ ہی رہا
کرین گے اوس سے گذارا کرنا مگر خبردار بے ایمانی نہ کرنا۔ چھوٹے بھائی نے روپیہ لے
لیا اور گاؤن سے دودھ لاکر بیچتا۔ ایکدن اوسکے دل مین پاپ سمایا اور دودھ مین
پانی ملاکر بیچنا شروع کیا۔ یہان تک کہ چند روز مین بہت روپیہ پیدا کیا اور بہت بڑی
دوکان کھول لی اور اوسمین بھی کپٹ کا بیوپار جاری رکھا۔ اسکے بڑے بھائی نے اوسکو
ہر چند منع کیا مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ آیا۔ ایک دن بڑے بھائی نے ایک فقیر سے
کہا کہ مہاراج اس سنسار مین بے ایمان ہمیشہ سکھی اور مالدار ہوتے ہین اور ایماندار
دکھ اور مصیبت مین مبتلا رہتے ہین اسکا کیا سبب ہے ؟

اے خیانت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم

اے دیانت بر تو لعنت از تو رنجے یافتم

فقیر نے دریافت کیا کہ وہ کیا بے ایمانی کرتا ہے اِس نے کہا کہ دودہ مین پانی
ملاکر بیچتا ہے ساد ہونے پوچھا کہ کیا تو بتا سکتا ہے کہ اوس نے کتنے لوٹے پانی ابتک
دودہ مین ملاکر بیچا ہے اِس نے حساب لگاکر تعداد بتادی کیونکہ یہ روز اوسکو ملاتے
دیکھتا اور حساب کرتا رہتا تہا۔ ساد ہونے کہا کہ ایک قدِ آدم کے برابر گڈہا کہودو اور اُس
مین اُتنے ہی لوٹے پانی ناپ کر بہر دے۔ جب برہمن نے گڈہا کہود کر پانی بہر دیا تو
فقیر نے حکم دیا کہ ذرا تو اِس مین اوتر کر کہڑا ہوجا جب برہمن گڑہے مین اُترا تو اوسکی
گردن تک پانی آیا۔ تب ساد ہونے اوس سے کہا کہ ابہی پانی کی مقدار اُسکے ڈبانے
کے لئے کافی نہین ہے جب اِتنے لوٹے پانی اور ملائیگا تب غارت ہوجائیگا اور اوکی
یہ دولت اوسکی بے ایمانی کا نتیجہ نہین ہے بلکہ اوسکے اگلے جنم کے شبہ کرمونکا پہل ہے
مگر افسوس وہ بے ایمان اوسکو بہی غارت کر رہا ہے۔ براہمن گہر واپس چلا آیا اور دن
گنتا رہا جب پانی کے لوٹون کی تعداد برابر ہوگئی تو شام کے وقت چہوٹا بہائی دودہ
کے نیچے کی آگ بجہاکر اُن بجہی ہوئی لکڑیون کو لکڑیون کے انبار مین پہینک سو رہا اوس
لکڑی مین اتفاق سے آگ رہ گئی تہی وہ سلگ کر سب ڈہیر مین لگ گئی اور دوکان
وغیرہ سب جلنے لگی۔ براہمن نیند سے چونک اُٹہا۔ اڑوس پڑوس کے لوگ بجہانے
کو دوڑے مگر لا حاصل۔ جو کچہہ مال متاع تہا سب جل کر خاک ہوگیا۔ اسکی انٹی مین
صرف ایکرو پیہ بندہا تہا وہی اُسکے پاس بچا۔

(۹۴) ایک روز کوہاٹ مین سہ ماہی جلسہ ہونیوالا تہا اور تمام ارد گرد کے گاؤنکے آدمی
کوہاٹ مین جلسہ منعقدہ پر جمع ہونیوالے تہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ سری مہاراج
ان آدمیونکے یہان جمع کرنے سے فضول سبکو تکلیف ہوتی ہے اور کچہہ کام یا فائدہ نہین

ہوتا۔ رہا بھجن اور اپاسنا اوسکا طریقہ سبکو بتا دیا گیا ہے سب اپنے اپنے گھر پر بھجن کرین۔
اوسوقت سری مہاراج نے فرمایا کہ کسی بوڑہے شخص نے اپنے وفات کیوقت اپنے تمام رشتہ
دارون کو فرمایا کہ سب آدمی ایک ایک چہوٹی لکڑی لیکر میرے پاس آوین جب وہ تمام
آدمی آگئے تو حکم دیا کہ ان لکڑیون کو جو تم لاتے ہو ایک بڑی رسی سے باندہو اور پہر ہر ایک تم
مین سے اِس گٹھے کو توڑنے کی کوشش کرو اور دیکھو کہ آیا تم توڑ سکتے ہو یا نہین۔ سبنے
کوشش کی مگر گٹھے کو توڑنے مین ناکامیاب رہے۔ پہر بوڑہے نے حکم دیا کہ اب گٹھے کو کھول کر
علیحدہ علیحدہ ایک ایک لکڑی کو توڑو۔ سب نے ویسا ہی کیا اور اپنی اپنی لکڑی بآسانی
تمام توڑ دی اوسوقت بوڑہے نے فرمایا کہ جب تک تم پیار اور محبت کی رسی یا رشتہ سے بندہے
رہوگے اوسوقت تک تم کو مارنے اور زیر کرنے مین تمام دشمن ناکامیاب رہین گے لیکن اگر
تم نے اوس رشتہ کو توڑ ڈالا تو پہر تمہارا توڑنا و پہوڑنا اور تباہ کرنا بہت آسان ہوگا جسطرح
سے کہ ان علیحدہ لکڑیونکا توڑنا آسانی سے ہوا ہے۔ الغرض اگر تم سب ست سنگی بہائی
آپس مین گلے گلے ملتے جلتے رہوگے تو اون کے دُکھ سکھ کا حال تم کو معلوم ہوتا رہیگا
تمہاری تکالیف اون پر ظاہر ہو سکین گی اور اوسمین رشتۂ محبت قایم رہیگا۔

(۹۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ سری سداشیو جی مہاراج اور پاربتی جی مہارانی سیر و تفریح کو
جا رہے تھے کہ شیوجی ٹھر گئے اور زمین پر ماتھا ٹیکا۔ پاربتی جی نے سبب دریافت کیا تو
فرمایا کہ یہان پر ایک مہاتما نے بھجن کیا تہا اِسوجہ سے یہ خطہ زمین قابلِ تعظیم ہے۔ اِسی
طرح پہر جاتے ہوئے پہر ایک جگہ ماتہا ٹیکا۔ تب پہر پاربتی جی نے سبب پوچھا تو اونہون نے فرمایا
کہ یہان پر ایک مہاتما اگر بھجن کرین گے اِسلئے اِس جگہ کو بہی قابلِ تعظیم سمجھنا چاہئے۔

(۹۴) ایک روز ایک صاحب نے عرض کیا کہ لنگر اور بھنڈارون کا
کام تو بالکل فضول خرچ معلوم ہوتا ہے اِس سے کیا فائدہ ہوتا ہے یون ہی سنڈ منڈ
فقیر آ کر کہا پی جاتے ہین۔ تو آپنے فرمایا کہ کسی راجہ نے یہ سنا کہ مانس سرودر مین ہنس

ہوتے ہین اور وہ موتی چگتے ہین۔ اور وہان ہزارون طرح کے پرندے رہتے ہین لیکن وہان سردی بہت پڑتی ہے اِس لئے ہر ایک کا گذر نہین۔ یہ سنکر ہنسون کو دیکھنے کا کا شوق ہوا اور اپنے وزیر با تدبیر کو بلاکر اس بات کو ظاہر کیا اوس نے عرض کیا کہ مین ہنسون کے درشن آپ کو ہین کرا سکتا ہون لیکن اسمین اسقدر روپیہ صرف ہوگا آپ گھبرا جائین گے بلکہ عجب نہین کہ لوگون کے کہنے سننے سے آپ میری طرف سے بد گمان ہی ہوجاوین۔ راجہ نے اوسکا ہر طرح سے اطمینان کر دیا اور کہا کہ چاہے جتنا صرفہ ہوگا ہم کو ہنسون کے درشن ہین کرا دو۔ وزیر نے جنگل مین پرندون کو دانہ ڈلوانیکا انتظام شروع کیا۔ اور قسم قسم کے اناج اور غلہ جنگل مین روز ڈالے جانے لگے اور ہر طرح کا بندوبست اون کے آرام کا کر دیا گیا۔ کوئی اون پرندون کو ایذا نہ پہونچا سکتا تھا۔ اِس آرام کیوجہہ سے ملک ملک کے پرندے وہان آکر جمع ہوگئے حتیٰ کہ مان سرور تک کے پرندے اُڑکر یہان چلے آتے اور مان سرور خالی سا نظر آنے لگا تو ہنس ... کی ماوا نے ہنس سے سبب دریافت کیا اوس نے تمام حال کہدیا کہ فلان ملک مین پرندون کے کھانے پینے اور رہنے کا ایسا اچھا بندوبست ہے اِس لئے وہان سب چلے گئے ہین۔ اب تو ماوا نے ہنس کو بھی وہان جانیکو مجبور کیا کہ ایسے دہرماتما اور فیاض شخص کا جو پرندون تک کی خبر گیری کرتا ہے ضرور درشن کرنا چاہئے۔ دونون مان سرور سے اُڑکر اوس راجہ کے ملک مین آئے اور وزیر نے راجہ کو اونکا درشن کرایا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انسان اِس راہ مین دولت صرف کرتا ہے اور ہر ملت اور مذہب کے فقیر اور سادہون سے ملتا رہتا ہے تو اوسکی سخاوت اور دہرم کا حال سنکر کبھی نہ کبھی کوئی ہنس اور پرم ہنس بھی وہان آہی جاتے ہین۔ جہان بخل اور کنجوسی کا یہ حال ہو کہ ایک ایک آدمی کے کہانیکا رونا پڑجاے وہان فقرا اور سادہو جاتے ہی نہین۔

(۹۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ دہرم کے چار چرن ہین۔ (۱) ستیہ (۲) شوچ (۳) دان

(۴) دیا۔

(۱) سیتہ۔ جیسا دیکھا۔ سُنا۔ پڑھا۔ انبھو کیا ہو ویسا ہی کہنا سیتہ ہے۔ سندیہ بہری بات کہنا۔ جیسے راجہ یدہسٹر نے کہی تہی کہ اسّتہاما ن ہاتہی مرگیا۔ یہ است مین پرمانت ہے ستیہ کے چہہ استہان ہین جو ان چہوون کو پرایت ہوگا او شیہ ست کو حاصل کریگا

(۱) ایمان کی سچائی یعنی کبہی کسی سے جہوٹ نہ بولے۔

(۲) ایشر سے سچ یعنی نشکپٹ ہر دیسے پرارتہنا کرے یعنی تمام سنساری باسناؤن سے رہت ہو۔ ایشری اچہا مین راضی بہ رضا ہے وہی بہگت کہلاتا ہے۔

(۳) شدہ بہاؤنا۔ بغیر شدہ بہاونا کے سب بہگت بہاؤ ویرتہ ہوگا۔ (۴) پرتگیا کوئی عہد کرکے مثلاً مین نوکر ہوکر کہتا کہلاؤنگا پہر اوسکو پورا کرنا چاہئے۔

(۵) ستتا یہ ہے کہ جیسا انتر مین ہے ویسا ہی پرگٹ کرتے یہ بات انتہکرن کی شدہتا اور سرلتا سے ہوتی ہے۔ (۶) دہرمک نیمون اور آتمک بچارونمین صرف دوسرونکے بچن یا شاستر کے باکون پر ہی بہروسا نہ رکہے بلکہ اپنے انتہکرنمین ہی بچار اور ترک دوارا اوسکا ست است جانچ لے۔ پہر سوئی کار کرے۔ اپنی آتما کے یردہ کرم مین کبہی پرورت نہو جس مین سنیم سنتوش۔ آشا ہے۔ انوراگ۔ پریت۔ بھگت ڈرڑہ بشواس ہو اوسے ست دہاری کہتے ہین۔

(۲) شوچ۔ دو پرکار کی ہے۔ ایک بہرنگ۔ دوسری انترنگ۔ بہرنگ شدہتا جل مٹی وغیرہ سے ہوتی ہے اور انترنگ بیبک اور بچار سے یعنی ایرشا۔ کپٹ چہل۔ دشمنی وغیرہ نہ کرنا۔ شدہتا کایا بانی اور من تینون کی ہونی چاہیے (۱) کایا مین تین پرکار کے دوش یہ ہین۔ چوری۔ وبہچار۔ اور ہنسا (۲) بانی مین یہ تین دوش ہین۔ نندا گالی اور متہیالاپ یعنی فضول بک بک (۳) من مین چار دوش ہین۔ کرودہ۔ ایرکہا مان اور چہل۔ ان سے کایا بانی اور من کو صاف رکہنا چاہیئے۔

(۳۱) دان دو پرکا ہوتا ہے - ادتم دان اوران اوتم - اوتم دان وہ ہے کہ محتاج پر دیا کرکے کچہہ دینا - اوران اوتم وہ ہے کہ مان بڑائی یا بدلے کی خواہش سے دان دینا - دان صرف دہن سے ہی نہین ہوتا بلکہ ودیا - نربھتیا اور مان وغیرہ کئی طرح کا دان ہے - دان دینے مین جہان تک ہوسکے جلدی کرے - گپت دان دے - ولمبہ نہ کرے - احسان نہ جتاوے - دان لینے والے کو تچہہ نہ سمجھے - دان دینے کا ابھمان نہ کرے - اپنے دہن مین جو اوتم پدارتھہ ہے وہ دان کرے -

(۳۲) دیا سب دہرمونمین دیا شرومنی ہے - کسی پرکار کی تپسیا اور بھجن دیا کے بغیر ٹہیک نہین ہوتی - کسی پرانی ماتر کو دکہہ نہ پہونچانا دیا ہے -

(۹۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ مہاراجہ دشرتھ جی کو جب اولاد کی خاطر یگ کرنے کی خواہش ہوئی تو رشیون اور برہمنون نے کہا کہ اس یگ کو سوائے شرنگی رکہہ کے اور کوئی نہین کراسکتا اور وہ بالکل برکت اور آزاد ہین اونکا آنا کسی طرح سے ہو نہین سکتا - یہ سنکر مہاراجہ نے ڈونڈہی پٹوائی کہ جو کوئی شرنگی رکہہ کو یہان شہر مین لے آوے تو اوسکو اس قدر زر و مال انعام ملے گا کہ وہ نہال ہو جاوے اور ہماری بہت خوشی ہو - اور سب آدمی تو اس کام کے کرنے سے لاچار رہے مگر ایک رنڈی اونکو لانیکا بیڑا اوٹھا کر چلی اور جنگل مین جہان شرنگی رکہہ تپ کرتے تہے پہونچی - اوس نے اول اس بات کی تلاش کی کہ یہ کہاتے کیا ہین - رشی کا دستور تہا کہ بھجن کرتے کرتے جب کبھی بھوکھ لگتی ہتی تو ایک درخت کے تنہ مین جاکر منہ مارتے تہے اور پہر واپس آکر تپ کرنے لگتے تہے - رنڈی نے اوسی درخت پر جس جگہ وہ منہ مارتے تہے اول روز تو کچہہ گڑ چپکا دیا - منہ مارنے پر رشی کو اور روز کی نسبت زیادہ سواد معلوم ہوا تو درخت کو چاٹنے لگے رنڈی اوسی طرح سے رفتہ رفتہ زیادہ زیادہ گڑ چپکاتی گئی اور بعدہٗ حلوا وغیرہ لگایا - رشی جی بہی اون سواد ون کو چکہکر ایسے مزے مین آگئے کہ خوب

مزیدار چیزین کہانے لگے پہر تو رنڈی کھلم کھلا اون کو مزیدار کہانے بنا بنا کر کہلانے لگی اور رشی جی اوس سے بہت خوش رہنے لگے جب اوس نے دیکہا کہ زبان کے ذائقے مین خوب لولین ہو گئے ہین تب اوس نے یک لخت تمام چیزین بنانی بند کر دین۔ رشی جی نے پوچہا کیا اب وہ کہانے کیون نہین بناتی ہو۔ رنڈی نے عرض کیا کہ وہ چیزین تو دہن سے پرابت ہوتے ہین اور میرے پاس جو دہن تہا سو ختم ہو گیا۔ رشی نے دریافت کیا کہ دہن کہان سے ملتا ہے اوس نے جواب دیا کہ راجہ کے پاس سے ملتا ہے اگر تم کسی راجہ کے پاس چلو تو دہن مل جاوے۔ رشی جی جانیکو تیار ہو گئے۔ رنڈی اون کو ساتہہ لیکر اجودہیا جی مین آئی۔ مہاراجہ رشی کا آگون سنکر اگوانی کو نکلے اور بڑے آدر سے سنگہاسن پر لاکر بیٹہالا اور پہر اپنے یگ کا کام پورا کرایا اور رنڈی کو بہی بہت کچہہ انعام اور اکرام دیا۔

(۹۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی بادشاہ کے دربار مین ایک فقیر یہ صدا کیا کرتا تہا کہ "نیکو نکے ساتہہ نیکی کرو اور بدون کی بدی خود انکو تباہ کر دے گی" ایک درباری اِس صدا سے بڑا ناخوش ہوتا تہا۔ اوس نے بادشاہ سے چغلی کہائی کہ حضور فلان فقیر ایسا کہا کرتا ہے کہ جہان پناہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اوسکو ہمارے سامنے بلاؤ۔ ہم اِسکی تحقیق کرین گے۔ چغلخور نے فقیر کو کہلا بہیجا کہ فلان روز آپکی بادشاہ کی طرف سے دعوت ہے اور اوسدن کہانے مین بہت سی پیاز پکوا کر اوس فقیر کو کہلائی بعدہٗ بادشاہ کے روبرو پیش کیا جب فقیر بادشاہ کے سامنے گیا تو اوسکو خیال ہوا کہ کہین پیاز کی بدبو بادشاہ کو ناخوشگوار نہ معلوم ہو اِس لئے سامنے جاکر منہ پر ہاتہہ دہر لیا۔ اور چغلخور نے اوسیوقت بادشاہ کو سین دیکہ حضرت دیکہئے اِس نے آپکے منہ کی بدبو سے اپنے منہ پر ہاتہہ دہر لیا ہے۔ بادشاہ نے فقیر سے زبانی تو کچہہ نہ کہا ایک خط اپنے کوتوال شہر کے نام لکہکر فقیر کو دیا کہ جاؤ اسکو کوتوال کے پاس لیجاؤ۔ اوس بادشاہ کا

یہ عام دستور تہا کہ جس کسی کو خاص انعام دیتا تہا اوسکو کوتوال شہر کے نام خط لکھکر دیا کرتا تہا۔ اوس چغلخور نے سمجہا کہ ضرور اس فقیر کو کوئی خاص انعام ملا ہے جلدی سے باہر نکل کر فقیر کے پیچہے گیا اور عرض کیا کہ حضرت یہ خط اگر آپ مجہے دیدین تو مین کوتوال کو پہونچا دون آپ فضول تکلیف کیون کرتے ہین۔ فقیر نے وہ خط اوسی کو سونپ دیا۔ وہ جسوقت خط لیکر کوتوال کے پاس پہونچا تو اوسمین تحریر تہا کہ بدیدن خط حامل ہذا کو بلا تامل قتل کرا دینا اور اسکی کہال مین بہس بہروا کر ہمارے پاس بہیجو اور اگر دیر ہوئی تو بازپرس ہوگی۔ کوتوال نے خط پڑہ کر جلاد کو حکم دیا کہ اس شخص کو فی الفور قتل کرو۔ چغلخور نے بہت واویلا اور فریاد کی اور کہا کہ ذرا تم بادشاہ سے تو پوچہ لو مگر کوتوال نے بازپرس کے خوف سے ورا نہ سُنی اور فی الفور اوسکو قتل کرا دیا اور اوسکی کہال مین بہس بہروا کر بادشاہ کے پاس بہیجدی۔ جب بادشاہ نے یہ حال معلوم کیا تو فقیر سے بلوا کر کل حال پوچہا اور دریافت کیا کہ تم نے ہماری نسبت ایسا کہا تہا۔ فقیر نے انکار کیا تو اوس سے پوچہا کہ تم نے ہمارے سامنے آتے وقت منہ پر ہاتہ کیون رکہا تہا فقیر نے جواب دیا کہ اُس دن کہانے مین بہت پیاز شامل تہی اوسکی بدبو آپکو ناگوار نہ معلوم ہو اِس لئے مین نے ایسا منہ بند کیا تہا۔ پہر رقعہ کا حال پوچہا تو فقیر نے کہدیا کہ راہ مین اوس شخص نے رقعہ مجہسے لے لیا تہا کہ مین خود لیجاؤنگا۔ اوسوقت بادشاہ کو فقیر کی صداقت ظاہر ہوئی اور اجازت دی کہ عام طور پر آپ یہ صدا کیا کرین ”کہ نیکون کے ساتہہ نیکی کرو اور بد و نکی بدی خود اون کو تباہ کرے گی“ اِس چغلخور نے واقعی اپنی بدی کی سزا اپنے ہاتہہ سے پائی۔

(۹۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ طہارت یعنی شستہ تین طرح کا ہوتا ہے۔ اول طہارت شریعت بذریعہ وضو اور غسل کے (۲) طہارت طریقت۔ ہوائی نفس کے ترک کرنے سے (۳) طہارت طریقت تمام غیر اللہ سے قلب کو پاک کر دینے پر منحصر ہے۔

(۹۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ کوئی برہمن تیرہ سال تک ودیا پڑہ کر جب بنارس

واپس آیا تو بحث مباحثہ کے خیال سے کبیر صاحب سے ملنے گیا۔ کبیر جی نے اوسکی بڑی خاطر و مدارات کی اور اُسکو سوکھا سیدہا دیکر کہا کہ مہاراج جی آپ پہلے بھوجن بنا لیجیے برہمن نے سیدہا لیکر مکان کو چارون طرف سے دیکھا مگر چوکے کے لایق کوئی صاف جگہ نظر نہ آئی۔ کہین تانا تن رہا تہا۔ کہین کہیان بہنک رہی تہین۔ غرض مکان سے باہر ایک تالاب کے کنارے اچہی جگہ دیکھکر چوکا لگا کر برہمن دیوتا نے رسوئی تیار کی جب کہانا وغیرہ کہا چکے تو کبیر صاحب نے اون کے چوہے کے نیچے ذرا سی زمین کھود کر بڑا لانبا اونٹ کا ہاڑ نکال کر اون کو دکہلایا اور کہا دیکھیے مہاراج آپنے اس جگہ کو پوتر سمجہا تہا ابہی تیرہ سال مین آپنے ظاہری صفائی کا علم ہی پڑہا ہے اب وہ ودیا پڑہنی چاہیے جس سے انتہ کرن کے میل اور صفائی کا حال معلوم ہو۔

خوننابہ دل خور کہ شرابے بہ ازین نیست — دندان بجگر زن کہ کبابے بہ ازین نیست
در کنز ہدایہ نتوان یافت خدارا — در مصحف دل بین کہ کتابے بہ ازین نیست

صد کتاب و صد ورق در نار کن
جان و دل را جانب دلدار کن

(۱۰۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک سموریل سرحدی پٹھان نوکری کی تلاش مین وطن چہوڑنے کو تیار ہوا اور چلتے وقت اپنی بیوی سے کہا کہ ہم پٹھان لوگ عزت کے پیچہے جان دیتے ہین اور ڈاڑہی پر ہاتھ رکھکر بولا کہ یہ دیکھو ہماری ڈاڑہی کی عزت اب تمہارے ہاتھ ہے کوئی ... ایسی بات نہونے پاوے جس سے سر نیچا کرنا پڑے۔ عورت نے کہا کہ کوئی فکر نہ کرو خدا حافظ ہے۔ پٹھان صاحب تلاش روزگار مین بھوپال گئے اور اچہے فوجی عہدہ پر مقرر ہو گئے ان کے مکان کے سامنے ایک عورت رہتی تہی اوسکا خاوند بہی کہین پردیس گیا تہا۔ عید کے دن اوس نے خوب بناؤ سنگار کیا اور کئی دفعہ اوس کے مکان کی طرف جہانکی۔ پٹھان سمجہا کہ یہ عورت مجہپر فریفتہ ہو گئی ہے اس لیے رات کو

چپکے سے جاکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ عورت نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے۔ یہ بولے کہ وہی
پٹھان ہوں جسکی طرف دن میں کئی مرتبہ تم نے دیکھا تھا۔ وہ بولی ارے کمینہ یہ کیا بات
کیا مجھکو اکیلی دیکھکر آیا ہے میرے پاس برچھی اور قرابین موجود ہے چلا جا ورنہ مارا جائیگا
پٹھان اپنا سا منہ لیکر لوٹ آیا جب نوکری میں بہت روپیہ پیدا کر لیا تو رخصت
لیکر وطن پہونچا۔ اور بال بچوں سے ملا رات کو بیوی سے پوچھا کہ ہماری عدم موجودگی
میں کوئی وقوعہ تو نہیں ہوا اور ہمارے دشمنوں نے کوئی خرابی تو پیدا نہیں کی اگر ایسی
ویسی کوئی بات ہوئی ہو تو کہدو تاکہ ہم اوس سے بدلہ لیں۔ بیوی نے جواب دیا کہ
کوئی بات نہیں ہوئی سب طرح سے خیریت ہوئی۔ مگر پٹھان . . . . . کو اطمینان نہوا
دو یا رہ ۳ بارہ پھر دریافت کیا تو بیوی نے بہت سوچکر اور یاد کرکے کہا کہ اور تو کوئی
بات نہیں ہوئی البتہ ایک دفعہ عید کی رات کو باہر کے دروازہ کا کنڈا کھڑکا تھا۔ میں
نے اندر سے بہت گالی گفتار کی اور دروازہ پر جاکر دیکھا مگر کوئی پتہ نہیں چلا کہ کون
آدمی تھا جسنے کنڈی کھڑکھڑائی تھی۔ اوسوقت پٹھان . . . . . کو یاد آیا کہ ہم نے
بھی عید کے دن اوس عورت کا کنڈا کھڑکھڑایا تھا اِسی لئے ہمارا کنڈا کھڑکھڑایا گیا۔

(۱۰۱) ایک روز کچھ پرشاد تقسیم ہوا سب آدمی ہاتھ میں لئے بیٹھے رہے کسی نے کھایا نہیں
ایک صاحب اپنا حصہ کھانے لگے اور اپنا حصہ ختم کرکے جو اون کے پاس بیٹھے تھے اونکا
حصہ بھی لیکر چٹ کر گئے اِسی طرح پر کئی آدمیوں کا حصہ اوڑا گئے صرف ایک صاحب کے
پاس رہ گیا۔ یہ دیکھکر وہ بھی اپنا حصہ اُنکو دینے لگے کہ لیجئے اِسکو بھی پا لیجئے تو اُنھوں نے
جواب دیا کہ میں کیا ڈاکی ہوں جو سب کے حصہ کا پرشاد کھا جاوں اپنے حصہ کا آپ خود
کھائیں۔ یہ سنکر سری مہاراج نے ہنسکر فرمایا کہ ایک جاٹ کا یہ دستور تھا کہ صبح کو اُٹھکر
پہلے بیس روٹی کھاتا تھا۔ جب گھر سے باہر نکلتا اور بیس روٹی ساتھ باندھ کر کھیت پر
لیجاتا کہ پانی پیتے وقت اِنکو کھا لونگا۔ اور اُنکو قریب آٹھ بجے کھا لیتا۔ قریب دس بجے

اوسکی لڑکی بیس روٹی اور ساگ وغیرہ لیجاتی اوسکو اشنان کرکے جیمتا۔ ایکدن بھول سے لڑکی بجائے بیس کے اکیس روٹی لیگئی اور کہنے لگی کہ کاکا جلدی روٹی کہاؤ مجھکو گھر پر کام ہے۔ یہ سنکر جاٹ کہنے لگا کہ بیٹی ابھی تو پونے دس بجے ہین ذرا بھوک کو مارنا چاہئے۔ تنکسنا بھی کچھ چیز ہوتی ہے۔ لڑکی دل مین کہنے لگی کہ ٹھیک ہے دس بجے پہلے چالیس روٹی کہاکر تنکسنا ضرور ہوتی ہے۔ تہوڑی دیر مین جاٹ جی اشنان کرکے آسن ڈٹے اور کہانا شروع کیا۔ شمار کرکے بیس روٹی کہاگئے اور ایک تہوڑا مہی رہنے دی لڑکی بولی کہ اب اس ایک روٹی کو بھی کہالو۔ کہان باندھے پھروگی۔ جاٹ بولا کہ مین کیا کوئی ڈہور ڈنگر ہون جو اتنی روٹی کہالونگا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ کیا خوب اب کچھ ڈنگر ہونے مین کسر رہ گئی ہے سکیا ایک روٹی نہ کہاکر ہی ڈنگر ہونے سے بچ جاؤگے۔

(۱۰۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شیر پنجڑے مین بند تہا۔ کسی آدمی کا وہان سے گذر ہوا تو شیر گڑگڑاکر بولا کہ بہائی تو مجھکو اس قید سے چھڑادے تو مین تیرے ساتھ بہت اچھا سلوک کرونگا۔ اول تو آدمی کو خوف معلوم ہوا مگر شیر کی چاپلوسی مین آگیا اور اوس کو قید سے چھڑادیا جب شیر پنجڑے سے باہر نکل آیا تو بولا کہ مین تو کتنے دن سے بھوکا ہون تجھکو کہاؤنگا۔ وہ بولا کہ اے ظالم یہ کیا انصاف ہے مین نے تیرے ساتھ نیکی کی اور تو بدی کرتا ہے۔ شیر نے جواب دیا کہ مین ٹھیک تو کرتا ہون آجکل نیکی کا بدلا بدی ہی ہوتا ہے اگر تجھکو کچھ شک ہے تو کسی اور سے دریافت کرلے۔ غرض کہ دونون دریافت حال کے واسطے روانہ ہوتے آگے گایونکا ایک ریوڑ چر رہا تہا وہان جاکر دونون نے اپنی رام کہانی سنائی اور گایون سے فیصلہ چاہا۔ گایون نے جواب دیا کہ اے شیر تو سچا ہے ضرور اس آدمی کو کہا۔ آجکل نیکی کا بدلا بدی ہے۔ دیکھ یہ انسان ہمارا دودہ پیکر موٹا ہوتا ہے گہی کہاتا ہے مکہن کہاتا ہے یہانتک کہ میرے گوبر اور پیشاب تک سے فائدہ اوٹھاتا ہے۔ میرے پیٹ سے جو بیل پیدا ہوتے ہین اونسے کیسے کیسے

کام لیتا ہے اور پہر جب ہم بوڑہے ہوجاتے ہین تو قصائی کے ہاتہ بیچتا ہے جو ہماری چہاتی پر چڑہ کر ہمارا گلا کاٹتا ہے۔ اب اِس انسان سے پوچہہ کہ نیکی کا بدلا کیا ہے نیکی یا بدی
اِنسان نے کہا کہ بہائی شیر ابہی کسی اور سے بہی پوچہو شیر راضی ہو گیا اور آگے چلکر ایک درخت سے اپنا اپنا حال کہکر منصفی کے خواہان ہوئے اوس نے کہا کہ شیر تم سچّے ہو دیکہو مین
اس جنگل مین بر سر راہ ایک ٹانگ سے کہڑا ہون۔ دہوپ جاڑا سب کچہ سہتا ہون اور تمام مسافرون کو آرام دیتا ہون وہ میرے پہل کہاتے ہین۔ پتہر مار مار کر پکے اور کچے
پہل گراتے ہین سایہ مین بیٹہتے ہین اور پہر مجہکو کاٹ کر جلاتے ہین۔ اب میری نیکی کو دیکہو اور انکی برائی کو غور کرو۔ شیر بولا کہ کہئے حضرت اب کیا خیال ہے آدمی بولا
کہ بہائی تین جگہ بات پوچہنے سے بالکل ٹہیک ہوجاتی ہے۔ ایک جگہ اور دریافت کرلو شیر نے قبول کیا اور آگے چلکر ایک گیدڑ دکہلائی دیا اوس سے بہی اپنا اپنا حال کہکر فیصلہ
چاہا وہ بولا کہ تم دونون جہوٹے ہو تمہاری ایک کی بہی بات قابل اعتبار نہین بہلا شیر جیسا طاقتور جانور پنجرے مین پہنسے اور انسان ضعیف البنیان اوسکو چہڑاوے یہ بات
سمجہہ مین نہین آتی۔ مین اپنی آنکہ سے دیکہے بغیر جہوٹا فیصلہ نہین دیسکتا تم دونون وہین چلکر مجہکو جاتے وقوعہ پر حال دکہلاؤ کہ تم کیسے قید تہے اور اس آدمی نے کیسے چہڑایا تب فیصلہ
دونگا۔ دونون اس بات پر راضی ہوگئے اور تینون پہر وہین واپس گئے جہان شیر بند تہا اور گیدڑ کے کہنے پر شیر پہر پنجڑے مین گہسا اور آدمی نے اوسکو ویسے ہی جکڑ دیا جیسے کہ
پہلے جکڑا ہوا تہا۔ اوسوقت گیدڑ بولا کہ اے میاں انسان تیری عقل پر کیا پتہر پڑے تہے جو تو نے اپنے دشمن کے ساتہہ سلوک کرکے فائدہ اوٹہانا چاہا تو تو بڑی بڑی ازراہ نیت کی پوتہیان پڑہتا ہے اب اپنی خیر چاہتا ہے تو اپنا راستہ لے۔ دشمنون کیساتہ بہلائی کرنا خلاف دہرم ہے۔

(۱۰۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک قاضی صاحب کو اونکے پیر و مرشد نے کلمہ لا الہ الا اللہ

خاص ترکیب سے پڑہنا بتادیا تہا اور قاضی صاحب نے بہی اوسکا ایسا دردرکہا کہ اُٹہتے بیٹہتے ہمیشہ پڑہا کرتے تہے۔ ایکدفعہ سفر کا اتفاق ہوا اور کسی گاؤن مین جاکر ٹہرے وہان کے آدمی اونکے واسطے دوچار روکہی سوکہی چنے باجرے کی موٹی روٹی لے آئے اور اون کو دیکہکر قاضی صاحب نے لے لیا اور اُن پر ڈہک کر کلمہ پڑہا اور عرض کیا کہ اے خداوند تو بڑی طاقت والا ہے سبکو حسب توفیق رزق دیتا ہے آج یہ خوانِ نعمت مجہکو بہی بخشتا ہے۔ یہ پڑہکر جب کپڑا اٹہایا تو بجائے روٹی کطرح طرح کے لذیذ کہانے موجود تہے۔ کچہہ تو قاضی صاحب نے کہاتے تقایا گاؤن والون کو تقسیم کردیئے۔ اُنہون نے دیکہا کہ اس کلمہ کو پڑہنے سے سوکہی روٹی کی جگہہ ایسے عمدہ لذیذ کہانے بن گئے۔ یہہ کلمہ تو ہمکو بہی یاد ہے پہر روکہی روٹی کیون چبائین کل سے ہم بہی ایسے ہی کہانے منگوالین گے۔ غرض دوسرے روز سوکہی روٹی پکوا کر اور کل گاؤن کے آدمی جمع ہوکر اور روٹیان کپڑے سے ڈہکر بیٹہہ گئے اور کلمہ پڑہنا شروع کیا اور پہر چادر اُٹہا کر دیکہی کہ روٹیون کی جگہ کیا بنا مگر وہ روٹیان توجون کی تون موجود رہین۔ پہر کلمہ پڑہا اور پہر کلمہ پڑہا۔ غرض اسی طرح سے رات بیت گئی مگر روٹیان یون ہی رہین۔ تب ایک بوڑہے آدمی نے فرمایا کہ تم آج ہی کلمہ پڑہکر نتیجہ دیکہنا چاہتے ہو۔ قاضی صاحب کو نہ معلوم کتنا عرصہ ورد کرتے ہوگیا تب کہین یہ بات حاصل ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ کل کام ترکیب اور دہارنا سے شدہ ہوتا ہے مرشد کی ترکیب اور مرید کا اُبہیاس جب دونون ملتے ہین تب پہل کی سدہی ہوتی ہے ورنہ جوگ جپ تپ تو سب کتابون مین بہی لکہا ہے اور زبانی پڑہ لکہکر ہزارون آدمی اوسکو جانتے بہی ہین مگر نہ کتابون سے دیکہکر ہوسکتا ہے اور نہ بغیر کئے اوسکا کچہہ پہل مل سکتا ہے۔

(۱۴۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ آدمی کو اپنی آمدنی سے ہمیشہ خرچ کم رکہنا چاہیئے تاکہ

ضرورت کیواسطے کسی کا دست نگر و محتاج نہونا پڑے۔ یا قرضہ کی نوبت نہ پہونچے کیونکہ دکھہ و تکلیف۔ بیماری و پریشانی سب کے ساتھہ لگے ہوتے ہین۔ بعض لوگ ست سنگ و خیرات کے کامونمین یہانتک حوصلہ کرگذرتے ہین کہ دام دام تک دے ڈالتے ہین خیر اگر اسی پر اکتفا کرلین تو بہی چندان مضائقہ نہین سیلکہ وہ تو دوسرون کی امانت تک کی پرواہ نہین کرتے ہین۔ اُدہار سود ہار جو ہاتہہ لگا ادہر سے اُدہر کردیا۔ آخر ذلت و پریشانی بھگتنی پڑتی ہے ؎

براحوال آن کس بباید گریست
کہ پیدا کند نوز دہ خرج بیست

(۱۰۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ مہاراجہ پرتہی راج بڑے بھگت اور پریمی ہوتے ہین اونکا یہ قول تہا کہ مالک نے مجہکو صرف دو کان عنایت کئے ہین۔ اگر میرے جسم کے تمام مسامات کان بنجاتے تو مین خوب ست سنگ کرتا اور باتین سنتا رہتا۔ وہ ست سنگ مین بولتے بہت ہی کم تہے۔ اکثر خاموش بیٹہکر سنا کرتے تہے۔ ست سنگ کی بات کو سنکر اوسپر غور و فکر کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے آجکل تو معترض لوگونکی ایسی بہرمار ہے کہ ادہر تو زبان سے لفظ نکلا اور ادہر اُنہون نے وابیل کہڑی کی۔

نقل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجہکو اپنے ہمراہ رکہین اونہون نے فرمایا کہ آپ اِس لایق نہین کہ ہمارے ساتہہ رہ سکین کیونکہ آپ بات کی مصلحت کو سمجہنے سے پہلے اعتراض اوٹھا بیٹہے عادی ہین اونہون نے جواب دیا اور وعدہ کیا کہ آپ جو چاہین کرین مین ہرگز کسی باتمین دخل نہ دونگا نہ اوسکی بابت آپ سے دریافت کرونگا۔ حضرت خضر نے منظور فرمالیا اور ہمراہ روانہ ہوئے ایک دریا حائل ہوا اور دونون کشتی مین بیٹہکر اوسکے پار اُترے جب کشتی کنارے پر پہونچی تو حضرت خضر نے اوس کشتی کے پیندے کا ایک تختہ توڑ دیا اور

روانہ ہوئے۔ حضرت موسیٰ نے اون کے فعل پر اعتراض کیا کہ یہ کیا کام آپنے کیا ۔۔۔۔
کہ ملاح نے تو آپ کو پار اتارا اور آپنے اوسکی کشتی توڑ دی۔ حضرت خضر نے وعدہ
کی یاد دلائی اور علیحدگی چاہی مگر حضرت موسےٰ نے معافی مانگ کر پھر ساتھ ہولئے۔ آگے
چلکر ایک لڑکا ملا اوسکو حضرت خضر نے بیل کی شکل اختیار کرکے مارڈالا۔ وہان بھی
حضرت موسیٰ نے سبب دریافت کیا مگر جب جدائی کا سوال پیش آیا تو معافی مانگ
کر خاموش ہوگئے۔ آگے چلکر حضرت خضر نے کسی ٹوٹی ہوئی دیوار کی بلا اُجرت مرمت
اوسوقت بھی حضرت موسیٰ نے حال دریافت کیا تب تو حضرت خضر نے جواب دیا
ہماری تمہاری صحبت راست نہین آوے گی۔ اب اُن تینون باتونکا سبب بتلاتا ہون
کشتی کا تو یہ حال ہے کہ ایک بہت غریب اور بیکس آدمی کی تہی اور اُن دنون بیگار مین
کشتیان پکڑی جارہی تہین اگر وہ درست ہوتی تو اوسکو بھی پکڑ لیتے اور چونکہ اوسکے
مالک کی بسر اوقات کا صرف وہی ذریعہ تہا اِس لئے اوسکو فاقے کرنے پڑتے اب
ٹوٹی ہوئی کشتی دیکھکر کوئی نہ پکڑے گا۔ لڑکے کے مارنیکا یہ سبب ہوا کہ اوسکا والد بہت
بڑا عابد اور نیک شخص ہے اور یہ لڑکا بڑا ہی بدکار تہا اگر زندہ رہتا تو اسکے باپ کی بڑی
رسوائی ہوتی اور بہت تکلیف پہونچاتا اِس لئے اوسکو ماردیا خداوند کریم اوسکو دوسرا
لڑکا بخشے گا۔ دیوار کی مرمت اِسوجہ سے کی کہ وہ یتیمون کی ملکیت تہی اور اوس مین
بڑا دفینہ تہا اگر گر پڑتی تو آدمی مال روپیہ لوٹ کر لیجاتے۔ اب لڑکے بڑے ہوکر اُسکو اپنے
قبضہ اور تصرف مین لاوینگے۔ یہ حال بیان کرکے فرمایا کہ اب ہماری اور تمہاری
جدائی ہے۔ جب تک تم مین ضبط پیدا نہو ہماری صحبت کے لائق نہین۔

(۱۰۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر مصر سے حضرت غوث الثقلین کی زیارت کے
لئے بغداد روانہ ہوا۔ جب بغداد پہونچا تو آنحضرت کے اصطبل پر گذر ہوا بہت سے گھوڑے
ہزارہا روپیے کی قیمت کے اصطبل مین بندہے دیکھے کہ سونے کی زنجیرون سے بندہے

ہین۔ اور چاندی کی میخین بنی ہوئی ہین اور کمخواب کی جھولین پڑی ہین۔ یہ دیکھکر اوس کے
دل مین خیال گذرا کہ جو فقیر اسقدر مال و دنیا مین مبتلا ہے اوسکو یاد الٰہی کے لئے کیا وقت
ملتا ہوگا۔ اِس لئے وہانسے غصہ ہوکر واپس ہوگیا اور مسجد مین جاکر ٹھہرا۔ اِتنی دور دراز
سفر کی دقت اوٹھانے اور رنج و غصہ سے ایسا بیمار پڑا کہ قریب المرگ ہوگیا۔ اوس مسجد کے
مُلّا نے بڑی تیمارداری کی اور حکیم کو بلاکر فقیر کو دکھلایا۔ حکیم نے کہا کہ فلان قسم کا گھوڑا ہو اوس
کے خون سے اِسکو غسل دیا جاوے اور اُسکا کلیجہ و جگر بھونکر اسکو کھلایا جاوے تو صحت کی
اُمید ہوسکتی ہے۔ مُلّا نے اوس گھوڑے کی تلاش کی تو حضرت کے اصطبل مین موجود
پایا۔ حضرت سے جاکر عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ اوس مریض کو ہمارے یہان پہونچا دو۔ اور
جب مریض آگیا تو آپنے کئی خادم اوسکی تیمارداری کے لئے مقرر کردئے اور ہر روز ایک
گھوڑا ذبح کرکے اوس کے خون سے اوسکو غسل دیا جاتا تھا۔ اور اوسکا کلیجہ و جگر بھون کر
اوسکو کھلایا جاتا تھا۔ یہانتک کہ اصطبل کے کل گھوڑے اسکی دوا مین کام آگئے اور
اوس نے صحت پائی۔ جسدن غسل صحت دیا گیا تو حضرت نے اوس سے فرمایا کہ وہ کل
گھوڑے ہم نے اپنی سواری کے لئے جمع نہین رکھے تھے بلکہ ہمکو معلوم تھا کہ تم آؤگے اور
تمہاری بیماری کیواسطے اتنے گھوڑے درکار ہونگے اِسواسطے ہم نے اُن گھوڑونکو ہزارون
روپیہ خرچ کرکے جمع کیا تھا۔ وہ سب کام آگئے اور جسقدر سیمین و طلائی سامان باقیماندہ
ہے وہ سب تمہارے روبرو تمہارے معالج حکیم کو دینگے اور اوسیوقت حکیم کو بلاکر
کل سامان اوسکو عطا فرمایا۔ وہ فقیر یہہ حال دیکھکر اونکے قدمون پر گرا اور مرید ہوگیا۔

(۱۰۷) ایک روز ایک مریض خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور دفع مرض کیواسطے دعا کا ملتجی
ہوا آپنے فرمایا کہ بھگوان کا نام لو۔ اوس نے کہا کہ بھگوان کا نام تو لیتا ہون۔ اِسکے بعد
پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر دعا کی التجا کی تو آپنے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی۔
نقل ایک شخص مرض لبالی مین مبتلا ہوکر کبیر صاحب کے مکان پر آیا اوسوقت کبیر صاحب

گہر مین موجود نہ تہے اون کی بیوی نے کہا کہ تم ٹہرو تہوڑی دیر مین آجاوین گے۔ وہ شخص
یہ سنکر بہت بیتاب ہوا اور کہنے لگا کہ مائی صاحبہ اب درد کی اسقدر شدت ہے کہ میرا
دم نکلنے کے قریب ہے نہ معلوم کبیر جی کے آنے تک مین زندہ بہی رہ سکون یا نہین
مائی جی کو اُس کے حال پر بہت دیا آئی اور کہا کہ رام اُس شخص نے کہا رام۔ بہر اُس سے کہا کہ کہہ رام
اوس نے بہر کہا۔ غرض اسی طرح پر تین مرتبہ اوس سے رام کا نام لوایا اور اوسکو شفا
ہوگئی اور وہ شخص چلا گیا مگر کبیر جی اوس روز شام تک گہر نہ آئے تو گہر مین فکر ہوئی اور
اور اونکی بیوی اون کی تلاش مین نکلی۔ شہر سے باہر کسی جگہ جنگل مین بیٹھے تہے یہہ
سامنے جاکر کہڑی ہوئی تو اسکی طرف سے منہ موڑ لیا اور پیٹہہ پہیر کر بیٹہہ گئے۔ یہ بہی صاحب
حال تہی سمجہہ گئی کہ کچہہ چوک ہو گئی اس سے یہ ناراضگی ہے۔ بہت منت سماجت کی اور
پیرون مین سر دہرا تو کبیر صاحب بولے کہ تو نے میرے صاحب کا نام اتنا سستا
سمجہہ لیا ہے کہ ذراسے مرض کے لئے تین تین مرتبہ لوایا۔ کیا تجہکو وسواس نہین ہے
کہ ایکمرتبہ اوسکا نام لینے سے مردہ زندہ ہو سکتا ہے۔

(۱۰۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ صابروشاکر وراضی برضا رہنا بڑے حوصلہ والونکا کام
ہے مگر جن کو خدا ایسی توفیق دیتا ہے اون کے لئے کوئی مشکل بات نہین۔ عرب مین
ایک گانون مین ایک شخص رہتا تہا اوسکا مقولہ تہا کہ ہر ایک کام مین خدا کی کچہہ نہ کچہہ
مصلحت ہوتی ہے اور اس پر اوسکا بڑا اعتقاد اور پورا بہروسہ تہا۔ ایک دفعہ اوس گانون
کے کل کتے یکلخت مر گئے۔ لوگون نے آکر اوس سے ذکر کیا کہ کتے چوکیداری خوب
کیا کرتے تہے بہلا انکو ایکدم مارنے مین خدا کی کونسی مصلحت نظر آتی ہے اُس نے
جواب دیا کہ کوئی نہ کوئی مصلحت تو ضرور ہوگی۔ دوسری شب کل گانون کے
تمام مرغ بہی مر گئے۔ پہر لوگ جمع ہوکر اوسکے پاس آئے کہ مرغون کی بانگ سے وقت
کا پتہ لگتا رہتا تہا نماز کا وقت معلوم ہو جاتا تہا بہلا یہ کونسی مصلحت کی بات ہے اُسنے

پہر وہی معمولی جواب دیا تیسری شب کل گانون مین یہ حالت ہوئی کہ آگ بالکل روشن نہوتی تہی نہ چراغ جلسکتا تہا نہ آگ سلگ سکتی تہی۔ شام کو کل آدمی اوس شخص کے پاس جمع ہوکر آئے اور عرض کیا کہ حضرت اب فرمایئے کل گانون مین اندہیرا پٹ اور چولہا ٹہنڈا پڑا ہے نہ تو آگ سلگتی ہے نہ چراغ روشن ہوتا ہے کہانا کاہے سے پکاوین اور کیا کہاوین۔ اوس نے جواب دیا کہ صبر کرو سب حال کہل جاویگا۔ راتکو آدمی جیسے تیسے سو رہے اوسی شب ایک غنیم لشکر عظیم لیکر لوگون کو لوٹتا ہوا اور گانون کو اجاڑتا اوسطرف سے گذرا جب اوس گاؤن کے نزدیک پہونچا تو لشکر والون نے کہا کہ یہ گاؤن تو غیر آباد و خالی معلوم ہوتا ہے۔ نہ کتے بہونکتے ہین نہ مرغ بولتے ہین نہ کہین روشنی نظر آتی ہے۔ اگر آدمیونکی آبادی ہوتی تو کچہہ نہ کچہہ تو نشان اوسکا نظر آتا غرض کہ لشکریون نے اوسطرف کا رخ نہ کیا اور گانون کو بغیر لوٹے اوس کے پاس سے گذر گئے۔ اوسوقت گاؤن والون کو پتہ لگا کہ کتے و مرغون کے مرنے اور آگ روشن نہونے مین خدا کی یہ مصلحت تہی ورنہ آج زن و بچہ سے سب قتل ہو جاتے اور مال و اسباب سب جاتا۔

(۱۰۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ سنتوکہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نہ پائی ہوئی چیز کی خواہش نہ کرے اور پائی ہوئی چیز کے اشٹ انشٹ مین راگ دویش نہ کرے۔ سنتوشی آدمی سدا آنند مین رہتا ہے اور آتما کے ٹہرے رہنے سے ترپت رہتا ہے اوسکو خواہش کچہہ نہین سنتوکہ ہونے سے اوسکا ہردے کہلا رہتا ہے۔

(۱۱۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک سوداگر اونٹون پر کچہہ لاد کر لیجا رہا تہا اور بغرض احتیاط اوس نے کل نقد ایک بہت ہی بوڑہے لدو اونٹ پر لاد دیا تہا اور اوس پر ٹوٹی ہوئی کاٹہی رکہدی تا کہ کوئی شبہ نہ کرے بلکہ اوسکو بوڑہا سمجہکر نہ لے اتفاق سے چند سکہون نے اوسکو لوٹ لیا اور سب اونٹ چہین لئے۔ مال غنیمت لیکر جا رہے

تھے کہ راستہ مین ایک خانصاحب ملے بہت اچھی سانڈنی پر سوار تھے اوس پر کاٹھی ہی نئی
دہری ہتی۔ جو سردار اوس بوڑہی سانڈنی پر سوار تہا اوس نے خانصاحب سے کہا کہ سانڈنی
ٹہراو اور نیچے اُتر آؤ۔ وہ بیچارہ خوف کے مارے نیچے اوتر آیا۔ اونہون نے اپنی سانڈنی بہی
بٹہال دی اور اُتر کر کہا کہ خانصاحب تم ہماری سانڈنی لو اور ہم تمہاری سانڈنی لین گے
خانصاحب نے انکار کیا تو مارنے کو تیار ہوگئے اور کچہہ دست درازی بہی کی آخر جسکی لاٹہی
اوسکی بہینس مجبوراً خانصاحب نے بوڑہی سانڈنی بدل لی اور سوار ہوکر گہر پہونچے جب
گہر آکر کاٹہی اوتاری تو کچہہ جہناکے کی آواز آئی غور سے دیکہا تو کاٹہی کے اندر تہیلی اشرفیون
کی رکہی ہتی۔ اب تو خانصاحب بہت خوش ہوئے اور خدا کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ میان جب
تو دینا چاہتا ہے تو جوتے مار مار کر زبردستی دیتا ہے۔ یعنی مین اس سانڈنی کو لینے سے
انکار کرتا تہا تو سردار نے جوتہ مار کر مجبوراً مجکو یہ سانڈنی دیدی ہتی۔ جب وہ دینا چاہتا
ہے تو چہپر پہاڑ کر دیتا ہے ورنہ عمر بہر سر کہپاؤ وہی تین کانے کا داؤ موجود ہے۔

(۱۱۱) ایک روز ایک سرکاری عہدہ دار جو سری مہاراج کے شش مین اِس خاکسار کے
پاس تشریف لائے اور اپنے افسر اعلیٰ کی شکایت کی کہ اوس نے مجہے ترقی دینے کا وعدہ
کیا تہا مگر جب ترقی دینے کا وقت آیا تو دوسرے عہدہ دار کو ترقی دیدی اور رائے چاہی
کہ انکی وعدہ خلافی پر کیا کارروائی کرنی چاہئے۔ ہر چند سمجہانے کی کوشش کی گئی مگر
اِس قدر صدمہ اون کی طبیعت کو پہونچا تہا کہ کوئی بات کارگر نہوئی۔ وقت ٹالنے کے
لحاظ سے مین نے رائے دی کہ سری مہاراج کو کل حال لکہکر اون سے رائے طلب
کرلین اونہون نے ویسا ہی کیا۔ سری مہاراج نے اون کو تو کوئی جواب نہ دیا مگر اس
خاکسار کو ایک خط لکہکر بہیجا جسکا مضمون یہ تہا " ستسنگی کو لازم ہے کہ ہر حال مین
صابر و شاکر رہے ترقی ہونا مرضی مالک پر ہے دنیا مین یہ بات ظاہر ہے کہ جو اپنا افسر
یا حاکم مافوق ہے ترقی اور تنزلی اوس کے ہاتہہ مین ہے اسیواسطے سری بہگوت

گیتا مین سری کرشن بھگوان نے فرمایا ہے کہ راجہ میرا سروپ ہے۔ بھگوت گیتا کو پڑھ
اور سن لیتے ہین مگر اُن الفاظ کو خیال نہین کرتے کہ ظہور یعنی مجاز مین سری کرشن بھگوان
نے راج نیت کے لئے یہ فرمایا ہے کہ اپنے سے جو اعلیٰ درجہ یا لیاقت رکھتا ہو۔ خواہ
کام دنیا کا ہو یا پرمارتھ کا ہو اوسکو قائل کرنا یا اوس سے زیادہ دلیل اوٹھانا ست سنگی
کو مناسب نہین ہے ؎

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست
خطا در بزرگان گرفتن خطا است

اپنے کار متعلقہ کو ہوشیاری اور دیانت داری سے کرتا رہے اور اپنی کارکردگی اور
اور دیانت داری پر فخر نہ کرے اور بحث مباحثہ کرکے قائل معقول کرنے کا خیال نرکھے
یہ امر ایک قسم کے فخر مین داخل ہے اور اوس سے جوش مزاج پایا جاتا ہے جو اپنی
کارگذاری اور ہوشیاری پر نازان ہوتا ہے تو اوسکو سخت مزاج حاکم سمجھتا ہے کہ
اگرچہ کارگذار اور دیانت دار ہے لیکن تہذیب و اخلاق اسکا بناوٹی ہے بلکہ قائل و
معقول کرنے سے گستاخ سمجھتا ہے۔ عجز اور انکساری، صابری اور سنتوش جسکو حاصل
ہین اور اپنی کارگذاری کو زبان پر نہین لاتا ایسے سلیم الطبع آدمی کو اگر کوئی زیادہ پسند
نہین کرتا تو اوسکی گفتگو سے نفرت بھی نہین کرتا۔ ملازم کا کام دیانت داری ہوشیاری
سے کام کرنا حکمت عملی سے ہے نہ کہ ترقی ہونے پر۔ وعدہ ایفا ہونیکا خیال کرکے اپنی
طبیعت کو پراگندہ کرنا اور جوش کہا کر ملول طبیعت ہو جانا یا کسی اعلیٰ درجہ کے افسر
کی نسبت یہ کہنا یا لکھنا کہ ایسے افسر کے قول و قرار کا اعتبار نہین۔ یہ ست سنگی کو نہین
چاہیئے اِس سے تلون مزاجی پائی جاتی ہے۔ عہدہ دار صاحب کو نوشیروان جیسے
منصف بادشاہ اور راجہ ہریشچندر جیسے سخن پرور پسند ہین۔ اون کے بزرگ اپنے نواب
صاحب سے جیسا برتاو کرتے ہین اوسکو جناب نواب صاحب محض اِس خیال سے برداشت

کرتے ہین کہ یہ لوگ ہمارے قدیم خاندانی وزیر ہین لیکن اوسطرح کا برتاؤ سرکاری
افسر برداشت نہین کر سکتے۔ جب اپنے حاکم کو اپنے اوپر متوجہ و مہربان دیکہین اوس
وقت اپنی ترقی کے لئے عرض کرین۔ ہر وقت ترقی کے لئے اپنے افسر یا حاکم کو دق
کرنا اور نادم کرنا درست نہین اسلئے جو کوئی صابر اور شاکر رہیگا اوسکے اوپر مالک و
حاکم کا فضل اور مہربانی ضرور ہوگی۔
دیگر یہ بہی ارشاد ہوا کہ اس تحریر کو پڑہ کر جو عبارت عہدہ دار صاحب کی دلجوئی اور
بہتری کی نظر آوے اور جس مین اُن کے دل کو ناگوار نہ گزرے اوتنا لکہدینا
لہذا اس حکم کی تعمیل کی گئی اور ان عہدہ دار صاحب نے بہی اوس پر عمل کیا اور
اون کی خاطر خواہ ترقی بہی ہوئی۔
(۱۱۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ دو آدمی ندی کے کنارے پر پہونچے دونون کو دریا پار
اترنا تہا کشتی ڈونگی کچہ نہ تہی۔ تیرنا بہی دونون مین سے کوئی نہ جانتا تہا۔ ایک نے
پیر اولیا منانے شروع کئے کہ ہے فلان پیر میری مدد کرنا۔ ہے فلان اولیا پار اُتارنا
اور اونکا سہارا لیکر دریا مین اُتر پڑا مگر غوطہ کہانے اور ڈوبنے لگا۔ دوسرا مرد میدان
بولا کہ یا خدایا اور پانی مین کود پڑا اور پار اُتر گیا۔ روایت ہے کہ جب مہاراجہ رنجیت
سنگہجی کابل کی طرف فوج لیکر گئے تو راستہ مین اٹک دریا پڑا جسکی گہرائی زیادہ
اور بہاؤ بڑا تیز ہے تہوڑی دیر دریا کنارے کہڑے رہ کر گہوڑا دریا مین ڈالدیا اور آواز دی

اٹل راج مہاراج کا جا مین اٹک بہائے
جاکے من مین اٹک ہے سو ہی اٹک رہجائے

جتنے سوارون نے اون کے پیچہے گہوڑے ڈالدئے سب پار اُتر گئے جنہون نے
اون کے بعد آگا پیچہا سوچکر اترنے کی کوشش کی سب ڈوبے۔ مُراد یہ ہے کہ
جو شخص کبہی پوتہی ٹٹولتا ہے کبہی گرو کی شرن لیتا ہے کبہی دیوی دیوتا پوجتا ہے

کبھی بیڑا ڈوبا دیتا ہے۔ ایسا ڈھلمل یقین منجدھار مین ڈوبتا ہے اور جو ایک نام کا سہارا لیکر لنگر ڈال دیتا ہے وہ پار لگ جاتا ہے۔

(۱۱۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ کہنا اور ست سنگ مین بعض اصحاب تو شرما حضوری بلاتے تام چلے جاتے ہین وہان جو باتین ہوتی ہین اون کو غور سے سننا اور سوچنا اور اوس پر عمل کرنا اونکا مقصود نہین اونکا یہ معمول ہوتا ہے کہ اُٹھتے وقت پلّا جھاڑکر اُٹھتے ہین گویا وہان جو کچھ سُنا تھا اوسکو وہین چھوڑ دیا ایسے آدمی اگر سو برس تک بھی ست سنگ کرین تو اون کے من کی خاطر خواہ گھڑت نہین ہوسکتی۔ انسان بہت دیتک ست سنگ نہ کرے خواہ وہ ایک یا دو منٹ ہی ست سنگ مین شامل ہو اور ایک بات ہی سنکر اوسکو یاد کرے اور بچارے تو ایک ماہ مین تیس اور سال بھر مین تین سو ساٹھ باتین یاد کرسکتا ہے اور اوس سے کلیان کی صورت نکل سکتی ہے اور اوسکا اودہار ممکن ہے۔

(۱۱۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان کے خیالات کا اثر اوسکی زندگی تک ہی محدود نہین رہتا بلکہ مرنے کے بعد بھی وہ اپنا اثر دکھلاتا ہے۔ مقام رڑکی کے پاس کسی گانون مین ایک برہمن رہتا تھا اوسکو گنگا اشنان سے سخت نفرت تھی۔ جب کبھی پربھی وغیرہ ہوتی اور ہزارون آدمی گنگا اشنان کو جاتے تو اوسکی بیوی اور لڑکے بالے اوس سے بھی کہتے تھے مگر وہ راضی نہ ہوتا۔ گانون والے جب کبھی اوسکو نہان کیواسطے مجبور کرتے اور کہتے کہ گنگا جی جل اُسکے درشن اور جل کے چھونے سے مکت ہوتی ہے تو وہ کہدیتا کہ گنگا تو میری بیوی کا نام ہے اگر درشن اور چھونے سے مکت ہوتی ہے تو مجھکو بھی نصیب ہو جائیگی۔ جب برہمن دیوتا کا شریر برتا تو اونکی استری نے ہردوار مین گنگا جی کے کنارے اونکا شریر جلانے کا بندوبست کیا اور چونکہ وہان سے ہردوار قریب ہے اِسلئے ایک بہت عمدہ سی پالکی مین اونکا شریر رکھکر روانہ کیا ہمراہی آدمی تو راہ مین آگے نکل گئے کہارون نے ایک جگہ پالکی رکھدی اور آپ حقہ پانی کے

بندوبست مین لگ گئے اوس جگہ اوسی گاؤن کے رہنے والے چور چھپے بیٹھے تھے اونھون نے
پالکی کا دروازہ بند دیکھکر سمجھا کہ کوئی زنانی سواری ہے فوراً وہان سے پالکی اٹھاکر
روانہ ہوگئے اور کسی دوسرے راستہ سے ہوکر اپنے گاؤن کو چلے آئے گاؤن
کے قریب جاکر جب پالکی کا دروازہ کہولا تو اوس مین برہمن کی لاش ملی۔ پہچانکر اوسکے
گھر پہنچا دیا اور بہت عذر معذرت کی۔ بیوی نے کہا کہ ان کو جیتے جی گنگا جی سے نفرت
تھی اسلئے اب بھی گنگا جی نصیب نہوئی۔ اور سوچا کہ کہین لاش بگڑ نہ جائے اسلئے
وہین گاؤن کے مردگھٹے پر پہونک دیا اور تیسرے روز اوسکے کل پہول اٹھواکر ایک
عمدہ مخمل کا تہیلا سلواکر اوس مین بھروا دئے اور اپنے بڑے لڑکے سے کہا ان کو
گنگا تٹ پر واہ نصیب نہوا تو خیر انکی استہی وہان پہنچا دو۔ لڑکا ایک گھوڑی پر
سوار ہوکر اور وہ تہیلا آگے زین پر باندہ کر ہردوار روانہ ہوا۔ کنکھل کے قریب جب
گھنی جہاڑی مین پہونچا تو گھوڑے کو پیڑ سے باندہ دیا اور پہولونکا تہیلا اوسی پر بندہا رہنے
دیا اور آپ کسی ضرورت سے اوتر گیا۔ اوسوقت ایک شیر نے جہاڑی سے نکلکر گھوڑے
پر حملہ کیا اور گھوڑا اوس کے خوف سے رسّا توڑا کر بہاگا اور اپنے گاؤن کے قریب آکر دم لیا
وہان پیڑون سے پیٹھ رگڑنے لگا جس سے تہیلا زمین پر گر گیا۔ گاؤن کی مہترانی
نے تہیلا دیکھکر سمجھا کہ اسمین کوئی قیمتی شے ہوگی اس لئے اوٹھا لیا مگر جب کہول کر
دیکھا تو اوسمین راکھ بھری ہوئی تہی۔ اوسکو تو میلے کے ڈہیر پر اولٹ دیا اور اوس
مخمل کی کرتی بناکر پہن لی۔ جب برہمن کا لڑکا کنکھل سے واپس آیا تو اوس نے تمام
سرگذشت بیان کی۔ سب آدمی اوسکی بہاونا بچار کر صبر کر بیٹھے۔ ایک دن مہترانی وہ
کرتی پہن کر پاخانہ صاف کرنے اوس برہمن کے گھر گئی تو اوسکی برہمنی نے کپڑے کو
پہچان کر اوس سے پوچھا کہ یہہ کپڑا تو نے کہان سے منگوایا اوس نے صاف صاف
کہدیا کہ گاؤن کے باہر ایک تہیلا پڑا ملا تہا اوسکو کہولا تو اوسمین راکھ بہری تہی اوسکو تو

مین نے میلے مین پہینک دیا۔ اور اوس کپڑے کی یہ کرتی بنالی ہے۔ یہ بات سنکر برہمنی کو بڑا افسوس اور رنج ہوا اور کہنے لگی کہ ہمارے اُوپاؤن سے کچہ نہوا مرنیکے بعد بھی اپنا تسنیچ ہی قایم رکہا۔

(۱۱۵) ایکروز ارشاد ہوا کہ ایک شخص کے پاس چار لاکھ یعنی بہت سی دلیلین اسبات کی تہین کہ خدا ہے جب اوسکا آخری وقت اور نزع کی حالت ہوئی تو شیطان نے آکر اوس سے بحث مباحثہ شروع کیا۔ بہت دیر تک بحث جاری رہی مگر شیطان بہی معلم الملائک ہے اوس سے بیش لیجانا کوئی سہج کام نہ تہا آخر یہ شخص ہارنے لگا اور قریب تہا کہ کہدے کہ خدا نہین ہے کہ ایک بزرگ کو جو اوسوقت کسی مسجد مین وضو کر رہے تہے از راہ لطف یہ بات معلوم ہوئی اور اونہون نے وضو کا بدہنا زمین پر دیمارا اور کہا کہ کہدے کہ ہم نے ... بلا دلیل کے مان لیا کہ خدا ہے اوس شخص نے ایسا ہی کہا اور راہی ملک عدم ہوا۔ لوگون نے جو اوسوقت موجود تہے حضرت سے بدہنا پہوڑنیکا راز دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ فلان عالم آخری وقت مین برگشتہ ہوا جاتا تہا اوسکو با ایمان مرنے کی ہدایت کی ہے اور پہر سرمہاراج نے فرمایا کہ اس شخص کی حالت باچک گیانیون سے مشابہ ہے مگر خاص لوگون کی توجہ اور مہربانی سے انکا بہی فوراً اودھار ہو سکتا ہے وجہ یہ ہے کہ ابہو خواہ ہو یا نہو مگر انکا میعار اعلے ہے۔

(۱۱۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ جو شخص محض دلائل سے خدا کی پہچان کرنا چاہتا ہے اور علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کے مدارج کو حاصل کرنیکی کوشش نہین کرتا وہ ڈہلمل یقین رہتا ہے اور اپنے مقصد کی تلاش مین ہمیشہ حیران و سرگردان رہتا ہے اور جب مراد پوری نہین ہوتی تو عاجز ہو کر کہتا ہے ؎

تیرے ناقہ کا پتہ کچہ نہ لگا اے لیلے چہان مارے ترے مجنون نے بیابان کتنے

(۱۱۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ۔

अन्याथो पार्जितं द्रव्यं दश वर्षा णिति वृती ॥
प्रापने षोडशे वर्षे सं मुलेन्नविनस्यती ॥

یعنی انیاؔ اور بے انصافی سے پیدا کی ہوئی دولت دس سال سے زیادہ نہین ٹہرتی بالفرض اگر سولہ برس تک ٹہر جاوے تو تمام و کمال کا جڑ مول سے ناش کر کے جاتی ہے

(۱۱۸) ایک روز کتہا مین پڑہا گیا کہ جسم انسان مین ۳½ کروڑ رومادلی اور ۷ لاکہہ بال ہوتے ہین تو ایک صاحب بولے کہ کیا سب کے بال اور رونگٹے برابر ہوتے ہین۔ سری مہاراج نے فرمایا کہ ہم کو ایک نقل یاد آئی۔ کسی پنڈت نے کتہا مین پڑہا کہ جب روٹی پک کر تیار ہو تو ایک روٹی برہمن کو نکالکر دینی چاہیئے۔ کسی شخص نے پوچہا کہ مہاراج جس کے گہر ایک ہی روٹی پکتی ہو وہ کتنی روٹی دیوے برہمن نے کہا بہائی ایک روٹی کا یہ حساب نہین ہے بلکہ گرہستی سے مُراد ہے جہان دو چار سیر آٹا پکتا ہو اوس سے ایک روٹی نکالنی چاہیئے اِسی طرح یہ بالون کا اندازہ نیز دِن اور رات کے ۲۱۶۰۰ سوانس کا اندازہ سمان اوستہا کا ہے خاص خاص تغیر تبدل سے کمی بیشی بہی ممکن ہے جیسے بہاگنے و دوڑنے سے سانس کی رفتار مین کمی بیشی ہو جاتی ہے اوسی طرح سے کمزوری کی حالت مین بال وغیرہ مین بہی فرق ممکن ہے جیسے گنجے کے بال کی تعداد کا کیا پرمان ہو سکتا ہے۔

(۱۱۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ سورج بہان بادشاہ عالمگیر کے دیوان اعلیٰ تہے اون کی لوگون اور مصاحبون نے شکایت کی کہ یہہ شراب پیتے ہین اور یہہ کام بہت ہی ناجائز ہے۔ بادشاہ نے زنانی ڈیوڑہی کے ایک خاص ملازم کو تحقیقات کے واسطے مقرر کیا وہ شخص راجہ صاحب کے مکان پر کسی کام کے بہانہ سے جا بیٹہا جب اونکا مے نوشی کا وقت ہوا تو سامان مے نوشی تیار کرنے سے پیشتر ملازمون

نے راجہ صاحب سے عرض کیا کہ جب یہ شخص چلا جائے تب شروع کریں اونہوں نے
جواب دیا کہ اسکا کیا خوف ہے سامان تیار کرو۔ جب سامان تیار ہو گیا تو آپ اوسکی
موجودگی مین ہی پینے کو بیٹھ گئے اور اول بیٹھتے ہی ایک پیالہ تو غصہ سے زمین پر
دے مارا۔ دوسرا منگوایا تو اوسکو بھی اسی طرح سے پھوڑ دیا جب اور پیالہ آیا تو آپنے
ایک پیالا جام بھر کر پیا اور پھر غصہ کی نگاہ سے اوس شخص کی طرف دیکھکر فرمایا کہ دیکھو
کیسے آئے ہو۔ وہ شخص خوف زدہ سا ہو گیا۔ تب آپنے دوسرا پیالہ پیا اور اوسی طرح
سے اوس سے کہا کہ تم ایک ادنی ملازم ہو کر ہمارا راز معلوم کرنا چاہتے ہو۔ یہہ سنکر وہ
تو خوف زدہ ہو کر اوٹھ کھڑا ہوا تب آپنے تیسرا پیالہ پیا اور فرمایا کہ دیکھو مین دیوان
اعلی ہوں جسطرح سے یہ شراب بھٹی مین کھنچی ہے اوسی طرح سے تم کو بھی بھٹی مین
جھکوا دونگا۔ اتنے مارے خوف کے وہ شخص دس قدم پیچھے ہٹ گیا تب آپنے چوتھا
پیالہ پیا اور فرمایا کہ جا دفع ہو ورنہ تیرا کچھہ بس نہ چلیگا اور اپنے کیئے کی سزا پا ویگا۔
اب اوس نے سوچا کہ اگر اس نے قید کروا دیا تو بادشاہ کو خبر ہونے تک میرا دم نکلجائیگا
اور بالفرض قتل کروا دیا تو کیا میری عیوض بادشاہ اسکو جان سے تھوڑے ہی مروائیگا
اسلیئے ڈر کے مارے بھاگ کر باہر آ کھڑا ہوا تب راجہ صاحب نے پانچواں پیالہ پیا اور
فرمایا کہ تو دور کھڑے ہو کر ہمارا حال دیکھتا ہے تجھکو زنانی ڈیوڑہی کے اعتمادی ہونیکا
گھمنڈ ہے تو بیگم صاحبہ کا بھی مجھکو کچھہ خوف نہین اور تو اونکی کوشش سے بھی نہیں بچ
سکے گا۔ مین تیرے بھروسہ پر سے نہین پیتا ہوں بلکہ اپنی عقل کے بھروسہ پر یہ کام کرتا
ہوں تب تو ڈر کر وہ شخص وہان سے بھاگا اور بادشاہ کے حضور مین آ کر کل ماجرا
بیان کیا اور عرض کیا کہ حضور وہ شخص چورا چوری اس کام کو نہین کرتا بلکہ بڑے
دھڑلّے سے اپنی عقل کے بھروسہ پر سے پیتا ہے اور آپکا بالکل خوف نہین بادشاہ
اس بات کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ بیشک اوسکی عقل اور رعب تجھپر

غالب آگیا ایسا عقلمند آدمی جو کچھ کرے کر سکتا ہے۔ بادشاہ اِن سے بہت خوش تہا اور انکی حاضر جوابی کا قایل تہا۔ ایکمرتبہ بنارس مین ایک مندر کو توڑ کر مسجد تعمیر کرانیکا حکم بادشاہ اورنگ زیب نے دیا تو اوس حکم کو لکہتے وقت یہ کچہہ سوچا بجاری کرنے لگے بادشاہ نے پوچہا تم نے حکم نہین لکہا کیا سوچتے ہو۔ اُنہون نے عرض کیا کہ جہان پناہ مین سوچتا ہون کہ ہمارا خدا بڑا بہاری ہے اور اوسکی بڑی کرامت ہے کہ حضور کے خدا کو بہی جگہ دینے کی قابلیت رکہتا ہے اپنا مہمان سمجہکر اپنا گہر اوس کے واسطے چہوڑ دیا۔ کرامت کا یہ حال ہے کہ اوسکا بگڑا ہوا اور گرا ہوا اور چہوٹا ہوا گہر بہی آپکے خدا کے واسطے موزون ہوا اور یہ شعر عرض کیا ؎

بہ بین کرامتِ بت خانۂ مرا اے شاہ
اگر خراب شود خانۂ خدا گردد

بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس جواب سے لاجواب ہو کر اوس مندر کے توڑنیکا حکم منسوخ کر دیا بلکہ ایسا کہتے ہین کہ آئندہ کبہی مندر توڑ کر مسجد نہین بنوائی۔ یہ کام یعنی شراب نوشی ایسی لایق آدمیون کو بہی زیب دیتی ہے۔ شملہ بمقدار علم۔

(۱۲۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ تعصب دو قسمون مین منقسم ہے ایک کے کرنے سے نقصان دوسرے کے کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ کسی قوم یا مذہب انسان حیوان یا کسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکہنا اور اون کو حقیر سمجہنا یہ تعصب نقصان دہ ہے۔ اپنے مذہب ملت پنچایت سوسائیٹی کے قوانین کی پابندی کرنا اور دوسرے مذہبون کی رسم و رواج کو نہ ماننا یہ بہی ایک قسم کا تعصب ہے مگر فائدہ دہ ہے اور ارشاد ہوا کہ ایک شخص نحیف خان کی لڑکی علم سنسکرت مین بڑی عالم تہی اوس نے کاشی مین یہ مشتہر کرا دیا کہ سنسکرت مین جس کسی شخص کا جی چاہے مجہسے مباحثہ کرے اور اوس کے باپ نے یہ عہد لیا کہ جو کوئی شخص اسکو مباحثہ مین زیر کر یگا

اوسی کے ساتھ اس کی شادی کرونگا لڑکی کا اشتہار سنکر ایک پنڈت جگناتھ نے
اپنے گرو سے عرض کیا کہ مین اِس عورت سے مباحثہ . . کرونگا۔ گرو نے اوسکو منع کیا
اور سمجھایا کہ دیکھو جب تک ہم زندہ ہین اوسوقت تک تو کچھہ مضایقہ نہین مگر ہمارا شریر
برتنے کے بعد تم مصیبت مین مبتلا ہو گے۔ مگر اوس نے گرو کی رائے نہ مانی آخر لڑکی
سے مباحثہ کر کے اوسکو پراست کیا جب لڑکی پراست ہوگئی تو اوسکے والد کے عہد
کے بموجب پنڈت صاحب کو اوس لڑکی سے شادی کرنی پڑی۔ جب مسلمانی
سے شادی ہوگئی تو تمام اہل برادری نے اون کو خارج کر دیا چارون طرف سے دہتکار
پھٹکار پڑنے لگی۔ تنگ ہو کر گرو جی کے پاس آئے اور جب تک اونکا شریر رہا چین
سے انکے زیر سایہ زندگی بسر کی جب اونکا شریر برت گیا تو پھر کوئی ٹہور رہا نہ ٹھکانہ
تمام آشنا بیگانہ بن گئے دل مین سوچا کہ جگناتھ جی کی یاترا کو چلئے وہان چہوت
چھات کچھہ نہین جب وہان گئے تو وہان سے بہی یہی جواب ملا کہ تم ہندو مذہب سے
ہی خارج ہو گئے اب تمہارا یہان گذارہ نہین اگر تم ہندو مین نامی تک بہی ہوتے
تو یہان سما سکتے تہے۔ مجبوراً وہان سے واپس آئے اور عورت سے اپنی پریشانی
ظاہر کی تو اوس نے صلاح دی کہ سری گنگا جی پتت پاون ہین اون مین ڈوب
جائین تو ضرور مکتی ہوگی پنڈت جی نے کہا کہ یہہ تو اکال مرتو ہے یہ درست نہین۔ آخر
رات کو اپنے گرو کا دہیان کیا تو اونہون نے برزخ یعنی عالم ارواح مین فرمایا کہ گنگا
جی مین ڈوبنا تو بیشک اکال مرتو ہے تم ایسا کرو کہ گنگا جی کے کنارے بہت ہی
اونچی جگہ پر بیٹھ جاؤ اور بہمین کے وزن پر گنگا جی کی مہا مین استوتر بنا کر کہو پریم سے
گنگا جی اومنگ کر اوپر آوینگی اور تم کو بہا کر لیجائین گی۔ پنڈت جی دوسرے دن بہت
اونچی جگہ گنگا کے کنارے بیٹھ گئے اور ایک استوتر بنا کر کہا تو گنگا جی ایک سیڑہی اوپر چڑہ
آئین اور اسی طرح سے جتنے استوتر کہے اوتنی ہی سیڑہی گنگا جی کا پانی چڑہا اور

آخر پنڈت جی کو بھاکر لے گیا۔ اونکے کل استو تر مجموعی طور پر گنگا لہری کتاب کے نام سے موسوم ہوئے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا مین بالکل نڈر ہو کر برتنے سے کام نہین چلتا

(۲۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ آتم گیان سے انسان سنسار سے ترتا ہے اور آتم گیان جن چار سادہنون سے ہوتا ہے وہ یہ ہین (۱) ببیک (۲) بیراگ (۳) کھٹ سمپت (۴) مموکشتا انکا سروپ یہ ہے (۱) آتما بناشی ہے اچل ہے شریر ناشوان اور چل ہے اسکا نام ببیک ہے یعنی ست اور است کی تمیز (۲) برہما کے لوک تک جو بھوگ ہین اونکو ناشوان جانکر تیاگ کرنا بیراگ کہلاتا ہے یعنی ست است کی تمیز ہوگئی تو ست کو گرہن کرنا اور است کو تیاگ کرنا (۴) کھٹ سمپت ان چھ سادہنونکا نام ہے۔ شم۔ دم۔ اپرتی۔ تتکشا۔ شردہا۔ سمادہان من کو وشیون کیطرف سے روکنا شم ہے۔ اندریون کی ورتی کو روکنا دم ہے برت ہوئے وشیون کا تیاگ کرنا اپرتی ہے یعنی وشیون سے سیری ہو جانا۔ نندا استت۔ پیاس۔ بھوک۔ مان۔ اپمان کا سہارنا تتکشا ہے۔ سنت گورو اور شاستر کے قول پر یقین اور اعتقاد کا ہونا شردہا ہے۔ ست گرو نے جو اپدیش کیا ہے اسکو کبھی نہ بھولنا سمادہان ہے سنسار کے بندھن سے مین کب چھوٹونگا۔ یہ اچھیا ہر وقت دل مین ہونی مموکشتا ہے۔ اِس تیہارتھ گیان کا سروپ اپنے آپکو دیکھنا اور جاننا ہے اور یہ وچار سے ہوتا ہے۔ وچار یہ کہ پانچ وشئے چودہا دیوتا چودہا اندریان۔ تینون شریر تینون اوستہا۔ پانچ کوش تین ابہاؤ اِن سبکا مین جاننے والا اور سب سے نیارا اور سبکا ساکشی ہون اور جو ساکشی ہے وہی میرا سروپ ہے تت ایشور کو کہتے ہین اور تونگ جیو کو کہتے ہین۔ باچ کرا یکتا نہین بنتی۔ لکش کرا یکتا بنتی ہے جگت کی اُتپتی کرنی پالن کرنا سنگار کرنا سربک سر شکتی سمپن انتریامی یہ ایشور کا باچ ہے ست چیت آنند لکش ہے جیو کا باچ اندریان۔ پران من۔ بدہی۔ استہول۔ سوکشم۔ کارن۔ الپگ ہے ست چیت آنند لکش ہے گویا جو ایشور ست۔ چیت۔ آنند ہے وہی ست۔ چیت۔ آنند جیو ہے۔ آئین

بھید نہین ہے۔

(۱۲۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ جپ تو سب کرتے ہین مگر دھرم بچار کر نہین کرتے بلکہ کام کرودھ لوبھ موہ مین پھنسکر کرتے ہین اور گھر کے سُکھ کو بھی بہت لوگ چھوڑ دیتے ہین مگر سنتوش سے نہین چھوڑتے بلکہ بہت سے بیوہار و بیوپار وغیرہ کے لبش ہوکر چھوڑتے ہین سردی گرمی۔ ہوا۔ بارش کی تکلیف بھی سہتے ہین مگر تپشیا کے طور پر نہین بلکہ رات دن انیک اوپائی کر کے دولت جمع کرنیکے لئے دربدر مارے پھرتے ہین۔ اور دھن جمع کرنے کا دھیان کرتے رہتے ہین مگر پرمیشر کا دھیان نہین کرتے۔ تپشیا کے جتنے کام منیون نے کئے وہ سب ہی بڑی کوشش سے کئے جاتے ہین مگر اونکے پھلو نہین ٹھگے جاتے ہین یعنی جپ او تپ وغیرہ ساد ہو و نکے سے کرم کرنے سے منیونکو تو پرم لوک کی پراپت ہوتی ہے اور جپ او وغیرہ بحالت مبتلا کرنیکی عیوض نرک ملتا ہے۔

(۱۲۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ جسم ایک گاڑی ہے۔ روح اس پر سوار ہے حواس گھوڑونکی طرح اسمین جوتے ہین۔ من گاڑیبان ہے۔ یہ گھوڑے روح کو محسوسات کیطرف کھینچے لئے جاتے ہین۔ اگر گاڑی بان کو گھوڑون کی روک تمام پر قابو نہین تو یہ منہ زور گھوڑے سوار کو محسوسات کے خارزار مین جا ڈالتے ہین جہان بلا تمیز نیک و بد محسوسات مرغوب مین مستغرق ہوجاتا ہے۔ مگر جب مرض مصیبت افلاس رنج وغیرہ کا طوفان آتا ہے تو اوسکو علم ہوتا ہے کہ ہر شے عالم مادی مین متغیر اور فانی ہے تو حواس ظاہری کی راحت کو چھوڑکر حواسِ باطنی کی طرف متوجہ ہوتا ہے لیکن روح یہان بھی اطمینان نہین کیونکہ محسوسات نہ سہی۔ تصورات کا کانٹا کھٹکتا ہے اور عدم اطمینان اور تشنگی سے روح کو یہہ علم ہوتا ہے کہ یہہ راہ بھی راحت دائمی کو نہین پہونچاتی ہزارون جتن اور کوشش کرتا ہے مگر جب کسی طرح سے بجائے راحت تکلیف ہی نظر آتی ہے تو اوسوقت اوسکو علم ہوتا ہے کہ لذات حسی و مذاق ذہنی دونون خارجیات

سے ہین اور پہر باطن کیطرف دوڑتا ہے البتہ یہان آغاز سکون نظر آتا ہے اور راحت اصلی کی جہلک دکہائی دیتی ہے اوسوقت اوسکو باقی اور فانی کی تمیز ہوتی ہے۔ اسی تمیز کو ست اوراست کا بیبیک کہتے ہین۔ جب بیبیک سے ست اور است کی تمیز کر لیتا ہے تو است یعنی فانی سے اوسکو نفرت ہوجاتی ہے جسکو ویراگ کہتے ہین اسکی چار قسمین ہین۔ اسمشان۔ لکہوٹا۔ مند اور ڈوڑھ۔

اوّل۔ اسمشان ویراگ وہ ہے جو کسی شخص کے دفن کرنے یا جلانیکے وقت ہمراہ ہونیکے دل مین پیدا ہوتا ہے اوسکھڑی دنیا وما فیہا ہیچ معلوم ہوتی ہے اور ذاتِ خدا کے سوا کسی کی بقا نظر نہین آتی ؎

نہ بھول اس عیش دنیا پر کہ یہ سب چند روزہ ہے

تجھے جانا وہان پر ہے جہان سب کا ٹھکانہ ہے

تہوڑی دیر کو دنیا کی محبت دل سے دور ہوجاتی ہے اوہر مردے کو داب یا جلا کر واپس آئے اور اپنے دنیوی مشغلون مین مصروف ہوئے پہر وہی حسی لذات ہین اور وہ ہین یہ ادسنےٰ قسم کا ویراگ ہے۔

دوم۔ لکہوٹا ویراگ وہ ہے جو کسی مصیبت کے پیش آنے پر پیدا ہوتا ہے جب تک مصیبت کا سامنا رہتا ہے یہ ویراگ بہی رہتا ہے جب مصیبت دور ہوجاتی ہے یہ ویراگ بہی رفتہ رفتہ دور ہوجاتا ہے اور انسان پہر انہین لذائذ نفسانی اور کاروبار دنیوی مین مشغول ہوجاتا ہے اور جیسا مصیبت سے پہلے غافل و بے خبر تہا ویسا ہی پہر ہوجاتا ہے۔

قید بہی یان کچہ نہین اور چہوٹ بہی سکتے نہین

واہ واہ اس دام کو اور آفرین صیاد کو

سوم۔ مند ویراگ وہ ہے کہ جسمین دنیا کے ساتھ راگ اور ویراگ دونون پائے جاتے

ہین کبھی تو یہہ خیال غالب آتا ہے کہ بیشک دنیا ہیچ در ہیچ ناپایدار و فانی ہے اسمین دل لگانا عبث ہے۔ اسکو ترک کرنا چاہیئے یہ سوچکر دل کو اوسکی طرف سے روکتا ہے دوسرے وقت خواہشات کا ایسا زبردست ریلا آتا ہے کہ اوسکے جوش و خروش مین وہ ویراگ بہا چلا جاتا ہے۔ بار بار انسان کوشش کرتا ہے کبھی وہ دنیا پر اور کبھی دنیا اوسپر غالب آتی ہے یہ حالت کشمکش یعنی دیوا سر سنگرام کا وقت ہوتا ہے جسکا بیان سری بھگوت گیتا کے سولھوین ادھیائی مین کیا گیا ہے اگر دنیا غالب رہی تو انسان گیا گذرا ہوا اور جو دنیا کو مغلوب کر لیا تو میدان اوسکے ہاتھ رہا یہہ نہایت نازک وقت ہوتا ہے طالب کو چاہیئے کہ بہت سمجھ بوجھ کے قدم رکھے اور نفس سرکش کو اچھی طرح قابو مین کرے۔

چہارم دڑھ ویراگ وہ ہے کہ جس مین دیوی سمپت کی جے پوری طرح سے ہوتی ہے اور دنیا کا پورا ترک ہوجاتا ہے۔ یہ ویراگ ہمیشہ ایکسا بنا رہتا ہے یہی اصلی ویراگ ہے اسکے بعد کھٹ سمپت یعنی چھ صفات ہین جو ویراگ سے پیدا ہوتے ہین۔ (۱) شم من کا مارنا ارتھات سنکلپ بکلپ نہ اوٹھنے دینا۔ (۲) دم اندریونکا محسوسات کی طرف نہ کھینچنے دینا (۳) اپرتی یا اپرام جگت سے بیراگ اور بیدانت شاستر سلنے کے واسطے دیہہ کی کریا ہووے و تعصب و طرفداری کا دور ہونا (۴) تتکشا سردی گرمی بھوک پیاس مان اپمان کو برداشت کرنا بلکہ یکسان سمجھنا۔

کیچن تجنا سہج ہے سہج تریا کا نیہہ

مان بڑائی ایرشا تلشی درلبھ یہہ

(۵) شردہا۔ پریت اور یقین شاستر و بیدانت و کاملین کے اقوال پر کرنا (۶) سمادہان۔ چیت ٹھہرا ہو وے یعنی شانتی ہو۔ اسکے بعد مکشتو یعنی مکتی کی خواہش ہونے پر طالب فانی سے ہٹکر باقی کیطرف متوجہ ہوتا ہے تاکہ باقی کو حاصل کرکے

فانی سے ہمیشہ کے لئے نجات پاوے۔ تلاش باقی ہین مرشد نصیب ہوتا ہے جو چار
سنذ کارون کے ذریعہ سے تعلیم و تلقین کر کے درجہ کمال کو پہونچا تا ہے اوسوقت
راحت دوام نصیب ہوتی ہے۔ مگر حصول راحت دوام بلا رہبری و دستگیری مرشد
کامل محال ہے۔

(۱۲۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک چیز کے جسطرح مثبت اور منفی دو پہلو ہین اوسیطرح
راگ اور ویش ویراگ کی دو مختلف حالتین اثبات اور نفی کی ہین۔ جو شخص کہتا ہے
جہوٹ نہ بولو وہ سچائی کی ہستی کا قایل ہے۔ جو کہتا ہے سچ بولو وہ جہوٹ کی ہستی
کی بطرز دیگر خبر دے رہا ہے اور جسمین جہوٹ اور سچ دونو نکا اثبات یا دونو نکی نفی ہے
اوسکو سچا ویراگ کہتے ہین۔ جب پہلے پہل اشیا کا احساس شروع ہوتا ہے منجملہ
محسوسات کے اپنی حالت کے لحاظ سے بعض کو راحت رسان اور بعض کو تکلیف دہ
پاتا ہے پس احساس راحت کیطرف رغبت اور احساس رنج سے نفرت کرتا ہے نفرت
اِس بات کا خیال دلاتی ہے کہ کسی سے رغبت بہی ہے اور رغبت نفرت کی موجودگی
کی خبر دیتی ہے اِسلیئے یہ دونون احساس کی اثبات اور نفی کی حالت ہین۔ جب
اِن دونو نکی طرف سے خیال ہٹ جاتے تو ویراگ کہلاتا ہے۔

(۱۲۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ جسوقت سکہدیوجی مہاراج اپنی والدہ کے بطن سے پیدا
ہوئے اوسیوقت اونہون نے جنگل کی راہ لی۔ بیاس جی مہاراج کو اولاد کی بڑی تمنا
اور اوسکے لاڈ چاؤ کی بڑی اہبلا کہا تہی اونکو جنگل جاتے دیکہکر اون کے پیچہے دوڑے
اور گہر واپس آنیکے واسطے اصرار کیا سکہدیوجی مہاراج نے اون سے عرض کیا کہ کوئی
آدمی اپنی کسی پڑوسن پر عاشق تہا عورت کے گہر والے جب باہر چلے گئے تو
اوس نے موقعہ پاکر اپنے یار کو گہر بلا لیا اور اوسکے ساتہہ عیش و عشرت مین مشغول
ہوئی دنیا و مافیہا کا خیال جاتا رہا کہ اتنے مین اوسکے خاوند نے باہر سے آواز دی

اور کنڈا اکھٹکھٹایا عورت یار کو چھوڑ کر کنڈا کھولنے چلی تو اوس کے حواس باختہ ہوتے اور کہنے لگا کہ پہلے مجھکو کہین چھپا دے جب دروازہ کھولنا عورت نے کہا کہ اور کوئی جگہ تو ہے نہین البتہ یہ سنڈاس ہے اسمین اوتر جاوے۔ وہ بیچارہ ڈر کے مارے سنڈاس مین اوتر گیا عورت نے دروازہ کھولکر اپنے خاوند کو بلا لیا۔ وہ گھر مین آکر پاخانہ گیا اور گھر کے سب آدمی بھی ٹٹی گئے سب غلاظت اوس عاشقِ زار کے سر پر گرتی رہی۔ چونکہ سنڈاس کی کھڑکی باہر سے بند تھی اس لئے نکل نہ سکا۔ ایک دن اور ایک رات وہین غلاظت مین اٹا پڑا رہا۔ دوسرے دن صبح جب مہترانی نے سنڈاس کھولی اور اوس آدمی کو پہچانا تو اوس نے بڑی منت وسماجت کرکے پیچھا چھوڑایا اور کچھ دینا لینا کرکے اوس سے اقرار کرایا کہ اس حرکت کا کسی سے تذکرہ نہ کرے وہان سے نکل کر بیچارہ گھر آیا اور اشنان کرکے اپنے مکان کی چھت پر چڑھا ادھر وہ عورت بھی اپنے کوٹھے پر آئی اور اوس آدمی کو اشارے سے اپنے مکان مین آنے کو کہتی ہے یہ کہکر سکھدیوجی نے پوچھا کہ اب فرمایئے کیا وہ شخص پھر اوس عورت کے گھر جانا پسند کریگا اور اگر بالفرض وہ جانا پسند کرے تو آپ اوسکو کیا سمجھین گے۔ دیاس جی نے فرمایا کہ ایسی تکلیف جھیل کر وہ ہرگز نہ جائیگا اور اگر جائے تو اوس سے بڑھ کر مورکھ کوئی نہین۔ سکھدیوجی نے جواب سنکر عرض کیا کہ انسان کی بجنسہ یہی حالت ہے اس دنیا کی محبت مین پھنسکر بار بار جنم لیتا ہے اور ہر دفعہ جنم لیتے وقت نو مہینے تک غلاظت مین رہنا ہوتا ہے اور وہی اوسکی خوراک ہوتی ہے اب پرماتما کی کرپا سے اوس سے باہر آیا ہون تو آپ پھر مجھکو اوسی کی طرف رجوع کرتے ہین بھلا ان تکالیف کو جھیل کر مین کیسے اوسطرف رخ کرون یہ کہکر سکھدیوجی جنگل کو سدھار گئے۔

(۱۲۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت فریدالدین عطار جب عطر کی دوکان کرتے تھے اوسوقت ایک فقیر اون کی دوکان کے سامنے آکر کھڑا ہوا اور کئی گھنٹے تک کھڑا رہا

مگر عطار صاحب بالکل اوسکی طرف متوجہ نہوتے اور اپنی دوکان کے کام مین لگے رہے
تب فقیر نے اون سے کہا کہ میان تم دوکانداری مین ایسے مشغول ہو کہ موت کا خیال
تک نہین بتاؤ تو کہ تمہاری جان کیسے نکلے گی اوسوقت اُنہون نے جھنجھلا کر جواب دیا
کہ میری جان کی نسبت پوچھتے ہو تم بتاؤ کہ تمہاری جان کیسے نکلے گی فقیر یہ سنکر دوکان
کے سامنے لیٹ گیا اور جان بحق ہوگیا۔ یہہ دیکھکر عطار صاحب پر بڑی حیرت طاری ہوئی
اور ایسا ویراگ پیدا ہوا کہ اوسی وقت کل تعلقات سے کنارہ کر کے فقیری اختیار کرلی۔
(۱۲۷) ایک روز لالہ بشنداس رام آنیت نوی نے عرض کیا کہ سری مہاراج بیراگ کیسے پیدا ہوتا ہے آنحضور
نے فرمایا کہ مہتیا ورستی اور آنیت شوک یعنی دُکھ سے اور مہتیا درستی ایک تو ببیک سے پیدا
ہوتی ہے یعنی انسان کو جب ست اور است کا حال معلوم ہو جاوے تو پھر آست کیطرف
نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور ست سنگ کرنے اور مہاپرشون کے کلام سننے اور اونکے
درشن کرنے اور اونکے حالات پڑہنے سے اور مقدس کتابون کے مطالعہ سے یہہ
نفرت و بندن بڑہتی جاتی ہے۔ جیسے مہاراجہ گوپی چندجی کو اونکی والدہ نے بار
بار خوب سمجھا کر اوپدیش کیا تب اونکو ویراگ ہوا۔ رشب دیوجی مہاراج کے سو لڑکے
پیدا ہوئے اوسوقت اونہون نے بچار کیا کہ دنیا کے تمام سکھہ بھوگ لیئے اب راج
کاج کو چھوڑکر بھجن کرنا چاہیئے اور اونکے نو لڑکے بھی ویراگ کیوجہ سے راج کو چھوڑ
گئے اور پھر نوسدہون کے نام سے پرسدہ ہوئے جنکی ست سنگ کی کتھا سنکر راجہ
جنک کو ویراگ پیدا ہوا۔ دتاتریجی نے ۲۴ گرو کئے اور اونکی باتون سے عبرت حاصل کی
اور بعض آدمیون کو پُرانے سنسکارون سے یکایک ایک لفظ سننے یا ایک حالت دیکھنے سے
ہی فوراً ایسا بیراگ پیدا ہو جاتا ہے جیسے بارود مین آگ لگادی۔ جیسے دہروجی
مہاراج کو اپنی سوتیلی ماں کی یہہ بات سنکر ہی کہ اگر تم کو راجہ کی گود مین بیٹھنا تھا تو میری
کوکھ سے جنم لیتے۔ ایسا ویراگ پیدا ہوا کہ بچپن ہی مین سب کچھہ چھوڑکر چلے گئے اور

ناروجی مہاراج نے بھی ہرچند سمجھایا مگر واپس نہ ہوئے مہاراجہ بھرتری جی اپنی پیاری
استری تنام وتی کی ایک حرکت دیکھکر ہی متنفر ہو گئے۔ پنگلا نے صرف دتاتریہ جی مہاراج
کا درشن کیا تھا اوسکے پرتاپ سے ہی ایسا ویراگ پیدا ہوا اور ایسے درجہ کو پہنچی جو بڑے
بڑے مہاتماؤن کو نصیب نہوا کہ خود دتاتریہ جی نے اوسکی تعریف لکھی اور اوسکو گرو دھارن
کیا۔ دکہن دیش مین ایک طوائف کو ویراگ پیدا ہوا اور وہ ناچتی گاتی مکٹ چڑھانے مندر
کو گئی اور مندر کے قریب جاکر اوسکو رجودہرم ہو گیا اوس سے دیاکل ہو گئی اوسکے ویراگ
کو دیکھکر خود بھگوان کی مورت نے سر جھکا دیا اور طوائف نے تاج پہنا دیا بھگت مال مین
کتھا لکھی ہے بالمیک جی کو اپنے رشتہ دارون کی بے رخی دیکھکر اور صاف جواب
سنکر ویراگ ہوا تلشی داس جی کو اپنی عورت کی بات سنکر کہ جتنی محبت تم مجھسے
کرتے ہو اگر پرمیشر سے کرو تو تمہارا کلیان ہو جاوے ویراگ ہوا کنج بہاری بابو بنگالہ والے
لب دریا مکان مین بیٹھے تھے کہ ملاح نے آواز دی کہ شام ہو گئی ہے جس کسی کو
پار اوترنا ہو آجاوے پھر ناؤ نہین لگے گی سنکر ایسا ویراگ ہوا کہ ننگے سر اور ننگے پاؤن گھر
سے نکل بھاگے اور کشتی مین بیٹھکر دریا پار ہو گئے اور بندرابن مین آرہے۔
ایک شخص ایک تماشہ میلے مین گیا اور وہان کی آراستگی و پیراستگی دیکھی اور راگ و رنگ
ناچ تماشہ کا ٹھاٹھ ہنگامہ خیز کیا دوسرے دن صبح جب میلا ختم ہو گیا اور سب دوکانین
اوٹھ گئین تو اوس جگہ کی بگڑی ہوئی وضع اور سنسان مقام کو دیکھکر ایسی عبرت ہوئی
کہ یہ دنیا بھی اسیطرح سے ہے اور وہان سے ہی فقیر ہو گئے گھر واپس بھی نہ گئے
بعض اگلے سنسکارون سے مان کے پیٹ سے ہی ویراگوان پیدا ہوتے ہین مثلاً
پرہلاد جی مہاراج کی والدہ کو دتاتریہ جی نے گربھ وتی کی حالت مین کتھا سنائی اور
پرہلاد جی حمل مین کتھا سنکر ویراگ کو پراپت ہوئے . . . . سکھدیو
جی مہاراج کو پیدا ہوتے ہی ویراگ تھا۔ جڑ بھرت جی نے جب برہمن کے جنم لیا تو

اون کو پچھلا حال معلوم تھا کہ ہم نے سب تیاگ کر دیا تھا مگر ہرن کے بچہ سے پیار کرنے سے اوسکے موہ مین پران چھوٹے اِس سے ہرن کا جنم لینا پڑا اِس لئے آئندہ کسی سے تعلق اور سنگ نہین رکھنا چاہئے۔ دوسری حالت مین اتینت شوک یعنی دکھ پیدا ہونے سے ویراگ ہو جانا جیسے دوستون کی نفرت۔ رشتہ دارون کی بیرخی۔ دولت گم ہو جانے یا کسی عزیز رشتہ دار اور پیارے دوست کی یکایک موت یا کُل دولت اور مال و اسباب اور رشتہ دارون کے یکایک فوت اور گم ہو جانے سے جیسے زلزلہ مین یا آگ لگ جانے سے وغیرہ وغیرہ اور بھی بہت سے ایسے واقعات ہوتے ہین جنسے ویراگ پیدا ہوتا ہے۔ یعنی یہ قاعدہ کلیہ نہین کہ سبکو ایک ہی طرحسے ویراگ پیدا ہو بلکہ مذکورہ بالا حالتون اور صورتون مین سے کسی وجہ سے یا اسکے علاوہ اور بھی کسی حالت اور صورت سے نفرت اور ویراگ پیدا ہو سکتا ہے۔

(۱۲۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی جگہ ایک اچھے بزرگ مہاتما رہتے تھے وہانکی عورت اور مرد سب اونکی قدمبوسی کو جاتے کسی عیاش آدمی کو یہ دیکھکر بڑا رشک ہوا اور کہنے لگا کہ یہ بابا کاہی کا ہی بالکل وشئے ہے اسکا آشرم ہر وقت پرستان بنا رہتا ہے چلو آج ہم بھی آنکھین سیکین گے جب وہ باباجی کے پاس گیا تو اُنہون نے اوس سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیون بھائی کیسے درشن دئے جو کچھ تمہارا مدعا ہو سو کہو اوس نے فوراً کہدیا کہ ہم تو فلان امیر کی لڑکی پر فدا ہین مگر وہان ہماری رسائی نہین اگر آپ کسی طرحسے اوس سے ملا دین تو یہی ہماری غرض اور یہی مطلب ہے مہاتما نے کہا کہ یہ کیا بڑی بات ہے تم یہین بیٹھے رہو ابھی وہ لڑکی یہان آویگی ہم اوسکو تمہارے ساتھ کر دین گے یہ سنکر اوسکی تو باچھین کھل گیئن اور مگن ہو کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر مین اوس لڑکی کے مان اور باپ اوس لڑکی کو لیکر بابا صاحب کی زیارت کو آئے اور چونکہ بابا جی کے بڑے معتقد تھے اِسلئے مہاتما نے اون سے کہدیا کہ آج اِس لڑکی کو یہین چھوڑ جانا

وہ لڑکی کو وہین چھوڑ گئے جب رات ہوئی تو مہاتما نے اوس آدمی کو بلا کر لڑکی اوس کے سپرد کر دی اور کہدیا کہ لو جاؤ رات بھر جو چاہو سو اڑا لو کیونکہ تمہاری زندگی کی یہہ آخری رات ہے صبحدم تم مرجاؤ گے۔ یہ سنکر تو اوسکے ہوش جاتے رہے رنگ پیلا پڑگیا بہ مشکل تمام گرتا پڑتا گھر پہونچا اور چارپائی پر جاکر چپ چاپ لیٹ گیا لڑکی بہی ۔۔۔ اوسکی بغل مین لیٹ رہی مگر موت کے خیال سے وہ کچہہ ایسا حیران اور پریشان ہوگیا کہ اوسکی طرف بالکل التفات نہ کری آخر اسی طرح لوٹتے پلٹتے رات گذر گئی وہ تو صبحدم موت کا منتظر تہا کہ بابا صاحب کا آدمی جا پہونچا اور اُن دونون کو بلا کر مہاتما کے پاس لے گیا جب مہاتما کے پاس پہونچے تو اُنہون نے دریافت کیا کہ بہائی رات کو تو خوب مزے لوٹتے ہونگے اوس آدمی نے جواب دیا کہ مہاراج مجھکو تو موت کے خیال سے ایسی پریشانی ہوگئی کہ باوجودیکہ یہ لڑکی میرے پاس سوتی رہی مگر موت کے ڈر سے مجھکو تو اوسکی طرف دیکھنے کی بہی ہمت نہ ہوئی۔ باباجی نے فرمایا کہ موت کے خیال نے بارہ گھنٹے پیشتر سے آپکو ایسا ڈرا دیا کہ اپنی محبوبہ سے بات بہی نہ کرسکے اور ہم تو پل پل پر موت کا خیال رکھتے ہین بلکہ یہ سوچتے رہتے ہین کہ یہ سانس باہر جو گیا ہے وہ شاید اندر آویگا بہی یا نہین پھر کیا اسکا خوف اور خیال ہم کو ان مایئون کی طرف متوجہ ہونے سے نہ روکیگا۔

(۱۲۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ۔

نارمری اور سمپت ناشی مونڈ منڈائے بھئے سنیاسی

آجکل سنیاس کا یہہ ہی حال ہے کہ دس بیس ادہر اودہر کے اشلوک اور بانی اور اون کے ٹیڑہے سیدہے ارتھ یاد کرلئے اور بس سدہ سنیاسی مہاتما پرم ہنس سب ہی کچہہ ہوگئے نہ اشٹانگ یوگ کے انگون سے مطلب نہ گیان یوگ کے سادہنون سے کام سب سے پہلے اہم برہم کا اُپدیش لیکر بیکل کہڑے ہوتے جو کوئی جگیاسل کے

نمت اون کے پاس جاتے تو عجب عجب ڈہونگ دیکھنے مین آتے ہین۔ جگیاسو کبہر سون
ٹکر مارتے ہو جاتی ہین نہ کچہہ اپدیش کرتی ہین نہ سادہن تباتے ہین اور بتاوین کیا اگر
خود کچہہ کیا ہو تو اوسکا راستہ معلوم ہو اگر بہت ہی بہ پرسن ہوتی اور کرپا کی تو
پہلے پہل رسائن وغیرہ کی ترکیب کا جال پہیلایا جاتا ہے جو کوئی اوس دار مین
آگیا تو گہر والی کے سر پر تار ہی نہ دکہلائی پڑا۔ گہر بیٹہے سادہون سے بڑہ کر لنگوٹی
بند ہو گئے اگر اس قسم کی بات کو چہوڑ کر گیان چرچا کی تو پہلا وار گرہست اشرم پر
ہوتا ہے۔ ارے بچہ تو کیا بہجن کریگا ہم کو دیکہہ سب گہر بار لگا ئی لڑکے ذات پات
چہوڑے پہرتے ہین تب بہی پل بہر بہجن بننا مشکل ہے تو نے بہجن کو ایسا نافی جی کا
گہر سمجہہ لیا ہے کہ لگائی کی گود مین بیٹہکر بہجن کر لیگی ٹہانی ہے ؎

کامی کرودہی لالچی ان سے بہگت نہوئی
بہگت کرے کوئی شورما ذات برن کل کہوئی

اگر بہجن کرنا ہے تو اسطرف سے دل ہٹا کر ایک طرف کے ہو جاؤ۔ ع ایک دل مین
دو دو سما سکتی نہین ؎

ناری پرائی آپ نی بہوگے نرک کے جائے
آگ آگ سب ایک سی ہاتہہ دیئے جر جائے

استری اور پرش کا توکہی اور آگ کا سا بیر ہے جو اس مارگ کا مزا چکہتا ہے تو استری
کو تلانجلی دی ورنہ ست سنگ کا نام نہ لے۔ جو بیچارے جگیاسو کی طبیعت مین ذرا بہی
بیراگ ہوا تو بہر گرہستی کی تو ہرے نا ہو گئی اور نہین تو سر مار کر اور مایوس ہو کر گہر
آ بیٹہے پہر اپنا حال دیکہو تو یہ ہی گہر جاوے بیچا سب ہی حلال ہی کہاتا ہی تو امیرون سے اچہا
اور پوشاک ہے تو رئیسون سے عمدہ۔ سواری۔ عماری۔ غرض سب ہی ٹہاٹ
باٹ موجود ہے اور گدی دار مہنتون نے تو غضب ہی کر دیا ہے۔ روز کی

حاضری عدالت اور نالش عرضی پرزے یہ اونکا نت نیا تک کرم ہے ذات پات کا بکھیڑا گرہستیون سے بڑھکر سادہون مین موجود ہے یہانتک کہ فقیر ذات برادری سے بھی خارج ہوتے ہین۔ چوکے مین بیٹھا لکر خاص خاص کو روٹی کھلائی جاتی ہے جو برادری سے باہر ہوا وسکو چوکے مین رسوئی نہین ملسکتی۔ حقہ چلم بھی بند ہوتا ہے جو برادری سے خارج ہوا وسکو ایک صافی سے تمباکو تک نہین پینے دیتے جیسے چچازاد بھوازاد ماما زاد بھائی بندون کے رشتہ اور تعلق ہوتے ہین اوسیطرح فقیرون مین بھی سب کارروائی جاری ہے۔ بس نام کی فقیری ورنہ گرہستی سے بڑھکر گرہست ہین بلکہ جو کام گرہستی ظاہر اظہور کرتے ہین اونکو فقیر پوشیدہ طور پر اور چوری چھپا کرتے ہین۔ کوئی ایسی برائی نہین جس نے اس فرقہ مین دخل نہ پا لیا ہو۔ سچ ہے ہاتھی گرے تو کون اوٹھاوے مگر آجکل ایسی کلین ایجاد ہوگئی ہین جنسے گرا ہوا ہاتھی بھی اوٹھایا جاسکتا ہے اور سرکار نے بھی اس فرقہ کی طرف ذرا توجہ دی ہے اگر یہ کارروائی کچھ عرصہ جاری رہی تو کچھ نہ کچھ کایا ضرور پلیٹ جائیگی۔ مگر روحانی ترقی کا گھر پھر بھی دور ہے۔

(۱۳۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک پرکٹ ساد ہو سنسار سے اوداس ہوگت مین رت کسی جنگل مین رہتے تھے کہ وہان سے بادشاہ کا گذر ہوا۔ بادشاہ نے اونکی ظاہری حالت دیکھکر کہا کہ آپ شہر مین چلئے وہان آپکی چیپٹر جسے سیوا ہوگی اور آرام ملیگا اونہون نے فرمایا کہ سنسار اور سنسار کے سرب سکھ آتی تچھ اور متھیا ہین۔ بادشاہ نے کہا آپنے اوسکا سکھ بھوگا نہین اس لئے ایسا کہتے ہو ورنہ سنساری سکھون کی برابر تو کوئی سکھ ہی نہین۔ فقیر یہ سنکر خاموش ہوگئے اور بادشاہ محل کو واپس آگئے چندروز بعد بادشاہ کے پیٹ مین درد پیدا ہوا اور پیٹ پھول گیا دالو بند ہوگئی اور سخت تکلیف ہوئی ہر طرح کا علاج معالجہ کیا گیا مگر آرام نہوا اور حالت مرگ قریب ہوگئی اوسوقت

دہی فقیر بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ نے اوسکو دیکھکر بڑہی دنیتا اور دکھ بہری نگاہ سے پرنام کیا اور عرض کیا کہ کچھ علاج فرمایئے تاکہ جان بچے۔ فقیر نے فرمایا کہ اگر کل بادشاہت کا مجھکو دان پتر لکھدو تو مین تمہارا علاج کر دون۔ بادشاہ نے سوچا کہ اگر مر گیا تو بہی بادشاہت میرے ہاتھ سے جاتیگی ہی اِس لئے جان بچے تو غنیمت ہے۔ اوسیوقت کل بادشاہت فقیر کے نام لکھدی فقیر نے بادشاہ کے پیٹ پر ہاتھ پہیرا اوسیوقت گوز سرزد ہوا اور بادشاہ کو آرام ہوگیا۔ فقیر نے فرمایا کہ اب بادشاہت پر تو تیرا کچھ قبضہ نہین رہا وہ تو میری ہوگئی ہے لیکن مین اس تجہہ راج کو جو ایک پاد کے برابر ہے لیکر کیا کرونگا اس پر تو اگیانی لوگ ہی ابہمان کرتے ہین اتنا کہکر جنگل کو چلا گیا۔

(۱۳۱) ایک روز اونہین بابو صاحب نے عرض کیا کہ مہاراج کوئی قاعدہ ویراگ پیدا کرنیکا بہی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک لنوا ایک مُردون کے ساتھ شمشان مین جاوے اور اوسکی حالت کو بچارتا اور لوگون کی بات چیت کو سنتا جاوے کہ کوئی کہتا ہے کہ دیکھو کل تو کیسے اچھی طرح تہا آج چل بسا۔ سب مال و دولت یہین پڑا رہا ننہا سا بچہ چھوڑ گیا۔ کیسی خوبصورت جوان عورت روتی رہ گئی۔ بوڑھے ماں باپ بلکتے چھوڑ دئے وغیرہ وغیرہ اور جب وہان سے واپس ہوتے ہین تو ان باتونکو تو بہول جاتے ہین اور پہر وہی نون تیل لکڑی کی باتین ہونے لگتی ہین کہ اب اسکے تیجے مین کیا کیا سامان ہوگا۔ تیرہوین کے لڈو کچوری کرنی پڑینگی۔ برہمن کو اس طرح کا دان دینا چاہئے۔ نکتہ مین اتنا دہن خرچ کرنا چاہئے وغیرہ وغیرہ ان دونون طرح کی باتون کو سنکر بچار کرتا رہے تو پرماتما کی کرپا سے ضرور ویراگ پیدا ہوجاوے اور اگر کوئی ویراگی پُرش ایک لنوا ایک برات مین شامل ہو اور وہان کار اور رنگ تماشہ ناچ گانا سنتا رہے تو لوگونکا بیاہ ہوتے دیکھکر ضرور اوسکے دل مین یہ بات پیدا ہوجاوے کہ کہ ہمکو بہی شادی کرنی اور ایسے سُکھ بہوگنے چاہئین اور موہ مین پہنس جاوے۔

(۱۳۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ راجہ جنک نے یاگولک جی سے عرض کیا کہ مہاراج ہمنے ویراگ کی حالت کو سمجھ لیا اب مجھکو ویراگ کا سروپ دکھلاؤ۔ تب یاگولک جی نے بچار کیا کہ یہ راجہ وچاروان اور بڑا ستسنگی ہے معمولی طور پر یہ سروپ دکھلانے سے کام نہیں چلیگا اسکو تو پورا کام کرکے دکھلانا چاہیئے اس لئے اونہوں نے اپنی دونوں استریونکو بلاکر کہا کہ اب ہم تو گھر کا تیاگ کرتے ہین۔ یہ دہن اور مال تمام رکھڑے وبال کا گھر ہے ہمارے پیچھے تم دونوں عورتین آپس مین لڑوگی اس لئے ہمارے سامنے برابر کے حصہ بانٹ لو۔ چھوٹی عورت تو یہ سنکر رضامند ہوگئی اور مال کے حصہ کرنیکی بات منظور کرلی۔ مگر بڑی عورت گارگی مہارانی نے جواب دیا کہ مہاراج یہ دہن دولت کوئی کم درجہ کی چیز معلوم ہوتی ہے اور ویراگ کوئی بڑی چیز ہے جسکی خاطر دہن دولت کا تیاگ کرتے ہو۔ پھر مین ویراگ جیسی اچھی چیز کو تیاگ کرکے دہن کو کیون گرہن کرون تمام دہن آپ میری چھوٹی بہن یعنی اپنی دوسری استری کو دیدو مین تو وہی ویراگ جو آپکو پیارا ہے لونگی۔ غرض یاگولک جی نے تمام مال چھوٹی عورت کو دیدیا اور گارگی جی کے سہت ویراگ کا سروپ راجہ جنک کو دکھلایا ان گارگی مہارانی جی کا ویراگ ایسے اعلیٰ درجہ کا تہا کہ یہ مادرزاد ننگی رہتی تہین۔ ایک مرتبہ راجہ جنک کی سبہا مین دس ہزار رکہیشر جمع تہے اوسوقت بہی یہ سبہا مین ننگی چلی آئین اور مطلق پرواہ نہ کی۔ اسی طرح پر راجہ جنک نے سکہدیو منی کو ویراگ کا سروپ دکھلایا کہ سکہدیو منی سے جو بات راجہ کہتے اوسکا وہ بہی معقول جواب دیدیتے کیونکہ پڑہے لکھے لایق اور سنسکاری تہے اور دیاس جی مہاراج کے پتر تہے تب راجہ نے یوگ بل سے اگنی پیدا کی اور یہ تماشہ سکہدیو جی کو دکھلایا کہ تمام رنواس مین آگ لگی ہے ہاتہی چنگھار رہے ہین۔ گھوڑے بہاگے بہاگے پہرتے ہین تمام رانیان تراہ تراہ پکار رہی ہین مگر راجہ جنک سکہدیو جی کے ساتھ بیٹھے ستسنگ کررہے ہین۔ یہ حالت دیکھ

کر سکھدیوجی کو دیا آئی اور بولے کہ راجن انکی سلہا تیا کرو اور اب ست سنگ ختم کرو
یہ سنکر راجہ نے فرمایا کہ دیکھئے جو کچہہ آپ دیکھتے اور سنتے ہین وہ سب مین بھی دیکھتا
اور سنتا ہون اگر مین ان کو اپنا رشتہ دار اور عزیز سمجھتا تو ضرور ست سنگ چھوڑکر
بہاگ اوٹھتا مگر مین ان کو اپنا نہین سمجھتا انت ماتر برتتا ہون جس وقت جس کام کو
کرتا ہون اوسی مین وہیان رہتا ہے دوسری طرف سے بے پرواہ ہوجاتا ہون
پہلے راج کاج کے کام مین مشغول تھا تو پندرہ روز تک آپ کہڑے رہے اور مین نے
آپ کی بات بھی نہ پوچھی پھر آپ محل مین دودھ کا کٹورا لئے بیٹھے رہے اور مین انت
پور مین بھوگ بھوگتا رہا اب مین ست سنگ مین لگا ہون اسوقت راج تباہ ہوجاوے
گھر اُجڑ جاوے تمام رشتہ دار مرجاوین مجہکو کچھہ پرواہ نہین وجہہ یہ ہے کہ میرا دن سے
لگاؤ مطلق نہین ہے یہ سب خواب کا سا تماشہ ہے مین اسکا دیکھنے والا ہون مجہہ
اور آپ مین یہ ہی فرق ہے اتنی بات آپکو کرنی باقی ہے۔

لاج عبث ہے کرنا کیا لعش پر دہریگا
یہ مال ملک و دنیا سب خواب کا تماشہ

یہ حسن چند روزہ کیا غار مین پڑیگا
امروز عیش کرلے فردا تو کیسا کریگا

تلشی اپنے اشٹ مین مگن رہو دن رات

(۱۳۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ پنجاب کی طرف مثل مشہور ہے کہ "بسشٹ اوجاڑے اور
کرشن بساوے" کالا باغ مین ایک مہاتما کٹی بنا کر رہتے تھے اور جوگ بسشٹ کا بچار
کیا کرتے تھے ایک شب کو ایک برہمن مسافر اونکے پاس آکر ٹہرا رات کو مہاتما نے
جوگ بسشٹ کی کتھا اوسکو سنائی اور ایسے اچھے ارتھ سمجھائے کہ برہمن کو تت
کال ویراگ ہوگیا اور دنیا سے سخت نفرت پیدا ہوگئی بال بچون کو چھوڑکر وہین مہاتما کے
پاس رہنے لگا اوسکی عورت اور رشتہ دارون نے ہرچند کوشش کی کہ اوس کو
گھر لیجاوین مگر اوس نے صاف کانون پر ہاتھ دہر لئے عورت مایوس ہوکر گھر چلی آئی

ایک دفعہ اوس عورت کے گاؤن مین ایک برہمن آئے جو بہاگوت کی کتہا کرتے تہے تمام عورتون کے ساتہہ برہمن کی عورت بہی کتہا سننے گئی اور جتنے عرصہ تک کتہا مین بیٹہی رہی برابر روتی رہی کتہا والا سمجہا کہ یہہ کوئی بڑی بہگت ہے جب سروتا چلے گئے تب بہی وہ برہمنی نہین گئی اوسوقت کتہا والے نے اوس سے پوچہا۔ مائی تو کون ہے اور کیون روتی ہے اوس نے تمام وکمال ماجرا اپنے پت کا سنایا۔ برہمن کو یہ حال سنکر بڑی دیا آئی اور کہا کہ اگر مین تیرے خاوند کو لے آؤن تو کیا دیگی اوس نے کہا مہاراج میرے پاس دعا ہے اور کچہہ نہین۔ دوسرے دن برہمن نے کتہا بند کردی اور کالا باغ کی طرف روانہ ہوگیا اور اون مہاتما کے پاس جا ٹہرا۔ رات کو حسب معمول جوگ بسشٹ کی کتہا ہوئی۔ دوسرے دن کتہا کیوقت برہمن نے عرض کیا کہ اگر آگیا ہو تو آج مین بہاگوت کی کتہا کرون مہاتما نے خوشی سے منظور کرلیا برہمن نے دسم اسکندھ کا مضمون ایسی بہگتی اور پریم سے بیان کیا کہ سننے والے عش عش کرنے لگے اور سری کرشن مہاراج کی لیلاؤن کا حال سنکر اوس تیاگی برہمن پر ایسا پربہاؤ پڑا کہ وہ تو جوگ بیراگ سب بہول گیا اور بار بار اسی کتہا کو سننے کی اچہا ظاہر کی۔ اوس برہمن نے کہا کہ اگر یہ کتہا سننی ہے تو میرے ساتہہ چلو۔ تیاگی جی اوس کے ساتہہ ہولئے اور وہ اونکو اوسکے گاؤن مین لے آیا اور دو چار روز کتہا سنانیکے بعد کہا کہ دیکہو سری کرشن مہاراج نے کیسی کیسی لیلا کرین اور گرہست آشرم مین رہے تم کیون گرہستی چہوڑتے ہو۔ اور سمجہا بجہا کر برہمنی پہر اوسکے پلّے باندہ دی اوسوقت سے اوس ضمن مین یہہ بات مشہور ہوئی کہ ”بسشٹ اوجاڑے اور کرشن بسائے“

(۱۳۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک راجہ ایسا بہگت تہا کہ دل ہی مین ہر وقت مالک

کی یاد کرتا رہتا تھا اور باہر سے برت ایسی تھی کہ تمام آدمی اُسکو مہا وشئی وسنساری جانتے تھے۔ اوسکی رانی بھی بڑی بھگت تھی مگر راجہ کی انترشٹ پریم کا حال اوسکو بھی معلوم نہ تھا اسی فکر مین رہتی تھی کہ راجہ کو کسی طرح سے بھگوت کا پریم ہو جائے کسی رات سوتے مین راجہ کے منہ سے بھگوت نام نکل گیا۔ رانی نے اوس روز نوبت اور نقارے بجواتے اور بڑی خوشی منائی۔ جب راجہ نے اوس اوتساہ کا سبب دریافت کیا تو رانی نے کہا کہ رات کو آپکے منہ سے بھگوت کا نام نکلا تھا اس سے ہم کو بڑی خوشی ہوئی اور یہ اوتساہ کیا ہے۔ راجہ نے کہا کہ مول پران کا تو بھگوت نام شریر مین تھا جب وہ ہی نکل گیا تو یہ ہڈی مانس کا شریر کس کام کا ہے اور یہ کہکر فوراً شریر تیاگ دیا۔

از درون شو آشنا از برون بیگانہ وش
ہم چنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

جنہون کو عشق صادق ہو وہ کب فریاد کرتے ہین
لبون پر مہر خاموشی دل ہی مین یاد کرتے ہین

(۱۲۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ سان بھاؤ سے برتنے کے معنی اکثر لوگ یہ کہتے ہین کہ سب سے برابری کا سلوک کرنا چاہئے لیکن اگر اسکو ہی درست سمجھا جاتے اور اسکی پیروی کی جاتے تو چیونٹی کو جس قدر چوگا دیا جاتا ہے اوتنا ہی راتب ہاتھی کو ملنا چاہئے مگر کیا ایسا کرنے سے انتظام چل سکے گا اور ہاتھی کی زندگی رہ سکے گی۔ اصل مین پرمارتھ اور بیوہار دو علیحدہ علیحدہ چیزین ہین انکو یکجا ملانے سے کام نہین بن سکتا پرمارتھ مین سمان بھاؤ سے برتنے سے یہ مراد ہے کہ سبکو مالک کا روپ اور اُنہین پانچ تتو کا پتلا سمجھکر نظر مساوات اور دوئی کو اوٹھا دینا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ اونچ نیچ چھوٹا بڑا موٹا دبلا انسان حیوان سب مین وہی مالک جلوہ گر ہے پھر کس سے نفرت کیجاتے اور کس سے دشمنی کیجاتے۔ اور پرمارتھ مین سمان بھاؤ سے برتنے کے معنی ہین کہ جیسا جو شخص ہو

اوس سے ویسا ہی برتاؤ کیا جائے ۵

رام جہرو کا بیٹھ کے سب کا مجرا لیت

جیسی جا کی چاکری ویسے واکو دیت

اگر فقرا کسی امیر اور صاحب عزت کے ساتھ محبت اور خصوصیت کے ساتھ برتاؤ کرین تو اکثر لوگ اُن پر طعن دراز کرتے ہین کہ یہ دیکھو فقیرون کے پاس بھی امیرون کی ہی زیادہ آؤبھگت ہوتی ہے مگر ایسا کیون نہو جب مالک نے اونکو رتبہ اور حکومت اور حشمت بخشی ہے تو جو شخص مالک کے ماننے والے ہین وہ کیون نہ اونکی ویسی ہی عزت کرین۔ اگر سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جائے تو انتظام درہم برہم ہوجاوے۔ نقل ہے کہ کسی پیغمبر نے بارگاہِ الٰہی مین دعا کی کہ اے خدا یا سبکو رتبہ اور درجہ دولت حشمت مین برابر کردے تو آواز آئی کہ تم اپنا کام کرو یہ ہمارا انتظام ہے اس مین کیون دخل دیتے ہو۔ اِس مصلحت کو ہم ہی خوب سمجھتے ہین مگر پیغمبر نرم دل نے نہ مانا تو حکم ہوا کہ اچھا ایسا ہی ہوجائیگا مگر اسکا انتظام اب تمہارے سپرد ہے۔ حکم ہوتے ہی کُل امیر و غریب سب برابر ہوگئے سب کے گھرون مین دولت و مال اسباب زن و فرزند سب برابر۔ نہ کوئی کسی کا آقا نہ کوئی کسی کا بندہ نہ کوئی کسی کا محتاج۔ نہ مہتر پاخانہ صاف کرتے ہین نہ بہشتی پانی دیتا ہے تمام ملک مین ابتری پھیل گئی پیغمبر صاحب بھی تنگ آگئے خود اون کے کاروبار خانگی کا انتظام بھی مشکل ہوگیا۔ تب تو دعا کی کہ مالک یہ انتظام مجھ سے نہین چل سکتا آپ کا ملک اور آپکا ہی انتظام ہو اور جو کچھ آپ مناسب اور درست سمجھین ویسا کرین۔

(۱۳۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی بازار مین ایک غلام فروخت کیواسطے کھڑا تھا۔ ایک خریدار نے اوس سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے غلام نے جواب دیا کہ جس نام سے آپ مجھکو پکارین وہی میرا نام ہے۔ پھر پوچھا کہ کیا کھانا کھایا کروگے غلام نے جواب دیا

کہ جو کچہہ آپ کہانیکو دینگے۔ پہر خریدار نے سوال کیا کہ تم کون کونسا کام کیا کروگے غلام نے
عرض کیا جو خدمت آپ مجہہ سے لوگے۔ اوس نے پہر دریافت کیا کہ تم کیا کپڑا پہنوگے
اوس نے کہا کہ جیسا آپ پہناوینگے۔ یہ جواب سنکر خریدار بہت خوش ہوا اور اوسکو
خرید کر گہر لے آیا اور تمام عمر غلام نے اوسکی باتون کو نبہایا سر مو فرق نہونے پایا۔ یہ
اوصاف بندگی جس مین ہون وہ اپنے مالک کو کیون نہ راضی رکھ سکے اوسکا مالک
ضرور اوس سے راضی رہیگا۔

(۱۲۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ جب نادر شاہ دہلی مین تہا تو بادشاہ ہند کیطرف
سے اوسکی دعوت ہوئی۔ سینکڑون طرح کے لذیذ کہانے۔ پوری۔ کچوری۔ حلوہ
گوشت پلاؤ زردہ۔ قورما متنجن۔ اچار چٹنی مربے۔ ساگ بہاجی غرض کیا کچہہ نہ تہا
سب ہی کچہہ مہیا کیا گیا اور بڑے تکلف کا کہانا بنایا جب کہانا تمام لشکریون سردارون
اور امیرون کے سامنے رکہدیا گیا تو نادر شاہ نے اوٹھکر ایک نگاہ سب چیزون کو دیکہا
اور یہ تکلف دیکہکر اوسکی آنکہین کہل گیئن اور چند بہشتیون کو بلوا کر تمام کہانے پر پانی
ڈلوا کر خراب کرا دیا۔ اور کسی کو چکہنے تک نہ دیا اور بادشاہ سے کہنے لگا
کہ کیا آپ میرے سپاہیون کو تباہ اور میرے ملک کو برباد کرنا چاہتے
ہو۔ اگر ان لوگون کو ایسی چیزون کا مزا پڑگیا تو پہر ان کی حالت بہی آپ
کی سی ہوجائیگی۔ اس لئے میرے سپاہیون کو چاول۔ آٹا خشک اور دُنبے
دلوا دو۔ وہ اوسیطرح پر بہون بہان کر کہالیوینگے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ
جب ایک ملک کی فتح کرنے کے لئے ایسی نفس کشی اور لذائذ دنیا سے پرہیز
کی ضرورت پڑتی ہے تو اِس دلکو فتح کرنے کے لئے جس مین تمام دنیا کے
سنکار بہرے پڑے ہین کیسی نفس کشی اور احتیاط نہ کرنی پڑتی ہوگی مگر
آجکل حالت دگرگون ہے جنہون نے دلپر قابو کرنیکا بیڑا اوٹھایا ہے وہی سب سے زیادہ مزاج

گانا اور رنگ سیل بیا ٹھ اور زبان کے چٹخارو نمین پہنسے پڑے ہین۔ رسا ہو نہین بلکہ سوادونین

(۱۳۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ آل۔ پتنگ۔ مرگ۔ مین۔ گج۔ جرت ایک ہی آنچ

تلشی وہ کیسے جیئے جسکو لاگین پانچ

یعنی بہونرا۔ گندھ اور خوشبو۔ پتنگ یعنی پروانہ۔ روپ اور روشنی۔ مرگ یعنی ہرن راگ اور شبد۔ مین یعنی مچھلی۔ رس اور پانی۔ اور گج یعنی ہاتھی سپرس کی کامنا مین جلتے رہتے ہین یعنی انمین سے ہر ایک کو صرف ایک اندری یعنی حواس کا ذائقہ موت کا مزہ چکھا دیتا ہے پہر انسان جو پانچون ذائقو نکا رسیا ہے وہ کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ اصل مین ہر ایک انسان مین اندریان تو پانچون موجود ہین مگر سب اندریان پربل نہین بلکہ صرف ایک ہی اندری خاص طور پر زور رکھتی ہے مثلاً بعض شخص گانے کا شایق ہوتا ہے وہ گانے کے سوا کہانا اور خوبصورتی یعنی اور اندریون کے وشیون کیطرف بے پرواسا رہتا ہے پانچون اندریونکا زور ہر ایک مین نہین ہوتا۔ ہم کو ایک واقعہ یاد ہے کہ ہم ایک فقیر صاحب سے ملنے گئے اون کے پاس مہندی کا گلدستہ رکہا ہوا تہا۔ ہوا کا رخ ہماری طرف تہا اسلیے گلدستہ کی خوشبو کا اثر ہمارے کپڑے مین ہوگیا۔ وہان سے اوٹھکر ہم ایک اور صاحب لالہ بشنو داس کے مکان پر گئے اون کے پاس جا کر بیٹھے ہی تہے کہ وہ بول اوٹھے کہ حنا کی خوشبو کہان سے آتی ہے جو شخص اونکے پاس بیٹھے ہوئے تہے اون سے مذاق کرنے لگے کہ واہ کیا خوب سوجھی آپکو رات دن عطرون کی خوشبو ہی آیا کرتی ہے مگر لالہ صاحب برابر یہی کہتے جاتے تہے کہ ضرور بالضرور یہان حنا موجود ہے۔ لالہ صاحب بڑے راست گو اور سنجیدہ آدمی تہے اس لیے ہم کو خیال ہوا کہ اونکا کہنا کچھ اصلیت رکھتا ہے اور غور کرنے لگے تو ہم کو خیال آیا کہ ہو نہو اوس گلدستہ کا اثر ہو مگر اپنے کپڑے سونگھنے سے ہم کو مطلق خوشبو نہ آتی تہی جب وہ آپس مین فیصلہ نہ کرسکے تو ہماری

طرف مخاطب ہوتے کہ مہاراج آپ فرماتے بہلا یہان حنا کہان سے آیا او سوقت ہم نے
کہا کہ لالہ صاحب کا خیال درست ہے اور اُن لوگون سے پوچھا کہ آپ کو اسمین کچہ شبہ ہے
تو اونہون نے جواب دیا کہ جب آپ فرماتے ہین کہ لالہ صاحب سچے ہین اب ہم کچہ
نہین کہہ سکتے ہم نے کہا کہ ہماری مروت نہ کرو بلکہ اپنی آنکہ سے چلکر دیکہہ لو اور ہم
اون سبکو اونہین فقیر کے مکان پر لے گئے اور وہ گلدستہ حنا کا دکہا کر بتایا کہ ہم
اِس کے پاس ہوا کے رُخ پر بیٹہے تہے اِس لئے اِسکی خوشبو ہمارے چولے مین بس
گئی ہوگی مگر اِسکی شناخت کا کمال لالہ صاحب ہی پر موقوف ہے لالہ صاحب عطر
کی پہچان مین بہت ہی کمال رکہتے تہے۔

(۱۳۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ اکبر بادشاہ کے پیر و مرشد حج کیواسطے روانہ ہونے لگے
اور حکم دیا کہ ہم تن تنہا جائینگے تو بادشاہ نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک ملازم ہے
اوسکی نسبت مین سفارش کرتا ہون اوسکو اگر اپنے ساتہہ لیجائین تو آرام رہیگا
اونہون نے پوچہا کہ کیا یہ تمہارا آزمودہ آدمی ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ آپ کی
صحبت سے آدمی بن جائیگا۔ غرض وہ اوس ملازم کو ساتھ لیگئے۔ جسوقت حج سے
واپس آئے تو بادشاہ سے کہا کہ ہم تمہارے ملازم سے بہت خوش ہین اور اوسکی
ساتہہ ہونے سے ہم کو بہت آرام ملا۔ یعنی کل ایام سفر مین جو ہم نے اوسکو کرنے کو
کہا وہ کر دیا اور سوائے اِسکے کوئی بات اوس نے ہم سے نہ تو کہی نہ پوچہی۔ یہ بتاؤ
کہ یہ بات اومین کیسے پیدا ہوئی۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت جسوقت یہ شخص
میرے پاس ملازم ہوکر آیا مین نے اسکو اس امر کی ہدایت کر دی تہی کہ سوائے اوس بات کے
جواب کے کہ جو ہم دریافت کرین اور کوئی بات ہم سے کبہی نہ کرنا۔ اوّل تو اُس نے
یہہ کام جان کے خوف سے کیا۔ بعدہٗ اوسکی یہ عادت ہوگئی چونکہ مین اسکی عادت سے
واقف تہا اِسی لئے اسکو آپ کے ساتھ جانیکے واسطے نامزد کیا تہا۔ مالک کا بہجن

اور عبادت بھی لوگ پہلے پہل تو خوف دوزخ یا اُمید بہشت سے کرتے ہین مگر بعدۂ رفتہ رفتہ عادی ہوجاتے ہین اور اگر مرشد کامل ملجائے تو اُمید وبیم یعنی ررچیک و بھیانک خیالات دل سے دور ہوجاتے ہین اور فرض سمجھکر عبادت خدا مین مشغول ہوتے ہین جیسے بالک بھی اول تو والدین کے خوف اور اوستاد کی مار پیٹ سے ڈرکر پڑہنا شروع کرتے ہین مگر جب کچھ پڑہ جاتے ہین اور علم کا مزہ حاصل ہوجاتا ہے تو پھر مار پیٹ یا خوف کا خیال نہین رہتا بلکہ علم کا ایسا مزہ پڑجاتا ہے کہ کتاب ہاتھ سے دھرنا برا معلوم ہوتا ہے۔

(۱۴۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک راجہ بڑا ہی حق پرست اور فقیر دوست تہا ایکدفعہ ایک فقیر سے ملاقات کرنیکے لئے پا پیادہ ننگے پاوٗن گیا جب اونکی زیارت کرکے واپس آتا تہا تو ناگاہ پیر مین ٹھوکر لگی اور انگوٹہا سخت زخمی ہوگیا بہت عرصہ تک علاج معالجہ کیا مگر کچھ فائدہ نہوا آخرکار انگوٹہا کاٹا گیا تب پیر اچہا ہوا جو لوگ دنیا پرست تہے وہ راجہ کی اِس روش سے ناخوش تہے اور اسوقت اونکو انگشت نمائی کا موقعہ ملا۔ اور راجہ کے دل مین بھی کچھ خیال ہوا مگر آخر سوچا کہ ضرور مصلحت ہوگی۔ ایک راجہ شکار کیواسطے گیا اور لشکر اور ہمراہیون سے علیحدہ ہوکر ایک جنگل مین بھٹکتا پھرتا تہا کہ چند قوی ہیکل چورون نے اوسکو پکڑ لیا اور اوسکو اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ وہ ایک یگ کر رہا تہا اور اوسکے اختتام پر ایک آدمی کے بلدان دینے کی ضرورت تہی اس لئے راجہ کو اِس کام کے واسطے پکڑ کر یگ شالہ مین لے گئے اور اوسکو ہون کنڈ مین ڈالنے ہی کو تہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یہ بلدان کے لایق نہین ہے اِسکا انگ بھنگ ہے یعنی پیر کا انگوٹہا کٹا ہوا ہے اسلئے بادشاہ کو اونہون نے چھوڑ دیا۔

(۱۴۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی دنیا دار آدمی نے آزمایش کے طور پر ا . . .

ایک فقیر کی دعوت کی اور اپنے ملازمون کو سمجھا دیا کہ جب فقیر صاحب کھانے کے واسطے تشریف لاوین تو پیشتر بڑی عزت کے ساتھ اندر کی ڈیوڑہی تک لے آنا اور بعدہٗ دھکے دیکر باہر کے دروازہ تک نکال آنا پھر بلا لینا اور پھر نکال دینا۔ جسوقت فقیر صاحب کو کھانے کے لئے بلایا تو حسب منشا اپنے مالک کے نوکرون نے کارروائی کی اور کئی دفعہ فقیر کو عزت کے ساتھ اندر لیگئے اور پھر دھکے دیکر باہر نکال دیا۔ مگر جب صاحب خانہ نے دیکھا کہ فقیر صاحب نہ تو تواضع سے خوش ہوئے اور نہ تحقیر سے ناراض۔ تو اونکے قدمون پر گرا اور کہنے لگا کہ معاف کرین۔ بندہ نے صرف آزمائش کے طور پر ایسا کیا تھا آپ بڑے پورے مہاتما اور کامل ضبط کرنیوالے ہین اور بڑے متحمل اور برداشت والے شخص ہین۔ فقیر صاحب نے کہا کہ اسمین برداشت کی کون بات ہے یہ تو معمولی کتے کی سی عادت ہے کہ جب اوسکو روٹی دکھلاؤ دم ہلاتا ہوا پاس چلا آویگا جب ڈنڈا دکھلا کر دھتکار دوگے تو دور بھاگ جائیگا ۵

دریائے فراوان نشود تیرہ بہ سنگ
عارف کہ برنجد تنک آبست۔ ہنوز

(۱۴۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر کشتی مین بیٹھکر دریا پار جاتے تھے۔ اوس کشتی مین چند اوباش آدمی بھی بیٹھے ہوئے تھے اُنہون نے فقیر صاحب کو تنگ کرنا شروع کیا یہانتک کہ دہول دہپّا تک نوبت پہنچادی مگر فقیر صاحب ایسے ضابطے تھے کہ اونکی مار پیٹ پر بھی اُف نہ کی اور چپ چاپ بیٹھے رہے جب اونکی شرارت حد سے گذر گئی تو قہرالٰہی نازل ہوا اور اوس کشتی کے ڈوبنے کا حکم ہوگیا اور یکایک ایسا طوفان آیا کہ کشتی منجدہار مین چکر کھانے لگی ملّاح کود کر علیحدہ ہوگئے اور سب سواریان ہائے توبہ پکارنے لگین اور آخر سب نے فقیر صاحب کی سرن لی اور ہاتھہ پیر جوڑ کر معافی چاہی اور دعا کی درخواست کی تا کہ جان بچے۔ فقیر صاحب جب

وست بدعا ہوئے تو آواز آئی کہ انہون نے بڑی شرارت کی ہے انکو ضرور ڈبو دیا جائیگا یہہ معلوم کر کے فقیر آبدیدہ ہوگئے اور دعامین کہنے لگے کہ یا الٰہی کیا جو شخص تیرے عزیزون کے پاس آدہ گھنٹہ ہی بیٹھے وہ موت کا نشانہ بنایا جانیکا مستحق ہو اوسپر پہر ندا آئی کہ ان کو کچہہ نہ کچہہ سزا تو ضرور ملنی چاہیئے تاکہ آئندہ کو عبرت ہو۔ تو پہر فقیر نے عرض کیا کہ اگر سزا دینی ہے تو یہ دے کہ ان کے گناہون کو مار ڈال یعنی عیبون سے پاک کردے تاکہ آئندہ ان سے ایسی حرکت صادر نہو یہ دعا مقبول ہوئی اور تمام کشتی والے صاحب کمال بنا دئے گئے اوسوقت انکو فقیر صاحبکا پتہ چلا اور بڑی منت وسماجت کر کے اپنے قصورون کی معافی چاہی۔

(۱۴۳) ایک روز جناب منشی عجب دین صاحب تحصیلدار سر مہاراج کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اوسوقت جسقدر ہندؤن کے لڑکے اور ہندو درشنون کو آتے تہے سب بڑے شردہا سے ماتہا ٹیکتے تہے اونکو سجدہ کرتے دیکھکر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مسلمانون کو بہی ایسا ضرور کرنا چاہیئے جو مرشد کے سامنے سر تسلیم خم نہین کرسکتا اور عجز وانکساری کرنے سے سر پہیرتا اور گھمنڈ کرتا ہے وہ مالک کے سامنے کب دین ہو سکتا ہے اور مالک کو دینتا یا نیاز جیسا پسند ہے اور کوئی چیز پسند نہین ہے

جہٹ مٹ کہیلے سچ مچ ہوئے ۔ سچ مچ کہیلے برلا ... کوئے
جو کوئی کہیلے من چیت لائے ۔ ہوتے ہوتے ہوئی جائے
بچن ہون تج دیت ہین کامن ہوتج دیہ ۔ مان بڑائی ایرکھا در لبہہ تجنا ادہہ
ست بچن آدہنتا پر تریہ مات سمان ۔ ایسو سے پربہو نا ملین تو تلسی جہوٹھ زبان

(۱۴۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک برہمنی بڑی ست سنگی اور بہگت تہی اور کتہا بارتا سنتی اور پوجا سیوا اوپاسنا اپنے دہرم کے مطابق کیا کرتی تہی لیکن اوس کا خاوند بڑا اجڈ پنیٹ گنوار اور کوسنگی تہا وہ اسکو دیکھکر جلتا اور ہمیشہ لڑائی جھگڑا رکہتا

ایک دن جب بہت حجت اور تکرار کی نوبت پہونچی تو اوس برہمن نے پوچھا کہ تجھکو وہان کیا مزہ آتا ہے جو دوڑ دوڑ کر مندر اور ست سنگ مین جاتی ہے برہمنی نے جواب دیا کہ وہان کے آنند کا برتن کیا کرون ایسا میٹھا رس ملتا ہے کہ کسی طرح سے ترپتی نہین ہوتی تم بھی چاہو تو چلکر دیکھ لو۔ وہ برہمن راضی ہوگیا اور کتھا سُننے چلا گیا جب مندر مین جاکر بیٹھا تو تھوڑی دیر بعد ہی نیند آگئی اور منہ پھاڑ کر خرّاٹے لینے لگا اوس برہمنی نے ڈلو تین بتاشونکا چورا کرکے اوسکے منہ مین ڈالدیا جسکا رس گھل کر اوسکے منہ مین جانے لگا جب کتھا ختم ہوگئی اور وہ جاگا تو اوسکا منہ میٹھا تھا زبان چٹخارے لینے لگی اور وہ برہمنی سے بولا کہ واقعی بہت ہی میٹھا رس ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ آپ سوگئے تھے اسوجہ سے کچھ کم مزہ آیا اگر جاگتے رہتے اور غور سے کتھا سنتے تو اس سے بھی زیادہ مزہ آتا۔ دوسرے روز وہ پھر کتھا سننے گیا اور بہت دیر تک غور سے بچن سُنتے جب نیند آئی اور سوگیا تو پھر برہمنی نے وہی کارروائی کری۔ غرض اسی لالچ سے وہ روز کتھا سننے جانے لگا اور رفتہ رفتہ وہان کے اثر سے متاثر ہوکر چند روز مین ست سنگی بن گیا۔ کتھا اور مندرون کے پرشاد مین بھی کم وبیش ایسا ہی اصول ہی کام کرتا ہے۔

(۱۴۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت خواجہ قطب الدین حیدر کا ایک مُرید ایک دن شیخ شہاب الدین کی خدمت مین حاضر ہوا جب بھوک لگی تو پھر کے شہر کی طرف منہ کرکے کہنے لگا قطب الدین حیدر شیئاً للہ تو شہاب الدین اسکی بات سمجھ گئے آپنے کھانا منگواکر کھلا دیا۔ جب وہ کھا چکا تو کہنے لگا کہ الحمدللہ قطب الدین حیدر کہ آپ ہم کو ہر حال مین یاد رکھتے ہین آپکے مُریدون مین سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت یہ عجب آدمی ہے کہ کھانا آپکا کھاتا ہے اور شکر اپنے پیر کا بجالاتا ہے آپنے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو مُرید ہونیکا طریقہ سیکھنا ہو تو اس سے سیکھے کیونکہ کُل جہان سے فیض اُٹھاتا ہے

اور اپنے پیر کی طرف سے سمجھتا ہے حاصل کلام یہ کہ مرید اپنے دل کو شیخ کی محبت کے سوا
ہر چیز سے خالی کرے اور اگر کسی اور بزرگ سے کچھ حاصل ہی ہو تو اوس کو مناسب ہے
کہ اپنے پیر ہی سے سمجھے۔

(۱۴۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی فقیر کے پاس دو آدمیون نے جا کر عرض کی کہ مہاراج
ہم کو مکت کر دیجئے اور اسی خواہش مین بہت عرصہ تک فقیر کے پاس جاتے رہے
مگر فقیر نے اونکو منہ نہ لگایا۔ ایکدن دونون آدمی کسی گانون وغیرہ سے روپیہ اوگہا کر
لا رہے تھے کہ راستہ مین اوس فقیر کے آشرم پہ ٹہر گئے۔ فقیر موقعہ غنیمت سمجھکر ایک
بڑا کابلی چھرا اندر سے نکال لایا اور اون سے پوچھا کہ کیون بہائی ایک مکت ہوگا یا تم
دونون ہی مکت ہوگے اور یہ کہکر پتھر پر چھرا پینانے لگے۔ یہ دیکھکر ایک تو ڈر گیا اور اوس نے
سوچا کہ باباجی کے جی مین کچھ پاپ آگیا اس لئے اپنی تھیلی اوٹھا کر چپکے سے کسک گیا
مگر دوسرا بیٹھا رہا جب باباجی چھرا تیز کر چکے تو پیچھے پہر کر دیکھا کہ ایک تو بہاگ نکلا۔
دوسرے سے کہا کہ بہائی خیر چاہتا ہے تو تو بہی جان بچا لیجا ورنہ مفت مین مارا
جائیگا مین تو اسی طرح لوگون کو مکت کرتا ہون۔ اوس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ مہاراج
اگر آپ اسی طرح مکت کرتے ہین تو مجھکو بہت جلد مکت کر دیجئے کیونکہ کہین ایسا نہو کہ
آپکا خیال بدلجائے اور مین مکت ہونے سے رہ جاؤن۔ باباجی سمجھ گئے کہ یہ پکا آدمی
ہے نہین ٹلیگا۔ چھرے کو تو دہر دیا اور اوسکو ایک نگاہ مین نہال کر دیا۔

(۱۴۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ سری مہادیوجی اور پاربتی جی کسی راہ سے گذر رہے تھے
گنگا کی پربی تہی لاکھون آدمی اشنان کو جا رہے تھے اونکو دیکھکر سری پاربتی جی
نے پوچھا کہ مہاراج گنگاجی کا تو بڑا مہاتم لکھا ہو تو کیا یہ سب آدمی اشنان کر کے مکتی کو
پراپت ہونگے۔ سری مہادیوجی نے جواب دیا کہ آؤ تمکو انکا تماشہ دکھائین اور وہین راہ
پہ بہت بوڑھے کوڑہی بیمار کی صورت بنا کر بیٹھ گئے اور پاربتی جی سے کہا کہ تم ان

سب سے کہنا کہ کوئی اپنے گنگا نہانے کا پہل دیدو تو میرا پتی اچہا ہو جاتے۔ پاربتی جی وہان بیٹہکر اسی طرح سے کہنے لگین اون کے حسن بیتال کو دیکہکر لاکہون آدمیونکا ہجوم لگ گیا اور کوئی کہتا تہا کہ بڈہا سمجہکر اوس نے زہر دیدیا ہے۔ کوئی ترپا چربتا تہا کوئی ہسپتال اور حکیم کے پاس جانیکی صلاح دیتا کوئی کچہہ کہتا تہا کوئی کچہہ کہتا تہا اسیطرح سے بیٹہے بیٹہے شام ہوگئی اوسوقت ایک برہمن اشنان کرکے واپس آیا اور ہجوم کو چیر کر اندر گیا اور کہنے لگا کہ بیٹی کیا چاہتی ہے پاربتی جی نے کہا کہ اگر آپ جتنی دفعہ گنگا نہائے ہین اون سبکا پہل مجہکو دین تو میرا شوامی چنگا ہو جاوے برہمن نے کہا کہ ایک دفعہ کے گنگا اشنان کے پہل سے مُردا جی اوٹہتا ہے تو بیمار کے چنگا ہونیکے واسطے تمام دفعہ کے اشنان کا پہل لیکر کیا کریگی۔ جا ایکدفعہ کے گنگا اشنان کا پہل مین نے تجہکو دیا اوسکا یہ کہنا تہا کہ مہادیوجی کی کایا درست ہوگئی اور چندن سا شریر نکل آیا۔ دونون برہمن کو دعا دیتے چلے گئے اوس وقت مہادیوجی نے کہا کہ تم نے اسکا اعتقاد دیکہا اِن سب مین سے یہ برہمن مکت ہوگا باقی کسیکو گنگا پر اعتقاد ہی نہین پہر اوسکا پہل کیا ملتا ہے اور اشنان کرنے ہی کتنے آدمی جاتے ہین۔ اِن سبکا تماشا تو تم نے خود دیکہہ لیا کہ اکثر آدمیون کو تو دیدہ بازی اور تماشہ کا شوق گنگا تک گسیٹ لیجاتا ہے۔

(۱۲۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی مندر مین رامچندرجی لچہمن جی وہنومان جی کی مورت تہی مگر اوس مین درشن کو کوئی بہی نہ جاتا تہا۔ ایک برہمن نے اونہین مورتون کے سامنے رامائن کی کتہا شروع کردی اور تو کوئی سننے نہ آتا تہا وہ مورتون کو ہی سنایا کرتا تہا۔ ایکدن ایک بڑا کنجوس سیٹہہ درشن کو گیا اوسوقت اور کوئی موجود نہ تہا مگر مندر سے آواز آئی کہ ہنومان جی کل اوس برہمن کی کتہا ختم ہوگی اوسپر کیا چڑہنا چاہیئے جواب ملا کہ کم از کم ہزار روپیہ تو ہو۔ دریافت ہوا کہ اِس مندر مین

تو کوئی درشن کو بھی نہین آتا چڑہاوا کون چڑہائیگا عرض کیا کہ مہاراج جہان آپ ہون وہان کیا گہاٹا ہے ہزار کیا دس ہزار ہوجاوینگے۔ یہ سنکر وہ سیٹھ مندر سے دوڑ کر سیدہا برہمن کے گہر پہونچا اور کہنے لگا کہ تم اپنی کتہا کے چڑہاوے کا ٹھیکہ کرلو برہمن نے کہا کہ بہت اچھا۔ آخر پانچ سؤ۵۰۰ روپیہ پر فیصلہ ہوا اور سیٹھ جی نے روپیہ گن دیا دوسرے دن صبح سے ہی سیٹھ جی مندر مین تہیلی لیکر جا ڈٹا جب کتہا ختم ہوئی تو پائی بھی چڑہاوے مین نہ آئی سیٹھ کا تو جی جلکر خاک ہوگیا اوسوقت تو نہ بولا رات کو مندر مین گھس گیا اور بولا کہ دیوتا بھی بڑے جہوٹے ہوتے ہین اور یہ کہکر ہنومان جی کی مورت پر لات چلائی مورت نے اوسکی لات پکڑلی سیٹھ نے بہت زور کیا مگر نہ چہوٹی تین پہر تک اسی طرح سے کہڑا رہا آخر کو عاجزی اور واویلا کرنے لگا پہر اوسوقت مندر سے آواز آئی کہ یہ کیا شور وغل ہے ہنومان جی بولے کہ مہاراج پنڈت کو چڑہاوے مین ہزار روپے دلوانے تہے اومین سے پانچسؤ تو پہونچ گئے اور پانچسو باقی ہین وہ اس سیٹھ سے دلوانے ہین جب روپیہ پہنچا دیگا تب ٹانگ چہوٹیگی سیٹھ نے مجبور ہوکر پانچسو روپیہ پہونچانیکا وعدہ کیا۔ اور اپنی جان بچائی اودہر اسکے لالچ نے اسکو خوار کیا اودہر اوسکے بشواس نے اوسکا کام بنا دیا۔

(۱۴۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ پورا ن مین لکہا ہے کہ ننگے کے دیکہنے سے پاپ لگتا ہے نارد جی مہاراج نے گورو نہین کیا تہا جب وہ دوسری کرشن مہاراج کے جگ مین گئے تو جہان اونکا قدم پڑتا تہا اوس جگہ کو دہویا جاتا تہا۔ نارد جی نے مڑکر اسکو دیکہہ لیا اور سبب دریافت کیا تو کہا گیا کہ آپکی مروت سے جگ شالہ مین آپکو آنے سے منع نہین کیا گیا لیکن چونکہ آپ نگرے ہین اسلئے آپکے چرنون سے جگ بہومی اپوتر ہوجانے کے خیال سے اوس جگہ کو دہویا جاتا ہے۔ نارد جی کو اسکا بہت خیال ہوا اور وہان سے روانہ ہوکر ارادہ کیا کہ جو شخص پہلے ملیگا اوسیکو گرو کرلینگے اتفاق

سے ایک دہیمر ملا۔ اوسی کو گرو کر لیا اور واپس سری کرشن مہاراج کے پاس آتے اور
کہا کہ اب ہم گرو کر آتے ہیں گرو دہیمر ملا۔ سری کرشن مہاراج نے فرمایا کہ تم کو گرو پر
وشواش نہین تم نے گرو کے پر کیسا لگایا اب تم کو چوراسی ضرور ہو گنا پڑے گی
اسکو سنکر بہت رنجیدہ ہوتے اور دریافت کیا کہ مہاراج اس سے بچنے کا کوئی ادپائے
بتلائیے اونہون نے فرمایا کہ اپائی تو گرو ہی بتلا سکتے ہین لہذا پہر گرو کے پاس
گئے اور سب ماجرا بیان کر کے بچنے کا اوپائے پوچہا۔ اون کے گرو نے کہا کہ اور
کوئی اوپائے نہین ہو سکتا ایک ترکیب بتلاتا ہون کہ تم سری کرشن مہاراج کے پاس جاکر
اون سے کہنا کہ مہاراج میرے گرو نے پوچہا ہے کہ چوراسی کیسی ہوتی ہے اوسکا
نقشہ سری کرشن مہاراج سے بنواؤ۔ اور جب وہ نقشہ بنا دین تو تم اوس کے اوپر
لوٹ جانا۔ غرض یہ پہر لوٹ کر گئے اور عرض کیا کہ مہاراج چوراسی کا نقشہ مجہکو بتلائیے
سری کرشن مہاراج نے کل نقشہ بنا کر تیار کیا اور نارو جی نے اوس پر لوٹ لگائی
اور عرض کیا کہ وہ اصلی چوراسی بہی آپکی بنائی ہوتی ہے اور یہ نقل بہی آپ کی
بنائی ہوئی ہے اسمین اوسمین فرق کیا ہے مین تو چوراسی ہو گ چکا سری کرشن
مہاراج نے فرمایا کہ واقعی بات یہی ہے اور گرو کی مہا اونپر ٹڑہکی اور آنکو جتلائی۔
(۱۵۰) ایک روز جناب رائے صاحب بیرسٹر متہرا داس جی نے کسی صاحب سے ذکر کر دیا کہ جو جپا
جاپ بہگت امیر چند جی وغیرہ بتاتے ہین وہ ہم بہی بتا سکتے ہین جب سری مہاراج کے
حضور مین درشنون کو آئے تو آنحضور نے دریافت فرمایا کہ جناب رائے صاحب آپکے
پاس جو معاملہ مقدمہ آتا ہے اوسکا عرضی دعوے کون لکہتا ہے اور مسل کون مرتب کرتا
ہے تو اونہون نے جواب دیا کہ سری مہاراج میرا منشی یہ کل کام کرتا ہے پہر پوچہا کہ
اگر منشی یہ کہے کہ کل کام تو مین کرتا ہون پہر بیرسٹر صاحب کو اسقدر فیس ملنے اور عدالت
مین جانیکی کون بڑائی ہے مین ہی جاکر عدالت مین وکالت اور مقدمہ کی پیروی

بھی کیون نہ کرلون تو کیا عدالت اُسکی اس بات کو روا رکھے گی اور کیا وہ اس کام کو کرسکیگا تو بیرسٹر صاحب نے جواب دیا کہ سری مہاراج ایسا کیسے ہوسکتا ہے منشی منشی ہی ہے اور بیرسٹر بیرسٹر ہی ہے تب آپنے فرمایا کہ پھر گرو اور چیلے کیسے برابر ہوسکتے ہین۔ چیلہ بیشک گرو کے اشارے سے سب کو تعلیم و تلقین کرتا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ گرو تن و تنہا کس کسکو بتاوین اور سکھلاوین لیکن ایسا . . کرنے سے گرو اور چیلہ برابر نہین ہوسکتے۔ تعلیم و تلقین ہیچ کام ہے مگر عدالت کی جوابدہی ٹیڑہی کہیر ہے جس نے بیرسٹری کی سند حاصل کی ہے وہی عدالت مین پیروی مقدمہ کرسکتا ہے ویسے ہی جسکو مرشد اور خدا کے حکم سے گرو کا کام سپرد ہوا ہے وہی اس ذمہ داری کو اُٹھاکر راہ نجات کے معاملہ مین پیروی اور کوشش کرسکتا ہے۔ کچہری سے باہر گال بجالینا اور کام ہے مگر سچے مالک کی عدالت مین بے سند والونکا گذر نہین ہوسکتا۔

(۱۵۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ جناب رائیصاحب سالگرام جی اپنے گرو کا سیت پرشاد لیتے تھے اوس پر اونکے اہلِ برادری نے . . . . بڑا اعتراض کیا کہ یہ کایستھ ہوکر کھتری کا جھوٹا کہاتے ہین اور ایک بڑے عہدہ دار کایستھ صاحب نے پنچایت جمع کرنیکی ایک تاریخ مقرر کی۔ جناب رائیصاحب سالگرام جی نے سری مہاراج لالہ شیو دیال سنگہ سے جاکر حالات عرض کئے اونہون نے فرمایا کہ ہمکو سب حال معلوم ہے رائیصاحب تو یہ سنکر خاموش ہوگئے۔ قضا را جسدن پنچایت کی تاریخ تھی اوسی دن صبح پنچایت جمع کرنیوالے صاحب کا لڑکا کسی مہترانی کے ساتھ پکڑا گیا اور بڑی رسوائی اور بے عزتی ہوئی۔ تمام شہر مین شور مچ گیا۔ شرم کے مارے وہ صاحب خود و دیگر بیٹھ گئے اور پنچایت وغیرہ کا کسی نے نام بھی نہ لیا۔

(۱۵۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ بابا نانک سچّے فقیر اور بادشاہ تھے جنہون نے روڑون پر سوکر نفس کو مارا اور سچے منصف تھے کہ اپنے لڑکون کو دنیا کی دولت وغیرہ دی

اور اپنی گدی کے لایق اونکو نہ سمجھکر بابا انگد جی کو گدی بخشی - اونکو مستقبل کا کل حال روشن تہا اونہون نے کہدیا تہا کہ ہمارے بعد دس ۱۰ بادشاہی ہونگی یعنی دس تک تو بہید فقیری کے جاننے والے ہونگے اور اوسکے بعد وہ سلسلہ ٹوٹ جائیگا - بابا صاحب نے زن و فرزند کو بہی تیاگ کرکے ملک ملک گشت کیا اور بڑی سختیان جہیلین - بابا صاحب نے فقیری کی اور جانشینون نے امیری کی - بابا صاحب کے بعد جو گدی نشین ہوتے اونکی بابت وہ جانتے تہے کہ وہ ایسے نفس کش نہونگے اسلئے اونکو گہر بار چھوڑنے کی اجازت نہ دی بلکہ اون کے بعد جو گدی نشین ہوتے وہ تو اکثر اپنے لڑکون کو ہی گدی دیتے رہے - لیکن جیسی کرنی ویسی بہرنی والی بات ہی بابا صاحب جیسی سچی روحانی بادشاہی اورون کو نصیب نہوتی - اکثرون کو دنیا کے مختلف جہگڑون میں حصہ لینا پڑا - روحانی بادشاہی تو بابا صاحب نے ہی شان و شوکت کے ساتہہ کی - یہی حال کبیر صاحب کا تہا وہ ہی سچے بادشاہ تہے بارہ سال تک بنواڑ کا ساگ بلا نمک کے اوبال کر کہایا - چہتیس ۳۶ سال تک ایک جگہ بیٹہکر عبادت کی تہی وہ جگہ ابتک کبیر چوڑا کے نام سے مشہور ہے اِن بادشاہوں کی بابت آجکل کے لوگ کہتے ہین کہ یہ بے علم تہے بیدوید نہین پڑہے تہے مگر سچ پوچہو تو بید ونکا بہید یہی لوگ جانتے تہے - وید ہمارا بہید ہے ہم بیدون کے مانہ - ہان البتہ آجکل کے لوگون کی طرح نہ تہے کہ جنکو فقیری کی ہوا بہی نہ لگی ہے لیکن پڑہ پڑہ کر ملک بہر میں لیکچر دینے اور پلیٹ فارم پر ڈنڈ نانے اور لمبی چوڑی تقریرین کرنیکو ہی فخر اور فقیری سمجہتے ہین وہ لوگ سینہ بسینہ علم کو پہنچاتے تہے بابا نانک جی نے کوئی پوتہی پستک اور گرنتھ نہین بنایا - کبیر جی نے بہی کوئی گرنتھ نہین رچا مگر اونکی زبان علم کا بہنڈار تہی جو اون کی زبان سے نکلتا تہا علم حقیقی تہا

کبیر جی نے دہرم داس جی کو جو راز بتایا اوس کے بارے مین کیسی ہدایت کی ہے

دہرم داس توئی رام دوہائی سار شبد نہین باہر جاتے

یہ لوگ دولت دنیا کے خواہان نہ تھے بلکہ اوسکو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ بابا مچھندر ناتھ جی نے کچھ اشرفیان اکٹھی کر کے گدڑی مین سی رکھی تھین کہ اپنے چیلہ بابا گورکھناتھ جی کو دیدین گے بابا گورکھ ناتھ جی نے اُس گدڑی کو دریا مین ڈال دیا تو اون کے گرو مہاراج نے افسوس ظاہر کیا۔ بابا صاحب سمجھ گئے اور اون سے پیشاب کرنے کی اجازت لیکر پیشاب کیا تو کل جگہہ جہان پیشاب پڑا سونیکی ہو گئی۔ گرو مہاراج اس تاثیر کو دیکھکر حیران رہ گئے کہ ایسے لایق آدمی کو اشرفیون کی کیا ضرورت ہے جسکے پیشاب کی دہار مین سونا بنتا ہے۔ یہ تینون شخص سچے بادشاہ اور پرانے اوتار تھے

جنک بدیہی نانک ساکھ دیو بھئے کبیر
دتاتریہ گورکھ سے کہتے راز فقیر

(۱۵۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیر مین اِن آٹھ باتونکا ہونا ضروری ہے۔

(۱) (ف) فنا فی الذات ہو کر اپنی ذات وصفات سے فارغ ہو (ق) قوت اوسکی مالک کا نام ہو اور اوسکی رضامندی پر قایم رہے (ی) یاد الٰہی مین مشغول رہے۔ اور پرہیزگاری سے پورا حق ادا کرے (ر) رحمت الٰہی کا اُمیدوار ہو۔ رقت دلی اور اوسکی صفائی اور اوسکو اپنی خواہشون سے موڑ کر رجوع اللہ کرے۔

(۲) فاقہ کش۔ قانع۔ یار۔ خدا اور رحیم جس مین یہ عادات ہون۔

(۳) فعل۔ قول۔ یقین اور رفتار جس کی برابر ہون۔

(۴) فراغت۔ قناعت۔ یگانگت اور رحمت جسکی طبع ان اخلاق سے آراستہ ہو

(۵) فنا۔ قیام۔ یاس اور ریاضت۔ جس نے اِن عادات حسنہ سے اپنی طبیعت کو درست کر لیا ہو اور نفس کو مارا ہو۔

(۶) فساد۔ قمار۔ یاوہ گوی اور ریا۔ جوان عادات قبیحہ سے پاک ہو۔

(۷) فضولی قلت۔ یبوست اور رعونت۔ اِن خیالات سے جو آزاد ہو۔

(۸) فیض۔ قیاس۔ یاوری۔ اور رسوخ جو دوسرون سے اسطرح سے برتے اور اپنی عادات سے لوگون کو فائدہ بخشے۔

(۱۵۴) ایک روز چند اصحاب نے عرض کیا کہ سری مہاراج آپکے پاس سینکڑون طرح کا پرشاد از قسم میوہ جات و شیرینی آتا ہے اور آپکے لیے ست سنگی بھگتی بھاؤ سے بہت بہت لذیذ کہانے بنواتے ہین مگر آپ اونمین سے کسی کو زبان پہ بہی نہین دہرتے ہمیشہ نان خشک ہی کہاتے ہین اِس سے ہم لوگون کا دِل دُکہتا ہے کیا اچھا ہو کہ کچھہ نہ کچھہ تو اُن چیزون مین سے بہی چکہا کرین۔ سری مہاراج اوسوقت تو سنکر ہنس دیتے مگر جب وہ اصحاب تشریف لے گئے تو خادم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ابدہوت دتا تریہ جی نے چوبیس گرو کئے تہے اونکے نام اور اونمین سے ہر ایک سے جو سکشا حاصل کی اوسکا اِختصار اسطرح پر ہے۔

پرتھوی۔ پون۔ آکاش ہے۔ نیر اگن ششن بھان۔ کپوت گرو اجگر لکھو اور سندہ کو جان اور سندہ کو جان تینگا بہونرا کہئے۔ ماکہی ہاتہی مرگا مین اور پنگلا ہے چیلہو تال کنیا کہون تیر بناون ہار۔ سانپ ماکری بہرنگ جو چوبیسون آدھار۔

نمبر	نام گرو	بیان واقعات اور اون سے کیا سکشا حاصل کی
۱	پرتہوی	مین گن لئے (۱) پہاڑ پر بارش ہوتی ہے اور ہوا چلتی ہے مگر وہ تہرہے اوس سے پتہر لیجاتے ہین مگر وہ لوبھ نہین کرتا اور آدمی چڑہتے اور ترستے ہین مگر غصہ نہین کرتا اس سے تہرتا اور غصہ اور لوبھ کا تیاگ سیکہنا (۲) درخت یہہ بالکل پر اوپکار کے لئے بنے ہین انسے پر اُپکار سیکہا (۳) زمین مین کوئی نیو کہودتا ہے کوئی کنوان کہودتا ہے مگر وہ کسیکو بہلا برا نہین کہتی۔ کاہو کو وہ بہلو برو ہونا کہے۔ ایسے ہی برکت رہے سبہی دُکھ سکہہ سہتے۔

٢	ہوا	خوشبو سے ملکر خوشبودار و بدبو سے ملکر بدبودار بِلا ملاوٹ صاف یعنی اچھے اور بُرے سنگ سے اچھی اور بُری حالت ہوجاتی ہے۔
٣	آکاس	مینھ برستا ہے۔ آندہی چلتی ہے بجلی چمکتی ہے۔ آگ جلتی ہے مگر وہ نہ سوکھتا ہے نہ جلتا ہے نہ گلتا ہے۔ مُذکّر ہے نہ مونث ہے نہ مخنث۔ کانسے پیتل۔ سونے چاندی کے برتن مین ایک ہی آکاش ہے اِسی طرح سے گھٹ گھٹ مین برہم ہے۔ پہاڑ کے پھوٹ جانے سے آکاش ہی رہجاتا ہے ایسے ہی کایا کے نش جانے سے برہم ہی رہجاتا ہے۔
٤	پانی	میٹھا اور شیتل ہوتا ہے اِس لئے میٹھے بچن بولکر سبکا ہردے شدھ اور شیتل کرے۔ برسات مین کیچڑ سے ملکر گدلا اور جاڑے مین صاف ہوجاتا ہے ایسے ہی گرہستیون کے سنگ سے سادھو کا من میلا ہوجاوے تو بھجن سے اوس میل کو دور کرے اور جیسے جل سے میل کو دہوتے ہین ایسے سادھو اپنے بچن اور اُپدیش سے پاپ اور تاپ کو ہرے
٥	آگ	اچھا بُرا سبکو جلا دیتی ہے ایسے ہی سادھو جہان بھوجن کرین اوسکے پاپ ہر لین اور آگ کی طرح گپت رہین جو پرگھٹ کرنا چاہی تو ظاہر ہووین
٦	چندرما	اوسکی کلا گھٹتی بڑہتی ہے لیکن منڈل جیون کا تیون رہتا ہے ایسے ہی شریر کے اتپت اور پرلے اور گھٹنے بڑہنے مین آتما ایک رس رہتا ہے
٧	سورج	آٹھ مہینے پانی سوکھتا ہے اور چار مہینے مینہ برساتا ہے اوسکا لوبھ نہین کرتا ایسے سادھو کو جو کوئی کچھ دیوے تو اچھی طرح سے لے اور اگر کوئی چیز مانگے تو اوسکے دینے مین لوبھ نہ کرے۔ سورج کا عکس سینکڑون برتنو نین علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے مگر سورج ایک ہی ایسے ہی آتما کا پرکاش علیحدہ علیحدہ گھٹ مین علیحدہ نظر آتا ہے مگر دراصل آتما ایک ہی ہے۔

۸	کپوت	کبوترا اور کبوتری بچون کے موہ مین پہنسکر جال مین پہنس گئے اِس لیئے عورت اور بچونکا خیال چھوڑکر ویراگ دہارن کرنا چاہیے۔
۹	اجگر	ایک جگہ پڑا رہتا ہے اور ہرن وغیرہ چوپائے اوسکے منہ کے پاس آجاتے ہین اور وہ اونکو کہا لیتا ہے اسکو دیکہکر مین نے در در بہیک مانگنا چھوڑ دیا اور دہیرج دہاری اور پرالبدہ پر بہروسہ کیا۔
۱۰	سمندر	تین گن لیئے (۱) گو بہت سی میٹھی ندیان آکر ملتی ہین مگر وہ کہاری رہتا ہے اپنا سبہاؤ نہین چھوڑتا (۲) دوسرے گنبہیرتا یعنی تہاہ نہ ملنا (۳) برسات مین بہت ندیان آکر ملتی ہین مگر مریادا نہین تیاگتا۔
۱۱	پتنگ	دیپک کی جوت دیکہکر جل مرتا ہے اور با اوسکے ہاتھ کچھ نہین آتا اس لیئے خوبصورت عورتون کی صحبت سے بہاگنا چاہیئے اونکی صحبت سے گیان جاتا ہے اور نرک ملتا ہے۔
۱۲	بھونرا	بہت سے پہولون سے تہوڑا تہوڑا رس لیکر پیٹ بہر لیتا ہے زیادہ کی چاہ نہین رکہتا ایسے ہی گہر گہر سے تہوڑا تہوڑا مانگ کر پیٹ بہر لینا چاہیئے
۱۳	مکھی	پہولونکا رس اکٹھا کرتی ہے جب بہرپور ہوجاتا ہے تو کوئی نہ کوئی چہتہ کو مروڑکر رس نکال لیتا ہے اور مکہیان مر بہی جاتی ہین اور بہت سی سسکتی بہی رہتی ہین اس لیئے جگت کی چیزین اکہٹی نہین کرنی چاہیئین
۱۴	ہاتھی	مست جنگلی ہاتہی کو کاغذ کی ہتہنی دکہاکر مہاوت پکڑ لیتا ہے اور انکس لگاتا ہے اور بیڑی ڈالتا ہے آزادی گئی اور بند مین پہنس گیا ایسے ہی سادہو کے چرن اگر عورت چہوے اور اُس سُکہ کی چاہنا سے وہ عورت کرلے تو بہجن پوجن چھوٹ جاتا ہے کام جال سے بچنا چاہیئے
۱۵	مرگ	شکاری کی بین سُنکر ہرن اوسکے پاس چلا گیا اوسنے تیر سے نشانہ کیا

		اسی طرح سے سر نگار رس سننے سے برکت خوار ہوتا ہے اسلئے گوپال کے گن سنئے جس سے گیان دہیان پیدا ہو۔
۱۶	مین	شکاری نے کانٹے مین گوشت لگا کر ڈالا اور مچھلی نے کھایا اور کانٹا گلے مین اٹکا اور مر گئی اسلئے زبان کا ذائقہ سادہو کو چھوڑنا چاہئے ورنہ لذت کیواسطے گھر گھر وہ کے کہائیگا۔ ایسا ہو جن کہانے لگے جیون اوشدہی سبھی روگ نش جائین رہے کا یا سکہی۔ زبان قابو مین ہو تو سب اندری قابو مین ہو سکتی ہین۔ گھٹ رس کے سوادون سے عورت کے بس ہوتا ہے۔
۱۷	پنگلا	سنگار کرکے آدمی کی آشا مین صبح سے شام تک دروازے پر بیٹھی مگر کوئی آدمی نہ آیا پھر پلنگ پر جا لیٹی مگر کام بش ہوکر دھیرج نہ رہا کبھی اندر کبھی باہر دوڑتی رہی سنتوش نہ ہوا آشا کا تیاگ کرنا چاہیئے
۱۸	چیل	چیل کے پاس گوشت کا ٹکڑا دیکھکر جانور اوسکے پر نوچتے تھے اور مارتے تھے اوس نے ٹکڑا پھینک دیا اور پر پھیلا کر آرام سے جا بیٹھی اسلئے مین نے بھی چیزون کا سنگرہ کرنا چھوڑ دیا۔ تہالی پیالا چادر کو مین ساتھ رکھتا تھا مگر دہیان کیوقت خیال ہوتا تھا کہ کوئی لنگوٹی لے گیا اس لئے سب کو پھینک کر ننگا رہتا ہون۔
۱۹	بالک	بالک کو کہلونا دیکہ قیمتی چیز لیلو۔ مار کر پچکار لو راضی ہوجائیگا مان اپمانکا خیال نہین عورت گلے سے لگالے کام دیو نہین بیاپتا کہیل مین مست رہتا ہے اسلئے مین نے مان اپمان لوبھ اور اپادکرنا تیاگ دیا۔
۲۰	کنیا	مہمانون کیواسطے دہان کوٹنے لگی تو چوڑیان بجتی تھین اون سے صرف دو رکھین تو بھی کھٹکا نہ مٹا پھر ایک اور توڑ دی ۔ ۔ ۔ ۔ تو کھٹکا بند

		ہوگیا اسلئے ساد ہوکو اکیلا رہنا چاہیئے۔ ساتھ رہنے مین کل کل تائین تائین ہوتی رہتی ہین۔
۲۱	تیر گر	راجہ کی سواری ہاتھی گھوڑے اور باجے گاجے سے نکل گئی مگر تیر گر نے تیر بنانیکے دہیان مین نہ سنا اس لیئے ہم نے دہیان کا طریقہ اوس سے سیکہا۔ ورسٹ مین اور بدہی تینونکو لگانا چاہیئے۔
۲۲	سانپ	اکیلا پہرتا ہے گھر نہین بناتا جہان رات ہوتی ہے وہین کسی بل مین بس جاتا ہے اسلئے ہم نے بہی کوئی گھر نہین بنایا۔ رہتا جوگی بہتا پانی ٹہرے گدلا ہوے۔
۲۳	مکڑی	اپنے پیٹ سے جال نکالکر تانتی ہے اور پہر پیٹ مین دہر لیتی ہے مکھی اوسمین پہنس کر مرجاتی ہے ایسے ہی ایشور جگت کو رچتا ہے اور پہر اپنے مین لیکر لیتا ہے اس مایا جال سے بچنے کے لیئے اور جنم مرن کا ڈر نا نکر ویراگ کو دہارن کرے اور ہر کا بہجن کرے اور جگت باس کو تجے۔
۲۴	بھرنگی	بہرنگی کیڑے کو پکڑکے اپنے پاس رکہتا ہے اوسکی توجہ سے کیڑا بہرنگی ہوجاتا ہے جو جسکا دہیان کرتا ہے وہ اوسکا روپ ہوجاتا ہے بہرنگی کا معاملہ دیکہنے سے یہ بات سمجھ مین آئی کہ سیوک کیسے شوامی بنجاتا ہے ہم نے اپنے دیہ کو بہی گرو مانا کیونکہ ایکدن اچہا کہایا اوس سے تکلیف ہوئی پہر اچہا پہنا دوسرے دن نہ ملا تو دُکھ ہوا جس سکھہ کیواسطے کوشش کی اوسمین دُکھ زیادہ ہوا۔ اسلئے پرالبدھ پر بہروسہ رکہکر کوشش کرنا چہوڑدیا یہ دیہ بالک پن مین مان باپ کے ماتحت ہوتی ہے جوانی مین عورت کے بس پڑجاتی ہے۔ بڑہاپے مین اولاد کی محتاج ہوتی ہے مرنے پر آگ مین جلے یا کیڑے کہائین اسلئے یہ اپنی نہین البتہ اس سے ایک

کام نکلتا ہے کہ ہر کی پراپت ہوتی ہے اسلئے دیہا بھان کو تیاگ دیا ہمارے گرو مہاراج نے جو بینکو شریر دین ہو گئے ہر ایک کے علیحدہ رنگ سمجہاتے ۔		

یہ فرما کر ارشاد ہوا کہ دیکھو اید ہوت دتا تریہ جی تو ایسا کہتے ہین کہ اب انکے اپدیش کو ماننا چاہئے یا ان لوگون کی بات سُننی چاہئے یہ ہم کو ڈبونا چاہتے ہین دیکھو زبان کے ذائقہ سے مچھلی کی کیا گت ہوئی دنیا دار فقیرون کو دو طرح سے مارتے ہین۔ کھلا کھلا کر یا کھپا کھپا کر۔

(۱۵۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک قافلہ کہین جاتا تھا اوس راہ مین قزاقون کا بڑا ڈر تھا۔ سوداگرون نے حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی سے دعا کی درخواست کی کہ ہم خیر و عافیت سے وطن واپس آجاوین تو آپنے فرمایا کہ فکر نہ کرو جب ہم پیش آئے مجکو یاد کرنا قضارا راہ مین قزاقون نے آلیا اوسوقت سوداگرون کو حضرت کا فرمان یاد نہ رہا خدا رسول کو بہت یاد کیا مگر کچھہ اثر نہ ہوا اور انکا سب مال لوٹ لیا گیا۔ ایک شخص کو وہ بات یاد رہی اور اوس نے حضرت کو یاد کیا تو اوسکا سامان لٹیرون نے بالکل نہ لیا جب سوداگرون نے یہ حال دیکھا تو واپس آکر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوتے اور اسکا سبب دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ تم نے جیسا یاد کیا تھا اگر اس طرح ہزار بار یاد کرتے تو کیا ہوتا۔ اور ابوالحسن خدا و رسول کو دل سے یاد کرتا ہے اگر تم اوسکو یاد کرو اور یہ تمہارے واسطے خدا کو یاد کرے تو بیشک تمہارا کام ہوجاویگا۔

(۱۵۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ سکندر بادشاہ کو حضرت خضر نے تصور کرنیکے لئے فرمایا تو بادشاہ نے پوچھا کہ کس کا تصور کیا کرون۔ حضرت نے جواب دیا کہ جو چیز تم کو پیاری ہو اوس نے جواب دیا کہ سب سے چھوٹی بی بی مجھکو پیاری ہے مگر اوسکے ساتھہ محبت مین نفسانیت شامل ہے محبت خالص نہین حضرت نے جواب دیا کہ اوسکا تصور حرام ہوگا لیکن کچھہ عرصہ اوسکا تصور کرو اور اوسوقت تک بی بی سے تعلق نہ رکھو بعدہٗ دیکھا جاوے گا

کچھ عرصہ بعد بادشاہ نے عرض کیا کہ مین تصور کرتا ہون اور تصور جمتا بھی ہے مگر نفسانیت کا خیال برابر رہتا ہے اوسوقت حضرت خضر نے فرمایا کہ اب تمہاری طبیعت لگ گئی ہے اب تم ہمارا تصور کیا کرو لیکن پیشتر تم ہمارا تصور نہین کر سکتے تھے پیشتر تصور اوس چیز کا جمتا ہے جسپر محبت ہو خواہ وہ انسان ہو خواہ حیوان خواہ کوئی اور شئے۔

उच्चैःश्रवसम श्वानां विद्धि माममृतोद्भवम् ॥
ऐरावतं गजेन्द्राणां नराणां च नराधिपम ॥२ १०अध

(۱۵۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فقیر صاحب علت رعشہ بواسیر مین مبتلا اور سخت تکلیف مین تھے۔ ہم بھی اونکی زیارت کو گئے اثنار گفتگو مین مرض کی بابت ذکر آیا تو ہمنے دریافت کیا کہ کیا یہ مرض آپ کے والد صاحب یا والدہ صاحبہ کو بھی تھا۔ تو انہون نے جوابدیا کہ اونکو تو نہ تھا البتہ میرے مرشد بزرگوار اس مرض مین مبتلا تھے اور اون سے ہی مجھکو میراث مین ملا ہے۔ یہ بات سنکر ہم کو بڑا تعجب ہوا کہ والدین کی بیماریان تو اکثر اولاد مین پائی جاتی ہین مرشد کی بیماری مرید کو کسطرح میراث مین پہونچی اسپر انہون نے کہا کہ مین اونکا تصور کرتا ہون اوسکی وجہ سے اون کی کُل باتین مجھ مین موجود ہین حتے کہ مرض تک منتقل ہو گیا ہے۔

(۱۵۸) ایک روز بابا ابراہیم کی بابت جو کہ ہاٹ مین رنگریزی کا کام کرتے تھے کسی صاحب نے ذکر کیا کہ ان کی یہ حالت ہے کہ اکثر اوقات یہ کہدتے ہین کہ فلان مقام پر اسوقت یہ ہو رہا ہے اور پولیس انسپکٹر دیوان مہرداس سے تو ایسی خصوصیت ہے کہ وہ اون کی ملہملہ کی کارروائی بتا سکتے ہین کہ اب فلان جگہ گشت پر جا رہے ہین اور اب یہ کام کر رہے ہین اور دریافت کرنے پر درست نکلتا ہے۔ یہ سنکر میرے بابا جی نے فرمایا کہ انسپکٹر صاحب خود نیک نیت آدمی ہین اور بابا صاحب سے دلی محبت رکھتے ہین دوسرے بابا صاحب عابد اور پارسا ہر وقت باوضو رہتے ہین اور درود شریف کا ورد برابر

رکہتے ہین پہر دل سے دل کو راہ ہوتی ہے یہ بات کوئی عجیب نہین۔ ایک ٹالبوشن سرپ
ہمارے ملنے والے جیپور مین تہے اونکا یہ حال تہا کہ خواہ رات کو بارہ بجے خواہ دو بجے
خواہ کسی وقت جب کبہی ہم اون سے ملنے کو روانہ ہوتے تو وہ فوراً کہدیتے تہے کہ مہاراج
اسوقت تشریف لارہے ہین حالانکہ اوسوقت بہت ہی بیوقت ہوتا تہا اور لوگ اونکی
بات کو یقین نہین کرتے تو وہ لکہکر پرچہ رکہدیتے تہے اور یہ ہی نہین بلکہ قدم قدم کا
حال بتا دیتے تہے کہ اسوقت فلان مقام پر ہین اب ڈیوڑہی مین آگئے اور اب زینہ پر
ہین اور وہ نہ کوئی ورد کرتے نہ وظیفہ پڑہتے نہ بہجن نہ گیان نہ دہیان اول درجہ کے
مے نوش عیاش آدمی تہے ایک طوائف سے ایسی محبت ہو گئی ہتی کہ بالکل عاشق
ومعشوق کا سا حال تہا وہ بہی اُنکو دل سے چاہتی ہتی ڈیڑہ دو روپیہ روز اونکی
اجیو کا ہتی اور ڈیڑہ دو روپیہ روز طوائف کا راج سے بندہان تہا۔ یہ تین چار روپے
روزانہ مے نوشی مین صرف کردیتے تہے باقی یہ حال تہا کہ نہ بدن پر کپڑا ثابت اور نہ
بچہانے کو بستر اکثر پہٹی دہوتی پہنے بوریہ پہ ہی بیٹہے رہتے تہے جب اون سے لوگون
نے اس پیشین گوئی کی نسبت دریافت کیا تو اونہون نے جواب دیا کہ اور تو مین
کچہہ نہین کرتا البتہ سری مہاراج سے مجہکو بہت محبت ہے اور اس محبت اور لگاؤ کی وجہ
سے ہی میرے قلب مین صفائی ہے۔ ایک دن ایک فقیر نے اوس طوائف کو کچہہ فہمائش
کی مگر اوس نے اوسکو گوش ہوش سے نہ سُنا تو فقیر کے منہ سے حالتِ جوش مین
نکلا کہ تو فلان دن مر جائیگی اور ایسا ہی ظہور مین آیا۔ لالہ صاحب اکثر شکایت کیا کرتے
تہے کہ ہماری خوشی کا سامان مفت مین مٹا دیا۔ اوسکے بعد نہ تو لالہ صاحب نے شادی
کی نہ کسی اور طرف متوجہ ہوئے۔

(۱۵۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک عورت اپنے یار سے ملنے کو جارہی ہتی راستہ مین
ایک برہمن پوجن کی سامگری رکہے بیٹہا تہا عورت وہان سے ہوکر گذری مگر کام کے

غلبہ سے ایسی مدہوش تہی کہ اوسکو نہ تو برہمن دکہلائی دیا اور نہ اوسکی پوجا کی سامگری نظر پڑی اور اوسکے اوپر پیر رکہکر نکل گئی جب وہان سے واپس ہوئی اور جوش رفع ہوگیا تو اوس نے دیکہا کہ راہ مین برہمن بیٹہا ہے تو اوس سے منہ چہپا کر اور بچکر نکلنے لگی۔ وہ دیکہکر جہنجہلا کر بولا کہ ابہی اسطرف سے جاتے وقت تو بے حیائی اور مدہوشی کر میرے تمام پوجا کی سامگری خراب کردی اور اب ایسی شرمدار بنگئی۔ اوس عورت نے جوابدیا کہ پنڈت جی مجہکو تو کام کی دہن ایسی لگی ہوئی تہی کہ نہ آپ دکہلائی دیے نہ مین نے آپکی پوجا کا سامان دیکہا مگر افسوس ہے کہ آپ کیسا یگ کر رہے تہے اور کیسا دہیان لگا کر بیٹہے تہے جو مجہکو دیکہہ لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ جہوٹے دہیانی ہو۔ اگر آپ کو بہی مالک کے چرنون مین ایسا ہی پریم ہوتا جیسا مجہکو حرامی تہا تو آپ کو بہی مین نہ دکہلائی پڑتی ہ

کامار سوجہو نہین تو کرت جان سوجان　　پڑہ پنڈت پار ہو چنیت نہین بہگوان

جیسا ہیت حرام سے ویسا ہری سون ہوئی
چلا جائے بیکنٹھ کو ہاتھ نہ پکڑے کوئی

(۱۶۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ طریقہ خواجگان نقشبندیہ کی بنا اِن گیارہ کلمات پر ہے (۱) ہوش در دم مراد یہ کہ ہردم بیداری اور ہوشیاری رکہے اور ذکر زبانی یا ذکر قلبی حضور کے ساتہہ ہو غفلت سے نہو ہ

ہو زبان پر ذکر دل مین ہو حضور
ماسوا تیرے یہ دِل ہو سب سے دور

(۲) نظر بر قدم۔ یہ مقصود ہے کہ چلتے پہرتے نظر پشت پا پر رہے تاکہ محرم پر نظر نہ پڑے انسان کے جسم مین بڑا تیز تر شیطان کا وجود آنکہہ ہی ہے کیونکہ اور حواسون سے جب تک کوئی چیز مس نہ کرے ادراک نہین کرسکتے مگر آنکہہ وہ حس ہے کہ دور اور نزدیک

سے اپنا کام لیتی ہے ؎

کم زدہ بے ہمدمے وہوش دم ... ورنہ گذشتہ نظرش از قدم
بس زخود کردہ بسرعت سفر ... باز نماندہ قدمش از نظر

(۳) سفر در وطن۔ سفر دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو ظاہر ابدن سے مثلاً زیارت حج یا مدینہ منورہ یا اولیاء و علماء یا عبور و سیر ملک و صحرا و عجائبات دنیا و دوسرا باطن دل سے ہے کہ صفاتِ بشریہ خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کیطرف نقل کرے اور نفس کے حالات سے واقف ہو کہ اسمین کسقدر محبت خلق اللہ و ماسوی اللہ باقی ہے حزیں جامی

یارب چہ خوش است بے دہان خندیدن ... بے واسطۂ چشم جہان را دیدن
بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است ... بے منتِ پا گرد جہان گردیدن

(۴) خلوت در انجمن۔ یعنی ظاہر بخلق مشغول ہو اور باطن بحق سبحانہ مستغرق ذکر کا ایسا غلبہ دل پہ ہو جائے کہ ذاکر بازار مین آئے جائے یا غیر آوازین سُنے تو بھی اوسکو ذکر ہی سُنائی دے ؎

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ باش
این چنین زیبا روش کم مے بود اندر جہان

(۵) یاد کرد کہتے ہین ذکر کرنے کو خواہ ذکر زبانی ہو یا دلی۔ نفی اثبات ہو یا فقط اثبات یعنی اسم اللہ جیسے مرشد تعلیم کرے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دِل ہمیشہ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے آگاہ رہے محبت اور تعظیم کیساتھ اگر یہ آگاہی اہلِ جمعیت کی صحبت مین حاصل ہو جائے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا ؎

غافل از شے یکزمان صد مرگ دان ... زندگی یاد داست نزد عارفان

(۶) بازگشت۔ ذکر کو خالص بنا دیتا ہے۔ ذاکر کے دِل مین جو سرور خاطر سے وسوسہ پیدا ہوتے ہین تو اوس پہ مغرور ہو جاتا ہے اور اوسی کو مقصود ذکر قرار دیتا ہے اسلئے

اِسم اللہ کو نویا پندرہ یا اکیس ۲۱ مرتبہ دِل سے کہکر زبان سے یہ مناجات کرے اے خداء کریم تو اور تیری رضا میرا مقصود ہے مین نے دنیا و آخرت کو تیرے لیئے ترک کیا تو اپنی محبت مجھپر تمام کر یعنی دِل کو بار بار ماسوائے حق سے ہٹا کر رجوع اللہ کرے ۵

اِسم گر خوانی مسمے را بجو   بے مسمے اِسم کے باشد نکو

(۷) نگہداشت۔ خطرات نفسانی وسوسون سے دل کی حفاظت کرکے ملکہ راسخہ خلو دل کا حاصِل کرے۔ خطرے اور خیال کو ابتداء ظہور ہی مین روک دیوے ورنہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اوسطرف مایل و راغب ہو جائیگا۔ خطرات چار قسم کے ہین (۱) خطرہ شیطانی۔ جو رغبت معصیت کیواسطے ہوتا ہے (۲) خطرہ نفسانی جو مطالب شہوات کیواسطے ہوتا ہے (۳) خطرہ ملکانی الہام کو کہتے ہین (۴) خطرہ رحمانی۔ غفلت سے نکلنا اور طاعت کیطرف راغب ہونا۔ اوّل دو خطرات فساد کی جڑ ہین انکا موقوف ہونا فناء فی القلب سے ہے (۸) یادداشت۔ بلا ذریعہ الفاظ و تخیلات ایسی خالص توجہ ذات مقدس کیطرف باطن مین لگائے کہ بوجہ ذوق دوام آگاہی حاصِل ہو جائے

یعنی ہستی نیست کرتے ہین عزیز
ماسوا حق کے نہین رکھتے تمیز

گفت خواجہ عبداللہ اصرار نے فرمایا ہے کہ یاد کرو ذکر مین تکلف سے مراد ہے۔ اور باز سے مراد خدا کی طرف راغب ہونا کہ تو ہی میرا مقصود ہے۔ نگہداشت اِس رجوع کی محافظت کا نام ہے اور یادداشت نگہداشت کے رسوخ سے مطلب ہے (۹) وقوف زمانی۔ محاسبہ نفس سے مُراد ہے۔ سالک ہر وقت اپنے حال کا واقف رہے اور اگر حالت بسط ہو تو شکر کرے اور اگر قبض ہو تو توبہ کرے ذکر کرتے وقت ہر ساعت اپنے دل مین تامل کرے کہ غفلت تو نہین آگئی اور اگر غفلت آگئی ہو تو اوسکو دور کرے (۱۰) وقوف عددی سے ذکر قلبی بہ رعایت عدد مطلق مُراد ہے یعنی ایک

سانس میں تین یا پانچ یا سات یا اکیس مرتبہ تک ذکر کرے اس سے ذکر قلبی میں خاطر متفرقہ کا دفعیہ ہوتا ہے۔ اسمیں بہت کہنے سے مراد نہیں ہے بلکہ جس قدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ کہے ۵

پیش حق یک نارہ از روئے نیاز
بہ کہ عمرے بے نیاز اندر نماز

(۱۱) وقوف قلبی یہ دو۔۔۔ معنوں میں بولا جاتا ہے ایک یہ کہ ذکر کے وقت مذکور سے آگاہ ہو تاکہ سوائے حق کچھ نہ رہے اس آگاہی کو وصول اور وجود بھی کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ذاکر اوّل سے واقف ہو یعنی دل مجازی کی طرف جو قطعہ گوشت صنوبری شکل کا بائیں طرف زیر پستان ہی متوجہ رہے اور اوسکو ذکر میں مشغول کرکے مذکور سے غافل نہونے دے۔ فرد

مانند مرغے باش ہان بربیضۂ دل پاسبان
کز بیضۂ دل زائدت مستی و شور قہقہہ

اِن مذکورہ بالا اصطلاحات میں سے پہلی آٹھ خواجہ عبدالخالق عجدوانی سے منقول ہیں اور پچھلی تین خواجہ نقشبندیؒ سے مروی ہیں۔

(۱۶۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان نقشبندیہ میں اللہ کریم تک پہونچنے کے تین طریق ہیں (۱) رابطہ (۲) ذکر (۳) مراقبہ۔ اول رابطہ کے معنی روحانی و باطنی نسبت اور تعلق کے ہیں وہ ایسے پیر طریقت کی ہم نشینی و صحبت حاصل کرنے سے پیدا ہوتا ہے جو مقام مشاہدہ تک پہونچا ہوا ہو اور تجلیات ذاتیہ سے متحقق ہو ۵

سب سے ہو آزاد ان کا ہو غلام
جب ملے دین کا مزہ تجھکو تمام

با عاشقان نشین و ہمہ عاشقی گزین
با ہر کہ نیست عاشق با او مشو قرین

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

اپنے وجود سے بھی قطع تعلق کر کے جذبات غیبی و فیوض الٰہی کا منتظر رہے منجملہ اور طریقوں کے اِس معرفت کے حصول کا ایک یہ طریق ہے کہ خدا کو دل کی باتوں اور باطن کے احوال کا عالم جانے اور سب بندوں کے عمل اور ہر ایک چیز پر اسکو رقیب اور محیط سمجھے تاکہ ظاہر و باطن میں کوئی حرکت نازیبا سرزد نہو۔ جب ذاکر کے دِل پر یہہ حالت غالب ہوجاتی ہے کہ میرے رب نے ہر ایک جگھہ اور چیز کو گھیر رکھا ہے اور وہ سمیع و بصیر و حفیظ و نگھبان ہے اور دل میں بغیر کسی عبارت و الفاظ کے بیچگون و بیچون کے معنے جو اللہ سے مفہوم ہیں دھیان رکھتا ہے تو بتدریج دِل اِس اجلال کے ملاحظہ میں ایسا ڈوبتا ہے کہ اعضاء ظاہری کی طرف بھی التفات نہیں کرتا اور وجود بحس ہو جاتا ہے آنکھہ کھولے ہوئے بھی کسی کو نہیں دیکھتا اوسوقت جو چیز اوسکے سامنے آتی ہے اوسیکا رنگ پکڑ جاتی ہے ؎

جس طرف دیکھوں میں اوٹھا کے نگاہ
تو ہی آوے او دہر نظر یا رب

یہ مراقبہ نیستی کی سرحد اور مقام حیرت ہے اسکو فناء فناء بھی کہتے ہیں اگر خدا اس مقام سے ترقی بخشے تو بہر بقا ہی ہے۔

(۱۶۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان نقشبندیہ کا دار مدار لطائف ستہ پر ہے اُسکو لطائف عشرہ بھی کہتے ہین اوسکی صورت اِس طرح پر ہے -

اہل تصوف کہتے ہین کہ نفس مبدائی شہوت اور لذات حسی ہے یہ ایک لطیف بخار ہے جو جوف قلب سے بذریعہ حرارت عزیزی پیدا ہوتا ہے اور عروق کی راہ سے بدن کے تمام اعضاء و اجزاء مین جاری ہے بدن کی حس و حرکت اِسی سے ہے اور بھوک اور سیری اور حرص و ہوا اور تمام نفسانی صفات اِسی سے قایم ہین - روح حیوانی اطباء کے نزدیک یہی ہے روح انسانی کا تعلق بدن کے ساتھ اسی نفس کے ذریعہ سے ہے اور لطافت اور کثافت مین دونون طرف کی مناسبت کیوجہ سے روح اور بدن کے درمیان بطور برزخ کے ہے اور روح کا تعلق نفس کے ساتھ ایسا ہے جیسے مرد کا عورت کے ساتھ ان دونون کے ملنے سے ایک لطیفہ پیدا ہوا ہے جسکو قلب کہتے ہین وہ اُن دونون کے

درمیان متعلق اور منقلب ہے اور دونون مین سے کسی ایک کے احکام کے غلبہ کیوجہ سے اسی
کا تابع ہے محسوسات کا مدرک نفس ہے اور معقولات کا مدرک روح ہے اور معقول و
محسوس سے مرکب اشیاء کا مدرک قلب ہے اور ایسی اشیاء جو نہ معقول ہین اور نہ
محسوس جیسے کہ ذات وصفات الہیٰ ان کے ادراک کیواسطے جو لطیفہ ہین وہ روح وسرو
خفی واخفی کے نام سے موسوم ہین۔ نقشہ بالا مین جو اِن لطیفون کے مقامات مین ذرا
فرق ہے اوسکی دو وجوہات ہین۔ اول یہ کہ بعض نے جائے آغاز لطیفہ لی ہے اور
بعض نے اوسکا مقام متوسط مگر یہ صرف ظاہری وعبارتی فرق ہے دراصل حالت
لطون مین ایک ہی بات ہے اور ٹھیک مقام نظر آتا ہے۔ دویم ایک جگہ نفس کا مقام زیر ناف
ہے اور دوسری جگہ دماغ اوسکی وجہ یہ ہے کہ انسان دس لطایف سے مرکب ہے
انمین سے پانچ عالم خلق یعنی عالم ملکوت سے ہین جسکو ہندی مین سوکشم کہتے ہین
اور پانچ عالمِ امر یعنی عالمِ جبروت سے ہین جنکو ہندی مین کارن کہتے ہین۔ بعض نے
عالم خلق کے لطیفون کی جگہہ بتلائی ہے۔ بعض نے عالم امر کی۔ دراصل عالمِ خلق کے
لطیفہ عالم امر کے لطیفون کے عکس ہین اونکا احوال اسطرح پہ ہے (۱) قلب۔ اس
لطیفے کی جگہ بائین پہلو مین کسی نے دو اونگل اور کسی نے چار اونگل زیر پستان مانی
ہے اسکا رنگ زرد ہے اور اسکی ولایت حضرت آدم کے زیر قدم ہے جسکو یہ نور
حاصل ہوا اوسکو آدمی المشرب کہتے ہین۔ اس لطیفہ کے جاری ہونے سے سر سے
پیر تک بحر اللہ مین غرق ہوجاتا ہے (۲) روح۔ اسکی جگہ دائین پہلو مین پستان کے
نیچے دو اونگل پیمائی گئی ہے اسکا نور سرخ ہے اسکے جاری ہونے پر غفلت دور ہوجاتی
ہے اور دل پر گرمی اور چشم تر رہتی ہے اسکی ولایت حضرت ابراہیم کے زیر قدم
ہے جسکو یہ حاصل ہوا وسکو ابراہیمی المشرب کہتے ہین یہ ولایت کا دوسرا درجہ ہے
(۳) سر۔ اسکی جگہ سینہ مین بائین پستان کے اوپر ہے یہ روح سے زیادہ لطیف

اور اوسکا نور سفید ہے اِسکے جاری ہونے سے انسان کو اپنے ہر ایک عضو سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ اور اسم کے ساتھ مسمی کا کشف ہو جاتا ہے یعنی بھید کھل جاتا ہے اسکی ولایت حضرت موسیٰ کے زیر قدم ہے جسکو یہ حاصل ہو اُسکو موسوی المشرب کہتے ہین (۴) خفی۔ اسکا مقام دائین جانب پستان کے اوپر ہے یہ سر سے زیادہ لطیف ہے اور اسکا نور سیاہ ہے جب یہ جاری ہوتا ہے تو سر سے پیر تک بحر خدا مین مستغرق ہو جاتا ہے لیکن اپنے وجود کی خبر رہتی ہے اور ایک ایک بال مثل آنکھ کے ہو جاتا ہے

چشم گرد د موئے موئے عارفان

اسکی ولایت زیر قدم حضرت عیسیٰ ہے جسکو یہ نور حاصل ہو اوسکو عیسوی المشرب کہتے ہین۔ (۵) اخفی۔ اِسکی جگہہ سینے کے درمیان ہے اسکا نور سبز ہے جب جاری ہوتا ہے تو خدا کا جلال و نور نظر آتا ہے جسمین ہستی فنا ہو جاتی ہے اسکو فنا فی اللہ کو کہتے ہین۔ اِسکی ولایت زیر قدم حضرت محمد صاحب ہے جس کو یہ حاصل ہو اوسکو محمدی المشرب کہتے ہین اور یہ ولایت پنجگانہ ہے اور اسکے بعد نور بیرنگی ہے۔

(۱۶۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان قادریہ مین تین طرح سے ذکر کی تعلیم کرتے ہین (۱) ذکر نفی اثبات (۲) ذکر خفی (۳) ذکر جہری۔ اوّل ذکر نفی اثبات کا یہ طریقہ ہے کہ بہ نشست نماز قبلہ رو بیٹھے اور اپنی آنکھہ بند کرے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے نکالتا ہے پھر اوسکو کھینچے۔ یہانتک کہ داہنے مونڈھے تک پہنچے پھر اِلٰہ کہے گویا اوسکو دماغ کی جِلّی سے نکالتا ہے پھر اِلّا اللہ کو دل پر قوت اور شدت سے ضرب کرے ورنہ زبان دل سے ذکر مین مشغول ہو جائے۔ کلمہ لا الٰہ کہتے وقت مبتدی نفی محبوبیت غیر حق سے اور متوسط نفی مقصودیت غیر حق سے اور منتہی نفی وجود ملاحظہ کرے اور اِلّا اللہ کہتے وقت ذات مقدس کا دہیان کرے یہی اِسکا اثبات ہے۔ دوم ذکر خفی۔ دونون آنکھون اور دونون لبون کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے

اللہ سمیع - اللہ بصیر - اللہ علیم - اِس طریقہ کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بہی زیادہ کرتے ہین (مگر یہ توضیح ہے) اللہ سمیع دِل سے کہے اور تصور مین ناف سے سینہ تک چڑہے - پہر اللہ بصیر کہکر سینہ سے دماغ تک اور پہر اللہ علیم کہکر دماغ سے عرش تک پہنچے پہر یہہ ہی خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اوترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش سے دماغ پر ٹہرے اللہ بصیر کہکر دماغ سے سینہ پر ٹہرے اور اللہ سمیع کہتے ہوئے ناف پر ٹہر جاوے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو تیسری مرتبہ آسمان تک پہنچے اور چوتھی بار عرش تک - سوم ذکر جہری اسکی کئی قسمین ہین یک ضربی - دو ضربی - سہ ضربی - چہار ضربی - شش ضربی وغیرہ -

(۱) یک ضربی مین لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دِل اور حلق دونون کی قوت کے ساتہہ کہے پہر ٹہر جاوے یہانتک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹہکانے پر آجاوے پہر اسی طرح باربار ذکر کرے (۲) دو ضربی - نماز کی نشست پر بیٹہے اور اسم ذات کو ایکبار داہنے زانو مین ور دوسری بار دل مین ضرب کرے - ضرب قلبی خصوصاً قوت اور سختی کیساتہہ ہو تاکہ خاطر یکسو ہوجاوے (۳) سہ ضربی - چار زانو بیٹہے تو ایکبار داہنے زانو مین اور دوسری بار بائین زانو مین اور تیسری بار دل مین ضرب کرے اور چاہیے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو (۴) چہار ضربی - چار زانو بیٹہے اور ایکبار داہنے زانو مین اور دوسری بار بائین زانو مین اور تیسری بار دل مین اور چوتہی بار اپنے سامنے ضرب کرے چوتہی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو (۵) ذکر شش ضربی مین - کلمہ لاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی ضرب لگاتے ہین - ناف کے متصل داہنی طرف سے کہینچ کر اور داہنے مونڈہے کو حرکت دیکر خیال بائین مونڈہے تک پہنچا کر دل صنوبری پر ضرب لگاتے ہین اور پہر بائین طرف سے اُسی طرح داہنی طرف لیجاتے ہین - اِس خاندان کے بزرگ پاس انفاس بہی تعلیم فرماتے ہین جس مین سانس کے باہر ہونیکے ساتہہ لاالہ اور سانس اندر جانیکے ساتہہ اِلّا اللہ کہا جاتا ہے بعدہٗ مراقبہ وغیرہ کی

تعلیم ہوتی ہے۔

(۱۶۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ خاندان چشتیہ مین ذکر نفی اثبات و مجرد اثبات کا یہ طریق ہے کہ دل بائین چہاتی کے نیچے دو انگل پر بصورت شگوفہ چلغوزہ رکہا ہوا ہے اور اُسکے دو دروازہ ہین۔ ایک باب فوقانی جو جسم سے ملا ہوا ہے اور دوسرا باب تحتانی جو روح سے متصل ہے اوپر کے دروازہ کی کشائش ذکر جلی سے یعنی جو آواز کے ساتھ کیا جائے اور نیچے کے دروازہ کی کشائش ذکر خفی سے جو پوشیدہ طور پر یعنی بغیر آواز کے کیا جائے ہوتی ہے۔ ترکیب ذکر یہ ہے چار زانو بیٹھکر کمر کو سیدہا رکہے اور آنکہہ بند کرے اور دونون ہاتھ گھٹنون پر رکہے اور انگلیان ہاتھ کی کہلی رہنے دے اور اپنے داہنے پاؤن کے انگوٹہے اور اوس کے پاس کی اونگلی سے کیماس رگ کو دبانا چاہئے کیماس وہ رگ ہے جو بائین زانو کے تلے ران کیجانب سے اُتری ہے اوسکا اسطرح سے پکڑنا دل کو عجیب طرحسے گرم کر دیتا ہے اور بہ طریق مذکور نشست نماز کے طور پر قبلہ رو بیٹھکر حضور دل سے ہمت کو مجتمع کرکے اور پہر قوت کو دل سے نکالکر اور اور لفظ لا کا ناف سے نکالے اور اوسکو کہینچے داہنے مونڈہے تک اور لفظ الہ کا دماغ کی جہلی سے اشارہ کرے اِس تصور مین گویا غیر خدا کی محبت کو دل سے نکالدیا اور اوسکو پیٹھ کی جانب ڈالا اور پہر دوسرا دم لے سوا الا اللہ کو دل مین سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کرے اِس نفی اثبات سے مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی وجود کا شرطا اعظم ہمت کا جمع کرنا اور معنی کا بوجہنا ہے مگر اس شغل مین چکنائی ضرور کہانی چاہیئے اور کہانا بہی چوتہائی پیٹ کہانا چاہئے

(۱۶۵) ایکروز ارشاد ہوا کہ اگر محبت شیخ دلپر غالب ہو تو یہ لطائف خود بخود وسطے ہو جاتے ہین بعض کے نزدیک اگر چار گہڑی تک ذکر کرنیکے وقت خطرہ دل مین نہ آئے تو بہی یہ لطائف خود بخود وسطے ہو جاتے مگر یہ بات ذرا مشکل ہے اور بعض کے نزدیک اگر انوار مثل ستارونکے نظر آنے لگین تو سمجہنا چاہیئے کہ

پانچ لطیفے خلق اور پانچ لطیفے امر کے جو عرش پر ہین سب حاصل ہو گئے۔ عموماً جب ذکر کی مزاولت سے یہ لطائف ستہ جاری ہو جاتے ہین تو اسکے بعد سلطان الاذکار تلقین فرماتے ہین اوسوقت سالک کی ہر رگ و ریشہ سے ذکر جاری ہو جاتا ہے اوسوقت انوار و تجلیات کا غلبہ طالب کے دل بلکہ تمام وجود پر ہوتا ہے اوسوقت کبھی سکوت پسند کرتا ہے کبھی ذکر زبانی کبھی ذوق و شوق و گریہ مین ایسا محو ہو جاتا ہے کہ سوائے حق کچہہ نہین دیکھتا۔ یہ مراقبہ ولایت صغری سے ہے اسکے حاصل ہونے پر سالک لوگون سے وحشت کرتا ہے اور مقام حیرت مین رہتا ہے یہی حالت فکر ہے جو ذکر کے بعد پیدا ہوتی تہی اسکے بعد ولایت کبریٰ کی سیر کرتا ہے اور اگر پیر دستگیری کرے تو اوسوقت وجد و جذب کی حالت پیدا ہو جاتی ہی اس درمیان مین حسب معمول خاندان مراقبات و مکاشفات تعلیم کرتے ہین یہ حالت تصور ہے فکر کے بعد پیدا ہوتی ہے اور انکے لئے کچہہ حد و حصر نہین۔ ایک مراقبہ فنا۔ یہ ہے کہ آپکو تصور کرے کہ مرگیا اور ایسی راکھ ہوگیا جسکو ہوائین اوڑا ئین اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز کی ترکیب و شکل مٹ گئی اور مالک کو باقی و موجود بیان کرے۔ دوم مراقبہ قربیت۔ اس مین تصور کرنا پڑتا ہے کہ ذات پاک سے فیض آرہاہی اور وہ میری رگ گردن سے زیادہ نزدیک ہے تاکہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کے معنی ظاہر ہو جاوین۔ سوم مراقبہ فناء فناء۔ اسمین خدا کو بصیر خبیر سمجھتے ہین تاکہ ظاہر و باطن مین کوئی ناز یبا حرکت سرزد نہو۔ چہارم مراقبہ بحری۔ اسمین آپکو بحر مین تصور کرتے ہین اور سب جگہ اوپر نیچے آگے پیچھے دریاہی دریا ہے اور مین اوسمین غرق ہون پنجم مراقبہ بَرّی یہ ہے کہ اپنے آپ کو لق و دق بیابان مین خیال کرو۔ غرض اسی قسم کے مراقبہ اور مکاشفے مرید کو کراتے ہین۔ مراقبہ سے مُراد ہے کہ کلمہ کو کہے اور دل مین خیال کرے اور اوسکے معنی خوب طرح بوجہے پہر تصور کرے پہر خاطر جمع کرے اور لفظ کی مفہوم

مین ڈوب جاتے اوسکو فنا بہی کہتے ہین اور مکاشفہ کے معنی یہ ہین کہ ظلمات کے پردے سامنے سے اوٹہائے جائین اسکے بعد سالک کے دل مین یہ محبت جوش مارتی ہے کہ وہ مجہے دوست رکہتا ہے اور مین اوسکو دوست رکہتا ہون اسکو فنا بہی کہتے ہین اس مقام مین سالک کو مقام عشرہ جس پر سلوک کی بنا ہے حاصل ہوتے ہین۔ اوّل توبہ۔ توبہ کا یہ حال ہوتا ہے کہ دل پر معصیت کا خطرہ ہی نہین گذرتا۔ پہر توبہ کرنیکا تو ذکر ہی کیا ہے۔ دوم رضا یعنی خدا جو کچہہ موافق یا خلاف کرے اوسپر راضی رہتا ہے ہر ایک فعل افعال احوال اقوال حرکات وسکنات کو تقدیر الہی ومشیت ایزدی سے سمجہتا ہے اسکو توحید بہی کہتے ہین۔ سوم توکل یعنی خداء تعالی پر بہروسہ کرتا ہے اسکو مقام استغنا بہی کہتے ہین۔ چوتہا زہد یعنی دنیا ومافیہا سے منہ پہیرتا ہے۔ پانچوان قناعت۔ چہٹا عزلت۔ ساتوان ملازمت ذکر۔ آٹھوان توجہ۔ نوان صبر۔ دسوان مراقبہ الغرض صبر وشکر ویقین وکشف اس مقام مین حاصل ہوجاتے ہین اور دل توحید شہودی مین نرم ہوکر اسطرح پگہلتا ہے جیسے آفتاب کے سامنے برف ؎

عشق حق سے دل جلے جیسے کباب
یا کہ جیسے برف پیش آفتاب

جب مرشد کامل کیو جہ سے یہ چہہ مقامات۔ ذکر۔ فکر۔ تصور۔ فنا۔ توحید اور استغنا طے ہوجاتے ہین تو اوسکو بقا کی طرف متوجہ کرتے ہین یعنی فنا ومحویت سے نکال کر بقا و صحو کی طرف لاتے ہین اسکے بعد مرتبہ وصل کا ہے لیکن اسکا حصول محض عنایت الہی پر منحصر ہے اسمین مرشد کی توجہ اور طالب کی کوشش کو کچہہ دخل نہین ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۱۶۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ سری رادہا شوامی مت کے ایک اچاریہ سے بہی ہمارا

ست سنگ ہوا۔ روح کے عالمِ بالا سے نزول اور پہر عالمِ بالا کی طرف عروج کی بابت
ان کے اکثر مُریدان خوش اعتقاد یہ خیال کرتے ہین کہ یہ مقامات صرف اِس پنتہہ کے
اچاریہ ہی نے طے کئے ہین پیشتر کسی مہاتما کو معلوم نہ تہے۔ اونکا اعتقاد تو قابل تعریف
ہے لیکن دراصل یہ بات نہین۔ سنت کبیر صاحب۔ بابا نانک صاحب اور بہت سے
مہاتماؤن کی بانی سے اسکا پتہ چلتا ہے ہم کو اور بہی کئی مہاتماؤن سے چکر وغیرہ کے
متعلق حالات اور اونکی صفائی کے طریقون کا حال معلوم ہوا تہا حضرت مولانا روم
صاحب نے بہی اپنی مثنوی مین اسکا ذکر کیا ہے۔ رادہا سوامی مت کا ایسا اُپدیش ہے
سرت یعنی روح کا اصلی مقام اُنامی استہان ہے جسکو اکہہ لوک بہی کہتے ہین۔ اِس
درجہ تک جسکی رسائی ہوتی ہے اوسکو پرم سنت کہتے ہین۔ اِس مقام سے . . .
. . . ایک شبد روپی دہار اوترکر نیچے اوتری اور دو مقام اگم اور الکہہ سے ہوکر ست
لوک مین آئی۔ یہ استہان مہا پرکاشمان اور نرمل یعنی چیتن ہی چیتن ہے۔ اِس
مقام تک پہونچے ہوئے کو سنت وست پُرش کہتے ہین اور اس مقام کو ست بہی کہتے
ہین۔ اِن مذکورہ بالا چارون مقامون کو دیال دیش کہتے ہین۔ ست لوک سے نیچے
بہنور گپہا پہر مہان سُن پہر سُن یعنی دسوان دوار ہے اِس جگہ روح برہمانڈ اور
پنڈ مین پہیلی اِس مقام کو آتم پدپار برہم پد ہاہوت کہتے ہین۔ اِس جگہ تک سرت
پانچ تت۔ تین گن اور کارن اور سوکشم اور استہول شریر سے علیحدہ ہے۔ پرش
ویرکرتی کا ظہور اس جگہ سے ہوا اس مقام پر پہنچے ہوئے کو پورا سادہ کہتے ہین
سُن سے نیچے ترکٹی ہے اسیکو گگن۔ برہم۔ پرلو۔ اوم۔ مہان آکاش۔ عرش عظیم اور
عالم لاہوت کہتے ہین۔ اِس مقام کے مالک کو برہم۔ برہمانڈی من اور خدا عظیم
کہتے ہین۔ یہان سے مہا سوکشم تین گن۔ پانچ تت اور وید آوک آسمانی کتاب اور
کل رچنا کا سوکشم مصالحہ اور نرمل مایا پرگٹ ہوئی۔ اوم شبد کو بہی امہت کہتے ہین

اسکے پار جانے سے تین لوک کی رچنا کے گھیرے سے نیارا ہوتا ہے اسکے نیچے سہنس دل
کنول ہے اسکو جوت نرنجن۔ شیو شکتی۔ ونج من وغیرہ بھی کہتے ہین اور سنت مت مین
یہان سے ہی سادہنا شروع کرائی جاتی ہے اس استہان سے سوکشم تت یعنی
شبد۔ اسپرش۔ روپ۔ رس۔ گندھ۔ اور اوسکے پیچھے استھول تت یعنی آکاش
وایو۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی۔ اور سوکشم اندریان۔ پران اور پرکرتیان پرگھٹ ہوتین اسی
استہان کا پرتی بمب یعنی عکس یا سایہ پہلے نقطہ سویدا یعنی تیسرے تل مین جو آنکھو نکے
پیچھے مدہ مین ہے پڑتا ہے اور پھر دونون آنکھون مین اسکی دہارا آکر ٹھہرتی ہے اور
سہنس دل کنول سے چدا کاش یعنی بیا پک چیتن جسکو گیانی برہم کہتے ہین تمام پنڈ
یعنی ودیہہ مین اور کل رچنا مین جو اس مقام سے نیچے ہی پھیلا ہوا ہے یہانتک وہ سہات
علوی یعنی آسمانی ہین اسکے نیچے چھہ استہان جن کو کنٹ چکر کہتے ہین پنڈ مین ان
کے عکس ہین اور ان کو مقامات سفلی کہتے ہین اور پہلا چکر دونون آنکھو نکے پیچھے
ہے جہان سرت یعنی روح کا ٹھہراؤ ہے اور دوسرا چکر مقام کنٹھ یعنی گلے مین ہے
اور اس جگہ سپنے کی رچنا جو آتا لنگ شریر کی مدد سے پیدا کرتا ہے دیکھے پران
کا استہان یہی ہے۔ تیسرا چکر ہردے مین ہے اور دل یعنی پنڈی من کا یہی
استہان ہے سنکلپ وکلپ اسی جگہ سے پیدا ہوتے ہین۔ خوشی۔ رنج۔ آس۔ یاس
خوف بے خوفی۔ سکہہ۔ دکہہ وغیرہ کا اثر اسی استہان پر ہوتا ہے۔ چوتہا چکر نابہہ
کنول ہے اور استھول پون کا یہی بھنڈار ہے۔ پانچوان اندری چکر ہے اسی
استہان سے پیدائش استھول شریر کی ہے۔ چھٹا گدا چکر ہے یہ چکر ناف کیطرف
سے پرانون کو کھینچکر نیچے کے جسم یعنی ٹانگون اور پاؤن کو طاقت دیتا ہے پنڈ کی
حد آنکھون تک ہے کیونکہ سفلی چکر انکھو نکے نیچے تک ختم ہوتے ہین۔ آنکھون کے
اوپر سہنس دل کنول کے میدان سے برہمانڈ کی شروعات ہوتی ہے اور

دسوین دوار تک ختم ہو جاتی ہے اور وہی پار برہم کہلاتا ہے اور مہاشن کے میدان یعنی مہاشن کے استہان سے پرے دیال دیش ہے۔ چکرونکی تفصیل اسطرح پر ہے

۱	گدا چکر یا مول آدہار	چار دل کا کنول	یہ تینوں مقام گدا۔ اندری اور نابہی عالم ناسوت مین داخل ہین۔	یہان گنیش جی کا باسا ہے چونکہ اگلے زمانہ مین لوگ ابہیاس اسجگہہ سے شروع کرایا جاتا تہا اس لئے یوگیون کی دیکہا دیکہی اکثر گرہستی لوگ ہر ایک کام کو شروع کرنیکے وقت گنیش جی کی پوجا کرتے ہین
۲	اندری چکر یا سوادہستان	چہہ دل کا کنول		برہما یعنی قوت پیدائیش کا باسا ہے
۳	نابہی چکر یا منی پورک	دس دل کا کنول		وشنو یعنی قوت پرورش کا باسا
۴	ہردے چکر یا انہت	بارہ دل کا کنول	یہ تین مقام ہردے کنول کنٹہہ کنول اور شیو نیتر عالم ملکوت مین داخل ہین	مہادیو یعنی قوت فنا کا باسا
۵	کنٹہہ چکر یا بشدہ	سولہ دل کا کنول		درگا یعنی قوت احیا و خواہش کا باسا
۶	تیسرا تل یا نیتر جسکو شیو نیتر شام سیت اگیا چکر وغیرہ بہی کہتے ہین	دو دل کا کنول		سرت یعنی پرم آتما کا باسا۔ شروع مین اسجگہہ سرت کو سمیٹنا چاہیے اس مقام کے ساتہہ انتہکرن کی دوڑ لگی ہوئی ہے اور انتہکرن کے ساتہہ دسون اندریون وغیرہ کی دوڑ لگی ہوئی۔ یہان مقام سفلی ختم ہوتے

نمبر					
۷	سہنس دل کنول	ہزار دل کا کنول	جبروت	جوت نرنجن کا باسا ہے یہان دو آوازین آسمانی نکلی ہین یعنی شبد پہ گہنٹ ہوتا ہے ان کو پکڑ کر سرت اوپر کو چڑھتی ہے۔	برہمانڈ
۸	ترکٹی	تین دل کا کنول	لاہوت	اوم کا باسا ہے یہ ترکٹی سنتون کی ہے جو گیشور کی نہین ہے اسکو ہنس کی کہتے ہین	
۹	سن یعنی دسوان دوار	ایک دل کا کنول	ہاہوت	پار برہم کا باسا۔ یہان استہان علوی ختم ہوتے	دیال دیش کی حد
۱۰	مہا سن	میدان	. . .	چار شبد اور پانچون مقام گپت ہین۔	
۱۱	بھنور گپھا	- - - - -	ہوت الہوت	سوہنگ پرش کا باسا ہے یہ سوہنگ سوا سونکا نہین ہے۔ یہ دو استان یعنی مہاسن اور بھنور گپھا دیال دیش کی حد مین ہین۔	
۱۲	ست لوک	- - - - - -	ہوت	ست پرش کا باسا ہے اسکے اوپر تین مقام اور ہین مگر سنتون نے ان کو پرگٹ کر کے نہین بیان کیا	

برتییون اور دبارا کو دل کہتے ہین یعنی سفلی مقامات کے دلون کو برتیان اور علوی مقامات کے دلون کو دبارین کہتے ہین۔ جسم یعنی شریر تین قسم کا ہے۔ استہول۔ سوکشم و کارن۔ استہول جو دکہائی دیتا ہے یہ سرت یا جیوآتما کا ظاہری لباس اور اوزار ہے اسکا تعلق صِرف جاگرت اوستہا مین ہے اسکے متعلق دُکہ سُکہہ وغیرہ صِرف جاگرت مین پرتیت ہوتے ہین اسی طرح سوکشم شریر کا تعلق صِرف سوپن اوستہا سے ہے گویا یہہ تین غلاف روح کے اوپر چڑہے ہوئے ہین یا یون سمجہنا چاہئے کہ روح ایک جیتن شکتی بیشمار دہارون والی ہے وہ دہارین پہلے خالِص نور تہین درجہ بدرجہ ملونی ہوتی گئی ویسے ویسے آکار بننا شروع ہوا اور دہارین درجہ بدرجہ استہول ہوتی چلی گئین۔ جاننا چاہئے کہ سرت یعنی روح کے برابر سوکشم یا اسکی سی طاقت و فضیلت والی کوئی چیز نہین تاہم صِرف سمجہ مین آنیکے واسطے پانی کا درسٹانت دیا جاتا ہے پس درسٹانت کا ایک انگ لینا چاہئے۔ پانی پہلے نہایت ہی سوکشم بلکہ اروپ تہا پہر گیس روپ ہوا پہر بادل بخارات بنا پہر بارش کے ذریعہ پرتہوی پر آکر استہول روپ ہوگیا۔ بعض جگہہ کیچڑ وغیرہ مین ملکر نہایت کثیف ہوگیا بعض جگہہ سردی کے سبب برف بنکر بالکل بے حس و حرکت و بے جان سا ہوگیا اور عموماً برف سے بادل تک مختلف شکلین بدلکر مختلف حالتین حاصل کرکے کبہی روپ والا اور کبہی اروپ ہوجاتا ہے لیکن جب گیس یا اوس سے زیادہ لطیف ہوجاتا ہے تو نہایت ہی طاقتور ہوکر اونچے دیس مین جا ملتا ہے اسی طرح روح کا کوئی روپ نہین مگر ملونی ہوتے ہوتے اون ملونیو نکا روپ دکہائی دیتا ہے اور جس قدر زیادہ ملونی ہوتی جاتی ہے روح کی طاقت اُن ملونیون مین جذب یا پوشیدہ ہوتی ہوجاتی ہے اور جسوقت روح ان ملونیون کے خولون کی پریت چہوڑکر شبد مین پریم لو پر یکت جوڑے گی تو اوسمین مثل اوس اگنی کے جسکے اوپر سے راکہہ ہٹا دیجاتی ہے ایسی طاقت پیدا

ہوگی جسکے ذریعہ جڑ چیتن کی گانٹھ کھل کر اور برہمانڈ پھوڑ کر ست لوک ازامی استھان مین جا پہونچے گی۔ اور اوسیوقت آواگون سے نجات ہوگی۔

من اندری و دیہہ جملہ سنسارک پدارتھ و سرگ وغیرہ جڑ ہین اور سرت یعنی روح چیتن ہے مقام ترکٹی مین انکی ملونی شروع ہوئی ہے اسی مقام تک مایا کا اثر ہے اور اسی جگہ سے جڑ و چیتن کی گانٹھ شروع ہوئی و بندھی ہے۔ اِس جگہہ سرت کو جن مقامات مین ہوکر سرت نیچے اُتری ہے اون ہی مقامات سے درجہ بدرجہ ابھیاس سے اوپر کیطرف کھینچ کر لیجانے سے ترکٹی مین جڑ چیتن کی گانٹھ کھل جاوے گی یعنی جڑ پدارتھ اسی جگہہ رہ جاوینگے وہان سے آگے نہین جاسکتے۔

اگرچہ برہمانڈ کے مقامات نہایت بڑے ہین اور دور دراز فاصلے پر واقع ہین تاہم مثل تار برقی کے اونکی ڈوریان ہمارے انتر مین لگی ہوئی ہین۔ جب سرت شبد یوگ ابھیاس کرنے سے روح ہمارے جسم سے سمٹ کر اوپر کے مقامات جسم مین چڑھ جاوے گی تو جب اور جس قدر دیر تک چڑھی رہے گی اِن مقامات سے تار لگا ہوا ہے اور جو وہان مین آتی جاتی ہین وہ بطور دوربین کے ہین جنکے ذریعہ ہم اون مقامات دور دراز کو دیکھہ سکتے ہین۔ اسی طرح آنکھہ کے مقام سے تمام باہر کی رچنا کے ساتھہ مثل سورج۔ چاند ستارون کو جو بڑے بڑے ہین کرنون کی ڈوریان لگی ہوئی ہین جن کے ذریعہ ہم ستارون کو دیکھہ سکتے ہین اور دیکھتے ہین۔

آغاز بھگتی کا یہ لکشن ہے کہ مالک کے چرنون مین پریم و پریت و پرتیت ہونا بھگتی اوپاسنا ہے اور یہ اوسیوقت سچّے دل سے ہوسکتی ہے کہ جب سنت اور مالک کا انتر مین درشن ہو۔ اور چونکہ سرت شبد ابھیاسی کو کبھی کبھی دہیان اور بھجن اور حالت خواب مین سنت ست گورو اور شبد سروپ مالک کا درشن انتر مین ہونے لگتا ہے پس اوسیوقت سے بھگتی یعنی اوپاسنا شروع ہوجاتی ہے اور روز بروز پریم

بڑہتا جاتا ہی ترکٹی پر پہنچنے پر پریم اور بھگتی نرمل ہو جاتی ہی اور کرم کی کدورت نہیں رہتی پس کر ٹکے
پار چلنے سے سچی و نرمل بھگتی شروع ہو جاتی ہی اور الگم لوک کے پہنچنے پر بھکتی ختم ہو جاتی ہی اسکے آگے انامی
پد میں گیان پراپت ہوتا ہی اور جاننا چاہیے کہ گیان کے لکش ہونیسے یہ مُراد ہے کہ ست لوک اور
الگم لوک کے پرے پہنچکر کل مالک کے درشن کرنا اور مہا آنند کو پراپت ہو کر عین شبد اور پریم سروپ ہو جانا
اسکو گیان کہتے ہیں اِس جگہ پہنچکر ابہیاسی کل مایا وصفت و قدرت کی حد سے پرے ہو جاتا ہے
اِسی کا نام ابہید بھگتی اور سچی موکش ہے۔ سنت مت میں پچھلے وقتوں کے اور دیوتاؤں اور
مورتوں کی اُپاسنا اور صرف علمی گیان نہیں مانا گیا کیونکہ اِس سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا مفت وقت کا ضایع
کرنا اور بیفایدہ صرف تن من دہن کا ہوتا ہے اور ہر ایک شخص کی طاقت ہی نہیں ہے کہ پورانے
وقت کے کرم اُپاسنا کے قواعد کے بموجب اس سمے میں کارروائی کر سکے اِسیوجہ سے وہ کرم بدہ
پورے ٹھیک نہیں بنتے اور بکار پیدا ہو جاتا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ سوامی جی مہاراج کو ایک پنتھ چلانا
منظور تہا اسلیے بزرگانِ سلف کی کارروائی کو برطرف کرکے اپنی بات قایم کرانی لازمی ہوئی
ورنہ غور سے دیکھا جاوے تو کوئی بات نئی نہیں ہے۔

(۱۴۸) मुलाधारे वारिज पत्रे सु चतुष्के ایک روز ارشاد ہوا کہ سری سوامی ادہوت دتاتریہ جی نے چکرونکا اسطرح سے برنن کیا ہے

वं शं षं सं वर्णा विशालेसु विशाले

रक्तेम वर्णां श्रीगणा नाथं भगवंतं

दत्ता त्रेयं श्रीगुरू मूर्ति प्रणातोस्मि

स्वाधि ष्ठाने षड् दल पत्रे सतु लिंगे

बालं ताव द्वर्णा विशालेसुविशाले

पतिं वर्णां वाक पति रूपं द्रु हिणांतं

दत्ता त्रेयं श्रीगुरू मूर्तिं प्रणातोस्मि

नाभो पद्मे पत्र दशांके डफ वर्णा

लक्ष्मी कांतं गरुडारूढं नर वीरं
नीलं वर्णं निर्गुणरूपं निगमांतं
दत्तात्रेयं श्री गुरुमूर्तिं प्रणतोस्मि
हृत्पद्मांते द्वादश पत्रे कठवर्णे
सामवं शैवं हंस विशेषं प्रमूयंतं
सर्गस्थित्यंतं कुर्वंतं शिव शक्तिं
दत्तात्रेयं श्री गुरु मुर्तिं प्रणतोस्मि
कंठस्थाने चक्र विशुद्धे कमलांते
चन्द्राकारे षोडश पत्रेस्वर वर्णे
माया धीशं वीज शिवंतं निज रूपं
दत्तात्रेयं श्री गुरुमूर्तिं प्रणतोस्मि
आज्ञा चक्रे भ्रकुटीस्थाने द्विदलांते
हंसंवीजं ज्ञान समुद्रं गुरु मुर्तिं
विद्युद्वर्णं ज्ञान मयंतं जटिलाख्यं
दत्तात्रेयं श्री गुरु मुर्तिं प्रणतोस्मि
मूर्धन्स्थाने वारिज पत्रे शशिवीजे
शुभ्रं वर्णं पद्म सहस्रं सुविशाले
हंवीजाख्यं वर्णं सहस्रं तुरियांतं
दत्तात्रेयं श्री गुरुमूर्तिं प्रणतोस्मि
ब्रह्मानंदं ब्रह्म मुकुंदं भगवंतं
ब्रह्म ज्ञानं सत्यमनंतं भवरूपं

पूर्णं चिद्घन पंक्ष्म अखंड शिवरूपं

दत्ता त्रेयं श्री गुरुमूर्ति प्रणतोस्मि

शांताकारं शेष शयानं सुर वंद्यं

कांता नाथं कोमल गात्रं कमलाक्षं

चिंतारत्नं चिद्घन पूर्णं द्विजराजं

दत्ता त्रेयं श्री गुरुमूर्तिं प्रणतोस्मि

(١٦٨) ایک روز ارشاد ہوا کہ منش کے شریر مین ساڑہے تین لاکہہ ناڑی ہین اُن مین سے بہتر ہزار مکہہ گنی جاتی ہین۔ میروڈنڈ کی بائین طرف ایڑا چندرا دہشٹ میرو ڈنڈ کے دہنے طرف پنگلا سوریہ دہشٹ لپٹی چلی گئی ہے۔ اِس میروڈنڈ کے بیچ مین سکہمنا چندر سوریہ اگن ادہشت ست رج۔ تم تین گن میہ سیدہی اوپر کو چلی گئی ہی اسکے بیچ مین چمکتی ہوئی بجر ناڑی لنگ استہان سے مستک تک لگی ہوئی ہے اس کے بیچ مین بہت سوکشم چیتر نی ناڑہی شٹ چکر کو بیدہتی ہوئی پرکاشمان ہو رہی ہے اِسکے بہیتر برہم ناڑہی بجلی کیطرح چمکیلی چھُیتر دل چکر کی کرن کا سے نکلکر سہس دل کمل تک چلی گئی ہے جو برہم دوآر سے لگا ہوا ہے۔ چکر اور اونکے پتے اور اُن پر اکشر ونکا حال اس طرح پر ہے۔

(١) مولادہار سکہمنا کے مکہہ سے لگا ہوا لنگ سے نیچے گدا سے اوپر چار پتو نکا آدہار چکر ہے اِسکے لال رنگ کے پتو نپر वं शं षं सं ورن ہین اِسکے مدہیہ مین چوکور پرتہوی چکر ہے جسمین اسٹ کون نیتر ہے۔ اِس پرتہوی کے بیچ مین लं ورن جسے بیان چیتر بہی برہما ڈاکنی شکت سہت براجمان ہے اسی استہان مین بجر ناڑہی سے ملا ہوا ایک ترکون نیتر ہے جس کے بہیتر شمبہو لنگ براجمان ہے اوسکے اوپر سرپنی سر ویں سوئی ہوئی کنڈلنی مہامایا نواس کرتی ہے جو اپنے مکہہ سے برہم

دوار کو روکے ہوئے چندرمان سے ٹپکتے ہوئے امرت کو پان کر رہی ہے یہ ادہو مکھ چکر سیدہ آسن مین بیٹھنے سے یا مول بند کے بند ہین سے اُردہ مکھ ہو جاتا ہے کنڈلنی برہم دوار کو چھوڑ دیتے ہیں تب سادہک سہم ناڑی کو سہسر دل کنول مین لیجا کر امرت کو پان کرتا ہے (۲) سوادہشٹہان چکر پتی پر ब भ म य र ل اکشر ہین رنگ سندور کی طرح ہے سکہنا کے مدہیہ چترنی ناڑی سی لٹا ہوا ہے۔ منڈلا کا نیترکے بہیتر آردہ چندمین वं بیج ہے ورن دیوتا کی گود مین راکنی شکت کے ساتہہ وشنو براجمان ہین (۳) نابہہ چکر کے مول مین منی پورک چکر دس دل کا ہے جسکے پتون پر ड ढ ण त थ द ध न प फ اکشر ہین۔ اسین ترکون نیتر مین रं بیج ہے لاکنی شکت کے ساتہہ شو براجمان ہین۔

(۴) انہت ہردے مین بارہ دل کا چکر ہے جسکے क ख ग घ ङ च छ ज झ ञ ट ठ اکشر ہین اسکے شٹ کون نیتر مین यं بیج ہے الیشان شو کا کنی شکتی کے ساتہہ براجمان ہین اس چکر کی کرن کا مین ایک چہد رہے جس مین ہنس سروپ جیو آتما کا نواس ہے۔ پرانا یام کرنے سے یہ ادہو مکھی کمل سمٹ دہیرے دہیرے اُردہ مکھی ہو کر کہل جاتا ہے۔ جب تک جیو آتما اسکے بارہون پتون پر گہوما کرتا ہے طرح طرح کی اچہا ہوا کرتی ہین جب جیو آتما کمل نال کے چہد مین استہت ہوتا ہے تب من شانت پاتا ہے اسی استہان مین ابہیاسی اپنے اپنے اشٹ دیو کا دہیان کرکے درشن پاتے ہین۔

(۵) کنٹھ مین وشدہ چکر سولہ پتہ کا ہے جس پر अं سے अः تک انوسار سہت سولہ سر یعنی اکشر ہین اس کے بیچ مین گول آکار شونیہ چکر ہے हं بیج ہے شاکنی شکت کے ساتہہ سدا شو جی براجمان ہین۔

(۶) دونون بہون کے درمیان للاٹ مین دو دل کا سفید رنگ کا اگیا کمل ہے جسکے منتر روپی پتون پر हं क्षं اکشر ہین ڈاکنی شکتی کے ساتہہ شو لنگ براجمان ہے

اس مین ॐ بیج ہے اسی استہان مین شُدہ سروپ بدہ بشٹا نتر آتما نواس کرتا ہوا
جو پرم جیوتی سروپ ہوکر پرکاشش کر رہا ہے اوس کے اوپر دوج کے چاند کیطرح
چندرما پرکاشتمان ہے اسکے اوپر بندو روپ مکار جسکے اوپر نادکی دُہن ہو رہی
ہے اس استہان مین ایشر پورن وبہا کو لئے چندر سورج اور اگن کے سمان پرکاشت
ہے۔ اس استہان کو نرجرد (دلیوکا) نواس استہان کہتے ہین۔ یوگی اسکو مکت
استہان کہتے ہین اس سے اوپر سہس دل کنول ہے جسکی ہر ایک دل پر ورن
مالا کے अ سے لیکر क्ष تک کل اکشر شوبہایمان ہین اسکی بیس۲ بیس۲ پتی ایک ایک
اکشر سے ملی ہین اس کمل کے چندر منڈل گولاکار مین ترکون نیتر ہے وہان پرم شیو
شکت سہت نواس کرتے ہین امرت کی دہار ہمیشہ ٹپکتی رہتی ہے مستک مین
کپالک (कपालिक) دکشنشرش (दक्षिणशीर्ष) اور بامشرش (वामशीर्ष)
جو تین ہڈیون کا جوڑ ہے اسکے اگر بہاگ کو پرجیشٹکا (पुरोष्ठिका) کہتے ہین جہا
انتش کرن کا نواس ہے۔ شریر کی کل ساڑھے تین لاکہہ ناڑی اس استہان
سے آکر ملی ہین۔ پرجیشٹکا کی شکت کبہی نشٹ نہین ہوتی ہے۔ اپنے سنکلپ کے لئے
ہوئے نشیہ دوسرا شریر دہارن کرتا ہے یوگ بل سے پران بایو کو اسی استہان
سے نکلنے کو برہانڈ توڑنا کہتے ہین۔

(۱۶۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ حضرت مولانا روم نے مقامات علوی کے بارہ مین
ایسا لکہا ہے۔

اندرین عرش رفتہ دیدم نور — کشتہ شیطان وہم دیدم صور
ہوش تن رفت روح بالا شد — جا گرفتہ بجا کہ سابق بد
دردمندان عشق بگوئی وحید — میکتیم از جمع بسوئے فرید
ہر کہ گوید شنو بگوش تمیز — روح را کش رسان بصوت عزیز

در دماغ تو گلشن و مجلس — سیر کن تیز روز مرشد پریس
چشم در بند مردمک در کش — بر فلک رو کشاده کن تو ورش
اندرونش روح چون روئے نمود — کن تو سیرش نگر بہار وجود
در وجودت عجب تماشائے — آسمان زیر ارض بالائے
بجنئے داد راہ روحم را — در رسیدم مثلسی ہر جا
شمس دیدم برنگ سرخ آنجا — حور ہزاران نہ ہمسرش زیبا
ملک لاہوت پیش ازان یابی — سخن میگویند اورا ورہندی
صوت آنجا ندا ہمی دارد — ہمچو کنگری و سارنگی آید
حوض آب ظلال دیدم پر — میخورند عاملان در آنجا در
چون گذشتم ز عالم لاہوت — در رسیدم بہ عالمے یاہوت
حال آنجا بکہ بگویم باز — روح رفت ہر کہ دندان آواز
صورت پوشیدہ ہست تر یا ریک — ساخت راہش بقدرتے تاریک
مرشد ہمراہ شد در آن میدان — شدہ حیران برائے او شیطان
روح آن را گذشت بالا رفت — صوت انا ہو شنید دید گرفت
حوت الحوت عالم عجائب یافت — روح را اندرون دریچہ تاخت
پس برفت و رسیدم عالم ہوت — یافت آبحیات دم دم قوت
پیش ازان ہر چہ ہست ہستی است — لب من شد خموش با ہم بست
جز فقیرے کسے نہ یافت مقام — ملک انامی آن را گویند نام

(۱۷۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ مقامات علوی یعنی برہمانڈی کے متعلق ہری تلسی داس جی نے ایسا لکھا ہے۔

تلسی اتر کہہ دیکھہ پنج نینان — کوئی کوئی سنت پر کہہ ہے ملیان

جو کوئی سنت اگم گت گاتے   چرن ٹیک پنی مہان سوناتے
اب جیون کا کرون نہ نبیڑا   جا سے مٹے بھرم بس بیڑا
جب یہ مکت جیو کی ہوئی   مکت جان ست گور پد سوئی
ست گور وست کنج مین باسا   سرت لاتے جو چڑھے اکاسا
شیام کنج بیسلا گھر سوئی   تل ہی پرمان جان جن کوئی
کہن کہن من کو تہان لگاوے   ایک پلک چھوٹن نہین پاوے
سرت ٹھہرائے رہی آکاسا   تل کھڑکی مین نردن باسا
گگن دوار در سے اک تارا   انہد ناد سُنے جھنکارا
انہد سنے گنے نہیں بہاتے   سُرت ٹھیک ٹھہر جب جاتے
چوتے امرت پیے اساتے   پیوت پیوت من چھک جاتے
سُرت سادھ سندیھ ٹھہرائے   تب من تھرتا سُرت پاتے
سُرت ٹھہر دوار جن پکڑا   من آپنگ ہوئی مانو جکڑا
چمکے بیج گگن کے ماہنے   جب ہی اجاس پاس رہی چھاجے
جس جس سُرت سرکت دوارا   تس تس برہت جائے اُجیارا
سوبیت شیام سُرت سیل سمانی   جر جر چوئے کوپ سے پانی
من استھر اس امین اگھا نا   تتو پانچ رج بدہی بکھانا
سیاہی سُرخ سفیدی ہوئی   زرد جات زنگالی سوئی
تلی تال ترنگ بکھانی   موہن مُرلی بجے سو بانی
مُرلی ناد سادھ من مُوا   بلکہ رس باد بدہی سب کھووا
کھڑکی تل بہر سُرت سماتے   من تن دیکھہ رہے ٹک لاتے
جب اُجاس گھٹ بہتر آوا   تتو تیج اور جوت دکھاوا

جیسے مندر دیپک بارا | ایسے جوت ہوت اوجیارا
جوت اوجاس پھاٹ پُن گیؤ | اندر تیج چندر اتس بھیؤ
دیکھے تتو سوئے من راہی | پن چندا دیکھے گھٹ ماہین
چندر اوجاس تیج بہا بہائے | پھولا چندر چاندنی چھائے
سُرت دیکھ رہی ٹھہرائے | جیون اوجیاس پرہت جم جائے
جیون جیون سُرت چڑھی پن گیؤ | سیتا ہور ہٹ شام لکھ لیؤ
دیکھ سیل برہمنڈ سماتے | تارے انیک اکاس دکھاتے
مہی اور گگن دیکھ اُرماہین | اور انیک بات کو کہائے
کچھ کچھ دیوس سیل اس کینا | اُگا بھان تیج کو چینا
تارا چندر تیج مٹ گیؤ | جم مدھیان بھان گھٹ بھیؤ
جون دوپہر گگن روے چھائی | تیسے اوجیاس بھیا گھٹ ماہین
تانکے مدھ نرکھ سنسارا | گھٹ مین دیکھا اگم پسارا
سات دیپ پرتھوی نو کھنڈا | گگن اکاس سکل برہمنڈا
اُرد ندی اٹھارہ دن کھنڈا | یہ سب دیکھ پڑا برہمنڈا
چار دن کہان جیونج ہوئے | انڈج پنڈج اوکج سوئے
استہا ور چرا چر دکھائے | یہ سب دیکھا گھٹ کے ماہین
بن بن جیون کر بستارا | چار لاکھ چوراسی دھارا
اور پہاڑ تار بُہتیرے | جو برہمنڈ مین جیو بسیرے
گُجھک دیوس سیل اس کینا | تین لوک بہتر مین چینا
جو جگ گھٹ گھٹ ماہین سمانا | گھٹ گھٹ جگ جیو ماہین جانا
ایسے کیے دن بیت سرانے | ایک دیوس گئے اُدھر ٹھکانے

پردا دُوسر پہوڑ اوڑھا نی ۔۔۔ سُرت سہاگن بہی اگوانی
شبد سندھ مین جائے سرانی ۔۔۔ اگم دُوار کہڑکی نیرانی
چڑھ گئی سُرت اگم ٹہکا نا ۔۔۔ ہہی لکھہ نینان پُرکھ پورانا
تان مین بیٹھ ادہر مین دیکہا ۔۔۔ روم روم برہمند کو دیکہا
انڈا ٹیک انت کچہ ناہین ۔۔۔ پنڈ برہمند دیکہہ ہے ماہین
جہان ست گور پورن پدباسا ۔۔۔ پدم ماہین ست لوک نواسا
سیت برن وہان سیت ہی سائین ۔۔۔ جہان سنتن نے سُرت سمائی
ست ہی لوک الوک سہیلا ۔۔۔ جہوان سُرت کرے نج کیلا
سُرت سنت کیلے کوئی سیلا ۔۔۔ چوتہا پدست نام دُو ہیلا
پردا تیسر چھوڑ سہا نا ۔۔۔ پنڈ برہمنڈ نہین استہانا
جہان وہان اگم اگاوہ استہائے ۔۔۔ جانکی ست گت سنتن پائے
مین ادن لار لار لرکائے ۔۔۔ اُن سنگ ٹہل کرن نت جائے
مین پن چین لین وہ دہا ما ۔۔۔ برن نہ جائے اگم پورنٹا ما
ہے نامی وہ سوامی انا می ۔۔۔ تلسی سُرت سیل تہی دہامی
جو کر پوچہے تہے کر لیکہا ۔۔۔ کس کس بہاکون اگم الیکہا
یہی کرچین روپ نہ ریکہا ۔۔۔ کس کس بہاکون بین اویکہا
تلسی نین سین ہے ہیرا ۔۔۔ سنت بنا نہین ہوئے نبیرا
نج نینان دیکہا ہے آنکہین ۔۔۔ جس جس تلسی لکہ لکہ بہاکین

پنڈ ماہین برہمنڈ تاہین پار پدتے ہی لکہا
تلسی داس نو کھنڈ کہلت ہی بہٹا ہین بہی

(۱۷۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ موجودہ زمانہ مین پرماتما پراپت کے چار طریقے مانے

گئے ہین (۱) ابہیاس (۲) بچار (۳) دہیان (۴) سمادہ یا سے۔ اصطلاح فقرا مین اسکو ذکر۔ فکر۔ مراقبہ و فنا کہا گیا ہے۔ فنا کے بعد بقا ہے جسکو جیون مکتی کہتے ہین اور اسکے بعد وصال مانا گیا ہے جسکو بدیہہ مکت کہتے ہین۔ ذکر یعنی شغل کا تعلق دل حواس اور نفس سے ہے۔ فکر کا عقل سے۔ تصور قوت متخیلہ کا فعل ہے۔ فنا ترک انانیت و اہنکار کو کہتے ہین۔

(۱) ابہیاس۔ اسکے مختلف طریقے ہین۔ مہاتما جگیا سو کے حسب حال کوئی طریقہ تجویز کر کے بتا دیتے ہین بعض کو شروع مین زبان کو قابو مین کرنیکا بعض کو پران قابو مین کرنیکا ابہیاس بتاتے ہین مگر کل کا مدعا اور مطلب من کا نرودھ یعنی دل کا قابو مین کرنا ہے اسکے واسطے افضل ترین ابہیاس ترکٹی دہیان ہے جسکا ذکر گیتا کے پانچوین ادہیاے کے منتر ۲۷-۲۸ مین ہوا ہے اسکو شرت سادہنا شن دہیان اور سہج ادستہا بھی کہتے ہین۔ فقراء اہل اسلام اسکو نصیر المحمود کہتے ہین۔ اس مین منہ بند کر کے سانس کی آمد و شد ناک سے رکھکر انفاس بالا و پائین کو مساوی کر کے نظر کو بہوئن کے وسط مین جہان ناک کا بانسہ شروع ہوتا ہے ٹھہراتے ہین۔ اس سے دل یکسو ہو جاتا ہے اور بطون مین خیالات کا سلسلہ رک جاتا ہے اور کشایش باطنی حاصل ہوتی ہے ؎

اگر تو پاس داری پاس انفاس
باسلطانے رسانندت ازین پاس

ابتدا مین آنکھون پر بڑا زور پڑتا ہے اور بہت خشکی ہوتی ہے اسلئے اسکی مشق بتدریج بڑہانی چاہیے اور غذا مین چکنائی ضرور ہونی چاہیے۔

ذکر چار درجون مین منقسم ہو سکتا ہے (۱) زبان ذاکر ہے اور دل غافل (۲) زبان ذاکر ہے اور اسکے ساتھ دل اسطرح ذاکر ہے کہ کبھی کبھی غافل بھی ہو جاتا ہے اور زبان

ذاکر رہتی ہے (۳) زبان اور دل دونون ایک ساتھہ ذاکر رہتے ہین لیکن کبھی کبھی دونون ایک ساتھہ غافل ہوجاتے ہین (۴) زبان غافل ورعاطل ہو اور دل ذاکر اور حاضر ہو۔ یہ انتہائی مقام ہے کہ اسمین حضور اور آگاہی ہے۔ یہی حقیقت ذکر اور مقصد ذکر ہے۔

(۲) بچار۔ پندار کے نقش کے مٹنے پر جو حرکات قلب مین تمیز ہووین اون کی حقیقت کا دریافت کرنا کہ وہ کہان سے اور کیونکر پیدا ہوتے ہین اور کس کا فعل ہین فکر کہا گیا ہے اس کے بھی مختلف طریقے ہین مگر مقبول عام طریقہ وہ ہے جسکا بیان گیتا کے چھٹے ادہیا کے منتر ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴ مین ہوا ہے۔ ہموار جگہ پر اپنی نشست بیحرکت قایم کرے اور جسم سر اور گردن کو سیدہا اور بیحرکت قایم رکھکر اپنی نظر کو اطراف و جوانب سے ہٹا کر ناک کے اگلے حصے یعنی نوک پر جما وے اور مستقل اور مطمئن اور توہمات سے آزاد ہوکر اور دل کو روک کر ذات کا تصور کرتا ہوا اوسکے ادراک مین مشغول ہووے ؎

آمرِ حق کرعشق سے ایسا ادا — جیسے ہو معشوق پر عاشق فدا

پیشِ حق یک نعرہ از روئے نیاز — بہ کہ عمرے بے نیاز اندر نماز

اسم گر خوانی مسمےٰ را بجو — بے مسمیٰ اسم کے باشد نکو

گر خدا خواہی خدا جوئے بکن — ورنہ خوائی مخوان اسم کہن

ہر کرا سر باخت اندر کوئے او — بنگر و صد بار جانان سوئے او

غفلت از وے یکزمان صد مرگ دان

زندگی یاد ست نزدِ عارفان

اِس شغل کی مزاولت سے قوت خیال رُک کر ساکن ہوجاتی ہے اور انسان اپنی ذات کو اپنے بطون مین مشاہدہ کرکے مسرور ہوتا ہے اور بے انتہا راحت جو

اشراق مین تمیز ہوتی ہے اور حواس کے حیطہ سے باہر ہے ادراک کرتا ہے اور اُصول پر قایم ہوکر علم حقیقت سے برگشتہ نہین ہوتا۔ بھجن۔

من کے لگائے ہر پاوے
یوگی یا بدھ کو لگاوے

ٹیک

جیسے پتنگ جرے دیپک مین پریت پران جلاوے
جگمگ جوت سہی نہین جاوے جوت مین آن سماوے
جوگی یا بدھ من کو لگاوے
جیسے نارنگپٹ کو جات ہے سرگاگر بھرلاوے
سکھی سنگ سے بولت چالت سرت گاگر سے لاوے

ٹیک

جیسے نٹ کلا کے کارن گاڑ ہاڈہنول بجاوے
اپنا بوجھ سادھ سر اوپر سرت بانس سے لاوے
جوگی یا بدھ من کو لگاوے

(۳) دہیان۔ طالب علمونکی رغبت اور حالت کے اختلاف سے مہاتاون نے اِسکے بہی بہت سے قواعد مقرر کئے ہین اور بہت سے طریقے اسکے مانے گئے ہین اِس کے معنی ہین کہ طالب اپنی ہستی کو جو کچھ تسلیم کرتا رہا ہو اوسے غلط سمجھے یعنی پندار کے نقش کو جہانتک ممکن ہو اپنے صفحہ دِل سے مٹا دیوے۔ اِس کے عین الیقین ہونیکے واسطے اونکار کا سادہن جسکا بیان گیتا کے آٹھوین ادہیائے کے منتر ۱۲ و ۱۳ مین ہوا ہے سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ سب دروازہ یعنی۔ آنکھہ۔ کان۔ منہ وغیرہ بند کرکے دلکو قلب مین روک کر اور نفس کو ام الدماغ مین ٹہیرا کر اور دونون آنکھون کی نظر کو ام الدماغ کی جانب اولٹ کر او م اسم اعظم کو پہنے اور علیم۔ قدیم۔ محرک۔ لطیف سے الطف۔ عالم کے قایم رکھنے والے قیاس سے برتر مثل آفتاب کے جلال رکھنے والے اور تاریکی سے مُبّرا واجب الوجود کا تصور یکسو دل سے عشق کے ساتھہ کرے اِس سے ہستی بحث کا دیدار حاصل ہوتا ہے ۔۵

آنکھہ کان منہ ڈھانپ کے نام نرنجن لے
بھیتر کے پٹ تب کھلین جب باہر کے پٹ دے
نینون کی کر کوٹھری اور پتلی پلنگ بچھائے کے
پلکون کی چک ڈال پیا کو چھین مین چتر لبھائے لے

مراقبہ محافظت دل کی ہے تاکہ اوسمین سوائے اللہ تعالےٰ کے غیر خیال داخل نہون وانتظاری کہ طالب صادق تمام اشیاء بلکہ اپنے وجود سے بہی قطع تعلق کرکے مالک کی عنایات غیبی کا منتظر رہتا ہے۔

(۴) سمادہ پالے سے مطلب کپالی چڑہانا نہین ہے بلکہ یہ حالت فناء ہے جو دہیانکی مزاولت سے طالب پر طاری ہوتی ہے مگر اسکے واسطے ایک خاص قاعدہ بہی مقرر ہے جسکا ذکر گیتا کے اٹھارہوین ادہیا کے ۶۶ منتر مین ہوا ہے۔ کل اُصولونکا علمی نتیجہ اِس منتر مین موجود ہے یعنی طلب کی ابتدائی منزل سے وصال کے اعلےٰ درجہ تک تمام منازل کا اوراک شامل اور علم توحید کی تلقین بہی اِس پر ختم ہوئی ہے۔

अध्याय:१८—सर्व धर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ॥
अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः॥ ६६

اِس منتر کا پہلا حصہ شکتی (قوت طلب یا صدق ارادت) منتر ہے اور دوسرا حصہ کیلک (کلید معرفت) منتر ہے۔ توسب دہرم یعنی عقیدون کو چہوڑکر میری ہی شرن آ یعنی ذات واحد کا طالب ہو اور مین تجہے سب گناہون سے ضرور آزاد کرونگا۔ دہرم کے معنی خاصہ طبعی کے ہین اور اہنکار یا انانیت جو کہ خاصہ طبعی سے پیدا ہوا ہے اور جس سے ہم نے اپنا آپا مان رکہا ہے اوسکا چہوڑ دینا ہے شرن آنا ہے یعنی جب اہنکار کا حجاب اوٹہ گیا تو پہر آپا کہان رہا مگر بغیر ابہیاس کے اہنکار کا تیاگ بہی امر ناممکن ہے اور کل اُبہیاس وغیرہ بہی ایک قسم کے دہرم یعنی عمل ہین لیکن حرکت

پران جو کر خود بخود ہر انسان مین جاری ہے وہ کسی کا فعل نہین ہے قدرت کا فعل ہے اِس لئے اجپا جاپ یعنی پاس انفاس ہی ایسا عمل ہے جس کو عمل نہین کہہ سکتے اسکا یہ طریقہ ہے کہ ہر جاندار مین انفاس کی حرکت سے ایک ندا پیدا ہوتی ہے جسکو اپنے اپنے خیالات کے مطابق سوہم ۔ اللہ ہو۔ واہ گرو وغیرہ کی مختلف آوازون سے مناسبت دیتے ہین مگر دراصل یہ ندا الفاظ وغیرہ سے کچھ مناسبت نہین رکھتی اسکے دریافت کرنیکا یہ طریقہ ہے کہ طالب منہ کو بند کر کے ناک سے سانس لیوے اور دل سے خیالات کو دور کر کے سانس کی آمدو شد پر توجہ کرے اِس سے شاغل کو ایک قسم کی آواز یعنی شبد اپنے گھٹ مین سنائی دیگا۔ اوّل یہ شبد دل مین سنائی دیتا ہے بعدہٗ شغل کی مزاولت سے دہنی آنکھہ کے اوپر بھوون کے پاس سنائی دیتا ہے حالانکہ پیشتر یہ شبد صاف طور پر سنائی نہین دیتا بلکہ کچھہ ملی جُلی گڑبڑ سی آواز سنائی دیتی ہے مگر کچھہ عرصہ شغل جاری رکھنے سے صاف صاف طور پر دس قسم کی آوازین سنائی دیتی ہین جن کو سنکر انسان مست و بیخود ہو جاتا ہے اور خیال خودی بالکل ترک ہو کر سمادہ مین استہتی ہو جاتی ہے اِس شغل کے ساتھ اکثر مہاتما کھیچری مدرا بھی بنا دیتے ہین جسکی مزاولت سے اُنمین رس دماغ سے چو کر حلق مین گرتا ہے اوس سے ایسا آنند پیدا ہوتا ہے کہ بالکل بیخودی ہو جاتی ہے اسمین دانتون کو دبا کر زبان کو اولٹ کر تالو سے لگاتے ہین۔ اِس شغل کو سرت شبد کا میلا اور شغل سرمدی سلطان الاذکار بھی کہتے ہین۔ دس قسم کی آوازون کی توضیح اور وقت سماعت عامل کی حالت کا بیان ذیل مین کیا جاتا ہے۔

(۱) جھینگر کی سے جھنکار۔ اسکی سماعت کیوقت بدنکے بال کھڑے ہو جاتے ہین۔

(۲) ۔۔۔ چکی کے چلنے کا سا گھر گھر شبد۔ بدن مین کاہلی اور ایک عجب قسم کی

سستی پیدا ہوتی ہے۔
(۳) آواز گھنٹہ یعنی جرس۔ عشق اور محبت کا جوش دِل مین ہوتا ہے ؎
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردون نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی
(۴) آواز سنکھ یعنی ناقوس مثل نشے کے سر گھومنے لگتا ہے اور مغز مین سے خوشبو آتی ہے۔ یہ شبد۔ بسہس دِل کنول سے سنائی دیتا ہے۔
(۵) آواز بین۔ آبحیات ام الدماغ سے تلے کو اُترتا ہے۔ یہ شبد گگن یا ترکٹی سے سنائی دیتا ہے۔
(۶) آواز تال۔ وہ آبحیات بعد اوترنے ام الدماغ کے حلق مین پڑتا ہی یہ شبد دسوین دوار سے سنائی دیتا ہے۔
(۷) آواز نے یعنی بانسری یا مُرلی۔ کشف اور اشراق ہوتا ہے اور ضمیر خلایق پر آگاہی ہوتی ہے اور دور دور کی آواز سنی جاتی ہے۔
(۸) مردنگ یا پکھاوج۔ نادیدہ اشیاء کو دیکھتا ہے غرض کہ اس شبد کے سننے سے شایق روشن ضمیر ہوجاتا ہے وہ آواز جو تمام مخلوق کے دِل سے برآمد ہوتی ہے عامل کشادہ پیشانی سے ساعت کرسکتا ہے یعنی نادبھیتر باہر سب جگھہ سُن پڑتا ہے۔ یہ شبد بھنور گپھا سے سُنائی دیتا ہے۔
(۹) آواز نفیری خورد۔ اسکے سننے سے سامع ایسا لطیف ہوجاتا ہے کہ جہان چاہے اُڑ کر جاسکتا ہے اور عوام کی آنکھ سے محجوب ہوسکتا ہے کہ وہ سبکو دیکھے اور اوسکو کوئی نہ دیکھے اور وہ دیوتاؤن کو بھی دیکھتا ہے یعنی راہ ملکوت نظر نہ آنے کا پردا جو اوسکی آنکھون پر پڑا ہوا ہے وہ اُٹھ جاتا ہے۔ یہ ست لوک سے سنائی دیتا ہے۔

(۱۰) بادل کی گرج۔ یہی آواز ناہر ہے۔ اسکے سُننے سے برہمہ سے مشغول کُل ہوجاتا ہے اور تمام نیک و بد اور خیال اور مفہوم عقلی اور کشف اور وہب اور سدہی شکتی اور کرامات اور معجزات کو بچونکا کھیل سمجہتا ہے۔

اِن آوازون کے سننے مین اکثر فرق ہوتا ہے یعنی کسی کو پیشتر کوئی سنائی دیتی ہے اور دوسرے کو کوئی اور آواز۔ مگر اس اختلاف پر دہیان نہ دینا چاہیئے اور بائین طرف کو جو شبد سنائی دیتا ہے اوسکی طرف متوجہ نہونا چاہیئے اور نہ اوسکو سُننا چاہیئے اور جو ت استہان سے جہان سدہ کی پراپتی ہوتی ہے بجلد نکل جانا چاہیئے۔ پہر منزل مقصود تک رسائی آسان ہے

(۱۶۲) ایک روز ایک صاحب نے عرض کیا کہ سری مہاراج مین مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ یہ بات چاہتا ہون۔ آپنے فرمایا یہ تو نتیجہ ہے علم نہین اور ذکر سلطان الاذکار تعلیم کیا اور فرمایا کہ اگر مالک کو منظور ہے تو اِس سے تمہاری مطلب براری ہوجاویگی اوس وقت اوس نے عرض کیا کہ آپنے اِتنے عرصہ تک یہ بات کیون نہین فرمائی اور اسکو کیون پوشیدہ رکہا تو سری مہاراج نے فرمایا کہ بزاز کی دوکان پر باہر تو گزہی گاڑہا۔ لٹھا ململ مارکین۔ چینٹ وغیرہ وغیرہ رکہی رہتی ہین مخمل اور ریشم کے تہان تو کپڑے مین لپیٹ کر اور بکس یا ڈبہ مین بند کرکے آلماری کے اندر بند رکہتے ہین تاکہ بازار کی گرد و غبار اور خاک اُڑکر اون کو خراب نہ کرے البتہ جو کوئی اونکا طلبگار آتا ہے یا اگر کوئی امیر اُمرا دوکان پر آوین جنسے یہ اُمید ہو کہ وہ اسکو خریدین گے یا اور کوئی قدردان شخص آتا ہے اوسیکو کہول کر دکہاتے ہین۔ اگر جس قدر خریدار گزہی گاڑہے لٹھے وغیرہ کے آوین اور سب کے سامنے وہی مخمل و اطلس ریشم و کمخاب نکال کر رکہدی جاتے تو وہ اوسکو کب خریدین گے بلکہ بار بار کے نکالنے دہرنے اور کہولنے سے چیز کی قدر گہٹ جاتی ہے۔ اُبھیاس کے طریقون کے بارے

مین ہمیشہ مہاتماؤن اور فقراؤن کا یہی دستور چلا آیا ہے۔ حضرت محمدؐ صاحب نے عوام کو تو نماز پڑہنے روزہ رکہنے اور زکوٰۃ دینے کی تعلیم دی اور حضرت علی اور چار یارون اور خاص خاص اصحاب کو جو تعلیم دی تہی اوس کا حال کیسی کتاب مین کہلم کہلا نہین لکہا ہے۔ یہہ بات سینہ بسینہ چلی آئی ہے اور کتابون مین بہی اشارہ سے طور پر کہین لکہدیا ہے مگر اوسکو سمجہانے اور بتانے والا چاہیئے جب مسئلہ طے ہو۔ اِسی طرح پر سری کرشن مہاراج نے ارجن کو اور سری بششٹ جی مہاراج نے سری رامچندر جی کو خاص تعلیم و تلقین فرمائی تہی وہ بات عام طور پر نہین بتائی گئی۔ اِس لئے پوچہنے والے کا ظرف اور حوصلہ دیکہکر تعلیم کی جاتی ہے۔

---
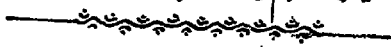
(۱۷۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ جوگ کی پانچ مُدرا ہین۔ اوّل چاچری اسمین نظر سے جوت کا دہیان اور ناسا گر دہیان کیا جاتا ہے۔ دوم بہوچری۔ آنکہون کے چکر کو پہیر کر ترکٹی مین جوت کو دیکہا جاتا ہے۔ سوم کہیچری۔ زبان کو تالو کی طرف اولٹا جاتا ہے چہارم۔ اگوچری۔ اِسمین انتر سے جو شبد اوٹہتا ہے اوسکو سنا جاتا ہی پنجم۔ انمنی اسمین سماوہی کا ابہیاس کیا جاتا ہے اور اونکار دہن کو سُنا جاتا ہے۔

(۱۷۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ جیسے پرندہ بغیر دونون پر کے پرواز نہین کرسکتا اسیطرح سے یوگ بہی بغیر ویراگ اور ابہیاس کے درست نہین ہو سکتا جیسے دریا کے بہاؤ کو روکنے کے لئے ایک مٹی کا بند باندہنے اور دوسرے نہر کے ذریعہ اوسکے پانی کا رُخ دوسری طرف پہیرنے کی ضرورت ہوتی ہے اوسی طرح سے

چت روپی بہاؤ کو روکنے کے لیئے ویراگ روپی بندہ اور ابہیاس روپی نہر سے اوسکے بہاؤ کا رخ دوسری طرف پہیرنا پڑتا ہی ویراگ وشیونمین دویش ورشٹی کو کہتے ہین۔ یہ دو طرح کا ہے۔ پیرا اور اپر۔ سمپرگیات سمادہی کے ابہیاس سے دو وویک حاصل کرکے تینون گنون کے پرپنچی بیوہار سے اپرام ہو جانیکو پر ویراگ کہتے ہین۔ اپر ویراگ چار قسم کا ہے (۱) تیتمان یعنی من مین یہ جوش پیدا ہونا کہ شاستر اور گورو دوارا یہہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ اس سنسار مین کیا سار اور کیا اسار ہے۔ (۲) ترپک۔ یہہ معلوم کرکے کہ اپنے مین کسقدر دوش کام کرودہ وغیرہ بھرے ہوتے ہین اون کے دور کرنے کی کوشش کرنا (۳) ایکندریہ۔ اس لوک اور پرلوک کے وشیون کی خواہش دکھ روپ تصور کرکے اس سے ویراگ کرنا (۴) وشی کار۔ ہر دو لوک کے وشیون کی ابہلاکہا کو ہر دے سے قطعی طور سے پرتیاگ کرنا۔ ابہیاس سے مراد یوگ کے مختلف طریقوں سے ہے جو چار قسم کا ہے (۱) ہٹ یوگ (۲) لیے یوگ (۳) منتر یوگ (۴) راج یوگ۔ آتما کے درشن مین مل بکشیپ اور آبرن جو مانع ہے اون کو رفع کرنے اور ہٹانے کیواسطے ابہیاس کرنا لازم ہوتا ہے۔

(۱) ہٹ یوگ۔ ہکار نام سورج اور ٹھکار نام چندرمان ہے اِن دونون کے ایک جگہہ جمع ہونے کو ہٹ یوگ کہتے ہین۔ ہردے مین سورج کا نواس ہے اِس لئے اندر سے گرم سانس نکلتا ہے اور ناک کے باہر بارہ اونگل پر چندرمان ہے اسواسطے باہر سے اندر کو سرد سانس جاتا ہے پران اور اپان کو سورج اور چندرمان نام دیا گیا ہے۔ پرانایام کے ابہیاس سے پران اور اپان دونون رُک جاتے ہین اوسوقت سورج اور چندرمان کی ایکتا ہو جاتی ہے۔

اِس طریقہ ابہیاس مین بل کو ٹھیک کرنیکے لیئے ہٹ یوگ کی مختلف کریاتین مثلاً نیتی۔ دہوتی۔ دستی۔ کنجر۔ تراٹک۔ نیولی وغیرہ کرنی پڑتی ہین مگر یہہ طریقہ

فی زمانہ بہت مشکل ہے اسکے کسی پورے شاغل سے ملنا نہیں ہوا ہمارے
ایک عزیز جناب بابو کالکا پرشادجی صاحب قوم کایستھ نقل نویس عدالت کلکٹری
فیروزپور ملک پنجاب ہٹ یوگ کے بہت اچھے شاغل ہین۔ اِن ہی سے ہم نے
اپنے کئی عزیزون کو یہ کریاتین کرائین مگر دو سال کے بعد سب کمر ہمت کھول کر
بیٹھہ گئے۔ جسمانی اور روحانی دینی اور دنیوی ہر طرح کے فائدہ اس سے حاصل
ہوسکتے ہین لیکن اسکے تکمیل و کمال کیواسطے عرصہ ۳۶ سال کا مقرر کیا گیا ہے
گویا ۱۲ سال کی عمر سے شروع کرایا جاوے تو ۴۸ سال تک اسکے کمال کو پہنچے
اسمین صرفہ۔ محنت۔ وقت۔ اور مددگار سبکی ضرورت ہے۔

(۲) لے یوگ۔ سامبھوی مدرا کے اُبھیاس سے بغیر پرانایام شون کی بہاونا کرکے
سنکلپ سے رہت ہوکر من کو قابو کرلینے کا نام لے یوگ ہے۔ چت کی دریتون
کو شریر کے اندر کی طرف کرکے آدہی کہلی ہوئی آنکھون سے ناسکا یعنی ناک کے
اگلے حصّہ پر دھیان لگانے کو سامبھوی مدرا کہتے ہین۔

(۳) منتر یوگ۔ ہکار کرکے سوانس باہر آتا ہے اور سکار کرکے اندر جاتا ہے اس
سے ہنس ہنس کا جاپ ہوتا رہتا ہے جب اسکو سشمنا ناڑی مین اولٹا دیا جاتا
ہے تو سوہنگ سوہنگ جاپ ہوتا ہے اسکو منتر یوگ کہتے ہین۔

(۴) راج یوگ۔ چت کی پانچ قسم کی ورتیونکا روکنا راج یوگ ہے (۱) پرمان (۲) ویپریے
(۳) وکلپ (۴) ندرا (۵) سمرتی۔ (۱) پرمان تین قسم کے ہین پرتکش یعنی اندریون
کے ذریعہ جو کسی پدارتھہ کا وشیش گیان ہونا۔ انومان آثار سے جو دور کی چیز کا
سامانیہ سے گیان ہوتا جیسے دہوئین سے آگ کا علم۔ شبد پرمان یعنی آپت پرش کے واک
پر یقین کرلینا (۲) ویپریے اُلٹا گیان یعنی جو چیز واقعی نہین ہے اسمین اوسکا
تصور کرلینا جیسے سیپی کو چاندی ماننا اور رسّی کو سانپ سمجھنا (۳) وکلپ پدارتھہ

کی عدم موجودگی سے صرف شبد دوارا ہی پدارتھ کا انومان کرلینا جیسے دیودت کی گائے اِس کہنے سے دیودت اور گائے کا بھید سے گیان ہو جاتا ہے (۴) ندرا۔ تمام بیرونی وشیون کے اکارون سے رہت ہو کر جو تموگن سے ملی ہوئی چت کی ورتی ہے (۵) سمرتی۔ پرتکش وغیرہ پرمانون سے آن ہو گئے ہوئے پدارتھ کا جو دوسرے وقت مین سنسکار دوارا سمرن کرتا ہے وہ سمرتی ورتی ہے راج یوگ کے آٹھ انگ ہین۔ یم۔ نیم۔ آسن۔ پرانا یام۔ پرتیہار۔ دہارنا۔ دہیان سمادہی۔

(۱) یم۔ کرم کانڈ کے انتظام کو کہتے ہین اِسکے معنی ہین خارج کرنے نکالنے یا زائل کرنیکے۔ اگر کسی برتن مین کچھ کہا ہو تو دوسری چیز اوسمین داخل نہین کیجا سکتی جبتک کہ پہلی خارج نہ کر دی جائے۔ اِسکے متعلق دس باتین ہین۔ اہنسا ست۔ استیا۔ آرجو۔ چھما۔ دہیرج۔ شوچ۔ برہمچریہ متہیا ہار۔ دیا۔

(۱) اہنسا مین بانی اور شریر سے کسی جاندار کو دُکھ نہ پہونچانا۔

ست۔ جیسا دیکھا ہو یا انومان سے نتیجہ کیا ہو یا آپت لوگون کے منہ سے سنا ہو۔ اور وہ سب کی خوشنودی کا باعث ہو اوسکو ایسا ہی سمجھنا ست ہے۔ واک پریہ بھی ہو اپریہ واک کے موقعہ پر خاموشی درست ہے کیونکہ دل دُکھانیوالا سچ بھی جھوٹ کے برابر ہے۔

استیا۔ گپت کر کے یا مالک کی مرضی کے بغیر کسی پدارتھ کا لے لینا۔

آرجو۔ ظاہر و باطن مین ایک جیسا ہونا۔ کومل بچن بولنا۔

چھما۔ دُشت پرشون کے کھوٹے بچن اور اپمان کو برداشت کرلینا اور اوس سے رنج نہ پانا۔

دہیرج۔ باوجود مختلف وگہنون کے اُبھیاس کو پریتیاگ نکرنا اور اون کو برداشت

کرنا جیسے چندن بار بار گھسنے سے بھی اپنی خوشبو نہیں چھوڑتا۔
شوچ۔ دو قسم کا ہے اندرونی یعنی پرانایام وغیرہ سے انتہ کرن کی صفائی کرنا و
بیرونی یعنی مٹی و جل وغیرہ سے جسم کو صاف رکھنا۔
برہمچریہ۔ یتھن آٹھ پرکار کا ہے۔ استری کا من سے سمرن کرنا۔ اُسکا مکھ سے کیرتن کرنا
اُس سے ہاس بلاس کرنا۔ اُسکے ساتھ ایکانت میں بیٹھنا۔ اُسکے بھوگ کا خیال کرنا
اُسکے بھوگ کا سنکلپ کرنا۔ اُس سے بھوگ کا نشچہ کرنا۔ اوس سے بھوگ کرنا۔
گویا من بانی اور شریر سے ہمیشہ اور ہر حال میں استری سنگ نہ کرنے کو برہمچریہ
کہتے ہیں۔
سنتوش یعنی پیٹ کا چہارم حصہ خالی رکھ کے خوشبودار مدھر بھوجن کرنا
دیا۔ من بانی اور شریر سے سب جانداروں پر انگرہ کرنیکو دیا کہتے ہیں۔
دوسرا انگ نیم۔ یعنی عہد کہ عالی بنا عمل ٹھیک وقت معینہ پر کرتا ہے اور جن باتوں
کے چھوڑنے یا گرہن کرنیکا نیم کیا ہے اوسکی پابندی کرے۔ یہ بھی دس قسم کے
ہیں۔ (۱) جپ۔ وید کا پڑہنا یا سُننا یا گائتری یا دیگر منتر کا اُپدیش لیکر اوس کا
ابھیاس کرنا۔ جپ دو پرکار کا ہے واچک جو زبان سے کیا جاوے خواہ باآواز بلند
خواہ آہستہ۔ دوسرا مانسک جو من سے کیا جاوے۔ اسمیں ایک بغیر دھیان لگائے
بھی ہوسکتا ہے دوسرا دھیان لگاکر۔ آخر الذکر سریشٹھ یعنی افضل ہے۔
(۲) تپ۔ ریاضت کرنا۔ مون دھارنا۔ برت وغیرہ یہ تین پرکار کا ہے۔ ساتوک
یعنی جو شردہا پوربک بغیر خواہش ثمرہ کے نشکام کیا جاوے۔ راجس جو لوگوں کو
دکھلانے اور اپنا ستکار کرانیکے لئے کیا جاوے۔ تامس۔ جو شریر کو غایت درجہ
تکلیف دیکر ہٹ سے کیا جاوے۔ تپ سے شریر اور اندریوں کی شدھی ہوتی
ہے اور سدھیاں پرگٹ ہوآتی ہیں۔

(۳) دان - اپنے دہرم کے انوسار پرہیزگاری اور نیک کمائی سے جمع کردہ دہن کا ودہی وشرویا پوربک حاجتمندون اور مستحقون کو دینا سب سے بڑہ کران دان ہے جمع کردہ دہن کے چار حصّہ دار ہین - دہرم - آگ - راجہ - چور - جن مین دہرم بڑا بہائی ہے جو اوسکی حق تلفی کی جاتی ہے تو باقی تین زور سے اپنا حصّہ چہین لیتے ہین - کسی محتاج اور سوپاتر کے مکان پر جاکر اوسے دان دینا اوتم دان ہے - اپنے گہر بلاکر اوسکو دان دینا مدہیم ہے اور مانگنے والیکو دینا کنشٹ ہے -

(۴) ویدآنت شروَن - اُپنشد وغیرہ شدہانت واکون کو ودہی پوربک سننا -

(۵) آستک بہاو - شاستر وگت دہرم پر وشواس - یوگ مین آستک کا ہی ادہکار ہے -

(۶) ایشور پوجن - نشچے سے ایکاگر چت ہوکر ایشور چنتن کرنا -

(۷) سنتوشش - پرالبدہ انوسار جو کچہ ملجاوے یا فائدہ یا نقصان جو کچہ ہوجاوے اوس پر صبر کرنا -

(۸) شردہا - وید شاستر کے بموجب جو یگ دان وغیرہ کہے ہین اون پر اعتقاد کہنا

(۹) لجّا - لوکک اور ویدک ممنوعہ کرم کرنے سے خوف کہانا -

(۱۰) ہوم - اگن مین ساکل وغیرہ ڈال کر ہون کرنا - یا گیان کی اگن مین اندریون کا ہون کرنا -

یہ یم اور نیم صفات ملکوتی ہین جنکو دیوی سمپدا کہتے ہین جنکا ذکر بہگوت گیتا کے سولہوین ادہیائے مین ہے -

تیسرا انگ آسن - طرز نشست کو کہتے ہین - جسقدر یعنی چوراسی لاکہ جوتی ہے اوسی قدر آسن ہین اسمین پدم اور سدہ آسن مشہور ہین - بائین پیر کی ایڑی کو گودا اور لنگ کے درمیانی حصّہ مین لگاوین اور داہنے پیر کی ایڑی کو لنگ کے

اوپری حصہ مین استہاپت کرین اور سیدہا جسم کرکے بیٹھنے کو سدہ آسن کہتے ہین پدم آسن کی طرز یہ ہے کہ داہنے پانون کو بائین جانگھہ پر اور بائین پانون کو داہنے جانگھہ پر رکہین اور سیدہا جسم کرکے بیٹھین - اگر اسطرح سے نہ بیٹھا جائے توجسطرح سے آرام سے بیٹھا جاوے وہی آسن ٹھیک ہے لیکن مذکورہ بالا طرز نشست سے کچھہ اور ہی فائدہ متصور ہے -

چوتھا انگ پرانایام - پران آتما یعنی روح کا ایک ایسا مجلّی و مُصفّیٰ ظہور ہے جسمین آتما کا عکس صاف طور پر نمودار ہوتا ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ روح کے ظہور کی صورت کا نام ہی پران ہے - مختلف مقامات پر مختلف فعلون کا ذریعہ ہونے سے اِسکے مختلف نام رکھہ دئے گئے ہین - جسم انسانی مین چوراسی استہان پر چوراسی بایو مانے گئے ہین اونمین سے دس لکھہ ہین - دوہا

چوراسی استہان پہ چوراسی ہی بایو
تامین دس یہ لکھہ ہین پرنون سنئے تاہو

پران اپان سمان ہے اور دیان اودان
ناگ و ہنجے دیوتت کورم کرکل جان

دس بایو جو ایک ہین تن مین دیرگھ دوئی
سوده پران اپان ہین تنہین پہچانے کوئی

ع سمان است در ناف در دل پران
اودان است در گلو بہ مقعد اپان

دیان ست اندر تمام بدن
بہ این پنج باشد نظام بدن

(۱) دیان - جزو کل مین بصورت خلا ایک حالت پر قایم ہے - (۲) سمان کل عالم مین بصورت ہوا اور جسم انسان مین بصورت نفس قایم ہے - ناہی اسکا استہان ہے اور کل جسم مین رسون کو پہونچانا اسکا کام ہے (۳) پران - عالم مین بصورت

حرارت۔ اور جسم انسان مین بشکل حرارت عزیزی موجود ہے۔ دل اسکا مرکز ہے
سورج اسکا دیوتا ہے۔ ہردے سے اوٹھکر بارہ۱۲ اونگل باہر جاتی ہے سبھاؤ گرم
اور سروپ لال ہے۔ (۴) اپان۔ کل عالم مین بصورت مادہ باردہ اور جسم انسان
مین بصورت برودت موجود ہے۔ مقام گدا اسکا مرکز ہے اور گنیتی اسکا دیوتا ہے
اور باہر سے اندر کو سرد ہو کر جاتی ہے۔ سروپ مانند ماہتاب و سبھاؤ ستیل ہے

فرو رفتن دم بزور اپان است — برآوردن آن بسعی پران است

(۵) اودان۔ عالم مین بصورت زمین اور اجسام مین بصورت ذرات خاکی موجود ہے
دیوتا چندرمان ہے اور مقام حلق ہے۔

پانچ اوپ پرانونکا فعل یہ ہے (۱) ناگ سے ڈکار آتی ہے مقام گلا ہے اور دیوتا شیش
جی ہین (۲) دہننجے اجد مرنیکے جسم کو پہیلاتی ہے اور جسم سے علیحدہ نہین ہوتی مقام تمام
جسم اور دیوتا ایشور ہے (۳) دیودت جمہائی لاتی ہے کام دیو اور مستورات کے جسم مین
دودھ پیدا کرتی ہے۔ مقام درمیان ہر دو پستان اور دیوتا کام دیو ہے (۴) کورم سے
آنکھ کا پلک کہلتا اور بند ہوتا ہے مقام آنکھ اور دیوتا جوت پرکاش ہے (۵) کرکل
سے بھوک لگتی ہے اور کہانا ہضم ہوتا ہے۔ مقام معدہ اور دیوتا مند اگنی ہے
ہردے سے جب پران باہر نکلتا ہے تب پران کا ریچک اور اپان کا پورک
ہونے لگتا ہے اور جب پران استہت ہوا تب اپان کا کمبھک ہوتا ہے اسین جو دیش
اور کال کی اوستہا ہے اسین جب من استہت ہوتا ہے تب من کا منن بہاؤ سب
جاتا رہتا ہے پھر نہین اپجتا یہ ہی شانت تتو آتما کا سروپ ہے یہ ہی یوگیون کا
اوترائن بشکل پکش اور دن ہے۔ جب سانس باہر سے بھیتر جاتا ہے تب پرانونکا
پورک اور اپان کا ریچک ہونے لگتا ہے جب اپان جاکر استہت ہوا تب پران کا
کمبھک ہوتا ہے اس اوستہا مین جو ساکشی ہوت ستا ہے وہ آتم تتو ہے اِسی

پورک ریچک اور کمبھک کو پرانا یام کہتے ہیں۔ اس کے تین درجہ ہیں۔

(۱) کنشٹ جس میں پسینہ نکلتا ہے اور ۲۴ پل کمبھک رہتا ہے۔

(۲) مدھیم میں شریر کانپنے لگتا ہے اور ۴۸ پل کمبھک رہتا ہے۔

(۳) اوتم میں پران برہم رندھر میں پہنچ جاتا ہے اور ۱۲۵ پل کمبھک رہتا ہے۔

اسکا قاعدہ اسطرح پر ہے کہ ایکانت اور شانت استھان میں نرم آسن پر بیٹھکر داہنے سوراخ ناک جسکو پنگلا اور سورج کہتے ہیں بند کرے اور بائیں سوراخ ناک سے جس کو اڑا اور چندرمان کہتے ہیں سوانس کو اس طرح کھینچے جیسے سوتے میں گھرگھراہٹ کی آواز ہوتی ہے پھر دونوں نتھنوں کو بند کرکے سانس کو روکے آدھا پل یا ایک پل جتنی دیر ہوسکے تا مقدور روک سکے۔ پھر داہنا نتھنا کھولکر آہستہ آہستہ سانس کو خارج کردے۔ اور پھر داہنے سے پورک کرے اور اوسی طرح سے دونوں نتھنے بند کرکے سانس کو روکے اور بعدہٗ بائیں نتھنے سے خارج کردے۔ یہ پرانا یام کا ایک چکر ہوا۔ شروع میں کم از کم تین بار ضرور کرنا چاہئے اور آہستہ آہستہ عادت بڑھانی چاہئے۔ یہانتک کہ صبح و شام دونوں وقت اسی اسی بار اور پھر اوس سے بھی زیادہ بڑھا لیوے۔ بعض مہاتما پہلے داہنے نتھنے سے شروع کراتے ہیں۔ اصلیت اسطرح پر ہے کہ لوگ کریا میں بایاں سُر دبایا گیا ہے لیکن بعض بعض کمبھک ایسے بھی ہیں جن میں بیشتر داہنے نتھنے سے سانس لینا ضروری ہے۔ اصول ان میں یہ ہے کہ جب اور جس موقعہ پر جسم میں حرارت زیادہ ہو اور سردی پنہانی ہو تو بائیں سُر کو زیادہ کام میں لانا چاہئے اور جب سردی کا زور ہو اور حرارت پنہانی ہو تو داہنے سُر سے زیادہ کام لینا چاہئے ان دونوں سُروں میں سے بار بار سانس نکالنے سے انکی حرکت اعتدال پر آجاتی ہے اور سانس پھر جسکو تھامنا ناڑی میں کمبھک کے وقت پیدا بیش کرسکتا ہے پرانوں کو

کھینچنے روکنے اور نکالنے میں وقت کا اندازہ واسطے پورکین کہ اگر سات لمحہ تک سانس اندر لیا جاوے تو چودہ لمحہ تک روکا جاوے اور سات لمحہ میں باہر نکالا جاوے یعنی کمبھک پورک سے دونے عرصہ تک ہو۔ پرانا یام میں دم بہو لینے سے کچھ تکلیف محسوس ہوتی ہے اوسکے واسطے تین بند کام میں لاتے جاتے ہیں۔

(۱) مول بند۔ پران پورن کیوقت بائیں ایڑی سے مول دوار کے اوپر کے حصّہ میں یونی استھان کو داب کر گدا کو اوپر سکوڑ کر اپان بایو کو آہستہ آہستہ چڑھا کر پران بایو میں ملا دے۔

دیکھے دیکھیر ترادہتی مجھہ میں۔ دم کو روک اور مول کو بند کر چاند سورج کر ایک ناک منہ کی سانس سے ملنے چپ چپا کرے اور کنول کی کلی پر بہنور چہاوے کہیں کبیر اگم کی پٹریاں۔ سن کی سیج کوئی سنتہ ہی جاوے۔

(۲) جالندہر بند۔ یہ پران کمبھک کے وقت کیا جاتا ہے۔ کنٹھ کے نیچے منہ جہکا کر ٹھوڑی کو ہردے کے چار انگل اوپر ٹیک کر بایو کو پیٹ میں بہر کر روکے رکھے۔

(۳) اوڈیان بند۔ پران ریچک کیوقت مول دوار کو اوپر کو سکوڑ کر نابھی کو پیٹھ کیطرف لگاتے ہوتے یہاں تک پیچھے کھینچے کہ نابھی میرو ڈنڈ میں لگ جاتے جیسے جیسے پران بایو چھوڑی جاوے گی۔ نابھی خود بخود پیٹھ کیطرف سکڑتی جائیگی پرانا یام میں سکھمنا ناڑی میں پران کا چلنا مکھہ بات ہے اور یہ کمبھک سے حاصل ہوتا ہے کمبھک آٹھہ پرکار کے ہیں۔

(۱) سوریہ بھید۔ اسمیں داہنے سر سے سوانس لیکر روکنے کے بعد بائیں سُر سے سانس خارج کیا جاتا ہے اسکو کپال دہوکنی بھی کہتے ہیں۔

(۲) اوجائی۔ دونوں نتھنوں سے برابر سوانس لیا جاتا ہے اور گلے سے پیٹ

تک ہوا بہری جاتی ہے اور روکنے کے بعد بائین سُر سے ہوا خارج کیجاتی ہے
(۳) شیتکار۔ ہونٹھ سے ہونٹھ ملانیکے بعد ذرا سا ہونٹھ بیچ سے کہلا رہے
اوسمین اندر سے زبان کی نوک لگاکر اسطرح سے سانس لے جیسے جاڑے کے موسم
مین آدمی سی سی کرتا ہے اور کچھ ٹہر کر آہستہ سے دونون نتہنون سے ہوا خارج
کردے۔ (۴) شیتل۔ تالو کی جڑ مین زبان اولٹ کر لگادے اور سانس اندر
لیکر کمبہک کل جسم مین کرے جسم کو ڈہیلا چھوڑ دے اور پہر ناک کے دونون سُر
سے سانس نکال دے۔
(۵) بہسترکا۔ پدم آسن بیٹھکر منہ بند کرکے ناک سے ہوا کا ریچن کرے اور فوراً ہی جلدی
سے سانس کا پورک کرے جیسے لوہار کی دہونکنی چلتی ہے جب تہک جاوے
تو پہر ذرا ٹہر کر دہنے سُر سے پیٹ مین ہوا بھرے اور کمبہک کرنیکے بعد بائین سُر
سے ریچک کردے۔
(۶) بھرامری۔ جس طرح سے بھنورا گنگنا بولتا ہے اسطرح کی آواز سر کے اندر
ہوتی جاوے اور زور کے ساتھ دونون سُرون سے پورک کرے اور کمبہک کے
بعد آہستہ سے ریچک کرے۔
(۷) مورچھا۔ جیسے پپیہا میگھہ دہار کو دیکہکر پینے کی کوشش کرتا ہے اسیطرح سے
سوانس کا پورک کرے اور جالندہر بند لگاکر کمبہک کرکے بائین سُر سے ریچک کرے اسی ریچک
کرتے وقت مورچھا سی آجاتی ہے۔
(۸) کیول۔ اسمین پون کی حرکت صرف سر کے اندر محسوس ہوتی ہے۔
پانچوان انگ۔ پرتیہار۔ اسمین حواسون کو قابو مین کرنا اور روکنا ہے اور کہانے
پینے مین اعتدال سے کام لینا ہے۔ جب چت کو جماکر پرانون کو سمیٹنے کی کوشش مین
لگوسگے تو چت بار بار باہر جانے کو چاہیگا کیونکہ اوسکی عادت ہمیشہ سے

باہر جانے کی پڑی ہوئی ہے آسانی سے اندر کبھی نہ ہوگا۔ اسکو قابو مین لانیکے لئے سکھمنا ناڑی کے اندر یا باہر کسی جگہہ نقطہ بناکر بار بار اوسکو اوسکی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ اسطرح سے باہر بہتیر جائیگا جیسے بانس سے بندر باہندر اوپر نیچے چڑھتا ہے یہ الٹ پھیر کی حالت کچھ عرصہ تک یون ہی جاری رہتی ہے آخر اوس نقطہ پر ٹھرنے لگتا ہے۔ چت کی برتی کو اسطرح سے بار بار لوٹانے کو پرتیہار کہتے ہین۔

چھٹا انگ دھارنا۔ توجہ کو کامل طور پر کسی کام یا مطلب کی طرف لگا دینا۔ جب پران برہم رندہر مین ہوکر ۲۵ پل تک وہان ٹھرے تو دھارنا کہلاتی ہے۔ جب من سکھمنا ناڑی مین ٹھرنے لگتا ہے تو اس ٹھراؤ کا نام دہارنا ہے۔ اس مین چکرونکا شودہن بھی کیا جاتا ہے۔ پرتھوی جل اگنی وایو اور اکاش تتو کی دہارنا کیجاتی ہے

ساتوان انگ دھیان۔ شرت یعنی توجہ کو کامل طور پر کسی چیز مین لگا دینے کو دہیان کہتے ہین۔ جب پران برہم رندہر مین ہوکر ۶ گھڑی تک وہان ٹھرے تو دہیان ہوتا ہے۔ من کو لذات محسوسات کی چاٹ لگی ہوئی ہے اسلئے اونکے پیچھے دوڑتا ہے لیکن پرتیہار کرنے سے جب وہ باہر کی طرف سے چت کو موڑ لیگا تو اوسکو یکسوئی کا خاص قسم کا آنند آنے لگے گا اور وہ آہستہ آہستہ کچھ دیر ٹھرنے لگے گا۔ جب اِس ٹھراؤ کی مشق اسدرجہ ہو جاوے گی کہ جم کر مرکز پر ٹھرا رہے تو اس سے تصور کا ایک سلسلہ ہو جاتا ہے جیسے ایک بوتل سے دوسری بوتل مین تیل کی دہار جاتی رہتی ہے تو اوسکو دہیان کہتے ہین۔ تصور کا عمل اکثر ناک کے سرے یا بھنوؤن کے درمیان کے نقطہ پر کیا جاتا ہے مگر یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہین ہے بہترین سادہن یہ ہے کہ اندر کی طرف خیال رہے البتہ جو مقامات مقرر کئے ہین اُن پر سادہن کرنا درست ہوتا ہے دہیان کی کئی قسمین ہین۔ پدستھ۔ پنڈستھ۔ روپستھ اور روپاتیت جسکو سن دہیان بھی کہتے ہین

آٹھواں سمادہی۔ تصور اور دہیان مین استغراق اور محویت ہوجائے اور آنند اور سرور کیوجہ سے اور کسی بات کی خبر نہ رہے اوسیکو سمادہ کہتے ہین یعنی دہیان کی پختگی ایسی ہوجاتے کہ تریٹی یعنی گیان۔ گے۔ گیاتا کا علم نہ رہے۔ دہیان اگر چیت کی ورتی کا نرودہ ہوجاتا ہے اور جسکے آدہار پر من اور چیت کی ورتیونکا کہیل ہورہا تہا اسکا بہاس ہوتا ہے وہ اپنا ہی سچدانند سروپ ہے۔ دیگر جسوقت پران برہم رندہر مین پہونچکر ۱۲ دن تک قایم رہے تو سمادہی ہوتی ہے یہ یوگیون کی سمادہی ہے اسمین پران اوراپان بالکل قابو مین آجاتے ہین اور پران اور اپان روپی سورج اور چندرمان جو ہرد نے مین اودے اور است ہوتے ہین اونکے پرکاش سے ہردے مین جو بہاسکر دیو ہے اوسکو دیکہتا ہے جسکے درشن سے من کا غلن بہاو شانت ہوجاتا ہے حالانکہ پرانایام پرتاتہا پرایت ہین بلکہ کارن نہین ہے لیکن من کے شانت کرنیکا جس سے آتما کا درشن ہوتا ہے یہ ایک ذریعہ ہے۔

یوگ نام ملنے کا ہے مگر اس طریقہ پر اپنے سروپ کا گیان ہوتا ہے ملاپ کسی کا نہین ہوتا اسکی وجہ یہ ہے کہ آتما ہر جگہ محیط کل ہے اوس سے بیوگ ہی کب تہا جو یوگ ہوتا جسکو ایشور یا برہم کہتے ہین وہ اپنا ہی روپ ہے مگر جیسے اندر کے پردے ہٹکر آتم روپ کا ساکشات کار ہوجاتا ہے ویسے ہی حقیقت کی سمجھ آتی جاتی ہے ورنہ وہ محیط کل نقص سے بری ہے اگر یوگ کے یہ معنی ہین کہ تم بہی رہو اور ایشور بہی تو یہ یوگ نہین۔ دہیان تو پہر بہی دو کے دو ہی رہے اور دوئی کا لفظ جدائی کا مرادف ہے اتصال یا یوگ کو اس سے غرض نہین۔ جدائی اوسوقت تک رہتی ہے جبتک ہم ایشور کو اپنے سے علیحدہ مانتے ہین اور جدا سمجھکر اوسکی پوجا کرتے ہین اگر یہی یوگ ہے تو یوگ سے پہلے ہی یہ حالت تہی اصل غرض یوگ کی یہ ہو کہ اپنے آتم سروپ کو دیکہکر دویت بہاو کو جو ہماری غلطی سے بندہن کا کارن بنا ہوا ہے میٹ دیا جاتے۔

سمادہ کی کئی قسمین ہین۔ بہگت سمادہ یوگ سمادہ گیان سمادہ لیکن نتیجہ سب کا ایک ہے۔

دوسری جگت سنسار ترشنا کی باسنا یام یعنی گیان ہے۔ بچار کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ سنسار کے پدارتھ سب بھرم روپ ہین۔ بھرم اوسکو کہتے ہین کہ ہو کچھ اور دیکھے کچھ
یعنی سنساری پدارتھ جنکو ہم سکھ روپ سمجھتے ہین۔ دراصل دکھ روپ ہوجاتے ہین
جیسے مرگ ترشنا کا جل جسکو ہم پیاس بجھانے کیواسطے پانے کا جتن کرتے ہین مگر وہ
نصیب نہین ہوتا بلکہ اوسکے پراپت کے ہیتو مفت دکھ اوٹھانا پڑتا ہے۔ گویا دکھ
کی نورتی اور سکھ کی پراپتی کیواسطے ہی سنسار کا تیاگ اور پرمارتھ کی تلاش ہی دکھ
دو طرح کے ہوتے ہین۔ من کے دکھ کو آدھا اور دیہ کے دکھ کو بیادہ کہتے ہین۔ آدھ
تب ہوتی ہے جب سنکلپ ہوتا ہے کہ فلان سکھ مجھکو ملے اور جب وہ نہین ملتا تو
سوچ کرکے دکھی ہوتا ہے۔ بیادہ تب ہوتی ہے جب بات پت کپھ کا بکار شریر مین ہوتا ہے
یہ دو طرح کی ہے۔ چھوٹی اور بڑی۔ جب شریر کو کوئی دکھ پہنچے اوسکو چھوٹی بیادھ
کہتے ہین یہ استان وچپ دوا ارو وغیرہ اوپاؤن سے نبرت ہوجاتی ہے جنم مرن
کے روگ کو بڑی بیادہ کہتے ہین اسکا دکھ من کے شانت ہوئے بغیر دور نہین ہوسکتا
دراصل بیادہ روگ کا مکھ کارن بھی من کی چنچلتا ہے جو کچھ بھوجن آدمی کھاتا ہے تب
پھیر جو کنڈلنی شکت پرتیشٹ کا سے ملی ہوئی ہے وہ اودان بایو کو اوپر مکھ ہوکر
پھراتی ہی اور اپان بایو اوس سے نیچے کو پھرتی ہے اودان اور اپان کا آپس مین یدوھ
ہے ان کے چھوبھ سے اگن اوٹھتی ہے جس سے بھوجن پھر پکتا ہے اور سب ناڑیان
اپنے اپنے بھاگ رس کو لیجاتی ہین مگر جب راگ دویش سے چت کنڈلنی شکت مین
چھوبت ہوتا ہے تب ناڑی اپنے اپنے استہانون کو چھوڑ دیتی ہین اور بھوجن
بھی اندر نہین پکتا ہے تب اوس کچے رس سے روگ اوٹھتا ہے جیسے جب راجہ
کو چھوبھ ہوتا ہے تو اوسکی سینا بھی چھوبت ہوتی ہے اسیطرح سب روگ باسنا
اور من کے پھرنے سے اوتپن ہوتے ہین۔ سنسار کے جتنے سکھ ہین وہ اس شریر کے

نمت ہین جسکا کچھہ قیام ہی نہین۔ آج مرے کل دوسرا دن۔ مرنیکے بعد جو شریر کی
بیوستہا ہوتی ہے وہ ہی پرتکش ہے جلکر گڑھ کر یا کیڑے مکوڑونکا کھاجانیکر سبطرح
سے مٹی مین ملجاتا ہے اوسوقت اوسکو کوئی تکلیف کسی طرح کی محسوس نہین ہوتی
کیونکہ جلاتے یا گاڑتے وقت کسی کو آہ وزاری کرتے نہین سُنا۔

اب رہے پرلوک کے سُکھہ یعنی سورگ ونرک وجنت وبہشت سو جس جیو آتما کو
موت جیسے دُکھہ سے جسکے خیال تک سے آدمی کانپ اوٹھتا ہے کوئی گزند نہ پہونچا
اوسکو اور کس چیز سے تکلیف پہونچ سکتی ہے اسلئے وہ تو خود ست چت آنند سروپ
ہے۔ جو کچھہ دُکھہ ہے وہ اپنے خیالات کا بہرم ہے اور جو اس لوک یا پرلوک کے سُکھہ
مانے گئے ہین وہ بہی خیالات کی گڑہنت ہے کیونکہ اگر کسی خاص پدارتھہ مین سکھ
ہوتا تو وہ سبکو یکسان ہونا چاہیئے مگر ایسا نہین ہوتا۔ ایک شخص جس شئے کو دکھہ
روپ سمجھتا ہے دوسرے کیواسطے وہ بڑی سکھہ روپ ہے۔ آدمی میلے سے نفرت
کرتا ہے سور اوسکو بڑی رغبت سے کہاتا ہے اسلئے خیال کی ہی درستی لازم ہے
اور بانجہت سُکھہ روپ پدارا اگر حاصل ہی ہوجاوین تو پہر چند روز بعد اونسے پورا سکھہ
پرتیت نہین ہوتا اوس سے زیادہ سکھدائی پدارتھہ کی تلاش وجستجو ہوتی ہے اوسکی
وجہہ یہ ہے کہ جب اوس پراپت سکھہ کا اپنے ست چت آنند سروپ سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو وہ
تچھہ نظر آتا ہے اور دوسرے کی خواہش ہوتی ہے جیسے کسی کے پاس اشرفی ہو
اور وہ کوشش کرکے پیسہ حاصل کرے مگر جب پیسے اور اشرفی کا مقابلہ ہو تو پیسہ کی
کوئی حقیقت نظر نہ آتے گی۔ دراصل پورا سُکھہ اپنے سروپ مین ہی ہے۔ لیکن
اوسکے سکھہ ہونا اور اوسکا دیدار جسکی وجہہ سے یہ سب سکھہ ہیچ دکھلائی دین ضرور
ہے مگر دیدار اُسوقت نصیب ہوتا ہے جب من سب چیزون کی تمنا اور باسنا
کو چہوڑکر اوسکی طرف رجوع ہو اور من کو رجوع جب ہی کرسکتے ہین جب وہ ہمارے

قابو مین ہو اور اوسکی چنچلتا مٹ جاتے۔ اوسکی چنچلتا مٹانیکے واسطے ہی بزرگان دین نے بہت سے شغل اشغال مثلاً ذکر فکر تصور و مراقبہ وغیر مقرر کئے ہین جنکی مدد سے من شانت ہو جاتا ہے اور من کے شانت ہونے سے جیران ایان روپی رتھ پر سوار اور سہر دے مین براجمان گنیہ ہے اوسکا گیان ہوتا ہے جب اپنے سچدانند سروپ کا درشن ہوا پھر سب باسنا مٹ جاتی ہے۔

(۱۷۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی مہاتما نے کسی ذکر کی فضیلت دکہلائی ہے کسی نے کسی اور ذکر کی اور درجہ بھی گھٹا بڑہا کر رکہے ہین مگر ہماری سمجہہ مین تو سب کا درجہ برابر سا ہے۔ ادھکاری برت بات ہے کسی کو کوئی آسان ہوتا ہے کسی کو کوئی ہین سب ذکر یہ ذکر زبانی۔ ذکر قلبی۔ ذکر سری۔ ذکر روحانی۔ ذکر دوامی۔ فنا فی المذکور۔ انہین سے جو کوئی کسی ایک کو کرتا ہے وہ ایک ہی اوسکو منزل انتہائی تک پہونچا دیتا ہے ع

ایک ہی سا دیے سب ہین سب دہی سب جاتین

(۱۷۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ اس دوہے مین تین شغل درج ہین۔ دوہا۔

آنکہہ۔ کان۔ مکہہ۔ موندہا۔ موندکے نام نرنجن لے

بہیتر کے پٹ جب کہلین جب باہر کے پٹ دے

اول۔ آنکہہ بند کرنے سے مراد سہج سمادہ ہے جسمین ایک ہاتہہ کی دو انگلیونکو پلکون پر رکہہ کر پلکون کو اودہر اُدہر چلاتے ہین اور پہر دونون اُنگلیون سے آنکہونکی محاذی اور متصل بینی کو دباتے ہین۔ یہ اعلےٰ مراتب وصال کا ہے۔

دویم۔ کان بند کرنے سے انہد شبد سنا جاتا ہے اسکو سن سمادہ بھی کہتے ہین۔

سویم۔ منہہ بند کرنے سے مُراد اوم اسم اعظم کا ادچارن اور پر لو کا جاپ ہے اسکے مختلف طریقے ہین۔ اول۔ پرایانام مین ہی ریچک پورک و کمبہک کیساتہہ اوم کا اچارن کرتے ہین دویم منہہ بند کر کے ناک سے سانس لیجاتی ہے اور سانس کی آمد و شد پر خیال رکہا جاتا ہے

اور اول نظر کو ناک کی نوک پر جاتے ہین اور دل مین تصور کرتے ہین اسکو ناسا گر دہیان کہتے ہین۔ اسکی ہدایت بہگوت گیتا کے ادہیائے ۶ کے منتر ۱۳ و ۱۴ مین کی گئی ہے یہ شغل کی مزاولت سے نظر اوپر کیجانب کو چڑہتی جاتی ہے اور دلمین خیالات کا سلسلہ رُک جاتا ہے جب نگاہ اوپر چڑہنے لگی تو بجاے ناک کی نوک کے ناک کی جڑ یعنی ترکٹی استہان پر جو دونون بہوون کے درمیان ہی نظر کو ٹہراتے ہین اور اسی جگہہ پر ناک سے آنے جانیوالی سانس پر خیال رکہتے ہین اس سے سانس کی رفتار مین ایک قسم کا سکون ہوجاتا ہے اور رسطون مین خیالات کا سلسلہ رُک جاتا ہے اوسکو سیج استہاسن دہیان سرت سادہنا اور ترکٹی دہیان بہی کہتے ہین۔ گیتا کے ادہیائی ۵ منتر ۲۷ و ۲۸ مین یہ شغل درج ہے۔ دویم۔ جسوقت خیالات کا سلسلہ رُک جاتا ہے تو بہت ہی آنند معلوم ہوتا ہے اور ترکٹی پر دہیان کرنے سے جو کچہہ نظر آتا ہے اوسکی وجہہ سے نظر اور اوپر کیطرف جانے لگتی ہے اوسوقت سب دروازون یعنی جسم کے کل سوراخون کو بند کرکے دل کو قلب مین روک کر اور نفس کو ام الدماغ مین ٹہراکر پریو کا اوچارن کرتے ہین۔ اسکا ذکر گیتا کے ادہیائے ۸ کے منتر ۱۲ و ۱۳ مین ہے اور جوگ بششٹ کے ۵ پرکرن اور سرگ ۴۹ مین اسکی تشریح ہے۔ سوم سدہ آسن یا پدم آسن کی ترکیب سے بیٹہکر ٹہوڑی کو کنٹہہ سے ملا دیوے یا گردن سیدہی رکہے اور نظر کو ناک کی نوک پر جاکر سانس کی آمد و شد پر توجہ رکہے اور نظر کو اوپر چڑہاتا جاوے یہانتک کہ ترکٹی پر پہونچ جاوے مگر اسطریقے مین اول اول ذرا تکلیف ہوتی ہے۔ چہارم۔ ناف سے دس انگل اوپر دل بند کنول کے پہول کیطرح پر رکہا ہوا ہے اسمین دو دروازے یا سوراخ ہین اوپر کا سوراخ یعنی باب فوقانی جسم سے ملا ہوا ہے اور نیچے کا دروازہ یعنی باب تحتانی روح سے ملا ہوا بائین چہاتی سے چار انگل نیچے کی طرف ہے اس جگہہ پر نظر جانے اور دہیان کرنے سے دلمین جو محل برہم کا ہے

رسائی ہوجاتی ہے اور اوسکے ذریعہ سے اوپر کا راستہ مل جاتا ہے۔ دوہا

تلسی ایسی پریت کر جیسے چند رچکور
چونچ جھکی گردن گلی چتوئے داہی اور

نظر جانیکے واسطے اس جگہہ چندن یا سفیدی یا سیاہی یا کسی اور چیز کی بندی یا نشان لگا لیتے ہین۔

(۱۷۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ اجپا جاپ کے شدہ ہونیکے واسطے یہ عرصہ مقرر کیا ہے ۸ ماہ منہ سے جپے اور ۱۶ ماہ کنٹھ سے اور ۳۲ ماہ ہردے سے تو اوسکا دل نرمل ہوا اور اوسکے سب پاپ دور ہوجاوین اور اگر کوئی شخص ۵ سال ناپہہ سے جپے تو رگ رگ و ریشہ ریشہ سے نام مالک جاری ہو۔

(۱۷۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ اجپا جاپ کرنیوالے مہاتما بہت کم دیکھنے مین آئے اور دراصل اسکے سادہنے والے ہوتے ہی بہت ہی کم ہین۔ اسکے کامل ایک مہاتما سے ایکمرتبہ اس طرح سے ملنا ہوا کہ پورب کے اضلاع مین ہم ایک استہان پر جاکر ٹھہرے وہان اکثر ست سنگی جمع ہوتے تھے۔ ہم کو دیکھکر بہت ہی خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ یہان ہی رہا کیجئے۔ ایک پرم ہنس یہان رہا کرتے تھے عرصہ تین سال سے چلے گئے ہین لیکن یہ کہہ گئے ہین کہ پھر ایکمرتبہ ملین گے یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ اچانک وہ پرم ہنس آگئے سب دیکھکر حیران ہوگئے وہ فوراً تاڑ گئے اور بولے کہ تم سے ملنے کا وعدہ کیا تہا سو پورا کرنے آئے ہین۔ ہرچند لوگون نے بیٹھنے کو کہا مگر بیٹھے نہین اور واپس جانیکو طیار ہوگئے اون لوگون کے اصرار سے ہم نے بھی بیٹھنے کو کہا تو بیٹھ گئے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو رات کے وقت ہم سے کہا کہ آؤ چلو بازار مین کچھہ کام ہے ہم ساتھہ ہولئے ایک ساہوکار کی دوکان پر گئے تہوڑی دیر وہان بات چیت کی پھر وہان سے ہم کو لیکر ایک اور جگہ گئے

پہر وہان سے قریب بارہ بجے رات کے ایک سیٹھ کے مکان پر جو اونکے شش تھے
پہونچے۔ دروازہ بند تہا مگر ہم کو یہہ دیکہکر بہت تعجب ہوا کہ اونکے ہاتہہ لگاتے ہی وہ
دروازہ ایسے کہل گیا جیسے کہ صرف کواڑ بہڑے تہے۔ زینہ پر چڑہ کر اوپر پہونچے تو
سیٹھہ اور سیٹہانی سو رہے تہے اونکو جگایا وہ بہی دیکہکر بہت حیران ہوئے بڑی
عزت اور خاطر سے بٹہایا۔ آپنے فرمایا کہ کچہہ کہانیکو بہی ہے۔ اتفاق سے کوئی کہانیکی
چیز موجود نہ تہی۔ سیٹہانی کہانا بنانے کو اوٹہین اونکو منع کر دیا اور فرمایا کہ آم اور
چیڑے جو رکہے ہین وہی لے آوٴ۔ اونہون نے وہی پیش کر دئے تہوڑے سے آپ
کہائے ہم کو بہی دئے لیکن چونکہ بہت بیوقت تہا اسلئے ہم نے تو نہ کہائے پہر آپنے
پانی پیا اور ہم سے کہنے لگے کہ پرم ہنس جی ان لوگون سے ملنے کا وعدہ کیا تہا سو
پورا کرنا تہا دیکہئے اچیاچاپ ایسی چیز ہے کہ پران کی گت اس سے بالکل قابو مین
آجاتی ہے اور ہم کو دکہلا کر اچیا کیا اور وہین چولا چہوڑ دیا۔ واقعی بہت ہی کامل شخص تہے
انکو جسم اور جان کے متعلق امور پر پورا اختیار تہا۔

(۱۷۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ جیپور مین ایک ملّا صاحب گنڈے تعویز کرتے تہے
پرا پہکاری تہے اور بڑے بزرگ مشہور تہے لیکن فقیری مین اونکا درجہ اعلےٰ نہ تہا اونکے
ہان ایک فقیر آئے ملا صاحب نے اون کو اپنے بالاخانہ پر ٹہرا دیا وہ رات بہر اجپا مین مشغول
چہت پر گہومتے رہتے تہے۔ ملا صاحب کی نیند مین فرق آتا تہا۔ دو دن تو مہمان
نوازی کے خیال سے کچہہ نہ کہا تیسرے دن باتون باتون مین کہنے لگے کہ آپ تو
کچہہ دیوانہ سے معلوم ہوتے ہین۔ وہ ہنسکر بولے کہ ہم تو آپکو بہی دیوانہ سمجہہ کر ہی آئے
تہے مگر افسوس ہے کہ آپ تو دانا نکلے ہم کو تو ورد کے مارے ایک پل نیند بہی
حرام ہے اور اسیدن وہان سے اُٹھ آئے۔ اجیاکرنیوالے ایک اور بزرگ سے
ملنا ہوا وہ ایک طوائف کے مکان پر رہتے تہے اونکا درجہ اعلیٰ تہا۔

(۱۸۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان کی زندگی کا اندازہ۔ دن۔ ماہ۔ برس پر نہین بلکہ سانسون کی تعداد پر منحصر ہے۔ حالت صحت مین ۲۱۶۰۰ سانس روزمرہ کی مقرر ہین ان کی کمی بیشی سے زندگی کے عرصہ مین کمی بیشی ہو سکتی ہے۔ لہذا جن کامون مین سانس زیادہ چلین اون سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ٹھیک بارہ چلیت اٹھارہ سوتے پچیس اور مِتہن ساٹھ۔ لہذا سادہی وغیرہ لگانے سے جس مین سانس بالکل رک جاتی ہے زندگی بہت بڑہ سکتی ہے۔

(۱۸۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ جسوقت سری بابا نانک صاحب بھجن سے فارغ ہوئے تو جابجا گشت کرنا وا اُپدیش دینا شروع کیا جب راجہ شیوناتہہ سنگہہ کو شرت شبد بارک کا اپدیش بنام سہج یوگ کیا تو اُنہون نے عرض کیا کہ مہاراج کتب مقدسہ و متبرکہ قدیمیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشتر مہاتما لوگ چکرونکی صفائی ویرایا نام بتاتے تہے جب وہ درست ہو جاتا تہا اوسوقت سہج یوگ بتاتے تہے۔ آپنے مجھے پہلے ہی سے سہج یوگ بتایا اوسمین کیا مصلحت ہے تو بابا صاحب نے جواب دیا کہ اول تو پیشتر کے زمانہ مین عمر دراز ہوتی تہین اِس لئے سب کام اُتنے عرصہ مین ہو سکتا تہا اب عمر اس قدر کم رہ گئی ہے کہ سلسلہ سے کل کام اس عمر مین نہین ہو سکتا۔ دوم۔ اب آدمی ایسے جفاکش اور ساد ہنا والے نہین جو اوسکو پورا ڈال سکین اکثر گہبرا کر کمر کہول دیتے ہین اور کام ادہورا رہ جاتا ہے تیسرے چکردن کی صفائی سے سِدہی شکتی حاصل ہو جاتی ہین اوسمین اول تو آدمی کے گمراہ ہونیکا اندیشہ ہوتا ہے دوسرے اوسکا اثر صرف اِس خاکی جسم تک رہتا ہے چوتہے یہ سِفلی مقامات ہین انکو درست کرکے ہی بعد مین علوی مقامات مین گذر ہوتا ہے اور سہج یوگ کے ذریعہ سے علوی مقامات مین یکدم سے رسائی ہو جاتی ہے اور یہ طریقہ ایسا سہج اور آسان ہے کہ چہ مرد چہ عورت چہ جوان و چہ پیر ہر ایک اسکو بلا خیال فرصت و وقت کے کر سکتا ہے اسلئے آدمیون کی عمر و

جسمانی تندرستی و مالی وملکی حالت وفکر معاش وغیرہ کل باتوں کا خیال کر کے مہاتماؤں
نے اِس زمانہ کے لئے اس طریقہ کو سب سے زیادہ موزون و درست سمجہا ہے اسلیئے اسکو
رواج دیا ہے۔ تم اپنے دل مین کسی قسم کا شک و شبہ نہ لاؤ اور اسکو کماؤ۔

(۱۸۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ کہیچری سوز گداز پیدا کرتی ہے اور اوسکو بڑہاتی
ہے۔ پرانایام جذبہ کے بڑہنے مین مدد دیتا ہے اور سہج سادہ سکہنا کا راستہ
کہولتی ہے اور پرکاش ہوتا ہے۔ اجپا سے سرت کی ایکتا ہوتی ہے لیکن انمین
سے جس کسی کو بہی ڈڑہ کر کے کیا جاوے تو ہر ایک منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے

ع
ایک ہی سادہی سب سدہ ہین سب سادہی سب جائین

(۱۸۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ یہ سات باتین بہی طالب خدا کو دہیان مین
رکہنی چاہیئن اور ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ (۱) دوام الوضو (۲) دوام الخلوت
(۳) دوام الصوم (۴) دوام الربطہ القلب بالشیخ (۵) ترک الاعتراض (۶) علی اللہ
وعلی الشیخ (۷) دوام الرضا بقضا واللہ تعالےٰ۔

(۱۸۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ بہوگ اور یوگ مین اوتار او رچڑہاؤ کا فرق ہے یعنی
بہوگ مین جیو بند دوار او پر سے نیچے کو اوترتا ہے اور یوگ مین نا دوار نیچے سے اوپر
جاتا ہے۔ ہٹ یوگ دوار اسکی سادہنا چہ کریا کر کے ہوتی ہے۔

(۱) گنیش کریا یا ان دایو دوار اگنیش کریا ہوتی ہے اور ادہار چکر ساد ہا جاتا ہی گدا
سے جل کہینچکر اوپر کو چڑہاتے ہین اور پہر گرا دیتے ہین ایسے بار مبارک کرنے سے
ادہار چکر ٹوٹ جاتا ہے اور اوس سے یوگی اوپر کو چلتا ہے اور تب ادہار چکر شدہ
کہلاتا ہے۔

(۲) بجرولی کریا۔ ادہار چکر کے اوپر سوادہسٹہان چکر ہے جب ادہار چکر شدہ ہو جاتا
ہے تب سوادہسٹہان چکر کو بیدہتے ہین سارہ او نگل کی سلائی بنا کر لنگ دوار

ہین اوسے بار مبار چلاتے ہین جس سے پیشاب کی اندری کا چہید شدہ اور صاف ہو جاتا ہے پہر اوس اندری سکے دوارا جل کہینچ کر چڑہاتے ہین جب جل کو اچہی طرح چڑہانے اور اوتارنیکا اُبہیاس پڑجاتا ہے تب سلسلہ سے دودہ اور شہد اور پارہ چڑہاتے اور اوتارتے ہین جب پاو بہر پارہ کو چڑہاکر چہون کا تیون اُتارنیکا ابہیاس ہو جاتا ہے تب یہ چکر شدہ ہو جاتا ہے۔

(۳) دہوتی کریا سوادہستہان چکر صاف ہونیکے بعد پران اور سمان وایو کو شامل کرکے دہوتی کریا کی جاتی ہے۔ نو گز لمبی (اور کہین کہین پندرہ ہاتہہ اور چودہ ہاتہہ لکہی ہے) چار اونگل چوڑی باریک اور نرم بستر کی پٹی یا دہوتی بناتے ہین اُسکو بہگوکر منہ کی راہ نگل کر اور پیٹ مین پہونچاکر نکال لیتے ہین اور پانی پی کر ہیترا آنتون کو صاف کرتے ہین اور کپڑے مین جو کف وغیرہ لگ کر آتا ہے اوسکو صاف کرکے پہر دہوتی کو نگلتے ہین اور نکالتے ہین۔ ایسے بار مبار کرنے سے یہ کریا پوری ہو جاتی ہے اور تب لوگ تابدست وایو کو اُٹہاکر منی پورک چکر مین بہرتا ہے۔ یہ پٹی نئے کپڑے کی ہو جب ذرا بہی پرانی ہو جاوے تو پہر بدل دینی چاہئے۔ ورنہ ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہوتا ہے۔

(۴) دانتن۔ مہین سوت کی ٹکرا اور انگوٹہے کے برابر موٹی سوا ہاتہہ لمبی دانتن بناکر گلے مین ہوکر پیٹ مین چلاتا ہے اور پیٹ بہر پانی پی کر نکالا جاتا ہے اس سے پیٹ کلیجہ اور پہیپہڑے کا کف وغیرہ نکل جاتا ہے اس کریا کو کنجر کریا اور گج کرم بہی کہتے ہین اس سے بڑا آنند ملتا ہے اور پرکاش ہوتا ہے۔ اسی کریا سے یوگی اناہد شبد سننے لگتا ہے۔

(۵) لمبکا یوگ۔ پران اپان اور سمان تینون کو کنٹہہ استہان مین اکٹہا ملاتا ہے اسکے سادہن کے سمے کیول دودہ ہی پی کر رہنا پڑتا ہے اناج نہین کہایا جاتا مکہن اور سینہ سپٹ کرکے جیبہ کو روز روز رگڑ کر پتلا کرنا اور جیبہ کی جڑ کی رگونکو آہستہ

آہستہ کاٹ کے اسکو اتنا بڑہانا پڑتا ہے کہ جس سے دسوین دوار تک پہنچ سکے۔ پہر جیبہ کو اولٹ کر برہم روندھر کے مارگ کو روک کر اوپر سے ٹپکتے ہوئے امرت کو پیتا ہے اس کے پینے سے شریر کی کانت تیج مے ہوجاتی ہے اور لمبکا یوگ پورا ہوجاتا ہے اور شدہ چکر صاف ہوجاتا ہے۔

(۶) بنی شدہ چکر کے آگے اگنی چکر ہے سوت کی بتی بالشت بہر لا بنی بناکر ناک مین چلا کر برہمانڈ کو بھلی پر کار صاف کرکے اپنے کنٹھ کی دا لو کو اگن چکر مین استہاپت کرنا ہوتا ہے اِس سے بڑا آنند ہوتا ہے۔ دالو کو اوپر چڑہا کر جیبہ سے کنٹھ کے مارگ کو روک کر کنبھک کرکے یوگی سادہ کو پراپت ہوتا ہے اور شریر شکست ہین مرتک کے سمان ہوجاتا ہے اور دسوین دوار مین پہنچکر یوگی نربکلپ سادہ کو پراپت ہوجاتا ہے اور اس استہان پر پہنچکر یوگی آٹھ شدہ اور نونده کو پراپت کرتا ہے مگر اس یوگ کا ابہیاس گرو دوارا اور اون سے پوچہہ پوچہہ کر کرنا چاہیئے۔ دیکہا دیکہی اور کتاب پڑہ کر کرنے سے کام خراب ہوجاتا ہے ؎

دیکہا دیکہی سادھے یوگ
چہیجے کایا باڑہے روگ

بعض مہاتماؤن کی زبانی اور گرنتہون مین اسکے یہ چہہ نام ہی سُنے اور دیکہے ہین (۱) نیتی (۲) دہوتی (۳) دستی (۴) گج کرم (۵) نیولی (۶) تراٹک لیکن یہ صرف لفظی فرق ہے گنیش اور بجرولی دونون کو دستی کہ سکتے ہین۔ نیولی اور تراٹک دونون کا ابہیاس لمبکا یوگ مین آجاتا ہے۔ ہٹ یوگ مین ان ادویات کے استعمال کی ضرورت پڑتی ہے۔ ترکیب داتن بنانیکی۔ مہین سوت کا تار ۲ گز یا ۲ گز لانبا ہو جتنی موٹی داتن بنائی ہو اوسی انداز سے اوسکی ایک لڑ موٹی بنائی جاہیئے۔ ایسی مین دو ڈوریونکو خوب بٹکر اور دوہرا کرکے پہر بٹ لین جسطرح سے رسی بٹنے کیواسطے لڑین تیار کرتے ہین تینون لڑون کے مین

ٹھ باریک پیسکر دو حصہ ہلدی ایک حصہ ہرڑ قریب ۱۲ ماشہ پانی کیساتھ ۱۲ پہر تک شہرہ مین بہگوا رکہین۔

نصف مین سنگم کی جگہہ سے دُو دُو اونگل دونون طرف جُھکر چار اونگل کا حلقہ سا بنا لین اُسکے بعد گانٹھ دیدین۔ گانٹھ کے بعد صرف تین ڈورے بٹے رہنے دین باقی کا بل نکالکر نرم کرلین اور اُن کہلے تاگون کو بالکل بیچ مین رکہکر اوپر سے اُن تینون بٹی لڑونکو ایک ایک کرکے رسی کیطرح سے خوب بٹ دین۔ قریب ایک ہاتھ تک بٹنے کے بعد پہر گانٹھ لگادین تاکہ بٹا ہوا حصہ کہل نہ جاوے اِسکے بعد کل سُوت کہولدیتے جاوین اور وہ گہا یعنی پہندنا کہلے سُوت کا گرہ بہر لانبا ہو باقی حصہ کو کاٹ دیا جاوے۔ دامن کی کل لمبائی ہاتھ بہر دس گرہ تک ہونی چاہیے۔ **ترکیب نیتی بنانیکی** ۔ بارہ بارہ تار کی چند بالشت لانبی تین لڑ بناوین۔ تینون کو علیحدہ علیحدہ خوب بٹلین پہر دو لڑون کو درمیان سے ملاکر بٹین۔ تین اونگل کے بعد تیسری لڑ بہی درمیان سے ملاکر تینون کو بل دین۔ تقریباً ایک بالشت سے سوا بالشت تک بٹجاوے تو گانٹھ لگادین تاکہ بل نہ کہلے اوسکے بعد بل کو نکالکر سُوت کو کہولدین۔ کل نیتی کہلی اور بٹی ہوئی ایک ہاتھ لانبی ہونی چاہیے۔

(۱۸۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ پیشتر عام طور سے مہاتما لوگ علم سرودہا کے عالم ہوتے تھے اور اپنے کل کامونمین اوسکے مطابق دستور العمل کرتے تہے اوسکا طریقہ اس طرح پر ہے کہ جسم انسانی مین تین ناڑیان یعنی ایڑا پنگلا وسکہمنا مخصوص رکہی گئی ہین اونکی رفتار پر دہیان رکہنے کو سرودہا کہتے ہین اور اُن کے ذریعے سے سانس کی آمد و رفت ہونے سے جسم انسانی پر کیا اثر پڑتا ہے اور پنچ تتو وغیرہ بیرونی مادہ سے اونکا کیا تعلق ہے اوسکو اسطرح پر سمجہنا چاہیے۔

داہنے نتہنے کو پنگل یعنی سورج ناڑی کہتے ہیں اس سے اگر سوانس کی آمد و رفت ہو تو سورج چلنا کہا جاتا ہے بائین نتہنے کو ایڑا اور چندرما چلنا کہتے ہین۔ اگر دونون نتہنون سے سانس برابر جاری ہو یا حال ہی داہنے سے اور حال ہی بائین سے چلے تو اوسکو سکہمنا کہتے ہین۔ چت کو استہر کرکے ناک کے اگلے سرے یعنی نوک پر نظر جماکر سوانس کو دیکہنے سے سُرونکا حال معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک سُر ایک نتہنے سے ایک مرتبہ پانچ گہڑی یعنی قریب دو گہنٹے چلتا ہے پہر دوسرا بدل جاتا ہے۔ جب ایک سُر سے دوسرا سُر بدلتا ہے تو سکہمنا چلتا ہے۔ ایکدن رات مین پانچون تتو ون کے بارے دورے ہو جاتے ہین۔ سُرونکا حال اسطرح پر ہے۔

نمبر سلسلہ	نام تتو	چال	رنگ	پیمان	جسم مین استھان	کام	کرم اندری کے دوار	گیان اندری	آکار	مزہ	گن	[illegible]	[illegible]	نتیجہ سوالات
۱	پرتھوی	سنکھہ	پیلا	۱۲ اونگل تک	کلیجہ	کہانا۔پینا	گدا	ناسا	چوکور	میٹھا	ستوگن	چندرما	استقلال کے	اس تتو کیوقت لڑائی مین جاوے تو لڑائی برابر رہے
۲	جل	نیچے	سفید	۱۶ "	بہال	میتھن	لنگ	زبان	لانبا	سیٹھا			جلدی کے	" " فتح ہو
۳	اگنی	اوپر کو	لال	۴ "	پِتّہ	لوبھ۔موہ	پیر	آنکھہ	ترکونی	چرپرا	رجوگن	سورج	سخت محنت کے	" تو ہارے اور زخمی ہو
۴	والیو	ترچھی	ہرا	۸ "	نابھ	گندہ و سگندہ	ہاتھ	تچا	گول یا چپکونی	کسیلا			چر	" تو ہارے
۵	آکاش	ناک کے دونون سرون مین	شیام	نتھنون سے باہر نہ معلوم ہو	شیش	شبد۔گشبد	منہہ	کان	شونیہ	کڑوا	تموگن	سکھنا	بھگوت بھجن	تو مارا جاوے

(۱) داہنے سر یعنی سورج یا پنگلا چلتے وقت یہ کام کرنے چاہئین۔
تلوار اُٹھانا۔دشمن سے لڑنا۔بحث مباحثہ کرنا۔بھوجن۔اشنان۔پاخانہ
میتھن۔افسر سے ملاقات۔لکھنا پڑہنا۔دہیان بھی کہا ہے۔بیوپار۔گھوڑے

(۲) بائین سُر یعنی چندرما یا ایڑا چلتے وقت یہ کام کرنے چاہئین۔
بیواہ۔دان۔تیرتھ۔کپڑے اور زیور پہننا۔نئے مکان مین جانا کتاب لکھنا
یوگ ابھیاس۔دوستی۔دوا کہانا۔کہیتی باڑی کرنا اور اناج بونا منتر لینا

ہاتھی کی سواری - یعنی بدیا سیکہنا منتر سدہ کرنا - دشمن کے گہر جانا - قرض دینا یا مانگنا - زہر اور بہوت اُتارنا - خرید فروخت وغیرہ یعنی کل چر کام اس سر مین کرنے چاہیئین -

کرشن پکش یعنی اندہیرے پاکہہ کا اس سُر سے تعلق اس طرح پر ہے یعنی اول تین روز سورج چلتا ہے اور پہر تین یوم تک چندرما ن اسی طرح علی الترتیب ہا -

۱-۲-۳	۴-۵-۶	۷-۸-۹	۱۰-۱۱-۱۲	۱۳-۱۴-۱۵
سورج	چندرما	سورج	چندرما	سورج

دنون مین منگل - اتوار - اور سنیچر اور راشون مین کرک - بیکہہ - تلا اور مکر اس سے ملے ہوتے ہین اور تتو مین اگن اور وایو تتو اس سُر مین کام کرنیکے لئے ٹہیک ہین -

---

راج گدی پر بیٹہنا - گہر حویلی مکان بنوانا - چہپر چہوانا - باغ لگوانا - حاکم کا قلعہ مین جانا - پانی پینا - پیشاب کرنا وغیرہ کل تہر کام اس سُر مین کرنے چاہیئین -

شکل پکش یعنی اوجالے پاکہہ کا اس سُر سے تعلق اس طرح پر ہے یعنی اول تین روز چندرما اور پہر تین دن تک سورج اور پہر اسی طرح سے یکے بعد دیگرے -

۱-۲-۳	۴-۵-۶	۷-۸-۹	۱۰-۱۱-۱۲	۱۳-۱۴-۱۵
چندرما	سورج	چندرما	سورج	چندرما

دنون مین - سوموار - برہسپت - اور شکر اور راشون مین برکہہ - برچہکہہ - سنگہہ اور کمبہہ اس سے ملے ہوتے ہین اور تتو مین جل پرتہوی چندرما سر مین کام کرنیکے لئے ٹہیک ہین -

(۳) اگر سکھمن مین دنیا کے کوئی کام کرو تو دیر یا نقصان ہو تکلیف یا کلیش ہو کسی سے ملنے جاوے تو آدمی نہ ملے یین بیٹھن ۔ کنیا اور دھن اسکی براشین ہین آئین بھجن اور یوگ اور آتم ابھیاس کرنا چاہیے۔

عمر انسانی پران تتو دن کا اثر اور اوس سے حالات ذیل متعلق ہین۔

دن کو چندرما اور رات کو سورج چلنے سے عمر بھر پور ہوتی ہے اگر اسکے خلاف کارروائی ہو تو بیماری پیدا ہو۔ اور اگر اگنی تتو قایم ہوا ور آٹھ پہر تک برابر سورج چلتا رہے تو تین سال کا یار ہے۔

اگر سولہ پہر تک برابر سورج چلتا رہے تو دو سال کا یار ہے۔

اگر تین رات و تین دن برابر سورج چلتا رہے تو ایکسال کا یار ہے۔

اگر سولہ دن رات برابر سورج چلتا رہے تو ایک مہینے کا یار ہے۔

اگر ایکماہ 〃 〃 〃 تو دو دن کا یار ہے۔

اگر تین رات دن آکاش تتو چلے تو ایکسال کا یار ہے۔

اگر ایک ماہ تک رات کو برابر چندرما اور دن کو سورج چلے تو چھ ماہ مین موت ہو جاوے

اگر منہ سے سانس چلنا شروع ہو تو چار گھڑی مین موت ہو۔

پانچ گھڑی تک برابر سکھمن چلے تو مرتیو ہو یا مکتی ہو جاوے۔

کرشن پکش اور دکشناین سورج مین یوگی شریر تیاگے تو راجہ ہو اور اترائن سورج اور شکل پکش مین شریر تیاگے تو مکتی ہو۔ اگر چار یا آٹھ یا بارہ یا بیس دن تک چندرما چلے تو عمر بڑی ہو۔ جب آئینہ مین اپنا منہ نظر نہ آوے تو سیدرہ دن قیام زندگی کا سمجھے۔ جب کسی کو اپنی ناک یا بھوین دیکھنے سے نظر نہ آوین تو تین دن کا مہمان ہے ۔ تیل اور پانی وغیرہ اشیاء مجلی مین جب چہرہ یا کوئی عضو چہرہ کا نہ دیکھ پڑے تو اپنے کو پانچ روز کا مہمان سمجھے۔ جب خوشبو اور بدبو مین تمیز باقی

سُر ہے تو تین دِن کی زندگی سمجھے۔ اگر بیمار کا سانس ناک سے ٹھنڈا اور منہ سے گرم نکلے تو زیست کی اُمید نہین۔ اگر نہاتے وقت پانی جسم پر پڑکر بالکل نہین ٹھہرے تو دس رات کی زندگی سمجھے۔

بیماری کی حالت دریافت کرنے مین یہ بات دیکھی جاتی ہین کہ اگر پوچھنے والا بائین طرف بیٹھکر پوچھے اور بایان سُر اور وسہرتی تتو ہو تو روگی مرے نہین۔ اگر چندر بابند ہوکر سورج چلنے لگے تو مریض نہ جیوے۔

سفر کیوقت سُروں سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہین۔ اگر سورج کا دن ہو اور داہنا سُر ہو تو پہلے تین قدم آگے رکھے۔ اگر چندرما کا دن ہو اور بایان سُر ہو تو پہلے بایان قدم چار مرتبہ آگے رکھے۔ داہنے سُر مین پورب اور اُتر کو جانا اور بائین سُر مین دکھن اور پچھم کیطرف جانا درست ہے۔ اِسکے خلاف خراب ہوتا ہے۔ چندرمان کا دن ہو تو بایان پیر اور سورج کا دن ہو تو داہنا پیر پہلے اُٹھانا چاہیے۔ جو نسا سُر چلتا ہو پہلے وہی قدم چلے تو بھی درست ہوجاتا ہے۔

اگر کوئی گربھ کی بابت دریافت کرے تو یہ باتین دیکھی جاتی ہین۔ استری کے گربھ کی بابت اگر کوئی دریافت کرے کہ گربھ ہے یا نہین تو جسطرف دریافت کرنیوالا بیٹھا ہے اگر اوسطرف کا سُر بند ہے تو گربھ ہے اگر سُر چلتا ہو تو گربھ نہین ہے۔ اگر کوئی دریافت کرے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی تو اگر اوسوقت داہنا سُر چلتا ہو تو لڑکا ہوگا اور اگر بایان سُر چلتا ہو تو لڑکی ہوگی۔

اگر داہنا سُر چلتے وقت دریافت کرے اور اوسیوقت بایان سُر بدل جائے تو لڑکا ہوکر مر جائیگا۔

اگر بایان سُر چلتے دریافت کرے اور اوسیوقت داہنا سُر بدل جائے تو لڑکی ہوکر مرجائے گی۔

اگر سکھمن چلتے وقت سوال کرے تو دو بچے یعنی جوڑے ہوں

اگر آکاش تتو چلتے وقت سوال کرے تو تست ناسنہ بچہ ہو یا ہیجڑا یا نامرد۔

اگر اگن تتو چلتے وقت سوال کرے تو اوچھا گر جائے۔

اگر دایو تتو چلتے وقت سوال کرے تو چھایا ہو۔ بڑے نہیں۔ پیٹ میں ہی بلما جائے

اگر جل تتو چلتے وقت سوال کرے تو لڑکا ہو۔

اگر پرتھوی تتو چلتے وقت سوال کرے تو لڑکی ہو۔

اگر ہبا دان کے بارے میں اس طرح پر ہے کہ جس وقت عورت چوتھے دن نہاوے

اگر اوسکا چندر ما سُر چلتا ہو اور اوسکے خاوند کا سورج تو جان لو کہ لڑکا پیدا ہوگا

اس کے برخلاف ہو تو لڑکی۔

اگر جل اور پرتھوی کے یوگ میں گرہ ہے تو لڑکا ہو۔

اگر پرتھوی تتو کے یوگ میں گرہ رہے تو لڑکا دہنوان۔ خوبصورت اور راجہ ہو۔

اگر اگن تتو کے یوگ میں گرہ رہے تو گرہ گرے۔ ماں دکھی ہو اور مر جاتے۔

اگر دایو تتو کے یوگ میں گرہ ہے تو لڑکی ہو اگر دایو تتو اور داہنے سر میں بھوگ کرے

اور گرہ رہے تو شریر میں بیماری ہو۔

اگر آکاش تتو کے یوگ میں گرہ رہے تو سوتک سوت۔

عام معاملات میں سوال کرتے وقت یہ باتیں دیکھی جاتی ہیں۔ جو سُر چل رہا ہو اُسی

طرف سے اگر سوال کرے اور وہ سُر بند ہو جائے تو کام نہو۔ جل یا پرتھوی تتو

ہو اور سورج سُر ہو اور داہنی جانب سے سوال کرے تو کام بنا سمجھو جس طرف کا سُر

ہو اوسی طرف سے سوال کرے تو اچھا ہوتا ہے اسکے خلاف خراب۔ اگنی یا دایو یا

آکاش تتو چلتے وقت دریافت کرے تو نتیجہ کارج نہو۔ اندر کیطرف سوالن جاتے وقت

کوئی سوال کرے تو کہو کام شرطیہ ہوگا جو باہر کیطرف سالنس آتے وقت سوال کرے

تو کام نہو۔

سُروں سے مرض کا علاج بھی ہوتا ہے یعنی مرض حار مین چندر سُر کو چلاتے ہین اور مرض بارد مین سورج کو چلاتے ہین۔ رات کو بائین کروٹ سے سونا چاہیے۔

تتوون کی پہچان اِس طرح پر کر لینی چاہیے۔ ایک شیشہ لو اور زور سے ناک سے اوسپر سانس لو تو شیشہ کسی قدر دہندلا ہو جاویگا اگر اوس دُھندلے حصے کے چار زاویہ ہین تو سمجھو پرتھوی تتو چل رہا ہے۔ آدہے چاند کی سی شکل ہے تو جل تتو چل رہا ہے مثلث کی سی شکل ہے تو اگنی گول شکل ہے تو وایو اور اگر کان کے مشابہ شکل ہو تو آکاش تتو سمجھنا۔ ایسے بھی کرتے ہین کہ پانچ گولی ایک ایک تتو کے رنگ کی بنوالین اور اون کو جیب مین رکھین جب تتو معلوم کرنا ہو آنکھہ بند کرکے ایک گولی نکال لین جس رنگ کی گولی نکلے اکثر وہی تتو چل رہا ہوگا۔ مگر یہ بات ذرا سے مزاولت سے ٹھیک ہوتی ہے۔

سُر و دے کے ذریعہ لوگ لوگ برس پھل یعنی سمت آئندہ کا حال بھی دیکھتے ہین جسدن اور جس گھڑی میکھہ کی سنکرانت لگتی ہے خواہ درمیانی چیت کے مہینے مین پڑوا کو جب شکل پکش لگتی ہے تو علی الصباح دیکھے کہ کون سُر اور کون تتو چل رہا ہے اور اونکا پھل اِس طرح پر ہے۔

اگر پرتھوی تتو اور چندر سُر ہو تو راجہ اور پرجا سکھی ہو۔ ملک مین بارش ہو۔ اناج چارہ بہت پیدا ہو۔

اگر جل تتو اور چندر سُر ہو تو خوب بارش ہو اور آنند منگل سے رعایا رہے۔ اور دہرتی خوب پھلے اور خوب سما ہو۔

اگر پرتھوی اور جل تتو سورج کے ساتھہ ہو تو مدھیم سما ہو۔ اگر اگنی تتو ہو تو پرجا کو روگ اور دُکھہ ہو راجہ کا مان گھٹے۔ کال پڑے تھوڑی بارش ہو جا بجا آگ لگے ملک مین

خوف کلیش اور دنگا ہو۔
اگر وایو تتو چندر سُر مین چلے تو لوگ خوفزدہ رہین۔ کال پڑے کچھ دنگا فساد ہو۔ اگر وایو
تتو سورج سُر مین ۔۔ چلے تو نہ بارش ہو نہ غلہ پیدا ہو۔ آکاش تتو ہو تو کال پڑے اور
تنکا بھی نہ اوپجے۔ مینھہ نہ برسے اور راج اپتیات ہو۔
اگر سکھمنا سُر ہو تو راج مین اپتیات ہو کال پڑے اور دیکھنے والا بھی مر جائے۔
(۱۸۶) ایک روز علم سُر ودے کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک صاحب دیوان جوگراج جی نے
اسکے ایک عامل کا حال بیان کیا کہ وہ ہر ایک کام سوانسون کو دیکھکر کرتے تھے اکبر تبہ
وہ دیوان صاحب سے ملنے آئے انکا مکان اندرون محلہ تھا۔ دروازہ کھلا ہوا
تھا۔ بغیر دریافت و تلاش مکان کے اندر گھسے ہوتے چلے گئے۔ دیوان صاحب نے
اون سے دریافت کیا کہ آپ کو مکان کا پتہ کیسے چلا تو جواب دیا کہ راستہ مین جسقدر
چوراہے وغیرہ ملتے گئے وہان ٹھر کر سوانس کو دیکھہ لیتے تھے جس طرف کا سُر
چلنے لگتا اوسی طرف کو روانہ ہو جاتے تھے۔ اسی طرح سے دیکھتے ہوئے جب
آپکے دروازے کے سامنے پہونچے تو سُر بالکل بند ہو گیا اور ذرا ٹھر کر بایان
سُر چلا اسلئے اسی مکان کے دروازے مین چلا آیا۔
(۱۸۷) ایک روز بابو کالکا پرشاد جی نے ذکر کیا کہ ہم ایک جگہ گئے اور اپنے ایک دوست
سے پوچھا کہ یہان کوئی فقیر ملنے کے لائق ہین اونہون نے جواب دیا کہ دو فقیر ہین ایک
مرد اور ایک عورت۔ مرد تو شہر سے باہر رہتے ہین اور مسلمان ہین مگر مہابیر کی
اوپاسنا کرتے ہین اور ایک مورت ہنومان جی کی رکھی ہے جو بیمار آتا ہے اوس
مورت کے سامنے کر دیتے ہین اور وہ اکثر چنگا ہو جاتا ہے۔ ایک شخص گٹھیا کا
بیمار آیا اوسکو تین مرتبہ مورت کے سامنے پیش کیا مگر وہ چنگا نہوا تب تو فقیر صاحب
سونٹا اوٹھا کر پلیٹ پڑے اور مورت کو کھنڈن کر دیا اتفاق سے وہ آدمی چنگا

ہوگیا اور نذر بھینٹ لیکر آیا تو فقیر صاحب نے کہا کہ ہمارے بابا نے تم کو اچھا کیا مگر
پیٹ کرا اور مار کہا کہ اس لئے تم اون کی مورتی کو درست کرادو اور نیا چولا چڑہادو
اون سے ہماری بھی بات چیت ہوئی۔ دوسری عورت تھی بازار مین بیٹھتی تھی
جب ہم اوس کے پاس گئے تو وہ تراٹک کر رہی تھی۔ ہم اور ہمارا دوست پاس
جاکر بیٹھ گئے مگر اسکو خبر نہین ہوئی گھنٹے بہر تک تراٹک کرتی رہی۔ بعدہٗ دو گھنٹہ تک
اپنا جسم دیکھتی رہی قریب تین گھنٹے بعد ہوش مین آئی تو ہماری طرف مخاطب
ہوئی۔ وہ ڈائن کا منتر بھی جانتی تھی ہم نے اوس سے کہا کہ یہ منتر ہم کو بھی سکھادو۔
اوس نے جواب دیا کہ اسکو سیکھکر ناحق تباہ ہوگے۔ مین نے سیکھکر ہی کیا لیا۔ گھر
بار چھوڑ کر یہان پڑی ہوں اپنے پرائے سے بیزار ہون۔ جب ہم نے اصرار کیا
تو سکھلا دیا۔ اکیس یوم مین شدہ ہوا۔ اوسکی وجہہ سے آنکھ کی پتلیاں الٹ
گئین تھین اور الٹی مورت آدمی کی پتلی مین نظر آتی تھی۔ اونہون نے یہ بھی ذکر
کیا کہ ہم ایک ہٹ یوگی سادہو سے بھی ملے تھے وہ آرور تیا کریا کرتے تھے جسکے
اثر سے اون کو یہ بات حاصل ہوگئی تھی کہ لنگ اندری کو خواہ اندر جسم مین سمیٹ
لین خواہ بڑہاکر لانبا بنالین اکثر وہ اندری کو بڑہاکر اتنا لانبا بنا لیتے تھے کہ لنگوٹ
اوسکا باندہے رہتے تھے۔

(۱۸۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شکتی یا طاقت کل سنسار مین کام کر رہی اور
کل سنسار کی رچنا اوسیکا کرشمہ ہے جسم انسان مین بھی وہی کام کرنیوالی شکتی
ہے۔ اوسکو کنڈلنی مہا مایا کہتے ہین اور ناف کے تلے اوسکا استہان ہے۔ پیٹ
مین مانس کا ایک کمل ہے اِس کمل کے نیچے ہر دے کمل ہے اِس کمل مین سورج
اور چندرماں کی استہت ہے اس کمل کے اندر دو اور کمل ہین ایک نیچے اور دوسرا
اوپر ہے یہ آکاش اور پرتھوی روپ ہین۔ نیچے کے کمل مین چندرماں اور اوپر

کے کمل مین سورج کا پاس ہے ان دونون کے بیچ مین کنڈلنی مہا مایا رہتی اور سانپ
کی طرح ساڑھے تین لپٹے مار کر بیٹھی ہی ۔ موتیون کے ہنڈار کی طرح پرکاشمان ہے
اِس سے خود بخود وجود والیو نکلتی ہے وہ سانپ کی ہنکار کیطرح پران اور اپان کی
صورت مین استھر ہوتی ہے اور یہ دونون والیو ٹکر کہاتی ہین توان سے حرارت
غریزی پیدا ہوتی ہے ۔ جٹھر اگنی اوسکا دوسرا نام ہے ۔ یہ پیٹ مین اِسطرح سے
رہتی ہے جیسے سمندر مین بڑواگن رہتی ہے ۔ یہ دونون جل کو سوکہن کرتی ہین ۔ پران
اور اپان آپسمین ٹکر کہاتے ہین ۔ اوس سے ہردے مین بڑا پرکاش ہوتا ہے اِس
ہردے مین ایک بھنورا سونیکے رنگ کا ہے اوس بہنورے کے درشن کرنیسے
یوگی کی درشٹ لاکہ یوجن پر پہونچتی ہے ستیل والیو کو چندرمان اور گرم کو سورج
کہتے ہین ۔ اسکے منہ سے ہنکار کی آواز نکلتی ہے اِس آواز کو اونکار کا شبد اور
پرنو ۔ اور اوم ۔ اور مین وغیرہ بہی کہتے ہین ۔ یہ واسناؤن سے بہری ہوئی ہوتی ہے
اور طرح طرح کی سنسارک واسنا اوسکا وشئے ہین ۔ جب کنڈلنی مین پیرنا ہوتی ہے
تب من پرگہٹ ہوتا ہے ۔ جب نشچیہ ہوا تب بدہی اتپن ہوئی ۔ جب اہم بہاؤ ہوا
تب اِس سے اہنکار اتپن ہوا جب چنتن ہوتا ہے تب چت اوتپن ہوتا ہے ۔ رس
لینے کی اچہا سے جل سونگہنے کی خواہش سے پرتھوی ۔ اِسی طرح سے پانچون تن ماترا
چارون انتش کرن ۔ چودہ اندریان اور سب ناڑیان اسی کنڈلنی سے پیدا
ہوتی ہین ۔ من سے تین لوک چارون وید اُتپن ہوتے ہین اور سب کرم دھرم
اِسی سے پرگہٹ ہوتے ہین ۔ یہ استہول روپ سے پنڈ مین اور سوکشم روپ سے
برہمانڈ مین براجمان ہے اور پنڈ سے برہمانڈ کو سکہمنا ناڑی مین ہو کر راستہ ہے
پران اور اپان دونون والیوؤن کو یوگیشور لوگ سکہمنا ناڑی کے مارگ سے برہمانڈ
مین پہونچاتے ہین اک چین اِس استہان پر والیو ٹہرانے سے سدہو نکا درشن ہوتاہی

سکھنا کے بہتیر جو برہم رُندھر ہے اوس مین پورک دوارا جب کنڈلنی شکت استہت ہوتی ہے یا ریچک پران وایو کے پریوگ سے بارہ اونگل تک کھہ سے باہر یا بھیتر یا اوپر ایک مہورت تک ایک ہی بار استہت ہوتی ہے تب ہی آکاشس مین سد ہوونکا درشن ہوتا ہے۔

(۱۸۹) ایک روز وجہن صاحب اور میان کریم کی الف۔ ب کے اشعار پڑہے ہے اور فرمایا کہ اسکے نفس مضمون پر غور کرنا واقفیت کے لئے اسمین کافی مصالحہ موجود ہے

الفؔ ایک بورنگی سائین۔ ہر گہٹ مین واکی پرچھائین

جہان دیکھو تہان روپ ہی نیارا۔ ایسا ہے بورنگی پیارا

وجہن کہے تو کیا کہے کچھ کہنے کی نہین بات

سمندر سمایو بوند مین اچرج بڑو دکہات

بؔ بن گر کھون بھید نہ پایا دھرتی سے آکاس لو دہایا

پہلے بیت گرو سے کرئے۔ پریم ڈگر مین پگ تب دھرئے

بن گرو وجہن لیت ہے جو کو ؤلبن رنگائے

بیرنج کی تم جانیو وہ دوؤ اورسے جائے

تؔ تب جوگ ترا تن لیے۔ جب بیرن یہ وید ھا سیے

وہی ہے من مین کپٹ کی ٹاٹی۔ جن سب کہیل کیا ہی ماٹی

جو من کی مین مین سیٹے اور تین تین کا بندہو تار

وجہن صاحب ابہی ملے تنک نہ لاگی بار

ثؔ ثابت ہوئے دہیان جو لاگی۔ آپوئی آپ بھرم سب بھاگے

اجپا جاپ تو جپ رے بہائی۔ چہوٹ جائے درپن کی کائی

وجہن کہت سو جاپ کر بیٹہو دہیان لگائے

سرت پھرت وہ راکھئے برتہا سانس نجاتے

جیم ۵ جگت مین اور بتیہون - جب تو ہین اکلا کر یہیون
ابہین تو وہ سنگی نہین چھوٹے دِن دوپہر جن بٹرا لوٹے
کہنے کو تو پانچ ہین اور ہین وہ پورے تیس
انہین کے کارن نا ملے ابہین تو جگدیس

ح ۷ حد بہر یہ بھول ہی تیری - ایکو بات نہ مانی میری
اب لگ تو ایسا ہو جاتا - جیسے کوئ بھلا مدہ ماتا
کہان گئی ہتی بُدہ تیری اور کہان گیا تہا چیت
ایسی مایا پائے کے جو ہرسے کئے نہ ہیت

خ ۸ خاوند کیا کہین ہی پیارا - سوند دیکھہ تو دُسو دوارا
سن پڑہیئے الحمد کا باجا - پرجا سے ہوئے جیسے راجا
سبھی ساج تن مین بچہین اور ایسی مچی ہین راگ
وجہن جاکو سن پڑے بڑے ہین وا کے بھاگ

دال ۸ دیا من مین جو رکہے پریم کا رس کیسے نا چاکہے
بن مدہ پیئے ہوئے متوارا - لس یا سر پا کرے بنجارا
وجہن جگت مین آئے کے کر یونا توئی مان
دیا دہرم نا چہانڈئے جب لگ گہٹ مین پران

ذال ۹ ذوق جب لگ نہین آوے کتنون ہی کوئی من بھٹکاوے
ہردے لگے نہ پریم کی گانسی کیسے ملین کہوا بناسی
جبلگ تن ناہین جرت اور من ناہین مرجہات
تب لگ مورت سیام کی وجہن کہان دکہات

زے[۱۰] رازمین ایسا کھولا۔ جیسا کچھ منصور تھا بولا۔
سو سب سے رہا تو ہین کورا۔ جان پڑت مت لگئے چورا
لاج کو کاج نہین تورے سو تین ڈارے دہوئے
وجہن کمت کیسے بہلا درسن پیا کا ہوئے۔
ژ[۱۱] زر دیکھ تو بھولا رہیے۔ سگری بیس اکارت جیہے
پریم بہٹی کا مدہ پیو جو کہا۔ مٹ جیہے سب من کا دبو کہا
ہوا نسے کا کہ آوا تہا اور یہان کیے کا آئے
جہونٹی مایا دیکھ کے کیسا رہا بہلائے
سین[۱۲] سہج کا سیکھ لے لٹکا۔ کاہے پہرت ہے اِت اُت ہٹکا
سوچ نہ کرا ہین ہے سبیرا۔ ترکٹی کوٹ مین کر دے ڈیرا
لاکہ جتن کا جتن ہے سو وجہن دیا بتائے
جو سائین کرپا کرین تو سبھی بات بنجائے
شین[۱۳] شور تن مین ہے جرکا۔ ابہین لو نہین چینیے دہرکا
دن بہر لکہا کرت ہے پاٹی۔ سانجہ بہئی دے سو دت ٹاٹی
شاہ سے کچھ پرچی نہین اور چورن سے بیوپار
وجہن کیسا دیکھ تو ہے بھول رہا سنسار
صاد[۱۴] صبوری سادھ کو چہیے۔ کٹہن پڑے نا کیہو سے کہیے
یہ سمجھے اپنے من ماہین۔ ہونا ہی جو رچا ہے سائین
آسن مار کے بیٹھ رہو راکھو من مین دہیر
صاحب کے پرتاپ سے کٹ جیہے سب بہیر
ض[۱۵] ضرورت اتنا کیجے۔ نِس دن ناؤن بنی کا لیجے

مین تو من مین ہی بچارا۔ تب ہویے تو رانستارا
وجہن جگت مین آئے کے جا مین کچہہ ہوگیان
نبی نام کی سمرن کرے اور علی سے راکہے دہیان

ط[۱۶]۔ طالب تو کہان ہے پورا۔ پریم نگر کا لانگہا نہین دہورا
واکے آگے اور ہے چلنا۔ سہج نہین صاحب کا ملنا
پیر نگر کو ہیو نکلے نبی نگر کو جاتے
تب وجہن گسٹ ہی کے اندر ہر کا گانون دکہائے

ظ[۱۷]۔ ظاہر باطن ہے وہی۔ وہی وہی سب وہی وہی
جہن اپنے من مین یہ بوجہا۔ ہر ہر مین ہر واکو سوجہا
پریم کی ندہی گہری جو کوئی اترے پار
عاشق اور معشوق مین ہووے کون وچار

ع[۱۸]۔ عشق کا بیڑا ہے نیارا۔ وہان دوجے کا نہین گذارا
سیس کاٹ کے ہاتہہ جو دہرے تب درشن وہ پیا کا کرے
گلی سانکری بہت ہے اور بیری ہے سب گانون
ٹہوکر بہت بچاء کے سنبہلکے دہر لو پانون

غ[۱۹]۔ غرور نے کہیل بگاڑا۔ دیکہہ پڑا نا بیتم پیارا
اور ہی یا تن رہت ہے راضی کیسا ہارا جات ہے بازی
بازی مین دوجے کا نہین گذرانون
جو تو جلیا جیت ہے تو صاحب کا جپنا نون

ف[۲۰]۔ فرمان طلب کا ایہے۔ کا مکہہ لیکر بیٹہے جیہے
ہر کا نانون کبہون نالینے۔ وا دن کا کچہہ سوچ نہ کینے

آگے تو کچھو ناسُنی اور ابھرن کست ہوں چیت
اکدن پہر پچھتائے ہے جب چڑیاں چگیں کھیت

ق۔ قول تیرا ہے جھونٹا اور ڈھنگ جو ہے سوا نوٹھا ۲۱
سنا کیا سادہن کی بانی تھ پر اب لو بھوا نہ گیانی
جومت کا ہینا بھوا واکی کون ہے بات
پہلے کو سوچیت نہیں اور پاچھے کو پچھتات

کاف۔ کرم اون بڑا ہی کینا مانکہ جنم ایسا ہی دینا ۲۲
آپ چھپا اور تو ہے اوگھارا۔ یہ تو من مین سوچ گوارا
واکا بدلا ایک ہی سو مین دیوں بتائے
پر سیرت لا ایک ہی سو مین دیوں بتائے

ل۔ لوبھ کی چھوڑدے باتین مین جو کہی ہین سیکھ لے گھاتین ۲۳
آس لگئے پیا سے جیو تورا۔ چندر کو جیسے چہت چکورا
آجو تو بی پریم کے رنگ مین تن من لے رنگائی
پہلے بور مین دیکھئے لوبھ کدہر دہو جائے

میم۔ محبت سچ ہے من مین۔ گھر مین رہے رہے چہے بن مین ۲۴
گلے پڑے جب پریم کی پھانسی کہاں اجودھیا کہاں کی کاشی
جا کے ہر دے لگت ہی وچن پریم کا بان
چھوٹ جات ہی سب بھیم اور ہو جات ہی گیان

نون۔ نہیں دوجا کو دجگ مین۔ آپو ہی آپ رلے ہے سب مین ۲۵
ہست چیت سے من لے یہ بنیا کھل جہین تو رے دھیان نینا کے
وہین کہے سو لوجہ لے ابہین ہے یہ لوجہ

اکدن پاہی بوجہ ہین ہو جیئے پر سو جہ

واو۲۶ - وہی اک یار ہے تیرا تہکی گلی کیے نہین پہیرا
دور جن تے سومیت بنائے - سمجہا نہ موے سمجہائے
مین جانا تہا چت ہے تو ہے نادان
کتنون ہین سمجہاوت رہون آیکو کیئے نہ کان

ہا۲۷ - ہادی ایسا تو ے پائے - آنہون سے اپنا چیت نہ لگائے
یہی سوچ موہین ادہکاری - دیکہیئے کیا گت ہوئی تہاری
ہین کے ہاتہ ئے بار ہے اور ہین کی جیتے جیت
وجہن کہین سوہان لے صاحب کے پریت

ی۲۸ - یاری اب ہر سے کرنا - یہی انچہر ہر دے بیچ دہرنا
نیت نیت ہین جیسے ایسا - کوئی دن منصور تہا جیسا
وجہن انچہر ایسے کہے ہین سادہن کے ہتیار
بڑہا کے میدان ہین پیت کے راکہن ہار

الف۱ - ایک ایسا رب پیارا جن پہیلا یا جگ سنسارا
کاف نون سے کیا ظہور - ایسا ہے صاحب بہرپور
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ بہی کہا نہ جائے
ملا ہے اور نا ملے تا سون کہا بسائے

ب۲ - باری یہ تیری بہائی - اس باری سے بارہ آئی
سونچ سمجہہ کر دل ہین رو - نقد عمر کو تم مت کہو
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ بہی کہا نہ جائے

عمر بڑے ہے دنیا کہے سو پل پل گہٹتی جائے

ت بیت ۳ ۔ تبلیغ تم من میں جپنا سچ پوچھو یہ مال ہے اپنا

یہ دنیا دہوکے کی سپنا ۔ لاکھوں مر گئے کر کر اپنا

کریم کہے تو کیا کہے کچہ بہی کہا نہ جائے

نیکی اپنا مال ہے جو حق سے بخشائے

ث بیت ۴ ثابت شریعت پر رہنا ۔ بن شریعت کوئی بات نہ کہنا

نیت پاک سے جو بن آوے ۔ تہوڑا کرے بہت سا پاوے

کریم کہے تو کیا کہے کچہ بہی کہا نہ جائے

نیت شرع میں مول ہے جو کچہ کرے سو پائے

ج بیت ۵ ۔ جگت میں کپٹ نہ کیجے سچے دل سے رب بھج لیجے

کپٹ نیت یہ کار بُرا ہے ۔ کپٹی رب سے دور پڑا ہے

کریم کہے تو کیا کہے کچہ بہی کہا نہ جائے

کپٹ کی ٹاٹی دور کر تبہی خدا کو پائے

ح بیت ۶ ۔ حلال جس نے پہچانا کلوا من طیبات اوس نے مانا

سچا دو جگ بہلا کہانا ۔ جہوٹے مور کہہ ستیا سیانا

کریم کہے تو کیا کہے کچہ بہی کہا نہ جائے

حلال کہائے اور سچ کہے وہی خدا کو پائے

خ بیت ۷ ۔ خالق سے دہیان جو لاوے بزرگ جہان کے دنیا دہاوے

جو سمجھے بُرا آپ کو وہی بڑا ہشیار اللہ کا محبوب خلق کر گئی بیار

کریم کہے تو کیا کہے کچہ بہی کہا نہ جائے

مرنے سے پہلے مرے نبی دیا فرمائے

دال۹ - دین جس نے نہیں جانا جیسا کارت اپنی مانا
الست بربکم رب نے کہا ۔ قالوا بلیٰ کا وعدہ رہنا

کریم کہے تو کیا کہے کچھ ہی کہا نہ جائے
عدم سے کیا کہہ چلے یہاں کیا کیا آئے

ذال۹ - ذکر جو نیہہ نہ لایا ۔ خود ہی گمان جو رب بسرایا
جاگن کیدن سو رہا رب کو دیا بھلا چند دن پیٹ کٹا کے بری دی لوائے

کریم کہے تو کیا کہے کچھ ہی کہا نہ جائے
اب سمجھو تو خوب ہے مرگ بعد پچھتائے

رے۱۰ - ریاض ایسا کر بہائی جس سے دیوے رب دکھلائی
بے مرشد یہ کب ہو بہائی ۔ دل درپن جب چھوٹے کائی

کریم کہے تو کیا کہے کچھ ہی کہا نہ جائے
بے مرشد یہ کب سنے جنم اکارت جائے

زے۱۱ - زر مال بہت سا لینا ۔ راہ خدا میں کبھو نہ دینا
مالک تھے سو مر گئے جگ میں سوم کہائے مال پڑا سب رہ گیا جو جیا سو کہائے

کریم کہے تو کیا کہے کچھ ہی کہا نہ جائے
دیا ہاتھ کا ساتھ ہے دیا ہوئے تو پائے

سین۱۲ - عمر ایک اور تباہ دین جس سے لوگ خدا کو یاد میں
منہ کان کر آنکھیں بند ۔ گوشہ پکڑ یہی ہے پسند

کریم کہے تو کیا کہے کچھ ہی کہا نہ جائے
نسخہ یہ مشہور ہے جو چاہے ازمائے

شین۱۳ - شین سے بات ہے ظاہر سنت نبی سے ہو تو ماہر

بے سنت جو پکڑے گیان - آدم نہیں وہ ہے شیطان
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
خلاف نبی کے جو کرے وہ کب منزل پائے

ص[۱۴] - صاحب ہے دھیان لگاؤ - ادھر اودھر مت من بھٹکائے
نَحْنُ اَقْرَبُ رب نے کہا شہ رگ سے نزدیک رہا
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
چُپا گلے کے پاس ہے ڈھونڈھا کرے تو پائے

ض[۱۵] - ضرور اتنا ہے بھائی - عجز کرو تو ہووے صفائی
جس نے عجز خدا سے کیا - حق عبدیت اوس نے لیا
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
رَبَّنَا ظَلَمْنَا آدم بولے بخشا اوسے خدائے

ط[۱۶] - طمع مت کر جنجالی - طمع کے تینوں حرف ہیں خالی
طمع دنیا کی کچھ مت کرو - طمع دین کی ہر شے دھرو
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
طمع کرے محروم ہو کچھ بھی ہاتھ نہ آئے

ظ[۱۷] - ظلم بے جا ہے - بھائی ظالم نے کچھ عمر نہ پائی
پڑھ ہار کے کر عمل اور پوچھ - آن پڑھ ہو عالم سے پوچھ
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
حدیث شرع جو توڑے وہ ظالم کہلائے

ع[۱۸] - عبادت خالص کرنا - دوجے پر مت ہر شے دھرنا
دوئی دل سے دور کر جھگڑا دویا بتائی - ایک ہے سب کو پوچ لے جو تو سچا ہو جائے

کریم کہے تو کیا کے کچہہ بھی کہا نہ جائے
ہے تیری مٹھیو نا ہری خود چاہی تو آئے

بیت ۱۹
غین۔ غرور بُرا ہے بھائی۔ عزازیل کی دیکھہ تباہی
بغض وتکبر دور کر کر سینے کو پاک۔ سینہ سے کینہ کٹے تبھی ہو آئے پاک
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ بھی کہا نہ جائے
مرشد کی خدمت کرے تبھی بھید یہ پائے

بیت ۲۰
ف۔ فقیری ایسی کیجئے شریعت باہر قدم نہ دیجئے
ایک لفظ منصور تہا بولا اوس پر حکم شرع ہتا کھولا
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ بھی کہا نہ جائے
شریعت اندر خوب ہی مرشد دے تبلائے

بیت ۲۱
ق۔ قناعت اتنی جانو۔ بھوکہہ نبی کی تم پہچانو
جب حضرت کو فاقہ ہوا۔ صبر کی رب سے مانگی دعا
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ بھی کہا نہ جائے
فخر فاقے کو جان لے تبھی یہ کوچہ پائے

بیت ۲۲
ک۔ کرم رب ایسا کینا۔ نبی سا مُرسل ہم کو دینا
گنہ کرین منہ مسخ نا ہووے۔ اگلی اُمت بندر ہووے
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ بھی کہا نہ جائے
احمد ایسا پیشوا اوس کو دئے بسرائے

بیت ۲۳
گ۔ گمان تم بدمت کرنا ظن المومنین خیرٌ رہنا
جو پکڑے نیچے کا ساتہہ۔ وہ ڈوبے گا او گھٹ گھاٹا
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ بھی کہا نہ جائے

اوچھے کرسے جو کرے ہیرا پیچھے پچھتائے

بیت ۲۴
ل۔ لیاقت تب بن آوے۔ بیری نفس جو مار گراوے
سانپ نفس یہ کال بُرا ہے۔ اِسکا کاٹا کون بچا ہے
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
سورہے تحقیق جو اوس کو مار گرائے

بیت ۲۵
میم۔ موت برحق ہے مرنا۔ دِل آزاری کبھی نہ کرنا
کعبہ ابراہیم بنایا۔ دِل پر خاص خُدا کا سایا
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
وہ آدم سب سے بُرا جو دل کو دی دکھائے

بیت ۲۶
ن۔ نصیحت ہردے دہرنا۔ جو کچھ کرے سو اچھی کرنا
کل کی کسکو بوجھ ہے جان جسم کا ساتھ انت کال بچھتائیگا جب بڑا رہیگا ٹھاٹھ
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
دم غنیمت جان لے جو تن میں من سمائے

بیت ۲۷
واؤ۔ وقوف جب ہی کچھ آوے جب اچھوں کی صحبت پاوے
یوں اللہ ہے سب کے پاس۔ جیسے ہووے پھول میں باس
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
تل کی اوٹ پہاڑ ہے جو مرشد دے بتلائے

بیت ۲۸
ہ۔ ہم راز اک اور بتاوین۔ فقیر علماء کی دوئی چھٹا دین
باطن میں سب ایک ہیں اور ظاہر میں کچھ اور شریعت پہ مضبوط تو ہی ملے ٹھور یہ
کریم کہے تو کیا کہے کچھ بھی کہا نہ جائے
تل کی اوٹ پہاڑ ہے جو مرشد دے بتائے

۲۹ لانفی کا با اثبات - الا اللہ تب ہووے سات
محمدؐ رسول کا کلمہ سہی بنا دین کی اِس پرہ رہی
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ ہی کہا نہ جاتے
بے کلمے کام ہے جو ظاہر کرو چہپاتے

۳۰ نئی یا رو رب ہر دم کہنا - کراماً کاتب دو سے ڈرنا
غیبت فحش یا لفظ قرآن - منہ سے نکلے لکہہ لیوین جان
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ ہی کہا نہ جاتے
اچہی بات نکالیو کہ بُری نہ نکلی جاتے

۳۱ تیسون حرف ہوئے کر بس شعر ہوئے انثی اور دس
جو کوئی پڑہے سنے اے یار - حق بخشے در روز شمار
کریم کہے تو کیا کہے کچہہ ہی کہا نہ جاتے
تہوڑی بہت سی بندگی کر جو کچہہ بن آتے

---

(۱۹۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ سدہیان تین طرح کی ہوتی ہین - (۱) اُپادی سدہ کہ یہ چیز مجہکو ملے - اسکے لئے اگیانی جتن کرتے ہین - دوسری سدہ یہ ہے کہ یہ دکہ میرا نبرت ہوا ور مین سُکہی ہوجاؤن - یہ چنتا مہا اگیانی کو رہتی ہے - تیسری سدہ یہ ہے کہ مین جو کرم کرتا رہون اوس کا پہل مجہکو ملے - یہ بچار کرنیوالا بہی اگیانی ہے کیونکہ وہ آپ کو کرتا مانتا ہے - گیان وان اِس سے خلاف رہتا ہے اور جو وہ اسمین برتتا بہی ہے تو بہی اوسکو یہ نشچی رہتا ہے کہ مین نہ کرتا ہون نہ بہوگتا ہون - جوگ کرکے یہ آٹہہ سدہیان پراپت ہوتی ہین - دیش پہ کال - بست کریا سب اون کے بش ہوجاتی ہے -

(۱۹۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ آٹھ سدھیان یہ ہین (۱) انیما۔ اسکی سدھی سے یوگی اپنے شریر کو جتنا چاہے چھوٹا بنا لیتا ہے (۲) مہما کے دوارا اپنی دیہ کو جتنا چاہے بڑا کر لیتا ہے (۳) گرما کے دوارا جتنا چاہے بھاری ہو جاتا ہے (۴) لگھوما کے دوارا جتنا چاہے شریر کو ہلکا بنا سکتا ہے۔ (۵) پراپت سے یوگی جہان چاہے جا سکتا ہے (۶) پرکاشکا یا پراکامیہ سے من یا چھت سب کچھ پراپت ہو جاتا ہے (۷) اِیشتا کے دوارا اپنے کو سب سے سریشٹھ پرمانت کرا سکتا ہے (۸) بشتی کرن کے دوارا دوشو کو اپنے بس مین کر سکتا ہے۔

(۱۹۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ نو ندھی یہ ہین۔ (۱) مہاپدم (۲) پدم (۳) کچھپ (۴) مکر (۵) مکند (۶) کھرب (۷) شنکھ (۸) نیل (۹) کند۔

اِن نو ندھیون کے علیحدہ علیحدہ گن ہین۔ ہر ایک ندھی پر دیوتاؤن کی چوکی ہے جب اِن نو ندھیون کو پراپت کر لیتا ہے تب اپنی شکت سے جس کو چاہے راجہ یا درِدری بنا سکتا ہے۔ اوس مین تمام ایشوریہ آجاتے ہین یہہ نرنجن کا استھان کہلاتا ہے۔ دوہا

مہاپدم اور پدم پن۔ کچھپ مکر مکند
شنکھ کرب اور نیل لے اپر تھاوت کند۔

یہ نوندھ جے جگت مین برلے کا ہو دیکھ
تے یا بلبھ راج کے پرت بھکاری بھیکھ

مہاپدم کچھپ پدم مکر نیل اور کند
شنکھ کھرب ایت نام لے نوندھ سمت کند۔

महा पद्म श्च पद्म श्च शंखो मकरकच्छपी

मुकुन्द कुन्द नाला श्च खर्व श्च निधयानव

(۱۹۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک شخص بارہ سال عبادت کر کے اپنے گرو سے ملنے آیا تو راستہ مین جو دریا تھا اوسکے اوپر سے چلکر نکل آیا اور اپنے مرشد سے اس کشتی کے حاصل کرنیکا حال عرض کیا۔ اونھون نے فرمایا کہ تم نے بارہ سال مین ایک تانبے کا پیسہ حاصل کیا۔ کیونکہ دریا کی اُترائی کی ہی اُجرت ہوتی ہے۔

(۱۹۴) ایک روز ایک صاحب نے عرض کیا کہ مہاراج بیداری کی حالت مین شبد اکثر سُنائی دیتا رہتا ہے مگر حالتِ خواب مین بالکل نہین سُنائی دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شبد سنائی دیتا ہے استھول مقام کا ہے کیونکہ حالت سپن حالت جاگرت کی نسبت لطیف اور سوکشم ہے اوس حالت مین داخل ہونے سے شبد غائب ہوجاتا ہے۔ سری مہاراج نے سنکر فرمایا کہ جو شبد سنائی دیتا ہے وہ تو اعلے مقام کا ہے مگر وجہ یہ ہے کہ حالت جاگرت مین سرت پر کچھہ قبضہ اور اختیار ہوگیا ہے اور سرت ٹکنے لگی ہے اِس لئے شبد برابر سنائی دیتا رہتا ہے مگر حالت سپن مین جو کہ لطیف ہے سرت بالکل نہین ٹکتی اِسلئے شبد نہین سُنائی دیتا۔

(۱۹۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ اہلِ ہنود اور اہلِ اسلام دونون مذہب کے بعض بعض بزرگون کا ایسا خیال معلوم ہوا ہے کہ جب سلطان الاذکار کا غلبہ ہوتا ہے تو ذاکر اپنے ذکر کی آواز خود ہی نہین سنتا ہے بلکہ غیر آدمی بھی حسب مراتب ذکر قلب کی آواز سنتے ہین۔ گو ایسا ہوتا ہو مگر ہمارا ذاتی طور سے اِس سے اتفاق نہین کہ غیر بھی سُن سکین۔ وجہ یہ ہے کہ ذاکر ہی جو سالک ہو وہی اپنے دِل کا ذکر سُن سکتا ہے اور کو قوت نہین پھر خیال کرنیکا مقام ہے کہ دوسرے آدمی ذاکر کے قلب کے ذکر کی آواز کیسے سُن سکتے ہین۔ ذاکر کی خود البتہ ایسی حالت ہوجاتی ہے کہ اگر اوس کے پاس ڈھول نفیری بھی بجتے رہین اور کیسا ہی شور و غل ہوتا رہے وہ اپنے قلب کی آواز اور اناہد شبد کی آواز سُن سکتا ہے ہان ایک بات ضرور ہے کہ جس وقت

انسان ماسنی شری یعنی من کے طبقہ تک پہونچ جاتا ہے اوسوقت وہ البتہ سبکے دل کا حال اور سب کے دل کی آواز سن سکتا ہے اگر دوسرے آدمیوں سے مراد ایسے ہی کسی شخص سے ہو تو البتہ اوسکے واسطے ممکن ہے۔

(۱۹۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ یہ تو ہر ذی عقل تسلیم کرتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور جس صفت کے باعث وہ اور حیوانوں سے ممتاز ہے وہ عقل ہے اسی کی بدولت وہ نیکی بدی برائی اور بھلائی مین تمیز کرتا ہے یہی عقل اسکو بتلاتی ہے کہ درد یا بےچینی اگر جسم مین پیدا ہو جائین تو اونکو رفع کرنیکے لئے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور کسطرح سے رفع کرنا چاہئے جب انسان کو کسی قسم کی تکلیف محسوس نہین ہوتی تو وہ اپنے آپ کو تندرست سمجھتا ہے جب کسی باعث سے اوسے درد یا بےچینی محسوس ہو تو اس حالت کو بیماری کہتے ہین۔ یہ بیماریان کئی قسم کی ہین جب سے انسان بنا ہے تب سے ہی اوسکی بیماریان بھی ساتھ تھین اور تب ہی سے اسکے معالج بھی موجود ہین۔ پہلے کون ڈاکٹر تھا اور اوس نے کیونکر علاج سیکھا اس سے بحث نہین مگر ہان رفتہ رفتہ حکمت کا علم پختہ ہو گیا۔ ایک بات یہ ہے کہ انسان کے ذمہ صرف یہی فرض نہین کہ وہ اپنے جسم کا ہی خیال رکھے بلکہ اسکے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اسکے اخلاق بھی ٹھیک ہون اور وہ دنیا مین امن چین سے زندگی بسر کرے۔ اس بات کو ہر شخص مانے گا کہ گو انسان خوب تندرست و موٹا ہو اگر وہ ڈاکو زانی یا مفسد ہے تو اسکے وجود سے سوسائٹی کو کوئی فائدہ نہین اگر کوئی تندرست آدمی خلق کا بھی اچھا ہو تو اوسکی ذات سے کئی قسم کے فائدہ وابستہ ہوتے ہین جس قدر زیادہ فائدہ کسی شخص سے لوگون کو پہونچیگا اتنا ہی وہ زیادہ نیک اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا۔ حسد۔ کبر۔ غرور وغیرہ اخلاقی امراض ہین قلب انسانی کی وہ حالت جبکہ وہ مطمئن ہو روحانی صحت کہلاتی ہے اور جب

اوسمین اضطراب ہو تو ایسا دل بیمار دل کہلاتا ہے۔ کانشنس یعنی ضمیر سے انسان کو
اپنے فعل کا بھلا یا برا ہونا معلوم ہوتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ بار بار گناہ کرنیکے
باعث دل سخت ہو جائے اور آدمی محسوس نہ کرے۔ غرض جہان جسمانی امراض کے
علاج اور معالج ہین تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اخلاقی و روحانی مرضونکا علاج اور اوسکے
معالج بھی ضرور ہونی چاہیئے ان معالجون کو نبی۔ رسول۔ صوفی سنت۔ ساد ہو وغیرہ
کہتے ہین۔ اون کے اوصاف یہ ہین کہ ان کے نفسانی جذبات ہمیشہ کے لئے دب گئے
ہون اور اعلی اخلاق کی زندہ تصویر ہون۔ انکا دل خداوند پاک کی محبت سے پُر اور
مے عشق الہی سے سرشار ہو۔ اور ہر وقت اپنے آپکو اللہ تعالے کے حضور مین سمجھے
ایسے شخص کو دنیاوی عزت و جاہ و جلال کا مطلق خیال نہین ہوتا اور گو وہ دنیا
مین رہتے ہین مگر اوسکی چیزون سے دل نہین لگاتے انکا دل مخلوق خدا کی
ہمدردی سے پُر ہوتا ہے انکا کام یہ ہوتا ہے کہ بندگان خدا کے روحانی امراض
کا علاج کرین جس طرح سے جسمانی معالجون کے اوصول ہین اوسی طرح سے سنت
مت کے بھی چند اوصول ہین۔

گیتا کے ادھیائے دوئم کے منتر ۵۵ سے ۷۲ تک مین اِن کی تعریف اِسطرح سے
کی ہے کہ جو انسان دِل کی سب خواہشون سے آزاد ہو جاتا ہے اور اپنی ذات
مین مسرور رہ جاتا ہے تب وہ ثبات بدہی کہلاتا ہے جو دکھ کا اندیشہ نہین کرتا
اور سکھ کی تمنا نہین کرتا اور الفت خوف اور غصہ سے بری ہے وہ ثبات
بدہی والا ہے۔

جو سب سے بے تعلق رہتا ہے اور نیکی بدی کے پیش آنے پر خوشی اور رنج
نہین کرتا وہ ثبات بدہی والا ہے۔

مثل کچھوے کے جو اپنے عضوون کو چارون طرف سے سمیٹ لیتا ہے اور

حواسون کو محسوسات سے ہٹا دیتا ہے وہ شانت بدہی والا ہے - اور قرآن شریف مین بہی لکہا ہے کہ جسدن مال - اولاد کچہہ کام نہ آوینگے مگر وہ جو اللہ پاک کے سامنے سلیم دِل لے کر حاضر ہو۔

ڈاکٹرونکا قول ہے کہ تندرست اعضائے ہی تندرست افعال ظاہر ہوتے ہین یہ ممکن نہین کہ آنکہہ بہینگی ہو اور انسان ٹہیک دیکہہ سکے - یہی حال انسانی من کا ہی اگر یہ من سلیم یعنی تندرست ہے تو اوسکے اخلاق بہی اچہے ہونگے یعنی سنتونکا سارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسانی من کی حالت صحت مین آجاوے اِس من کی بہت سی برتیون مین سے ایک یہ بہی برتی ہے کہ جسکی طرف اِنسان پورے طور سے دہیان کرتا رہتا ہے اُسکے ذُنُو اپنے مین جذب کر لیتا ہے یہ تعجب کی بات نہین لوہا جب مقناطیس کے پاس دیر تک رکہا جاوے تو اوسمین کشش کی طاقت ہو جاتی ہے - سنتونکا بچن ہے کہ مالک سب سے بزرگ و برتر ہے اور جس قدر شبہ گن ہین سب اوسی ذات پاک مین بدرجہ کمال موجود ہین اسلیئے اِنسان کو بہی سب تعلقات چہوڑ کر اوسیکے ساتہہ تعلق پیدا کرنا چاہیئے - سری کرشن بہگوان جی کا ارجن گیتا کے اٹہارہوین ادہیا کے منتر ۶۶ مین اُپدیش ہوا کہ سب دہرمون کو چہوڑ کر میری شرن ہو - ایسا ہی قرآن شریف مین ایک آیت ہے - وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا - یعنی سب کو چہوڑ کر اوسی کا ہو رہ - یہ سردوا نوا اوس پہ دال ہین اور انکی یہی منشا ہے اور جب یہ حالت ہو جاوے گی تو ایشوری گنون سے سرانسان رنگا جاوے گا اور جس قدر تعلق ہین سب عارضی ہین صرف یہی تعلق دائمی ہے اِسی بات کے حاصل کرنیکے لیئے اونہون نے مختلف طریقے تجویز کیئے ہین اور اون کو ابہیاس کی جگتیان اور طریقت کے قاعدے بہی سکتے ہین اون پر عمل کرنے سے انسان کا دِل آروگ ہو جاتا ہے۔

امراض دو قسم کے ہوتے ہین۔ متعدی و غیر متعدی۔ متعدی کی عام مثال طاعون ہے تو اکثر لوگ ہدایت
کرتے ہین کہ بیماری کے آغاز مین مریضون کو الگ کیا جاوے جب بیماری زیادہ پھیل جاوے تو انسان کو
چاہیے کہ انسان خود بیمار ہو تو الگ رہے۔ اکثر . . . روحانی بیماری ہی متعدی ہوتی ہین چونکہ خداوند
کریم کی عادل حلمی کا مرض سو مین سے ننانوے ۹۹ کو ہوتا ہے اور برے اخلاق ہی کثرت سے پھیلے ہوئے ہین
اسلئے یہ تو ممکن نہین کہ لوگون کو الگ کیا جاوے مجبوراً انسان کو خود بداخلاق لوگون سے الگ رہنا چاہیے
اسکا مطلب یہ نہین کہ انسان تارک الدنیا ہو بیٹھے بلکہ چند دن کیواسطے اُنسے الگ رہے یہی خلوت اور تنہائی کے معنی
ہین۔ جسطرح سے طالب علم کچھ مدت کیواسطے اپنے خویش و اقارب سے تعلیم کی خاطر دور
کیا جاوے تو اوسکو نکمّا نہین کہہ سکتے بلکہ اس علیحدگی سے اُسکے متعلقین کو بہت
کے لیئے اوسکی زندگی سے بہترین اُمیدین وابستہ ہوتی ہین۔ ویسے ہی اس چند
روزہ الگ رہنے سے مبتدی کو نکمّا یا ناکارہ کہنا سخت غلطی ہے بلکہ یہ شخص چند
ایام الگ رہکر اپنے باطنی علم مین کمال حاصل کر کے اپنے ابنائے جنس کو فائدہ پہنچاتا
ہے اسکے متعلق ایسا کہا گیا ہے کہ سنت خواہ ہزار سال تک الگ رہے آخر اوسکو
یہی حکم ہوتا ہے کہ اگر ہماری بارگاہ مین پہونچنا چاہتے ہو تو مخلوقِ خدا مین جا کر رہو
اور اون کی خدمت کرو۔ بعضون کے نزدیک خلوت در انجمن ہی کافی ہے ؎

چون ہر ساعت از تو بجائے رود دل ‏ ‏ ‏ بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی
اگر مال و جاہ است زرع تجارت ‏ ‏ ‏ چون دل با خدا است خلوت نشینی

اگرچہ مطلب سب حکیمون کا ایک یہ ہی ہے کہ بیمار کو صحت ہو تاہم طریق عمل
مختلف ہے کوئی یونانی حکیم ہے کوئی ویدک کوئی ہومیوپیتھک۔ کوئی الیوپیتھک ہے
لیکن ایک صحت قائم کرنیکے واسطے مختلف طریقے علاج برتے جاتے ہین ہر ایک
ملک کی آب و ہوا و طریقِ روش گرمی سردی تغیر و تبدل اختلاف طبائع کے مطابق
مختلف ادویات کے تبدیل کرنیکی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح سے روحانی حکیمون

مطالب ہی ایک ہو کہ قلب انسانی یعنی پنڈی یا حیوانی من سیدھا ہو کر ایک عمدہ حالت مین آجاوے - یہ لوگ بہی مختلف واقفیات ہر نوع کے جاننے والے ہوتے ہین اسلئے لوگون کے حوصلے و اعتبار کے مطابق مختلف طریقون سے اِن کو تعلیم و تلقین کرتے ہین اور جس طرحسے ایک ہی ادویہ کے مختلف طریقے علاج مین مختلف نام ہوتے ہین اسی طرح سے سنت اور فقیرونکا اُپدیش بہی یکسان ہے صرف بولی کا فرق ہے - علاج معالجہ مین دوا کا اثر اور اعتقاد دو چیزون کی سخت ضرورت ہے اگر اعتقاد حکیم پر نہو تو علاج کیسے شروع ہو - البتہ فائدہ اور دوا کے اثر کے ساتھ اعتقاد مین کمی بیشی کی صورت ہوجاتی ہے پہلے پہل یہ اعتقاد دوسرون سے حکیم کی شہرت سنکر ہوتا ہے اور شروع شروع مین جب کسی آدمی کو سخت تکلیف ہوتی ہے تو وہ چون و چرا کیے بغیر اس حکیم کے حکم کی تعمیل کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے اوسکو ادویات کے فائدہ استعمال کے اوصولون پر بحث کرنے کی فرصت نہین ہوتی ہے اسی طرحسے روحانی مرض شدید جس آدمی کو ہو وہ بہی بہت بحث و دلیل نہین کرتا بلکہ دفعیہ مرض کے واسطے اعتقاد سے کام لیکر سنتون کی ہدایت کے مطابق عمل کرنے لگ جاتا ہے - اعتقاد عقل سے پختہ ہوجاتا ہے لیکن اتنا خیال رکھنا چاہئے کہ عقل انسانی کی پہنچ کی بہی کوئی حد ہے - حواس خمسہ پر عقل کا سارا دار و مدار ہے اور حواس خمسہ بہت ہی غلطی کرتے ہین - درخت جو کہ یقیناً زمین پر جمے کہڑے ہین آنکھہ کی غلطی سے ناو پر بیٹہے ہوئے آدمی کو چلتے نظر آتے ہین جیسا حال بصارت کا ہے ویسا ہی اور حواسونکا بہی ہے - سائنس مین بہت سی ایسی باتین ہین جنکو عقل تحقیق نہین کرسکتی مثلاً پانی سو درجہ پر پہونچکر جوش مارنے لگتا ہے اور پہر چاہے جتنا گرم کیا جاوے جب تک پانی پانی کی صورت مین رہیگا اوسکی حرارت ایک خاص درجہ سے نہین بڑہتی - وجہ سمجھہ مین نہین آتی کہ پہلے سو درجہ تک حرارت کیون بڑہتی گئی اور بعدہ

پھر آنچ کو کتنا ہی تیز کریں حرارت نہیں بڑھتی۔ کہا جاتا ہے کہ پھر زیادہ گرمی بخارات
بنانے میں مصروف ہوتی ہے تو سوال یہ ہوتا ہے کہ کیوں سو درجہ سے پہلے بخا
رات بننے شروع نہیں ہوتے غرض اور بھی بہت سی باتیں دنیا میں ایسی ہیں
جنکو عقل حل نہیں کر سکتی۔ عقل کی مثال ایک ربڑ کے رسّے کی طرح سمجھنی چاہیے
ایسے رسّے کو ایک حد تک کھینچ سکتے ہیں مگر زیادہ کھینچنے پر اوسکے ٹوٹ جانے کا
اندیشہ ہوتا ہے یہی حال عقل کا سمجھنا چاہیے جہانتک اسکی پہنچ ہے وہیں تک
اس سے کام لینا چاہیے۔ جنہوں نے اسکی طاقت سے بڑھ کر کام لیا تو تاریخ
شاہد ہے کہ آخر ہمیشہ کے لیے انکی عقل بیکار ہو گئی۔ لہذا جہاں عقل نہ پہنچ
سکے اس سے انکار نہ کرنا چاہیے ممکن ہے کہ کچھ عرصہ بعد اوس بات کو سمجھنے کی
قابلیت ہو جائے۔

(۱۹۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ چشم ظاہر بین سے یہ جسم ٹھوس ماس کا لوتھڑا سا نظر آتا ہے
مگر دراصل یہ ایسا نہیں ہے اگر خوردبین سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک مربع
انچ جگہ کے اندر ہزاروں بلکہ لاکھوں سوراخ ہیں اگر اس سے زیادہ باریک بین آلہ
کی مدد سے کام لیا جائے تو صاف نظر آویگا کہ وہ چھید نہیں ہیں بلکہ ذرات ہیں جن کو
پرمانو بولتے ہیں اور وہ سب علیحدہ علیحدہ ہیں اور ایسی صورت میں جمع کیے گئے ہیں
جنسے جسم کی شکل اختیار کر لی ہیں یہ ہر ایک پرمانو جاندار ہے اور ان کی حس و حرکت
بھی علیحدہ ہے ان سب کے متحرک رہنے سے جسم میں حرکت پیدا ہوتی ہے جس کو
شریر کا کرم یا شریر کا سبھاؤ بولتے ہیں۔ علاوہ بریں اس جسم میں ایک اور حرکت بھی
ہوتی ہے جسکی وجہ سے یہ شریر اپنے سبھاؤ کے خلاف کسی خاص طور پر بھی کام کرتا
نظر آتا ہے اوسکو من کی پریرنا کہتے ہیں اسکی مثال اسطرح سے سمجھنی چاہیے جیسے کہ
بھیڑیں جنگل میں چرنے جاتی ہیں تو ایک تو اپنی خوشی سے ادھر ادھر چرتی پھرتی

ہین دوسرے چرواہا اون کو جدہر لیجانا چاہتا ہے ہانک کر لیجاتا ہے پہلی حالت کو قدر
کہتے ہین یعنی جسطرف وہ جانا چاہین اوس مین قادر ہین اور دوسری حالت کا نام
جبر ہے یعنی اون کو مجبوراً خاص طور پر کام کرنا پڑتا ہے ؎

چلا تہا کعبہ کی سمت کو مین تو میکدہ مین ہوا گذارا
کُہلا یہہ اوسوقت راز مجہہ کو کسی کے مین اختیار مین ہون

مگر فقرا اونکے نزدیک مجبوراً کام کرنیکا نام صبر نہین بلکہ رضا و تسلیم کا خوگر ہونا اور نفس
صبر کرنا یعنی سرناگتی بہاؤ کو صبر کہتے ہین ؎

صبر وہ ہے پیش چوگان قضا
بن کے صابر دم نہ مارے تو ذرا

جیون مکت مہاتما آخر الذکر منزل کو طے کر لیتے ہین اور بدیہہ مکت پرشون مین دونون
کریا ونکا ابہاؤ ہوجاتا ہے اب یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جس مین من اور شریر دونون
کی کریا کا ابہاؤ ہو وہ تو جڑ پدارتہہ ہوا لیکن ایسا نہین ہوتا بلکہ انکی مثال چراغ اور
سانپ کے من کی سی سمجہنی چاہیئے جیسے جبتک چراغ مین تیل اور بتی ہوتی ہے اوسوقت
تک پرکاشت رہتا ہے اور ان دونون یا دونون مین سے ایک کے ابہاؤ ہونے سے
نربان ہوجاتا ہے اوسی طرح پر جبتک پرالبدہ اور سنچت کرم روپی تیل اور بتی موجود
رہتا ہے اوسوقت تک جیون مکت مہاتما کی چیشٹا رہتی ہے اور کریا دکہلائی پڑتی
ہے جب کرم ہتیت ہوجاتے ہین اوسکے شریر کا بہی ابہاؤ ہوجاتا ہے اور سانپ کی
من بنا تیل اور بتی کے پرکاش سروپ ہوتی ہے اور اوسمین کوئی کریا بہی نظر
نہین آتی۔ اسی طرح سے بدیہہ مکت پُرش دونون طرح کی کریاؤن سے رہت
ہی پرکاش روپ رہتے ہین۔ اسوقت ایک صاحب نے عرض کیا کہ ایشر پر اور
پرکاش روپ پر تو پرماتما کی تعریف ہے تو کیا سانپ کے من پرماتما سے نسبت رکہتی

ہے۔ تو سری مہاراج نے فرمایا کہ ورشٹانٹ کا ایک انگ لیا کرتے ہین سرب انگون کو
لینے سے مطلب حاصل نہین ہوتا اور پرپاتما سے اسکی مناسبت درست ہی ہے مگر
ویش اور کال کا فرق تو ظاہر ہے۔ اب جسطرح سے پنڈ یعنی جسم مین جو برہانڈ کا نمونہ ہے
ہے دو طاقتین کام کرتی ہین اوسی طرح سے برہانڈ کا حال سمجھو وہان انسان کا من
بمنزلہ جسم کے ہے اور پرپاتما کی طاقت جسکو برہما کہتے ہین بمنزلہ من کے ہے اسی لئے
کہتے ہین کہ تمام اجسام اور یہ سب اپپارامن روپ ہے اور جس طرح سے جسم کی حرکت خود
بخود ہوتی ہے اوسی طرح سے انسان بھی فعل کرنے یہ مختار ہے اور جس طرح سے شریر
من کے تحت مین کام کرتا ہے اوسی طرح سے انسان کو قدرت کی منشا کے
کے مطابق ہی فعل کرنا پڑتا ہے۔ اب مجبوراً فعل کرنا یا رضا و تسلیم کے میدان مین ڈیرہ
ڈال دینا۔ یہ بات دوسری ہے۔ اسمین دو کی جگہ ایک ہی رہ جاتا ہے۔

(۱۹۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ اکثر اصحاب کا مکتی کی نسبت ایسا خیال ہے کہ یہ ایک
جڑ اوستھا ہی لیکن دراصل یہ بات نہین بلکہ مکتی مین یہ چوبیس طاقتین ہوتی ہین
(۱) قوت (۲) طاقت (۳) کشش (۴) ترغیب (۵) حرکت (۶) خوف (۷) غور (۸) فعل
(۹) حوصلہ (۱۰) حافظہ (۱۱) یقین (۱۲) خواہش (۱۳) رغبت (۱۴) نفرت (۱۵) ملاوٹ
(۱۶) تقسیم (۱۷) ملانیوالی طاقت (۱۸) تقسیم کرنیوالی طاقت (۱۹) قوت سامعہ (۲۰)
قوت لامسہ (۲۱) قوت باصرہ (۲۲) قوت ناطقہ (۲۳) قوت شامہ (۲۴) علم۔ جب جیو یہ
طاقتین رکھتا ہے تو اوس حالت کو جڑ کیسے کہا جا سکتا ہے لہذا مکتی مین بھی وہ
راحت محسوس کرتا ہے۔

(۱۹۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ مکت پرشون کے حالات اور اون کی ترقی کا ٹھیک حال تو
پرپاتما ہی خوب جانتا ہے مگر ہم مکاشفے کے لحاظ سے اون کے سات درجے ہوتے ہین
یوگی۔ سادھو۔ منی۔ رشی۔ مہرشی۔ مہاتما۔ برہمن۔ اور اہل اسلام مین ان کو یہہ

نام دئے گئے ہین۔ صوفی۔ اوتاد۔ ابدال۔ غوث۔ خضر۔ قلندر۔ وقطب۔

یوگی صوفی

خارجی علیحدگی دور ہوکر یگانگی باطنی کا محسوس ہونا یوگ کہلاتا ہے جسکو یوگ حاصل ہے وہ یوگی ہے۔ خودی علیحدگی پیدا ہے چونکہ یوگی یگانگی باطنی کو محسوس کرتا ہے لہذا اوسکی خودی دور ہوجاتی ہے اور خودی دور ہونے پر رغبت۔ نفرت۔ عارضی سکھہ دُکھہ۔ تفریق مکان وزمان واشیاء وعلیحدگی بیرونی سے نجات پاتا ہے اور تینوں قیود سے باہر ہوجاتا ہے لہذا عالم کی کسی کی کشش یوگی مین باقی نہین رہتی وہ تمام اشیاء دنیوی سے اسنگ یعنی بلا تعلق رہتا ہے اوسکو ہمیشہ تخلیہ حاصل ہوتا ہے اور اپنی قابلیت کے مطابق انسان یوگیون سے فیض پاتے ہین۔ اہل اسلام مین اون کے دو درجے مانے گئے ہین۔ صوفی ابن الوقت وصوفی ابوالوقت۔ صوفی ابن الوقت وہ ہے جو صفائی ظاہر وباطن کی رکھتا ہو اور وقت کا پابند ہو۔ یعنی جب کوئی حال باری تعالےٰ کیطرف سے اوسپر صادر ہو تو مدہوش ہوجاوے اور بے اختیار ہوکر اوسکو دور نہ کرسکے جیسے لرزہ یا بخار کا مریض اور صوفی ابوالوقت وقت پر قادر ہوتا ہے یعنی حالت اوسکے اختیار مین ہوتی ہے جب چاہتا ہے طاری کرلیتا ہے جب چاہتا ہے دور کردیتا ہے۔ یوگی کو پرتھوی تتو کا پورا گیان ہوتا ہے اور اوسپر قادر ہوتا ہے حسب ضرورت پرتھوی ذرات ملانا یا علیحدہ کرنا لطیف سے کثیف وکثیف سے لطیف کرنا معدنیات ونباتات کا بنانا اور حیوانات وانسان کے کثیف ولطیف اجسام تیار کرنا مرد وعورت کی تفریق قایم کرنا۔ چاند وسورج کا پیدا کرنا جنکی روشنی سے معدنیات ونباتات پرورش پاتے ہین وموسم موسم کی چیزین پیدا کرنا۔ پرتھوی کا گن گندہ یعنی بو ہے لہذا اشیاء مین اور انسان وحیوانات مین قوت شامہ پیدا

رنا یوگی کا کام ہے۔ اِسی طرح سے اپنا کام کرتا ہوا ترقی پاکر ساد ہو کے مرتبہ کو پہنچتا ہے

سادہو یا اوتاد

جو ایشور کے سنکلپ (ایکوہم بہو سیام) کا سادہن کرے اور کراوے وہ سادہو ہے۔ سادہو سب مین اس سنکلپ کی تحریک کرتا ہے اور سنکلپ کی تکمیل مین مدد دیتا ہے۔ راہ سلوک کو جانتا ہے اور اوس سے اور لوگ طریقت کا علم حاصل کرتے ہین اِسلئے سادہو سنگ کا بڑا اہاتم ہے سچے سادہو جہان جاتے ہین وہان سب خوش و خرم ہو جاتے ہین اسلئے سادہو کا ست سنگ حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہیے۔ سادہو کو جل تتو کا پورا گیان ہوتا ہے اور اوسکے ذرات پر پوری قدرت حاصل ہوتی ہے۔ اِن ذرات کو ترتیب کیساتھ اپنی اپنی جگہہ پہونچانا اِن کے اجتماع و علیحدگی۔ قیام و تحریک سو مختلف اشیاء لطیف و کثیف کو ترتیب دینا سردی کی کمی بیشی کا بلحاظ وقت ضرورت انتظام کرنا پانی کے جانورونکو پیدا کرنا بادل بارش دریا سمندر وغیرہ کا انتظام کرنا اور جل کا گن رس یعنی ذائقہ ہے اِسلئے تمام اشیاء مین کھٹ رس یعنی چھہ قسم کے ذائقے پیدا کرنا اور انسان حیوانات کو قوت ذائقہ دینی و دیگر کل کارروائی جو جل کے متعلق ہے وہ سادہو کے زیر اہتمام ہوتی ہے۔ سادہو اپنا کام کرتے ہوتے ترقی پاکر منی کے درجے کو پہونچتے ہین۔

منی یا ابدال

منی ہمیشہ سنکلپ کا منن یعنی غور کرتا ہے ہمیشہ شاستر سنکلپ سادہن کی تجویز بتلاتے ہین تمام شاستر کا بچار کرکے جس جگہہ جسقدر گیان کی ضرورت ہوتی ہے اوسجگہ اوس قدر گیان منی لوگ بہم پہنچاتے ہین۔ علم روحانی کی خواہش بذریعہ شاستر منی سے پوری ہوتی ہے۔ خواہش دو طرح کی ہوتی ہے معمولی و غیر معمولی اسکو منی جانکر قابلیت کے مطابق پورا کرتے ہین۔ اہل اسلام مین رسترتر مانے گئے ہین۔ منی کو تیجس یعنی اگنی تتو کا

پورا علم ہوتا ہے اور وہ اوسپر قادر ہوتا ہے۔ جمادات نباتات۔ حیوانات و انسان مین روپ
یعنی خوبصورتی و بدصورتی و کثافت و لطافت و اشیاء مین روشنی و حرارت و جاندارون مین قوت باصرہ اور آگ کے بسنے والے جانور انہین کے زیر اہتمام و نگرانی
پیدا ہوتے ہین یہ ترقی پاکر رشی کے درجہ کو پہونچتے ہین۔

رشی۔ غوث

رشی ویدمارگ کو جانتے ہین اور حسب ضرورت اوسکا اُپدیش کرتے ہین۔ گیان
دیتے ہین اور اوسکے مطابق کتابین بناتے ہین جنکو آرش پاک یعنی رشی کا کلام
کہتے ہین۔ یہ چار قسم کے ہوتے ہین۔ (۱) متعلق کرم (۲) متعلق اوپاسنا (۳) متعلق
گیان (۴) متعلق ہر سہ بحالت مجموعی۔ اِن کلامون سے انسان سنکلپ سادہن
کے طریق معلوم کرکے اون پر عمل کرنے سے منزل مقصود کو پہونچتے ہین ضرورت
کے مطابق کتابون کو بہم پہونچاتے ہین اور ضرورت نہو تو ہٹا دیتے ہین۔ انکی کتابون
سے رنج و راحت کے اسباب و نیز قوانین قدرت سے مخالفت و مطابقت کا علم ہوتا
ہے جس سے اِنسان مخالفت کو ترک اور مطابقت کو اختیار کرتا ہے گو یا بندگان
خدا کے معاملات مین ظاہراً و باطناً عدل و انصاف فرماتے ہین۔ غوث کی شناخت
مشہور ہے کہ جب چاہین اپنے اعضا جدا کر لیتے ہین۔ رشی دایو تتو کی کریا کو خوب
جانتا اور اوسپر قادر ہوتا ہے۔ ہوا کے پرندون کو پیدا کرتا اور دایو کا گن سپرش
یعنی لمس ہے لہٰذا اشیاء مین سختی و نرمی و جاندارون مین قوت لامسہ پیدا کرنا اور
کل عالم کو حرکت دینا رشی کے متعلق ہوتا ہے۔ پرتھوی جل تیجس و دایو کی یکجائی و
جداگانہ حالت کو رشی بخوبی سمجھتے ہین اور جہان جس تتو کی ضرورت ہوتی ہے وہان
اوسکو تحریک کرتے ہین اور ترقی پاکر مہرشی کے مرتبہ کو پہونچتے ہین۔

مہرشی خضر

آکاش کے تین اقسام ہین - چداکاش - مہاکاش و بدہیاکاش - مہرشی کا کام
چداکاش مین ہوتا ہے - مہرشی شبد شکتی یعنی آواز کی قوت کو بخوبی جانتے ہین
اور ہیرانوا ورروپ مین شبد کا قایم کرنا اورنطق وسمعہ کی قوت اور خوش گلوئی و
خوش بیانی پیدا کرنا اور علم موسیقی یعنی راگ راگنی کا علم فصاحت و بلاغت و مرد و
عورتون کی آواز کا اختلاف سب انکے زیر اہتمام ہوتا ہے - چونکہ شبد مین شکتی ہوتی
ہے اسلئے اوس کے گیان سے اور اونکی خاص ترتیب سے منتر بنانا اور منترو نکے
ذریعہ تتو و تتو کے ذرو نکا اتصال اور انفصال کرکے ہر ایک چیز کو حسب خواہش
منتر سے پیدا کرنا اور زمانہ کے موزون منتر بنانے یہ سب اِن کے آدھین ہوتے
ہین - یہ ترقی پاکر مہاتما کے مرتبے کو پہونچتے ہین -

مہاتما قلندر

مہاتما کا کام مہاکاش مین ہوتا ہے - انسانو نکے ظاہری و باطنی افعال کے نتایج
اور اون کے بھوگ کی میعاد قوانین قدرت کے مطابق مہاتما قایم کرتے ہین - مہاتما
سنچت کرم مین سے ایک حصہ جنم آئندہ کیواسطے معین کرتے ہین وہ پرالبدہ کہلاتا ہے
اور اوسکے مطابق انسان کو ایسے ملک و قوم و خاندان مین اور ایسے والدین کے گھر
وقت مناسب پر جنم دیتے ہین جہان اسکے پرالبدہ کرم کا پورا بھوگ ہوسکے - اور
جہان اوس کے افعال گذشتہ کے مطابق اوسکے جسمانی و دماغی و روحانی قوا کے
ظہور کا پورا موقع ملے اور اہلِ سلوک کو اون کی قابلیت کے مطابق بذریعہ جسم لطیف
مدد دیتے ہین - قومی کرم کے لحاظ سے ملک اور قوم کی حالت قایم کرتے ہین - مہاتما

تجرید وتفرید مین یکتا و بے پرواہوتے ہین اور تمام عالم کا حال اُن پر مثل آئینہ روشن ہوتا ہے۔ جذب وسلوک دونون باتین انہین ہوتی ہین یہ ترقی پاکر برہمن ہوجاتے ہین۔

برہمن قطب

برہمن کا کام برہمیا کاش مین ہوتا ہے۔ سدبدہی یعنی فہم راست ان کے ادہین ہوتی ہے اور کرم کے مطابق ویچاتی ہے۔ اِس سدبدہی کے ذریعہ انسان اپنی روحانی ضرورتون کو سمجہتا ہے اور ست سنگ و بچار کے ذریعہ ترقی روحانی حاصل کرتا ہے اسکی ترقی سے کارن شریر ترقی پاتا ہے۔ جس قدر کارن شریر ترقی کرتا ہے اوسی قدر انسان کے اجسام کثیف ولطیف بہتر ہوتے جاتے ہین۔ کارن شریر مہاکلپ کے آخیر تک رہتا ہے اسکی ترقی سے انسان برہمن کی توجہ کے قابل ہوتا ہے اور اون کی توجہ سے منزل مقصود کو پہونچتا ہے وہ ادہکاریون کو کارن شریر کے ذریعہ اُپدیش کرتے ہین۔ یوگی سے لیکر مہاتما تک سب کی کارروائی کی نگرانی برہمن کرتے ہین پنچ تتو اور برہمانڈ کا پورا گیان حاصل ہوتا ہے کوئی رازِ قدرت اِن سے مخفی نہین رہتا۔ اہلِ اسلام مین اِن کے دو درجہ مانے گئے ہین قطب ارشاد اور قطب مدار۔ قطب ارشاد سے مخلوق کو ہر طرح کا نفع ظاہر وباطن بے حساب پہنچتا ہے اور قطب مدار وہ ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور بذاتِ خود کامل واکمل ہو۔ اور کل مخلوقات اپنے کامون مین اون سے مدد چاہے اُن کے بدن مین کسی جگہہ ناسور سایل بہی ہوتا ہے۔ شاسترون مین انہین برہمنون کی بزرگی بیان کی گئی ہے۔

(۱۹۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ جب اگیان ہوتا ہے جیوآتما اندریون وغیرہ کے بس مین ہوکر اونکا غلام ہوجاتا ہے جیسے جاہل راجہ اپنے کارکنون کے بس مین ہوتے ہین کہ جتنا پانی پلادین اُتنا پین لیکن جب گیان ہوتا ہے تب جیوآتما اِن سب کو اپنے

قبضے مین کرلیتا ہے اور سب کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہے اِسی کا نام آزادی ہی
یہی وہ کیفیت ہے جس مین غلام سے شاہ ہو جاتا ہے۔ گھر چھوڑ کر جنگل مین مارے
مارے پہرنے سے آزادی نہین ہوسکتی مگر یہ درجہ نہایت کوشش سے حاصل
ہوتا ہے جیو کی چت۔ بدہ۔ اچھیا۔ پران۔ مَن۔ اہنکار۔ یہ چھ حالتین ہین۔ فرض
کرو کہ کسی چیز کی بابت سُنایا اُسکو دیکھا اوس پر چت چلا۔ عقل نے اوسکو پہچانکر اچھا
برا معلوم کیا۔ خواہش نے اوسکو اپنی طرف کہینچا۔ اگر کہانے وغیرہ کی شے ہے تو
پران نے یا جس اندری کے آنند کی چیز ہے اوس نے زور کیا پہر من نے اپنا جال
تدبیر کا پہیلایا کہ کس طرح سے حاصل کرنا چاہیے جب ملگئی تو اہنکار نے اوس تمام
کارروائی کو اپنی طرف منسوب کیا اور اگر نہ ملی تو بہی یہ غلامی کی حالت ہے۔ اور
گیان کی حالت یہ ہے کہ کوئی شے دیکہی چت چلا بدہ نے تشخیص کیا۔ پران نے زور
کیا من نے تدبیر سوچی مگر چونکہ جیو آتما گیانی ہے اوس نے فوراً اوس خواہش کو ہی
غارت کر دیا بلکہ یہ تو مکتی کی حالت ہے گیانی تو مثل پہاڑ ہو جاتا ہے اور انین
تو اچہا کا ہی ابھاو ہوتا ہے۔

(۲۰۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ اکثر مذاہب مین تفرقہ اور اختلاف کہان پان کے مسئلہ
پر ہوتا ہے ورنہ چوری زناکاری جوا بدمعاشی سے پرہیز اور دیا دہرم۔ شانتی
وغیرہ اچھے کامون کو کرنا تو سب مذہب اور فرقہ بتاتے اور مانتے ہین۔ بحث
ہوتی ہے تو اس بات پر کہ شراب حرام ہے گوشت کہانا حلال ہے اور جائز ہے
کوئی کہتا ہے یہ دونون اشیاء حرام ہین۔ غرض یہ ہی ایک بہید بہرم پڑا ہوا ہے لیکن
اگر نگاہ اوٹہاکر غور سے دیکہا جاتے تو ہر ایک فرقہ مین جولاکہون کروڑون آدمیون
کی تعداد شامل ہے وہ کیا کل اِن چیزون کے کہانے اور نہ کہانے سے دوزخی
یا بہشتی ہوسکتے ہین۔ اِس لئے سلوک اور انصاف پسند اصحاب کو ان جھگڑون

بکھیڑوں سے دور ہی رہنا چاہئے۔ اصل چیز جو باداہنی امر یا مالک کا بھجن ہے اوس کو
کرنا چاہئے اوس سے ہی مکتی یا نجات یا بہشت نصیب ہو سکتی ہے کھان پان کا
بہیہ کچھ نقصان نہین کرسکتا کیونکہ اگر گوشت نہ کھانے پر ہی مکتی ہوتی تو پھر بھجن اور
سمرن کی کیا ضرورت تھی جس نے گوشت ترک کر دیا وہ سرگ کو چلا جائیگا یا اوسکی
مکتی ہو جائیگی مگر وید شاستر وغیرہ کے مطالعہ سے مکتی یا نجات کا حصول بھجن اور
عبادت پر منحصر ہے نہ کہ ترک گوشت و شراب پر۔ اس لئے ایسے مضمون پر
بحث اوٹھانا سوائے لڑائی جھگڑے کے اور کچھ فائدہ نہین رکھتا۔

(۲۰۱) ایک روز میری بائی ودیکانند جی سے ایک شخص نے آکر دریافت کیا کہ
مجھسے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ جڑ کسکو کہتے ہین اور چیتن کسکو کہتے ہین
مین نے اوسکو جواب دیا کہ درخت و پتھر وغیرہ یعنی جماوات و نباتات جڑ مین
شامل ہین اور حیوانات چیتن کہلاتے ہین۔ مگر اس جواب سے اوس شخص کی
تسلی نہوئی اب آپ کچھ فرمائیے۔ بائی جی نے فرمایا کہ مین زیادہ کچھ سمجھتی نہین مگر
میرے خیال مین تو یہ بات آتی ہے کہ جو بھگوت کا بھجن کرتا ہے وہی چیتن ہے
اور باقی سب جڑ ہین۔

(۲۰۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ کل سادہؤں کا یہ نام بھگتی یعنی عشق ہے اور عشق کا
پھل مکتی یعنی نجات ہے۔ عشق دو طرح سے پیدا ہوتا ہے اول تو مالک کی کرپا سے
جیسے گوپیون کو پیدا ہوا اوسکو ازلی دولت بھی کہتے ہین۔

سہج ملے گی تن نہ سیام ادہر ستو ہر سنگری دہرے

تو مین سب سہج ہاسم اور نہ جانت بہسم ہاتھم

دوئم جماعت یعنی بھگوتون کے سنگ سے اور مہاتما ست سنگیون اور اوس کے گن سنکر پریم پیدا
ہونا اور اس سے دردی تجدیدی ہو کر تدا کار اور سے مئے شدہ ہو جانا یعنی برہتی کو

اس طرح سے لگانا جیسے دریا کا بہاو ہوتا ہے یا گورو کی تعلیم اور اونکی کرپا سے عشق کا پیدا ہو جانا اسکو کبھی کہتے ہین۔ اس طرح سے جو سروپ ا ہر دے مین ساکشات کار ہوا وسکا نام بہاو ہے۔ یہ دو طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ اوّل بھگوت بھگتون کے پرتاپ سے جیسے نارو جی کی کرپا سے پرہلاد کو ہوا۔ دویم سادھن سے جیسے چرترون کو سنکر اوس پر آچرن وسادھن کرنا۔ اس بہاو کے چار بھید ہین اوّل چت کی برت سدا بھگوت مین لگی رہے اسکی دو صورتین ہین (الف) جسکو کبھی دنیا کے دشتے وسواد کی چاہنا ہو جیسے پرہلاد وسنکادک (ب) جسکو سنسار کے سکھون کی چاہ ہو جاوے جیسے ارجن۔ دویم پریم کے وقت سادہ کی حالت ہوتی ہے جیسے سکھدیو جی کی۔ سویم بڑی کشش اور زور سے دل کو لگاتے ہین تب پریم کی حالت پیدا ہوتی ہے جیسے اکرور جی کو ہوئی۔ چہارم من مین سوچ و پچھتاوا کرتے ہین کہ ہمارا دل گوپیون کی طرح پریم سے پورن ہو جیسے ادہوا ور بدھسٹر کا۔

عشق و پریم کی دو حالتین ہین۔ (۱) سینوگ یعنی وصال (۲) بیوگ یعنی ہجر۔ یہ بیوگ سنساری ہوگون کی طرح دکہہ کی دسینے والی نہین ہوتی بلکہ پریم و چنتون کی بڑہانے والی ہوتی ہے۔ یہ ایک تو معشوق کی جدائی سے پیدا ہوتی ہے جیسے گوپیون کو کرشن چندر مہاراج کا بیوگ ہوا تہا۔ دوسرے یہ بہی چنتون کی حالت کے دہیان۔ روپ اور گن کے شرون اور پڑہنے سے بہی ہوتی ہے جیسے رام بنواس کا حال سنکر دسرتہ اور کوشلیا کی سی حالت ہو جاتی جب دہیان پکا ہونے لگتا ہے اوسوقت پریم کی جہجہک سے دہیہ روپیا کا بیوگ برہ پیدا کرتا ہے یعنی جس صورت کا تصور کیا جاتا ہے اوسکی جدائی ہجر کی تکلیف پیدا کرتی ہے اور اس برہ سے اور دہیان اور چنتون سے سروپ سوبہاوک ساکشات کار کے مطابق ہو جاتا ہے۔ پریم کی پختگی بیوگ سے ہوتی ہے اور مکمہ ابہیرائی جو نت

سنیوگ یعنی مکت ہے وہ بھی بیوگ سے جلد حاصل ہوتا ہے۔
پریم کی بارہ وشا یعنی حالتیں ہیں اور کسی کسی نے باریکی نکال کر تیرہ اور اس سے بھی زیادہ دکھلائی ہیں وہ یہ ہیں۔
(۱) اَبِھِت۔ محبوب کی سندرتا اور گنون کو سنکر اوسکے دیکھنے کی چاہ پیدا ہونی اور جب وہ دکھلائی دے تو سوائے اوسکے نظارے کے کسی اور پیاری چیز کی خواہش نہونا جیسے جانکی جی کی حالت سوئمبر کے وقت ہوئی تھی۔ یا سوتیکشن جی کی سری رامچندر جی سے ملنے کے وقت۔
(۲) پت۔ کسی قاصد سے معشوق کے حالات پوچھنے کیوقت بکلتا اور اون حالات کو سنکر خوشی اور پیار پیدا ہونا۔ اور قاصد سے بات چیت کرتے وقت جو آنند ہوتا ہے جیسے اودہو جی کے آنیکے وقت گوپیون کی حالت ہوئی تھی یا رامچندر جی کے جانے کے وقت جنک پور کی استریون کی۔

پائے سگ بوسید مجنون خلق پرسید این چہ بود
گفت این سگ گاہے گاہے کوئے لیلی رفتہ بود

(۳) للِت۔ محبوب کو دیکھنے کی ترنگ جوش میں بزرگون اور گروجنون کی سکشا و تاڑنا کو من میں نہ لانا اور بار بار دیکھنے کے نمت چاہ ہونا اور شرم چھوڑ کر دیکھنے کو پیچھے ہو لینا۔ جب نگاہ بھر کے دیکھ لیا تب گروجنون سے شرم ہونا جیسے جب کرشن مہاراج بن سے آتے تھے تو گوپیان شرم و خوف چھوڑ کر دیکھنے کو جاتی تھین اور سوئمبر کے وقت دھنش توڑنے سے پہلے جو حالت سیتا جی پر گذری۔
(۴) ذِلت۔ محبوب کی جدائی میں رنگ بدل جانا اور نیند نہ آنا خوراک گھٹ جانا۔ جسم دبلا ہو جانا۔ بکلتا ہونی اور کوئی چیز نہ سہانی اور روتے روتے بیہوش ہو جانا اور محبوب کا دل میں دہیان کرکے تن سے ہو جاتا اور من کومل ہو جانا۔ جیسے

راس لیلا سے پہلے جب کرشن چندر انتردھیان ہو گئے تو گوپیوں پر جو حالت گذری۔ جانکی جی پر لنکا جاتے وقت اور اشوک باٹکا میں جو حالت گذری۔

(۵) ملت۔ محبوب سے بہت عرصہ تک جدائی رہنے میں جو بے چینی ہوا ور بھانت بھانت کے منورتھ کرتا ہے اوسکے بعد ملنے پر جو حالت ہوتی ہے جیسے انتردھیان ہونیکے بعد راس لیلا میں کرشن چندر گوپیوں سے آکر ملے اور سری رامچندر جی لنکا فتح کر کے اجودھیا میں واپس آئے۔

(۶) کلست من کا سینوگ کے آنند سے دروی بھوت ہو کر پریم میں ڈوب جانا یہ دو طرح کی ہے۔ اوّل پرتکش ملکر دیکھنا اور بات چیت وغیرہ کرنا۔ دویم۔ دھیان چنتون میں ملکر جو چاہتی وہ جیون کی تیوں پراپت ہونی اور آنند ہونا۔ جیسے تنہائی میں کرشن چندر کسی گوپی سے ملے او جیسا اوسکا خیال تھا اوسی مطابق راز و نیاز کی گفتگو وغیرہ درمیان میں آئی۔

(۷) جلت۔ انتہائی محبت میں محبوب پر خفا ہو کر اوسکی بے اعتنائی کی شکایت کرنا یہانتک کہ جوش سے جسم کانپنے لگتا یا ہونٹ چبانے لگتا اور غصہ سے آپے کو بھول کر اوس سے تدا کار ہو جانا۔ مثلاً سری رامچندر جی کو تعنہ دینا کہ تم نے بالی کو شکاری کی طرح مارا جہاںا نکہ اوسکا گوشت کام آیا نہ کھال کام آئی۔ تم نے سوپ نکھا کے ناک و کان کاٹ کر نہ اوسکو لینے کا کام کا رکھا نہ دوسرے کے کام کا رہنے دیا۔ بنباس جاتے وقت لچھمن جی کو رامچندر جی پر غصہ آیا کہ آپ فضول بن بن پھرتے ہیں

(۸) جلت۔ دیہہ تیاگ کیوقت محبوب کا دھیان کر کے پریم کی حالت میں یہ مانگنا کہ دوسرے جنم میں بھی مجھکو اوسی کا پریم ہو جیسے ستی جی نے دکش کے یگ میں جسم چھوڑتے وقت چاہنا کی ہے۔

پنداراینکہ مہرت از دلِ عاشق۔ رود ہر گز
چو میر و بتلا چو خیسز و بتلا خیسزد

(۹) کرانت۔ محبوب کا چنتون یعنی تصور کرنے سے اوسکی مورت پہر سامنے آ جانا۔ ہر وقت اوسی کا دھیان رہنا سریاپن مین ظاہر ہو۔ اپنی خواہش کے مطابق اوسکا سنگار کرنا۔ ہنسنا۔ کہیلنا۔ بولانا وغیرہ اور سوا تے اوسکے نہ کسی سے بولنا نہ کسی کی بات سننا۔ اصلیت تو یہ ہے کہ اگر عاشق کو معشوق کے دہیان چنتون کا سُکہہ نہووے تو شوق کی تکلیف سے زندہ نہ رہ سکے اور جو ہر وقت تصور مین مگن رہے تو بہی تہوڑے ہی دن زندہ رہے۔ بکرانت۔ کرانت کا ایک انگ ہے بہگوت کی بہگتی حاصل ہونیسے اپنے کو خوش قسمت سمجہنا اوسکے ملنے کا آنند اور اوسکی مشکلات کو برنن کرنا اوس سے جن جن لوگون کو محبت ہو اونکو سراہنا اوس سے نہ ملنے اور اوسکو نہ دیکہنے کا فکر رہنا جیسے بہاردواج وغیرہ نے رامچندر سے ملکر اپنے کو خوش قسمت سمجہنا یا ایسا کہ گوپیان مبارک ہین جو ہر وقت سری کرشن جی کو دیکہتی ہین۔ سنکراتتا۔ کرانت و بکرانت کا انگ ہے۔

(۱۰) بہرتتا۔ اپنے محبوب کے پریم کو سب پر ترجیح دینا۔ کیولیہ مکت جس مین کرشن کے پریم کی آدہکتا نہین وہ موت ہے اور موت جس مین کرشن کا پریم ہو ہزار جیون مکت کے برابر ہے ؎

اگر یار وہین نہ جنت ہین صنم دل شاد کیونکر ہو
ہمارے واسطے سب یار جنت نار ہو جاوے

سنہرتتا بہی بہرتتا کا ایک انگ ہے۔

(۱۱) گلت۔ محبوب کی سندرتا کا چنتن کرکے یا دیکہکر گائی چاندی سونے کی طرح من کا دردہی بہوت ہوجاتا ہے ؎

عشقِ حق سے دِل جلے جیسے کباب
یا کہ جیسے برف پیشِ آفتاب

سر بالید از بس کہ بر خیستن   ز شادی نہ گنجید در پیرہن

(۱۲) سنترپت۔ سچدانند گہن پورن برہم پرماتما چپ سمندر شو دھام مین ایسا من لگا ہو کہ جہان تہان در و دیوار مین وہی دکہائی دے اور اوس روپ انوپ مین ایسا بیدہ و مگن ہو کہ تنک بہی دوسری طرف من کی برت نہ جاوے ؎

در دوار درین سبہئے جیت دیکہون تت توئی

کانکر پاتھر ٹہیکری بہئے آرسی موئی

یہ سب اوپاسناون ٹہاؤن کا سار ہی بہگوت گیتا مین یہ لکہا ہے کہ جو باسدیو روپ کو سب جگہہ دیکہتا ہے سو مہاتما ہی سودرلبہ ہے۔ اِس اوستہا کو پرا انورکت یعنی پرا بہگت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اِس بہومکا پر ڈڑہ ہونیکا نام جیون مکت ہے اور پہل اوسکا مکتی ویریم پدہے۔

(۲۰۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ بہت سے بہگت اور پریمی اور عاشق تم نے ایسے دیکہے ہونگے کہ عرصہ دراز تک اونہون نے مالک کی بہگت اور اپاسنا کی لیکن حصول مدعا نہ ہوا اور کمر کہول کر بیٹھ گئے اِسکی وجہہ یہ ہے کہ عشق اور پریم مین جو رس ہے وہ اونکو حاصل نہین ہوا۔ اگر اوسکا مزہ چکہہ لیتے تو پہر کمر کہولنا تو درکنار عشق عاشق اور معشوق تینون مین سے ایک ہی یاد نہ رہتا۔ عشق مین خاص بات رس یعنی ذائقہ ہے جسکی بابت سُرتی کہتی ہے رسو وَیس یعنے ایکاگر چیت کی برتی جس آنند کے سواد کو چکہہ کر سکہہ مین ڈوب کے بیدہ ہو جاتے

رہے ہے دہیان کچہہ تعین کا

لاتعین بہی ایک تعین ہے

دہیان مین جو سروپ ساکشاتکار ہو اوس مین چیت کی برت ڈڑہ ہو جائے اوسکو رس کہتے ہین جیسے مٹی سے جدا جدا نام و سروپ کے برتن تیار ہوتے

ہین مگر اصل مٹی ایک ہے اور پانی مین جیسا رنگ ملایا جاوے ویساہی دکھلائی دینے لگتا ہے اِسی طرح پر یہہ رس اصل مین تو ایک ہے مگر سندرتا وغیرہ کے لحاظ سے یہ بہی مختلف نام سے موسوم ہوا۔ کوش شاستر والے آٹھ رس کہتے ہین اور ساہتیہ شاستر والے نو رس مانتے ہین۔ (۱) شرنگار (۲) ہاسیہ (۳) کرونا (۴) رودر (۵) ویر (۶) بہیانک (۷) وی بھتسیہ (۸) اوبھت (۹) شانت اپنشد مین شانت رس کو مول اور باقی کو اوسکی شاکہا بتلایا ہے بعضونے مرتو کو دسوان رس مانا ہے مگر اوسکو وبہچاری سانگری مین شامل کیا ہے۔ بھیانک وی بھتسیہ رسون سے کوئی اوپاسنا نہین کرتا مگر چونکہ راون وغیرہ کا اوس روپ سے ادوہار کیا اِسلیئے یہ بہی رسون مین شامل ہین۔ شرنگار اور شانت رس۔ اور سکہیہ داسیہ۔ واتسلیہ بہاؤ۔ یہ پانچ خاص با تین ہین کیونکہ بھگوت کے جلدی اور بسہولت پراپت ہونے کی انمین خصوصیت ہے۔

یہ رس چار سانگری سے پیدا ہوتے ہین۔ (۱) وبہاؤ (۲) انوبہاؤ (۳) ساتوک (۴) وبہچاری۔

(۱) وبہاؤ۔ اوسکو کہتے ہین جو کارن اور مول اوس رس کے پرگٹ ہونیکا ہو اوسکی دو قسمین ہین۔ المبن وبہاؤ اور اُدّوپن وبہاؤ۔ المبن وبہاؤ دو قسم کا ہے۔ اوّل آشریالمبن وہ ہے جو رس کے رہنے یا اُوتپن ہونیکا استہان ہو سو وہ دہیان کرنے والا اور رسنیہ شکست ہے یعنی عاشق و عشق۔ دویم۔ وشیالمبن یعنی مورتی سنگار رس کہ جسکا دہیان کیا جاوے یعنی معشوق و محبوب۔ اُدّیپن وبہاؤ چار قسم کا ہوتا ہے۔ اول گُن۔ یہ کہ سندریہ سروپ کی لاونیتا یعنی ملاحت و نولونیتا یعنی چڑہتا جوبن ونموہنتا دکشور یا بالک سروپ وٹیٹھا بولنا و پریت وغیرہ دویم چیسٹا۔ کانت وجہلک وسکمارتا کا گربھ وہاو بہاؤ وکٹاکش۔ سویم

النکار یعنی کپڑے و سجاوٹ زیور وغیرہ ؎

سہس روپ آدمی ہزار روپ کپڑا
لاکھہ روپ زیور کروڑ روپ نکھرا

چہارم مٹستھہ یعنی عطریان پھول وغیرہ سامگری۔
(۲) انوبھاؤ یعنی عاشق و معشوق کے ملنے پر جو بات ظاہر ہوا ور جو رس ظہور مین آوے یعنی آپسین ملنا۔ گلے مین ہاتھہ ڈالنا۔ کھیلنا۔ ہنسی ٹھٹھا وغیرہ۔
(۳) ساتوک۔ اُسکو کہتے ہین کہ اپنے محبوب کو دیکھکر یا اوسکی جانب سے دکھہ یا سکھہ پہنچنے سے من کی برتی جس جس حالت کو پراپت ہوتی ہے۔ یہ حالتین آٹھہ ہین (۱) ستنبھ۔ جیون کا تیون سکتہ کے سے عالم مین رہ جانا۔ (۲) پرلیہ۔ مورچھا اور غشی (۳) روماںچ جسم پیر رونگٹے کھڑے ہوجانا۔ (۴) سویدیا پسینہ ہوآنا۔ (۵) ویرن رکھہ کا رنگ بدلجانا۔ (۶) کمپ جسم کانپنے لگنا۔ (۷) اشرو آنسو بہنا۔ (۸) سُر بھنگ سُشبد مین بھید پڑجانا یعنی آواز بدل جانا۔
(۴) وبھچاری۔ جو حالت دسون رس کے پہلے یا پیچھے ظاہر ہوکر پھر جاتی رہے سو یہ حالتین تینتیس ۳۳ ہین اور سب رسون مین اون کی ویاپتا برابر ہین۔ (۱) نرویدیہ معشوق کی جدائی یا دوسرے شخص کیسا تھہ اوسکی محبت یا کوئی خلاف بات سمجھہ لینے کا دکھہ (۲) گلان بل گھٹ جانا اور اُمنگ کا نہ رہنا (۳) شنکا۔ پیارے کے ملنے مین کسی دکھن کے سندیہہ کا دھیان ہوآنا۔ (۴) سرم یعنی تکان جیسے راہ چلنے یا سبھوگ کے بعد (۵) دھرتی من کی سنتشٹتا۔ (۶) جڑتا۔ ویوگ وغیرہ کے دکھہ سے جیون کا تیون رہ جانا (۷) ہرش پیارے کو دیکھکر یا اوس سے بات چیت ہونے سے بالسی اور وجہ سے ہرش ہونا (۸) دینتا سے چینی سے من چڑچڑا ہوجانا اور بیوگ کو نہ سہہ سکنا (۹) اگرتا۔ محبوب کی طرف جو بے اعتنائی ہوا وسکی وجہ سے کرودھ آجانا

(۱۰) چنتا۔ پیارے کے ملنے کے نمت سوچنا (۱۱) تراس۔ اچانک کسی خوف کا آجانا۔
(۱۲) ایرشا۔ اپنے محبوب مین دوسرے کی محبت کا ساکشی پن نہ سہہ سکنا (۱۳) امرش
محبوب نے جو بے اعتنائی کی اوسکا دکہہ ہونا اور نا سہارنا۔ (۱۴) گربہ۔ اپنے سے
دوسرے کو ادہک نہ جاننا (۱۵) سمرت۔ اپنے پیارے کو یا اوسکے گنون کو سمرن کرنا
(۱۶) مرن۔ عزیز کا اوپائے کرنا یا مرجانا (۱۷) مد۔ ہرش و گربہ کے اکٹھے ہونے سے
جو حالت ہوتی ہے یعنی کاریہ دا کاریہ کا دویک نہ کرنا (۱۸) ندرا۔ باہر کے اتوسندہان
سے انتر کی برت مین ایکا گرچت کا ہونا جیسے سپن (۱۹) سکہیت۔ گہری نیند (۲۰)
اُدبودہ۔ اودہانتا بیدہ ہوتے پیچہے شدہ ہونا (۲۱) بریڑا۔ لجا یا شرم (۲۲)
الیسار۔ دکہہ۔ اور آشا اور دیگر وجوہات سے من کو تاپ ہونا (۲۳) موہ۔ تن کے
ڈگمگ ہونے اور دکہہ اور خوف سے جو کلی ہو (۲۴) میت۔ آدسدہانت جو نیچے ہے
بچار کر کے نشچہ کر لینا (۲۵) آلس۔ کاریہ مین اوپائے کی کمی (۲۶) آویش۔ من کی
رغبت و نفرت کا اچانک پرگہٹ ہو جانا اور اسی وجہ سے من کا ڈگمگ ہونا (۲۷)
وترک۔ سندیہ سے نانا پرکار کا دہیان ہونا (۲۸) او ہتہا خوشی یا رنج کیوجہ سے
اپنے جانے ہوئے کو چھپانا (۲۹) ویادہ۔ بیوگ مین شریر سے دکہی ہو جانا (۳۰)
اُنماد۔ جڑ چیتن کو برابر جان لینا جیسے متوالا (۳۱) وشاد۔ جو بات اپنے من کے خلاف
ہے اوسکا اوپائے دکہائی نہ پڑنا (۳۲) اوتسوک اپنے محبوب کے
ملنے مین دیر کو برداشت نہ کر سکنا (۳۳) چپلتا۔ متر و شتر و کے کارن سے
من کا استہر نہ ہونا۔

بزرگانِ سلف نے سانگری سویم و چہارم یعنی ساتوک و وبہچاری کو عاشق
کی چنچل وشا سمجھکر ایک نام بل دبہچاری رکہا مگر زمانہ حال مین یہ باریکی نکالی
ہے کہ ایک وشا جو سب رسون مین دیاپکتا رکہتی ہے اوسکو ساتوک کہتے ہین

اور جو دشا ایسی ہے کہ ایک رس مین تو دیاپک ہوا اور دوسرے رس مین دیا پک تہو وہ دبھچاری ہے۔

ان کے بعد استہاتے بہاوَ ہے یعنی جو رس اپنے سجاتی اور بجاتی سے دور نہو سکے اور برابر اپنی حالت پر قایم رہے سجاتی یہہ کہ رس سے رس کا استہاتے بہاو مٹ جاوے جیسی لڑکے ہنسی اور ٹھٹھا یعنی ہاسیہ رس مین مگن ہین کسی بڑے آدمی نے کہ وہ یعنی رودر رس سے اوس ہنسی کو نورت کر دیا اور بجاتی یہ ہے کہ جیسے لڑکے ہاسیہ رس مین مگن ہین پہر روٹی کہانے چلے گئے اور وہ رس نورت ہو گیا یعنی رس سے رس نورت تہوا بلکہ دوسرے باعث سے نورت ہوا مطلب یہ ہے کہ کسی ابہگہات اور کسی پرکار مین بہگوت سروپ کے دہیان اور چنتون سے نہ ہٹے وہ پدوی انت کی اور ڈرڑہ بہاوَ ہے۔

(۲۰۴) ایک روز ایک صاحب نے عرض کیا کہ یہ صوفی لوگ جو حال کہیلتے ہین یہ تو نرا ڈہونگ ہے۔ آپنے فرمایا کہ کیا خوب مرغی اپنی جان سے جلتے اور کہانیوالے کو سواد ہی نہ آتے اس حال مین بزرگ تو اپنی جان سے گذر گئے اور آپکے نزدیک یہ ڈہونگ ہی ہے۔ بابا فرید شکر گنج کے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکی ایک دن قوالی سن رہے تہے کہ یہ شعر پڑہا گیا ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زمان از غیب جانے دیگر است

اسکو سنکر ایسے زور شور کی حالت طاری ہوئی کہ عرصہ تک بیہوش پڑے رہے جب ذرا ہوش مین آتے تو فرمایا کہ پہر وہی شعر پڑہو جب پہر پڑہا گیا تو پہر وجد مین آگئے جب پہر ہوش مین آتے تو اوسی کیواسطے حکم ہوا پہر وہی شعر

جاری ہوئے تو پھر حال آگیا اسی طرح پر تین چار دفعہ شعر پڑھا گیا اور آپکا اوسی حالت وجد مین وصال ہو گیا ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(۲۰۵) ایک روز اس خاکسار نے عرض کیا ع
عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئیے

ارشاد ہوا کہ عشق۔ بھگتی۔ محبت۔ پریم سب ایک ہی چیز کے نام ہین مگر دراصل وہ شے کیا ہے اور کیسی ہے اِسکا بیان زبان نہین کر سکتی البتہ کوئی صاحبِ کمال چاہے تو مزہ چکھا سکتا ہے۔ اصطلاحِ عارفان مین عشق سے دو حالتین مراد ہین ایک جذب۔ دوسری ضبط۔ (۱) جذب کے معنی ہین کشش یہ وہ کشش ہے جس سے ستارے و سیارے چاند و سورج خلا مین معلق ہین۔ پربانوا ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہین۔ یہ کشش ہی چور سے چوری کراتی ہے۔ دانی سے دان دلاتی ہے۔ اِسی نے عیسے کو سولی پر چڑھایا۔ موسیٰ کو فرعون سے لڑایا۔ مہاتما بُدھ سے راج چھوڑایا۔ یزید سے خون کرایا۔ انسان حیوان چرند پرند بلکہ تمام برہمانڈ اسی کشش کو مرکز بنا کر اسکے گرد چکر کاٹ رہے ہین اور اسی سے قایم ہین۔ البتہ اختلافِ حالت کے لحاظ سے اسکا طرز اظہار جداگانہ ہے۔ سادھو مشغول عبادت ہے زاہد نماز روزہ مین لگا ہوا ہے۔ رند شراب سے بدمست ہے۔ عیاش تماش بینی مین مزے لیتا ہے مگر کیا نیک کیا بد کام سب اِسی کے زیر اثر ہو رہے ہین اور سب اوس کام مین خوش ہین۔ وجہ یہ ہے کہ یہ کشش سر ر ابدی وسچدانند روپ ہے چونکہ ہر ایک شے اس کشش کا مرکز ہے اور اپنے ارد گرد کی تمام اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے اِسکی وجہ سے اوس کی رفتار سیدھی نہین ہے بلکہ دایرہ کی

صورت مین ہے۔ یہ دایرہ اول بہت ہی تنگ صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور
اس تنگی کی وجہ سے اسکی کشش صرف اپنے ہی چارون طرف رہتی ہے اسلیے
اسکو خود غرضی کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ بچہ ہر چیز کو لینے اور اپنے واسطے
رکھنے کی کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ اگر سانپ بھی سامنے آجائے تو ہاتھ سے پکڑ کر
منہ مین دھر لے۔ اگر کوئی چیز اوس سے لی جائے تو بہت ہی ناخوش ہوتا ہے
اور ہرگز ہرگز اوسکو دینا پسند نہین کرتا۔ خواہ وہ چیز نقصان پہونچانیوالی ہی
کیون نہو۔ مگر جیون جیون انسان بڑا ہوتا جاتا ہے اوسی طرح وہ دایرہ بھی
کشادہ ہوتا جاتا ہے۔ اسکا خاصہ ہے کہ وہ اپنے مین محدود رہنا نہین چاہتا
بلکہ ہر سمت پھیلنا چاہتا ہے۔ اور یہ قاعدہ مُسلم ہے کہ ہر ایک چیز اپنے اصلی مرکز
کی طرف رجوع ہوتی ہے اور یہ کشش بھی اپنے اصلی مرکز کیطرف جانیکی کوشش
کرتی ہے اسلیے مان باپ بھائی بند بیوی بہن بہت سے آدمیون کو اب وہ
اپنے دایرہ کے اندر سمجھتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ جوان ہونے پر جب اولاد وغیرہ ہوجاتی
ہے اوسوقت خود غرضی کی شکل مودہ کی صورت مین تبدیل ہوجاتی ہے اب وہ
جو کام کرتا ہے دوسرون کے واسطے ہی کرتا ہے اپنی ذات کا خیال بھی مشکل سے
آتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح پر جاری رہا تو چند روز مین اوسکی کشش کا دایرہ
اس قدر وسیع ہوجاتا ہے کہ اول اپنے خاندان پھر اپنا وطن پھر اپنا ملک اور
رفتہ رفتہ تمام دنیا کو ہی وہ اپنے دایرہ مین شامل کرلیتا ہے اور اوس کی
کشش دوسرون کی طرف اس قدر کھنچ جاتی ہے کہ پھر اپنے مرکز کی طرف
آنا دشوار ہوجاتا ہے اور مرکز کو چھوڑ کر رفتہ رفتہ کشش عالم گیری مین شامل
ہوجاتی ہے۔ جیسے سل و دق وغیرہ امراض ظاہری کا اثر جسم پر ہوتا ہے
اسی طرح حرص ہوا وغیرہ کے اخلاق ذمیمہ امراض باطنی کا اثر روح انسانی پر ہوتا

ہے انکا علاج دو وجہ پر ہے۔ ایک جزی یعنی ذکر و فکر و مراقبہ وغیرہ سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ علاج و دفعیہ کیا جاوے۔ دوسرے کلی یعنی محبت قلب مین پیدا کیجاوے جب اسکا غلبہ ہوگا تو اپنی ہستی و خودی مٹ جائیگی اور اس دعوئی ہستی اور خودی کے مٹ جانے سے اخلاق ذمیمہ اور امراض روحانیہ کا خود ہی استیصال ہوجاتا ہے ؎

اپنی خودی مٹا کے تو بالکل ہوا بے نشان
جب آپ گم گیا تو خدا ہی خدا رہا

اسکا نام طریق جذب ہے اسکی بابت مولانا رومؔ فرماتے ہین ؎

ہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد
او ز حرص و عیب کلی پاک شد

اس جد و جہد مین جو حالت پیدا ہوتی ہے اوسی کو درد دل کہتے ہین ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیان

جس طرح سے سمندر مین اینٹ پہینکنے سے دائرہ یا چکر اوٹھکر بہت دور تک جاتے ہین مگر اون کے رُکنے کا کوئی کنارہ یا حد نہین ملتی تو رفتہ رفتہ پانی کی کشش عالمگیر مین وہ کشش بہی سما جاتی ہے اسی کا نام عشق حقیقی ہے ؎

زنلا بگذر کہ تا اسرار بینی
تو در لا نقطۂ پرکار بینی

بالفرض انسان کے دائرہ کو بہت وسعت ہوئی اور تنگ خیالی نے اوسکے دائرہ کو محدود رکہا جیسا کہ اکثر انسان کے خیالات اپنے بہائی بند یا رشتہ دارون کی نفع رسانی تک ہی محدود رہتے ہین تو جسطرح تالاب مین اینٹ پہینکنے سے چکر پڑے ہو کر کنارے تک جاتے ہین اور وہان بند ہوتے نظر آتے ہین مگر دراصل

تالاب مین جو خودغرضی یا موہ کی انیٹ پتھر پہینکنے سے خواہشات کی موجین اوٹہتے ہین اون کے چکر راگ و دیش روپی کنارون سے ٹکرین کہا کہا کر بند نہین ہوجاتے بلکہ راگ اور دیش دونون کو چہوڑ کر ویراگ کی حالت مین پہر اوسی مرکز کیطرف واپس آتی ہین جیسے انسان زمانہ کے دُکہہ سکہون سے نتیجہ حاصل کرکے سبکو ہیچ سمجہکر پہر اپنی ہی طرف رجوع ہوتا ہے اِسی کو عشق مجازی کہتے ہین اور جب وہ کشش لوٹ کر مرکز پر پہونچتی ہے تو پہر مرکز ہی مین سما جاتی ہے اور پہر کشش کا پتہ نہین چلتا بشرطیکہ خواہشات کا سلسلہ مسدود ہو جاوے جسکے واسطے بہی قواعد مقرر کئے گئے ہین اِسی طرح پر وہ عشق مجازی عشق حقیقی کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ پریم یا پریت ہی کہنچ شکتی یعنی قوت جاذبہ کو کہتے ہین۔ اِسی شکتی سے تمام رچنا چہوٹے چہوٹے ذرے یا پرمانو سے ملکر رچی گئی ہے قایم ہے اور کل دہیان یا صورتون کا ٹہراؤ اور کارروائی اِسی شکتی سے ہے جو پریم نہ ہووے تو کوئی کسی سے میل نہ کرے۔

(۲) ضبط کے معنے اختیار یا قابو کے ہین۔ اگر کسی چیز پر انسان کا قابو نہو تو وہ اوس سے حسب دلخواہ فائدہ نہین اوٹہا سکتا۔ ہوا یا آگ یا پانی اوس کشش عالمگیر کا ایک ادنی ظہور سمجہے جاتے ہین۔ مگر ان پر ہی اختیار حاصل کرنے سے ہزارون طرحکے فائدہ اور کام نکل سکتے ہین۔ دریا مین پانی بے اختیاری کیحالت مین بہتا چلا جاتا ہے جب کبہی اوسکا زور ہوتا ہے تو گاؤن کے گاؤن بہہ جاتے ہین اور تباہی اور بربادی سی ہو جاتی ہے مگر نہر وغیرہ نکالکر جب اوس پانی پر اختیار حاصل ہوجاتا ہے تو لاکہون بیگہے بنجر اور اُدسر زمین سے کیسے فائدے اور پیداوار ہوتی ہے

فیکٹری۔ کلین۔ پن چکی وغیرہ کیسے کیسے کام نکلتے ہین۔ اسی طرح پر آگ بے اختیاری
کی حالت مین دم کے دم مین شہر کے شہر غارت کر دیتی ہے مگر اوسپر قابو حاصل کر کے
پہر کیسے کام نکالتے ہین۔ انجن۔ غبارہ۔ اگن بوٹ وغیرہ وغیرہ سب اسی کے
ذریعہ سے کام کرتے ہین۔ جب اِن ادنٰے ظہورون پہ قابو کرنے سے اتنا فائدہ نکلتا
ہے تو اگر اوس کشش عالمگیر پہ کوئی قابو حاصل کر لے تو کتنا کچہہ فائدہ کر سکتا ہے
جس شخص کو اپنی طبیعت پر اختیار نہین ہوتا وہ غصہ کی حالت مین کیا کچہہ بہلا بُرا
نہین کر گذرتا۔ ایسے آدمی کو جذبہ والا یا مجذوب کہتے ہین اسی طرح پہ جن کا رُخ
اس کشش عالمگیری کی طرف بے اختیاری کی حالت مین ہوتا ہے وہ بہی مجذوب
کہلاتے ہین اون کی حالت ایسی سمجہنی چاہیے جیسے ایک دریا اپنی حالت پر سمندر
کی طرف رُخ کیے بہتا چلا جاتا ہے اوسکو کسی کے بہلے بُرے سے کچہہ کام نہین
اگر کسی کو پانی کی ضرورت ہو تو لوٹا مٹکا یا پیپا جو چاہے اوس سے بہر لاوے اگر کبہی
اوسمین پانی کا بہاؤ زیادہ ہو گیا تو اوسکی بہی روک تہام کچہہ نہین گاؤن شہر جو
سامنے آگیا سب غرقاب ہو جاتا ہے مگر جس شخص کو اپنی طبیعت پر اختیار ہوتا
ہے اوسکی حرکتین ایسی نہین ہوتین اوسکے ہر ایک کام ضرورت اور وقت
کے لحاظ سے ہوتے ہین۔ غصہ کی جگہہ ضبط سے کام لیتا ہے ایسے آدمی کو کہتے
ہین کہ یہہ بڑا سلوک والا ہے۔ اور جن لوگون کو اس کشش پہ پورا اختیار یا قابو ہو جاتا
ہے وہ بڑے سلوک والے یا سالک کہلاتے ہین جسطرح اوسر اور بنجر زمین کی
طرف نہرین کاٹ کر لیجاتے ہین اور اون کو سیراب کرتے ہین چہوٹے چہوٹے نالے
نکالکر اون سے کلین اور ہزار ون پن چکیان چلاتے ہین اور ہزارون طرح کے کام
نکالتے ہین اوسی طرح اِن بزرگون کے فیضانِ صحبت سے عالم کو بہت فائدہ
پہونچتا ہے جہان جگہہ جو ضرورت محسوس کرتے ہین اوسکے واسطے فوراً ولیا ہی

سر انجام دیتے ہین کسی خاص قوم ۔ مذہب ۔ فرقہ ۔ یا ملک سے ان کو خصوصیت نہین ہوتی ۔ کل عالم سے انکا ایک قسم کا تعلق ہوتا ہے ؎

گدائی کوے تو از ہشت خلد مستغنی است

اسیر زلف تو از ہر دو عالم آزاد است

اور وہ ویش یا کال کی قید سے بری اور آزاد ہو جاتا ہے ۔

مثنوی شمس تبریز

اے عاشقاں اے عاشقاں من عاشق دیرینہ ام	اے صادقاں اے صادقاں من عاشق دیرینہ ام
این دم کہ نور عاشقاں از عالم علوی گذشت	آنجا ہمہ خود من بدم من عاشق دیرینہ ام
چندیں ہزاراں سال شد تا قالبم را ساختند	این قالب جنوی مبیں من عاشق دیرینہ ام
با نوح در کشتی بدم با یوسف اندر قعر چاہ	اندر دم عیسیٰ بدم من عاشق دیرینہ ام
آدم نبودہ من بدم عالم نبودہ من بدم	این دم نبودہ من بدم من عاشق دیرینہ ام
شاہ حقیقت بودہ ام پیر طریقت بودہ ام	شہر شریعت بودہ ام من عاشق دیرینہ ام

اسیکو اننیہ بھگتی یا عشق حقیقی کہتے ہین ۔ مگر یہہ حالت حال ہی قیل وقال سے سمجھہ مین نہین آسکتی ۔

(۲۰۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ پریت کے معنی عشق مجازی یا سکام بھگتی کے ہین جس مین خوف یا خواہش لازم ہوتے ہین جیسے بعض انسان خدا کو جبار و قہار مانتے ہین اور عذاب دوزخ سے بچنے کے خوف سے اوسکی عبادت کرتے ہین اور بعض اوسکو رحیم کریم جانتے ہین اور اوسکی رحمت اور آرام بہشت کے خواستگار ہین مگر سچا پریم ان دونون باتون سے بری اور پرے ہے ۔ عاشق یا بھگت عذاب دوزخ سے ڈرتا ہے نہ آرام بہشت کا طلبگاری ہے نہ اوسکو قہر کی پروا ہے نہ مہر کا

کا خواست گار رہے ہے ؎

نہ جنت جو یم و نے حور سنے اشمار میخواہم — نیو ارزانی بلے تا ہر ہمہ تن یار میخواہم
شما آں مملکت فردوس بارے بدست آرید — کہ من درویش عالی ہمتم دیدار میخواہم

سچے پریم میں تین باتیں ہوتی ہیں اول تو نسکام یعنی کسی عیوض یا بدلہ کی خواہش نہیں رہتی صرف پریم ہی کی طلب رہتی ہے۔

مثنوی

نہ جاہ و جلالِ کبریا مے خواہم — نہ درد ترا ہیچ دوا مے خواہم
ہر کس زور تو مطلبی مے خواہد — با خستہ دلاں از تو ترا میخواہم
دل مکن از فکرِ باطل ہا سیاہ — از خدا غیر از خدا چیزے مخواہ
اے زاغ گر بمیرم بخوری تمام گوشت — چشمم نگاہ داشت کہ بینم جمالِ دوست

دنیا میں بھی جہاں کہیں سچّا پریم ہوتا ہے معاوضہ کی ہوس نہیں کی جاتی معشوق سے معشوق کو ہی چاہتے ہیں بس اور کچھ نہیں ؎

درحضوری دوست ہر جانب نظر کردن خطا است
یکزماں حاضر نشیں اے دل کہ جاناں حاضر است

مثنوی

اے کہ شاہِ دُرِ یکتائی — جلوہ گر گشت در من و مائی
روزِ وحدت بکثرت آوردی — لے تو پنہاں زبس ہویدائی
غیر تو نیست تا ترا بیند — درحقیقت ترا تو بینائی
ہمہ سوئے چرا ہمہ سوئی — ہمہ جائے چرا ہمہ جائی

چوں بصحرا شدی زِ خلوتِ صرف | عالمے شہر تست صحرائی
دیدہ و نور دیدہ جملہ تو ئی | از کہ بر قعہ زِ روئے بکشائی
در حجاب از کہ ماندہ ہر گاہ | خود تماشا و خود تماشائی

دوسرے پریم خوف سے بری ہوتا ہے۔ بھگت پرمیشور سے محبت کرتے ہیں اوسکی صفت قہاری وجباری سے اون کو کچھ سروکار نہیں۔ ایک جج عدالت کی کرسی پر بیٹھکر مجرم کو پھانسی کا حکم دیتا ہے۔ عدالت میں اوسکے خوف سے مجرم کی پنڈلیاں کانپتی ہیں مگر جب وہ گھر آتا ہے تو کیا اوسکے لڑکے بالے اوس سے ڈرتے ہیں۔ وہ مجرم کیواسطے جج ہیلے ہی ہو۔ یہاں اور ہی قسم کا تعلق ہے یہاں وہ بچونکا پیارا باپ اور بیوی کا پیارا شوہر ہے تیسرے یہ کہ بھگتی بطور خود معراج ہے وہ خود ہی کرم اور خود ہی جزا ہے۔ رُباعی۔

عشق است کہ آن مغزِ دل وجانِ منست
برگِ من وعیشِ من وسامانِ منست
رمزیکہ توانم زِ ثنایش گفتن
اینست کہ دردِ من ودرمانِ منست

نقل ہے کہ ایک شخص ایک عورت کے پاس گیا اور اوس سے کہنے لگا کہ میں تجھپر عاشق ہوں اوس عورت نے جواب دیا کہ مجھ جیسی عورت پر تم کیا دیکھکر عاشق ہوئے ہو اگر عاشق ہونا تہا تو فلاں عورت پر عاشق ہوتے۔ وہ آدمی اوس عورت کا پتہ پوچھکر اوسکو دیکھنے گیا مگر وہاں پر کوئی عورت اُس شکل و صورت کی نظر نہ آئی تو پہر اوسی عورت کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جیسی عورت تم نے بتائی ایسی تو ہمکو کوئی نظر نہ آئی۔ اوس نے جواب دیا کہ میں نے تمہاری آزمائش کی تہی سو معلوم کر لیا کہ تم ونحا باز اور جہوٹے ہو سچے عاشق نہیں اگر تم سچے

ہوتے تو تم کو سوائے میرے اور کسی کا خیال تک نہ ہوتا۔ مثل ہے کہ لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید۔ ہزاروں عورتیں لیلےٰ سے زیادہ خوبصورت تہیں مگر چونکہ مجنوں کو لیلےٰ کا سچا عشق تہا اسلئے اوسکی نظروں میں سوائے لیلےٰ کے اور کوئی آتی ہی نہ تہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ مجنوں اور مجنوں کی نظر سب غائب ہوگئے تہے اور صرف لیلےٰ ہی باقی رہ گئی تہی۔ جب خود ہی نہیں رہتی تو اچھے بُرے کی تمیز کون کرے۔

مثنوی

گر این ردائے عنصری از تیغ عرفانی بُری	قد حقیقت میخوری بر خود مبین بی خودبین
شمشیر عرفاں صاف کن قطع ہمہ اوصاف کن	رو با حقیقت باف کن بر خود مبین در خود ببین
از خود گذر در خود نگر بیخود بخود شو با خبر	زین ہر دو بالا کن نظر بر خود مبین در خود ببین
از خود اگر یکسو شوی بیخود سراپا او شوی	از سوئے خود بیسو شوی بر خود مبین در خود ببین
جو پائے خود در خود او خود جلوہ ہائے او برو	حرفِ نمود ما و تو بر خود مبین در خود ببین
او در نشان لیس بے نشاں او بے نشاں در ہر نشاں	بل بر تر از وہم و گماں بر خود مبین در خود ببین

مگر یہہ پریم کا پنتھ بڑا کٹھن ہے ؎

کٹھن پریم کو پنتھ جہاں نیم کی گت نہیں	کہت وید سب گرنتھ پریم بھاؤ کے بس ہری
غیر ناکامی درین رہ کام نیست	راہ عشق است این رہ احکام نیست

عشق میں بازی ہی سر کی کام دولت کا نہیں

اِس سی بہتر کہیل ہم نے اور کوئی دیکھا نہیں

جس نے اپنا سر نہ بیچا کچہہ مزہ چکہا نہیں

عاشقوں نے جیتے جی ہی تن بدن رکہا نہیں

نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت محمد صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ انّی احبّک

یعنی آپسے محبت رکہتا ہون اے خدا کے حبیب اتو آپنے ارشاد فرمایا کہ استعد للفقر۔ کہ اگر تو مجہہ سے محبت رکہتا ہے تو فقر کے لیئے تیار رہ پہر اوس نے عرض کی کہ انی احب اللہ یعنی مین خداوند سبحانہ کے ساتہہ محبت رکہتا ہون تو آپنے فرمایا کہ استعد للبلاء۔ کہ بلا کیواسطے تیار رہ ؎

بیگانہ را چہ کار بود در بلاے غم
آنرا رسد کہ خاص بود آشناے ما

اور کبیر جی بہی کہتے ہین ؎

یہ تو گہر ہے پریم کا خالہ کا گہر ناہین
سیس اتارے بہوئین دہرے تب پیٹہے گہر ماہین

مگر جسطرح بادشاہ وحاکم کے پاس حاضر ہوتے وقت نذر گذراننے سے جلد وباسانی تمام دربار وحضوری مین رسائی ہوتی ہے اوسیطرح حاکم دوجہان اور شہنشاہ شہنشاہان کے حضور مین باریابی کیواسطے کچہہ نذر ہونی چاہئے وہ نذر مال خزانہ نہین ہوسکتی بلکہ ایسی چیز ہونی چاہئے جسکی اوس کے پاس بہی کمی ہو تا کہ وہ چیز بڑی قدر کے ساتہہ منظور کیجاوے ایسی چیز جو اوسکے پاس ہی نہو وہ کیا ہے وہ نیاز ہے کیونکہ اوسکا نام ہے بے نیاز اسلیئے نیاز یا عاجزی وانکساری جسکو شٹراگت بہی کہتے ہین ایسی نذر ہے جس سے بڑہ کر اوسکو اور کوئی چیز پسند نہین کیونکہ اس کا اوسکے پاس بہی گہاٹا ہے اور جو چیز اپنے پاس نہو وہ سب کو اچہی معلوم ہوتی ہے۔

نقل ہے کہ ایک شیر کے کٹہرے مین کسی نے ایک چوہے کے کتے کو ڈالدیا کتا جسوقت شیر کے سامنے گرا تو وہ بہت عاجزانہ ڈہنگ مین پیٹہہ کے بل چت لیٹ گیا اور اپنے چارون پنجے اوپر کرکے شیر کیطرف بہت انکساری سے

دیکھنے لگا گویا زبان حال سے یہ کہتا تہا کہ مین تیری پناہ مین آیا ہون۔ مارنا اور جیتا رکہنا دونون باتین تمہارے اختیار مین ہین۔ شیر اوسکی اس حالت کو دیکھکر پگہل گیا اور اوسکو اپنے پنجہ سے اولٹ کر سیدہا کر دیا اور نہ مارا اور وہ کتا اوسی پنجرے مین شیر کے ساتھ رہنے لگا۔ رفتہ رفتہ ایسا اخلاص ہو گیا کہ شیر اوسکو کہلائے بغیر آپ نہ کہاتا اور وہ کتا شیر کے منہ سے جہپٹ جہپٹ کر بہی کہانا نکال لیتا تہا صرف ایکدفعہ کی عاجزی نے شیر کے دل مین اوسکے لئے ایسی محبت پیدا کر دی تہی ؎

ہو کرے سو میری خاطر جو دہرے میرے لئے
سادگی مین میرا عاشق کیا غضب ہشیار ہے

ہو محبت اوسکو اون سے جنکو مین پیدا کرون
بے طمع ہو بے غرض ہو جب وہ میرا یار ہے

مجھسے چاہے مجہہ کو اور میری پرستش مین رہے
دوسری صورت سے جب دیکھو جبہی بیزار ہے

ہو بتاتا تہا بتایا دیکہہ کیا باقی رہا
ایک نکتہ ہے جو تیرے حق مین اب درکار ہے

ک کر سب بلیتین لے مجہہ اکیلے کی پناہ
یہ میرا ذمہ ہے ارجن تیرا بیڑا پار ہے

ر عشق کا گہر بڑی دور ہے جسکو دیکھو نفس کافر کے پیچھے لٹھہ لئے دوڑتا پہرتا ہے اور درد دل سے کوسون بہاگتا ہے ؎

ں کافر سے بہادرین کے لینا انتقام | اوسپہ خود کرنا بگڑ کر ہاتہہ مین تلوار وار
ایکدن یہ سانپ بنکے مار ڈالیگا تجہے | نفس پارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار مار

موسمِ گل یا خزاں ہو لالہ زار و ہر مین
دِل کو ایسے اِنقلابون سے نہ رکھنا خار خار

سخت بیماری ہے دردِ دِل تو اپنے آپ کو
بن کے نا پرہیز مت اے سرورِ بیمار مار

مگر اس عِشق کا مزہ تو عاشق ہی جانتے ہین۔ اِسکی طلب مین جان جانا اور سر کٹوانا تو اون کے لئے اونے کام ہے ؎

یادِ حق مین لطف کیا بس عارفان سے پوچھیے
جامِ وحدت کا مزہ تو قدردان سے پوچھیے

ڈس گیا جب مارِ دنیا نیب بھی میٹھا لگا
اِن مزون کو تو گرفتارِ زمان سے پوچھیے

عِشق حق کا لطف کیا سمجھے دِلِ دنیا پرست
لذتِ ادرک بھلا کیا میموان سے پوچھیے

خون اپنا آپ پیوین کر کے زخمی کل دہن
استخوان بے مغز کی لذت سگان سے پوچھیے

مثلِ سُرخیِ حِنا وہ ہے رگِ دِل مین نہان
اِن نظرون کو جتیرا وس رمزدان سے پوچھیے

(۲۰۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ پریمی بھگت یعنی عاشق مین یہ چہ باتین کم و بیش ضرور ملین گی ؎

عاشقان را شش نشان ست اے پسر
آہ سرد و رنگ زرد و چشم و تر
گر کسے پرسد کہ سہ دیگر کدام

کم خورد و کم گفتن و خفتن حرام

چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ
درد محبت کی ملین ہین یہ نشانی افسوس

(۲۰۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ پریم یعنی عشق و بھگتی چار طرح پر حاصل ہوتی ہے۔ اول تو قدرتی طور پر جیسے دہروجی مہاراج اور پر بھلادجی کو ہی دوسرے کسی کی بخشش سے ملتا جیسے گوپیون کو سری کرشن مہاراج نے بھگتی دی تھی یعنی اونہون نے نہ کچھہ جپ کیا نہ تپ کیا مگر عشق اعلےٰ درجہ کا تہا تیسرے مرشد کی بتائی ہوئی بھگتی کے کمانے سے اور اوسکے مطابق عمل کرنے سے چوتھے لکھوٹا یعنی آنے جانے والے جیسے لاکہہ جب آگ کے مقابل ہوتی ہے تو پگھل جاتی جب سردی پاتی ہے تو سخت ہو جاتی ہے یہ کتابون کے پڑہنے سے یا دیگر نظارون سے ہوتا رہتا ہے ان کو ازلی۔ کمالی۔ کسبی اور وہبی بہی کہتے ہین۔

(۲۰۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایسا کہا جاتا ہے کہ گیان کو پہنچ کر پان کی دہار یعنی گیان کا مارگ بہت کٹھن ہے اور بھگتی یعنی پریم کا مارگ بہت آسان اور سہل ہے لیکن آسان ہو خواہ مشکل آدمی اپنے کو زندہ سمجھکر گیان کو سادہ سکتا ہے مگر بھگتی مارگ چاہے سہل ہی سہی مگر جو شخص اپنے کو زندہ سمجھتا ہے وہ اس مارگ مین پیر دھرنے کے لائق بہی نہین۔ یہ مارگ اوسی کیواسطے ہے جو اپنے کو مردہ سمجہہ لے اور سر ہاتھ پر دھر کر آوے ؎

یہ تو گھر ہے پریم کا خالہ کا گھر ناہین
سیس اوتارے بھوین دہرے تب پیٹھے گھر ماہین

خودی اور اہنکار کو تو جڑ مول سے کاٹنا پڑتا ہے اپنے پریتم کی رضاجوئی اور خوشی ہر دم اور ہر لحظہ مقصود ہوتی ہے اگر یہ بات ہو سکے تو پھر اوسکے واسطے

کچھ مشکل نہین وہ دم کے دم مین اپنے پریتم کو پاتا ہے۔ عشق خواہ مجازی ہو خواہ حقیقی دونون ایک ہی راہ پر پہنچا دیتے ہین۔ اس مارگ مین نکمہ ساد ہن دہیان ہے یعنی ہر وقت اپنے پریتم کا دہیان رہے اور اوس دہیان مین نفسانیت کا دخل نہو۔ جیسے اگر استری پر بہت پریم ہو اور اوسکا دہیان جما یا جاوے تو اوس سے مباشرت منع ہے کیونکہ اگر مباشرت کیجاوے تو پہر یہ غرضانہ کام ہو جاوے جب وہ کام نکل گیا پہر پریم کی کمی ہو گی۔ اگر لڑکے یا دوست یا کسی رشتہ دار کا دہیان کرنا ہو تو پہر وہ کیسا ہی نقصان کرے اوسکی طرف سے دل مین میل نہ لاوے ورنہ دہیان بگڑ جائیگا۔ اگر مرشد کا دہیان ہو تو اوسکی برائی بھلائی کیسی بات کی طرف مطلق پرواہ نہ کرے یہ نہین کہ جب تک گرو تمہاری ہان مین ہان ملاتا رہے تب تک تو راضی اور اگر ذرا سی بات بہی اوس نے خلاف مرضی کہی یا کوئی کام خلاف طبیعت کیا تو جٹ اکڑ گئے جب یہ صورت ہے تو پریم کیسا تم تو پرمیشر اور مالک سمجھکر اونکا دہیان کرتے ہو پہر ایسی باتون کو اوتمین دخل دینا کب روا ہے بھلا کوئی اپنے مالک کو بہی مارتا ہے یا اوس سے بہی کوئی روٹھتا ہے

(۲۱۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ بھگتی یا پریم درجہ عاشقی کا ہے اور بھولا پن اور سیدہا سبہاو درجہ معشوقی ہے اس مین بہی عجب کشش ہے۔ برج کی گوپیون کو انتہا درجہ کا پریم تہا مگر جسوقت اکرور جی مہاراج سری کرشن جی کو لینے آئے تو تمام گوپیون کو چہوڑ کر اون کے ساتھ ہو لیئے۔ اکرور سکتے ہین سیدہے سبہاو والے کو یعنی جسکا سبہاو کرور یا ٹیڑہا نہو۔ گوسائین تلسی داس جی فرماتے ہین۔ چوپائی۔ بھولے بھاؤ ملین رگھورائی۔

(۲۱۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ محبت یعنی پریم مین تین چیزون کی ضرورت ہوتی ہے عاشق و عشق و معشوق۔ پریم خواہ حقیقی ہو خواہ مجازی دونون بالکل ایک سے

ہین۔ مجاز مین مثال کے لئے سورج کو بطور مالک کے سمجھو۔ مالک سرشٹ کی اوتپت اور پرلے ایسی ہی کرتا ہے جیسے سورج پانی کو سوکہتا بھی ہے اور برساتا بھی ہے۔ سورج منڈل کے لحاظ سے سورج ایک دیسی ہی ہے اور روشنی اوراوجالے کے خیال سے سرب ویسی بھی ہے۔ سورج کے دیکھنے مین دوطرح کا پردا ہوتا ہے ایک تو ابر یعنی بادل کا اور دوسرا اپنی نگاہ کے فرق کا جیسے موتیابند، جالا و پھولا وغیرہ۔ ابر کا پردا ہوا سے ہٹتا ہے یعنی اگر ہوا زور سے اور موافق چلنے تو ابر ہٹ جائے اور سورج دکہلائی دینے لگے۔ اسی طرح پر اس گُسٹ مین جو پردا پڑا ہے وہ پرانا یام اور اچہا کے شغل اور عمل سے ہٹ سکتا ہے یعنی مل بکشیپ وغیرہ پردے اوسکی وجہ سے دور ہو سکتے ہین۔ موتیابند وغیرہ آنکہہ کے فرق کا پردہ ڈاکٹر اور حکیم کے علاج سے دور ہوتا ہے اور سورج دکہلائی دینے لگتا ہے اسی طرح آبرن روپی پردہ گرو کے اُپدیش اور ترکیب سے اُٹھتا ہے اور آتما روپی سورج پرتکش دکہلائی دینے لگتا ہے لیکن جیسے بادل اور بینائی کا فرق دونون کی موجودگی مین سورج کی گرمی سے اوس کی موجودگی ثابت ہوتی ہے ویسے ہی مل بکشیپ اور آبرن وغیرہ پردون کے پڑے ہوتے بھی۔ موت زندگی اور بہت سے کامون مین لاچاری اور مجبوری وغیرہ اثرات سے مالک کی موجودگی ثابت ہوتی ہے اور اُسکا خیال ہوتا ہے مگر اس طرح کی موجودگی سے بلا امداد مرشد کے فائدہ نہین اوٹہا سکتے جیسے باغ مین پہول لگے ہون یا شیشی مین عطر رکہا مگر اوسکی خوشبو اچہی طرح سے تبہی آوے گی جب کوئی شخص پہول کو توڑ کر ناک سے سونگہنے کی ترکیب بتلاوے یا عطر کے پہوئے کو جسم اور لباس مین لگانے اور ملنے کی تدبیر سمجہاوے جیسے ابر دور ہونیکے لیئے موافق ہوا کا انتظار اور بینائی درست ہونیکے لیئے ڈاکٹر کا احسان

اور رضا جوئی کرنی پڑتی ہے اوسی طرح پوجن کے معاملات مین بھی پریم اور محبت اور احسان اور رضا جوئی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہٹ دھرمی سے اگر کوئی گرو مہاتما اور مالک سے منکر ہو تو دوسری بات ہے مگر پھر بھی دکھہ درد اور بہت سے کامون مین لاچاری اور مجبوری ان کی ہستی اور ضرورت منوا کر چھوڑتی ہے

(۲۱۲) ایک روز سوامی یوگانند نے عرض کیا کہ سری مہاراج میران بائی اور گوپیون مین سے کون بہتر تھے میرے خیال مین تو میران بائی کا درجہ اعلےٰ ہے کیونکہ اُنھون نے سری کرشن مہاراج کو دیکھا بھی نہین عشق غائبانہ مین ہی اس درجہ کو پہنچ گئین اور گوپیون کو پریم ہو جانا تو کوئی بڑی بات نہین کیونکہ اُنھون نے تو سری کرشن مہاراج کے حسن و جمال کو ظاہری آنکھون سے دیکھا تھا۔ سری مہاراج نے فرمایا کہ یہ بات نہین ہے۔ درجہ گوپیون کا ہی بڑا ہے۔ گوپیان سری کرشن مہاراج کے ساتھہ رہ کر اون کی ہر ایک بات کی برداشت کرتی تھین اور اون کی طرف سے جو کچھہ سختی سستی ظہور مین آتی تھی اوس پر برگشتہ اور منحرف نہین ہوتی تھین وہ معمولی انسان کی طرح اونکے درمیان رہتے سہتے کھاتے پیتے تھے اور پھر بھی وہ اُنکو مہا ایشر اور اوتار سمجھکر اونسے پریم کرتی تھین میران بائی کیساتھ یہ معاملہ کہان ہوا مورتی پوجن کو اسی واسطے جاری کیا ہے کہ لوگ بالکل چیتن کی پوجا کرنیکی طاقت و قابلیت نہین رکھتے ہین مورتی پر چاہین دو سیر دودھ چڑھا دو چاہین ایک پتھر مار دو وہ نہ کچھہ بولتی ہے نہ چالتی ہے اوسکا تصور آسان ہے اور مرشد اور گرو کا تصور اسیواسطے مشکل کہا ہے کہ وہ معمولی انسان کیطرح لوگونکے بیچ مین رہتے سہتے کھاتے پیتے ہین۔ بیمار بھی ہوتے دکھی بھی نظر آتے ہین گویا اونکی کل چیشٹا اور کارروائی معمولی آدمیونکی سی ہوتی ہے اونکی سخت و سست باتکو سنکر اونکے پریمی منحرف بھی ہو جاتے ہین اور اونکی بات برداشت کرنا مشکل پڑتی ہے اسلئے ان پر نشچیہ آنا مشکل ہے اور چیتن کی پوجا اسی واسطے خاص خاص ادہکاری کو بتائی جاتی

ہے۔ مورتی کے پوجن مین یہ دقتین اور مشکلین پیش نہین آتین۔

(۲۱۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ گوسائین گوکل ناتھ جی بٹھل ناتھ جی کے بیٹے اور بلبھا چاریہ کے پوتے بڑے بھگت اور مہاتما گذرے ہین۔ سدا ناتھ جی کے مندر مین کنہیا نامی خاکروب جھاڑو دینے آیا کرتا اوسکو سری ناتھ جی کی مورت سے بڑا پریم تہا۔ گوسائین جی نے مورت پر سبکی نظر کا پڑنا مناسب نہ سمجھکر ایک پردے کی دیوار کھچوا دی۔ جسکی وجہ سے خاکروب کو درشن نہو سکے اور بہت بیقراری ہوئی تو اوس نے خواب مین سنا کہ تم گوسائین گوکل ناتھ جی سے کہنا کہ اس پردے کی دیوار کو گروا دیوین۔ خاکروب نے دل مین سوچا کہ گوسائین جی تک پہونچنا ہی مشکل ہے اگر جاتا ہون تو دوار پال ڈھٹائی سمجھکر مجھکو مارین گے یہ کیسا عجیب حکم سرکار سے ملا ہے یہ خیال کرکے چپ ہو رہا مگر جب مکرر سکرر تین روز تک وہی حکم ملا تو ناچار ہو گیا۔ ڈیوڑہی والون نے تو اوسکی اطلاع نہ کری مگر کسی اور شخص نے بات چیت مین گوسائین جی سے کنہیا خاکروب کے آنیکا ذکر کر دیا اوسیوقت اندر طلب کیا اور اوسکی عرض کے مطابق علیحدگی مین پوچھا تو خاکروب نے وہ سندیسا سنا دیا اور یہ بہی کہدیا کہ تین روز سے متواتر حکم ہو رہا ہے۔ گوسائین جی نے پوچھا کہ کیا میرا نام لیکر یہ اگیا دی ہے تو اوس نے جواب دیا کہ ہان آپ ہی کا نام لیکر کہا ہے۔ گوسائین جی کو بہی کچھہ اس بات کی انگت معلوم ہوئی تہی اوسکی بات ٹھیک سمجھکر بیسدھہ ہو گئے اور کنہیا کو دوڑکر چھاتی سے لگا لیا اور حکم کی فی الفور تعمیل کی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ خاکروب کی کتنی خاطر منظور تہی دوسرے گوسائین جی کو جس بات کی انگیت ہوئی وہ کنہیا کو پرتکش کہی گئی۔ سچ ہے ذات پات پوچھے نا کوئی ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے۔

(۲۱۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ ندیا گاؤن مین ایک شخص گیتا کا پاٹھ کیا کرتا تہا مگر

ایسے اشدھ اکثر بولتا تھا کہ پنڈت وغیرہ جو اوسکو سنتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ پاگل ہی کسی نے سری کرشن چیتن جی سے اوسکا ذکر کیا اونہون نے کہا اوسکو دیکھنا چاہیے اوسکے پاس جا کر بیٹھ گئے جب اوس نے پاٹ ختم کیا تو اوس سے پوچھا کہ آپکے چہرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسکے پڑہنے مین خوب آنند لیتے ہین مگر اسکا ادچارن وغیرہ ٹھیک نہین اسلئے یہ فرمائیے کہ کس نمت آپ یہ کام کرتے ہین اوس نے کہا کہ نمت ومت تو مین جانتا نہین اور ادچارن کا بھی مجھکو پتہ نہین۔ بات صرف یہ ہے کہ جب مین گیتا پاٹ کرتا ہون تو مجھہ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سری کرشن جی مہاراج رتھ پر سوار ہین ہاتھہ مین گھوڑون کی باگین اور چابک ہے اور ارجن کو اوپدیش دیرہے ہین۔ وہی اُپدیش مجھکو سنائی دیتا ہے یہ سنکر سری کرشن چیتن اوس شخص سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ بھائی تم ہی گیتا سمجھتے ہو اور تمہارا گیتا پڑہنا ہی درست ہے۔

(۲۱۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ جب دہلی مین نادرشاہی لوٹ اور قتل عام بند ہوگئی تو محمد شاہ نے دعوت کا اہتمام کیا اور مجلس آراستہ کی گئی۔ شاہی طوائف جس کا محمد شاہ سے بھی تعلق تھا بلوائی گئی۔ اوسکو دیکھکر نادرشاہ پھسل پڑا اور حکم دیا کہ یہ طوائف بھی ہمارے ساتھہ ایران جائے۔ محمد شاہ کا تو حوصلہ کیا تھا کہ دم مار سکے مجبوراً اقرار کرلیا مگر طوائف کا یہ حکم سنکر بُرا حال ہوگیا۔ اول تو محمد شاہ سے جدائی دوسرے ہندوستان کے عیش و آرام اُدہر نادرشاہ جیسے ظالم سے پالا اور کوہستان اوسکا دل بھر آیا اور اوس نے دل پُر درد سے محمد شاہ کی طرف دیکھکر خطاب کرکے یہ رباعی پڑہی۔

من شمع جان گدازم تو صبح دل کشائی ۔۔۔ سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی
نزدیکت این چنینم دور آنچنان کہ ہستم ۔۔۔ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی

نادر شاہ سخن فہم آدمی تھا اوسکی یہ حالت دیکھکر بہت خوش ہوا اور اوسکے ہندوستان رہنے کا حکم دے دیا۔

(۲۱۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ محبت سے وصل خدا کی زبردست خواہش مُراد لیجاتی ہے لیکن اسکے مفہوم مین افراط خواہش خودغرضی ہے بلکہ قوت ارادی و عزم و استقلال تمہاری سرشت مین پیوست ہوجانا چاہیئے۔ اسکا مفہوم وصل خدا کا پختہ ارادہ ہے مایوسی اور ناامیدی پاس تک نہ پہنچنے پاوے ؎

ہین کان لگے مُرشد کامل کیطرف | نور عرفاں ہے موجزن دلکی طرف
ہنگامہ ہستی مین ہے سالک کی نظر | احکام طریقت کے مسائل کیطرف
گو مجمع ہستی مین گھرا رہتا ہے | مرشد کے اشارونپہ قرار رہتا ہے
دنیا کے ترانون سے جیسے سانہین | اُس حرف سے کان آشنا رہتا ہے

(۲۱۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ بھگتی چار قسم کی ہوتی ہے۔ تموگنی۔ رجوگنی۔ ستوگنی اور آنند یا آنیہ۔ تموگنی بھگتی مین پریم تو ہوتا ہے مگر ہردم یہ خواہش ہوتی ہے کہ جو بات مین کہتا ہون وہی ہو۔ میری ہان مین ہان ملتی رہے یعنی خودی و اہنکار کا بڑا زور ہوتا ہے۔ رجوگنی بھگتی مین مطلب پورے ہونیکا خیال رہتا ہے ستوگنی بھگتی مین یہ اچھا ہوتی ہے کہ جس طرح پر میرا خیال ہے اوسی طرح پر کام ہوجاوے تو اچھا ہو۔ آنند بھگتی مین یہ سب باتین جاتی رہتی ہین اوس مین بھگت اپنے پریتم کے سروپ کے آنند مین مگن رہتا ہے اپنا اور اپنے خیالات اور خواہشون کا ناش ہو جاتا ہے۔

(۲۱۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ کسی بھگت عورت کے پاس تین اُبھیاسی ست سنگی حاضر ہوئے اور اپنی بھگتی کے اظہار مین اول شخص نے کہا کہ بھگت وہ ہے جو مالک کی بھیجی ہوئی تکلیف اور دُکھ مین صبر کرے۔ عورت نے سُنکر فرمایا کہ اسمین

تومجبوری اوراہنکار کی بوآتی ہے۔ دوسرا بولا کہ مالک کی بہیجی ہوئی تکلیف مین شکر کرے عورت نے جواب دیا کہ کچہہ اس سے بڑہکر کہو تو تیسرا بولا کہ مالک کی بہیجی ہوئی تکلیف پر خوش ہو اور آنند مانے۔ عورت نے کہا کہ یہ بہی سہارے کی ہگت ہے تب تو وہ تینون بولے کہ اب آپ کچہہ فرمایئے اوسوقت وہ عورت بولی کہ میرے خیال مین بہگت وہ ہے جسکو اپنے پریمی کے پریم مین دُکہہ سُکہہ ہرکہہ شوکہہ کا خیال تک بہی نہوا ورا وسکا پتہ تک نہ چلے۔

(۲۱۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ جب پانڈون نے یگ کیا تو سری کرشن مہاراج نے یگ شالہ مین ایک گہنٹا ٹنگوا دیا کہ جب یہ خود بخود بجنے لگے تب یگ سپہل سمجہنا چاہیے یگ یدہی پور یک ختم ہوگیا اور بڑے بڑے رشی مُنی مہاتما جمع ہوئے مگر گہنٹا نہ بجا۔ تب سپچ مہاراج کو بلا کر لائے اور آدر پوربک کہانا کہلایا اوسوقت خود بخود گہنٹا بجا اور یگ سپہل ہوا۔ ارجن کو یہ دیکہکر بہت سندیہہ ہوا کہ ایسے ایسے رشی مُنی جمع ہوتے تب تو گہنٹا نہ بجا بہلا سپچ مین ایسی کیا خصوصیت تہی جو اون کے آنے سے گہنٹا بجا۔ اور سری کرشن مہاراج سے اپنا سندیہہ بیان کیا تب وہ ارجن اور تمام رشی منی اور سپچ جی کو ساتہہ لیکر لشکر جی گئے اور سب کو تالاب کے کنارے کہڑا کرکے ارجن سے کہا کہ اب ان سبکا عکس پانی مین دیکہو۔ ارجن نے کیا دیکہا کہ کسی رشی کی صورت تو پانی مین کُتّے کی سی نظر آتی ہے کسی منی کی ہاتہی کی سی۔ کسی مہاتما کی سانپ کی سی۔ سب کا یہی حال دیکہا صرف سپچ جی کی صورت انسان کی سی نظر آئی اور سری کرشن مہاراج کا بیراٹ سروپ دکہلائی دیا۔ ارجن نے اپنے جسم کا عکس دیکہا تو ایک حصہ اپنے جسم کا بہی اوسکو جانور کا سا نظر آیا اوسوقت سری کرشن مہاراج نے فرمایا کہ دیکہہ لے یہ تمام رشی منی کسی نہ کسی اہنکار اور عادت کے مطیع

ہین جس کو جو اہنکار یا عادت ہے اوسکی اوسی جانور کی سی صورت دکھلائی دیتی ہے جو اوس عادت یا اہنکار کا نمونہ ہے جیسے جو کامی ہے اوسکی صورت کتے کی سی دکھلائی دیتی ہے۔ جو اہنکاری ہے اوسکی شیر کی سی۔ جو لالچی ہے اوسکی بندر کی سی۔ جو کینہ والا ہے اوسکی اونٹ کی سی وغیرہ وغیرہ ان سب مین صرف سیچ جی ہی نراہنکار بھگت ہین اِسلئے اونکی ہی صورت اِنسان کی سی ہے ورنہ یہہ تمام اِنسان صورت حیوان سیرت ہین۔

(۲۲۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ۔

الا یا ایہا السّاقی ادر کاساً وناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

اور فرمایا کہ جسوقت شکم مادر مین بچہ اولٹا ہو جاتا ہے اور اوسکو وہانکی تکالیف کا گیان ہوتا ہے تو درگاہِ ایزدی مین بار بار عجز وانکساری سے گریہ وزاری کرتا ہے اوسوقت آواز آتی ہے کہ الست بربکم یعنی تم پیدا ہو کر میری یاد کروگے تو یہ کہتا ہے قالو بلا یعنی وعدہ کرتا ہے کہ کرونگا کہ ہے خداوندا ہے البشر مجھہ کو اِس عذاب سے چھڑا مین یہانسے چھوٹ کر بہت تیری عبادت و یاد کرونگا اور سوائے تیرے کسی سے عشق و محبت نہ کرونگا اور کسی چیز مین دل نہ لگاونگا مگر جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور بڑا ہوتا ہے تو اشیاء فانی کی ترک بھڑک اور رشتہ دارون کے تعلق اور دنیا کی محبت مین ایسا گرفتار ہو جاتا ہے کہ اوس وعدہ کو یاد سے بھلا دیتا ہے اور اگر کسی کو وہ بات یاد آئی بھی تو کام کرودھ اور لوبھ موہ کے بندھن ایسے سخت ہو جاتے ہین کہ اوسکو وعدہ کا پورا کرنا سخت مشکل نظر آتا ہے اِسی بات کو حضرت حافظ صاحب نے اوپر کی غزل مین بیان کیا ہے۔

(۲۲۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ جب سری رامچندر جی مہاراج نے سری بالمیک جی

مہاراج سے پوچھا کہ مہاراج مین کس جگہہ نواس کرون تو اونہون نے تین طرح پر اوس کا جواب دیا۔ اول تو گیان مین یعنی سر وگیہ روپ سمجھکر سری رامچندر جی مہاراج سے کہا پوچھو مو ہے کہ رہون کہان مین پوچھت سکچاؤن۔ جہان نہ ہو وتہان دیہون توہین دکہاؤ ٹہاؤن۔ یعنی آپ مجہہ سے رہنے کی جگہہ پوچھتے ہین اور مین آپسے یہ پوچھتے مین سکچاتا ہون کہ آپ مجہے وہ جگہہ بتائیے جہان آپ نہون تو مین وہی جگہہ آپکے رہنے کو بتادون یعنی آپسے خالی کوئی جگہہ نہین آپ سرو دیاپک ہین دوسرا جواب جگتی کی ریت سے یہ دیا کہ آپ اوسکے ہرتے مین اسکے ہردے مین بسو

(۱) جسکے کان آپکے کتہا روپی ندی کو گرہن کرنیکے لئے سمدر کے سمان ہین جسکے نیتر آپکے درشن روپی سوانتی کے جل کو پپیہے کیطرح ترستے ہین۔

(۲) جسکی جیبہہ آپکے لیش ہین سے ہنس کی طرح موتی چگتی ہے یعنی جیسے ”کے ہنسا موتی چگین کے لنگہن کرجائین“ کے ہنسا موتی چگین کے لنگہن کرجائین“ دوسرے جیسے ہنس وغیرہ کو علیحدہ کرکے پی لیتا ہے اور پانی کو چہوڑ دیتا ہے اوسی طرح آپکے لیش مین سے اپنی بدہی کے مطابق سار کو گرہن کرتے ہین۔

(۳) جو ناسکا آپکے پرشاد کی سگندہ رپوتر سگندہ کو گرہن کرتی ہے جو منہ آپکے ہی پرشاد کو بھوجن کرتے ہین جو سر دیوتا گرو اور برہمن کو دیکہکر پریت سہت جہکتا ہے جنکے ہاتہ سدا رام کے چرنون کو پوجتے ہین۔ جنکو رامچندر جی کا بہروسہ ہے دوسر کا نہین ہے۔ جنکے چرن رامچندر جی کی تیرتہ مین جاتے ہین۔

(۴) جو تت تمہارا ہی نام جپتے ہین اور پریوار سہت آپکو پوجتے ہین۔ جوانیک پرکار کے ترپن دہوم کرتے ہین اور برہمن کو بھوجن کرا کر دان دیتے ہین۔ جو گرو کو آپسے بہی ادہک من مین سمجہہ سب پرکار آدر سے سیوا کرتے ہین۔ سبکا ایک یہا پہل مانگتے ہین کہ آپکے چرن مین رت ہو۔

(۵) جنکے من مین کام کرودہ مد مان اگیان لوبہ چیت کی چنچلتا راگ دویش کپٹ اہنکار اور مایا نہین ہے۔

(۶) جو سبکے پیارے اور سبکے ہتکاری ہین جنکے سکہہ اور دکہہ بڑائی اور گالی سمان ہین جو بچار کر سچے اور پیارے بچن کتے ہین اور سوتے جاگتے آپ کی شرن ہین۔ جنکو تمہین چہوڑ کر دوسری گت نہین ہے (۷) جو پرائی عورت کو ماتا سمان جانتے ہین جو پرایے دہن کو زہر سمجہتے ہین۔ جو دوسرون کی بڑہوتی دیکہکر خوش ہوتے ہین۔ جو دوسرونکی بپت دیکہکر دکہی ہوتے ہین۔ جنکو تم پران سے پیارے ہو۔

(۸) جن کے شوامی متر پتا ماتا۔ گرو اور پیارے سب تمہین ہو۔

(۹) جو سبکے اوگن چہوڑ کر گن لیتے ہین۔ جو گئو برہمن کے لیئے دکہہ سہتے ہین جنکی گنتی سنسار مین نیت کے اچہے جاننے والون مین سے ہے۔

(۱۰) جو آپکے گن اور اپنے دوشون کو سمجہتے ہین۔ جنکو سب طرح آپکا بہروسہ ہے۔ جنکو رام کے بہگت پیارے لگتے ہین۔

(۱۱) جو جات پانت۔ دہن۔ دہرم۔ بڑائی پیارا کٹہب اور استہانونکا سموہ ان سبکو چہوڑ تم سے لو لگاتے ہین۔

(۱۲) جنکو سرگ۔ نرک۔ موکش برابر ہین۔ جہان تہان آپ کو ہی دہنش بان دہرے دیکہتے ہین یعنی آپکا ہی تصور کرتے ہین من کرم بچن سے آپکے داس ہین۔

(۱۳) جسے کبہی کچہہ نہ چاہیے اور آپسے سادہارن ہی پریت رکہتا ہے۔ یہ تیرہ استہان ہین جہان خصوصیت کے ساتہہ آپکا باسا ہونا چاہیئے۔

بعدہٗ عام طور سے یہ جواب دیا کہ آپ چترکوٹ مین جا کر بسین۔

(۲۲۲) ایک دفعہ ارشاد ہوا کہ جناب قاضی رکن الدین صاحب نے سری بابا نانک صاحب سے یہ پانچ سوال کئے تہے۔ (۱) فقیری کا آغاز کیا ہے (۲) فقیری کا انجام

کیا ہے (۲) فقیری کی شناخت کیا ہے (۳) فقیری کی روشنی کیا ہے (۵) فقیری کا لباس کیا ہے۔ سری گورو نانک جی مہاراج نے یہ جواب فرماتے کہ (۱) فقیری کا آغاز انانیت کو قتل کرنا ہے (۲) فقیری کا انجام زندگی جاوید ہے (۳) فقیری کی شناخت عجز و نفس کشی ہے (۴) فقیری کی روشنی چپ چاپ دھیان کرنا ہی (۵) فقیری کا لباس سچ اور ہمہ اوست ہے۔

(۲۲۴) ایک روز کسی اصحاب نے ملکر عرض کیا کہ سری مہاراج ہم نے آپکی بتائی ہوئی جگتی کے موافق اتنے عرصہ تک ابھیاس کیا مگر کچھ اثر ظاہر نہیں ہوا۔ سری مہاراج نے فرمایا کہ اول تو جس قدر بھجن آپنے کیا ہے اوسکا حال آپکا دل جانتا ہے دوسرے من لگا کر بھجن کرنیکا پھل ہوتا ہے سو کسقدر من آپکا بھجن کے وقت بھجن میں لگتا ہے وہ بھی آپسے پوشیدہ نہیں ہے تیسرے بھجن کا جو نتیجہ ہوتا ہے اوسکو آپ اچھی طرح سے سمجھ نہیں سکتے اگر اپنے دل کی اچھی طرح سے نرکھ پرکھ کرو تو فوراً معلوم ہوجاوے کہ آیا کام کرودھ لوبھ موہ وغیرہ بکاروں میں پہلے کی نسبت کچھ کمی ہوئی یا نہیں اور دھیرج دھرم شیل سنتوکھ وغیرہ صفات انسانی کا اثر طبیعت میں زیادہ ہوتا ہے یا نہیں۔ چوتھے آپ صاحبان سری مدبھاگوت گیتا کی ۱۶ ادھیائی کے شروع کے اشلوکوں میں صفات ملکوتی و شیطانی کا ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ آیا صفاتی ملکوتی میں سے کسقدر آپ میں موجود ہیں کیونکہ بھجن کا قرار واقعی اثر ایسی طبیعت میں ہی ہوتا ہے اسکو سنکر سب صاحب تو اپنی طبیعت میں شرمندہ ہوئے مگر ایک صاحب بولے کہ سری مہاراج اگر صفات ملکوتی ہم میں موجود ہی ہوویں تو پھر آپکے اُپدیش کی کیا ضرورت اور کیا صفات ملکوتی میں ہی آپکا اُپدیش کام کرتا ہے اور صفات شیطانی میں نہیں کرتا۔ یہ سنکر آپنے فرمایا کہ صفات ملکوتی سے ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ

کل باتین پورے طور سے کسی آدمی مین ہون مگر کچھ بات تو ہونی چاہئین۔ اور اپدیش کے اثر کی یہ بات ہے کہ یہ تو دونون صورتون مین اثر کرتا ہے مگر صفات ملکوتی والی طبیعت کو ہموار جگہہ سمجھنا چاہئے اور صفات شیطانی والی طبیعت کو ناہموار جگہہ۔ اب انصاف کرو کہ ہموار جگہہ مین جو بیج بویا جائے اوسکا اثر کتنی جلدی اور کیسا ہوتا ہے اور ناہموار جگہہ مین بوئے ہوئے بیج کا اثر کتنی دیر مین اور کیسا ہوتا ہے۔

(۲۲۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ سری کرشن جی مہاراج نے گیتا جی کے سولہ[16] ادھیائے مین دیوسمپت اور راسُر سمپت کے لکشن بیان کئے ہین۔ جو دیوسمپت ہوگا اوسکی جلدی ترقی بھجن مین ہوسکتی ہے اور اسر سمپت والا ندت تک اُبھیاس یا دست سنگ سنت مہاتما کا کرکے پہلے اپنی برتی کو دیوسمپت سبھاؤ والی کرے پھر بھجن مین ترقی کرتا ہے۔ دیوسمپت والے لکشن حسب ذیل ہین اُنکے سننے سے انسان اپنے دل مین خیال و بچار کرسکتا ہے کہ آیا مجھہ مین کونسا لکشن زیادہ ہے اور کونسا کم ہے۔ سری کرشن مہاراج نے کل ۲۶ لکشن دیوسمپت کے ارجن جی سے فرمائے ہین۔ اون کی تفصیل اسطرح پر ہے۔

(۱) اَبھے یعنی بیباکی۔ بید شاستر اور مہاتماؤن کے جو واکیہ ہین اُن پر سنشے نہ کرکے چلنا اور قایم رہنا اور پھر دل مین کسی قسم کا وہم نہ ہونا۔ وہی شخص اَبھے و بیباک اور بے خوف ہے جسکو اُمید و خوف نہین ہے۔

(۲) ستو سمشدھی یعنی پاک باطن۔ اَنتہ کرن کا بالکل صاف ہونا یعنی پرمیشر کا سروپ جاننا دیکھنے کو دیکھنا۔ سُننے کو سُننا ہے اُسی شخص کو پاک باطن نرمل کہتے ہین

(۳) گیان یوگ استھتی یعنی علم و عمل مین پکّا ہونا۔ یعنی گیان و یوگ مین پورے طور سے قایم ہونا۔ علم باعمل کا ہونا۔ یہ اوپر کے تینون لکشن گیانی مہاتماؤن

کے واسطے ہین۔

(۴) دان۔ یعنی فیاضی پرپارتھ مین۔ یعنی موجودہ پدارتھ مین اپنی حیثیت کے مطابق پراپکار کرنا وغیرہ۔ اوتم برہمن یا بھوکے ننگے لنگڑے اتہت محتاج کو دان دینا شردہا وشکتی بھگتی سے معلوم ہوکہ سری کرشن جی نے ادھیاے ستارہ اشلوک ۲۰-۲۱-۲۲ مین دان تین طرح کا فرمایا۔ جو دان فرض سمجھکر بدلے کی اُمید نہ رکھکر اور موقع وقت واد ہکاری یعنی جسکا استحقاق ہو دیکھکر کرنے اوسکو ستوگنی دان کہا ہے۔ اور جو دان بدلے کے خیال پر مجبوری کی حالت مین کیا جاوے وہ رجوگنی ہے اور جو دان موقع ووقت کا خیال نہ رکھکر اور غیر مستحق کو بے قدری یعنی توہین اور غصہ یعنی کرودھ کرکے دے وہ تموگنی دان ہے۔

(۵) دم یعنی ضبط حواس۔ پانچ گیان وکرم اندریون کو وشیون سے ہٹا کر قابو کرنا دم ہے

(۶) یگ۔ یعنی تکمیل فرائض مذہبی شاشتروہت کرم وشیش یعنی تکمیل فرائض مذہبی کو یگ کہتے ہین۔ یہ اُپر لکھے ہوئے تین لکشن گرہستی کیواسطے فرمائے ہین معلوم ہو یگ دو قسم کے ہین ایک شروت یگ دوم سمارتھ۔ پہلے قسم کے یگ کی تین اگنی ہوتر۔ درس پورن ماس۔ سوم یگ وغیرہ دوم قسم کے یگ کی قسمین۔ دیو یگ پتری یگ۔ بھوت یگ۔ منش یگ وغیرہ۔

اسی طرح یگ بھی سری کرشن جی مہاراج نے ادھیاے ستارہ اسلوک ۱۱-۱۲-۱۳ مین تین طرح کے فرمائے ہین۔

جو یگ پھل کی اُمید نہ رکھکر اور فرض سمجھکر اور باقاعدہ بید وشاشترانوسار کیا جاوے وہ ستوگنی یگ ہے۔ جو یگ کسی مطلب نکالنے یعنی سوارتھ کے خیال پر جھوٹی شردہا سے کیا جاوے وہ رجوگنی یگ ہے۔ اور جو یگ آہوتی منتر ودھیا اور بغیر شردہا کے کیا جاوے وہ تموگنی یگ ہے۔

(۷) سوادھیائے یعنی تحصیل علم۔ یہ برہمچرج کیواسطے ہے بید و شاشتر اور دھرم پستک کے پڑھنے کو تحصیل علم یا سوادھیائے کہتے ہین ؎

زبس بہ مکتب عشق لاغری کردم | تنم بہ کاغذ مسطر کشیدنے ماند
چو شمع از پئے علم باید گداخت | کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

(۸) تپ۔ یعنی ریاضت ہے۔ یہ بھی تین طرح کا ہے۔ مانسک۔ واچک۔ شاریرک یعنی قلبی۔ زبانی۔ جسمانی پہلے شاریرک تپ۔ دیوتا برہمن گورو اور عام لوگون کی تعظیم کرنا۔ پاک صاف و پوتر رہنا۔ شبہ کرمونکا پابند اور برہم و دیا یعنی علم الہی کا پابند اور کسی کو دکھ نہ پہنچانا۔ دوئم واچک تپ صلح آمیز یعنی سب سے ملاپ رکہنے والا سچ بولنا اور میٹھا بولنا اور علم حاصل کرنا۔ سوئم مانسک تپ تسلی رکہنا اور نرمی و شانتی لینا اندریون کو قابو رکہنا صفائی قلب یعنی یوگ ابھیاس مین لگا رہنا۔ مندرجہ بالا تینون قسمون مین سے جس کسی قسم کا تپ پہل کی آسا چھوڑ کر کیا جاتا ہے۔ اوسے مہاتما ستوگنی تپ کہتے ہین اور جو تپ ناموری یعنی سنسار مین جسکا نام ہو عزت و بڑائی کیواسطے فریب سے کیا جاوے وہ رجوگنی تپ ہے کیونکہ وہ بے ثبات و فانی ہوتا ہے جو تپ حماقت یعنی اُس کیوجہ سے اپنے تئین تکلیف دے کر اورون کو تکلیف پہنچانیکے واسطے کیا جاتا ہے وہ تموگنی تپ ہے۔

(۹) ارجوم یعنی ذکر بہاؤ کا تیاگ یعنی راست بازی۔ جو جن شرد ہاوان شر دہا مین اور جو اُتم جگیا سُو ہین اُن سے بہید کی بات نہ چھپانا۔ اور جو سچی بات ہو کہنا۔ اوسی کا نام آرجوم یعنی راست بازی ہے۔

(۱۰) آہنسا۔ پرانیون کی جیو کا روپ برتی کا جو چھیدن ہے اوسکا نام آہنسا ہے یعنی جس انسان کا کسی روزگار کے گیتا بہید کے ذریعہ پالن پوشن یعنی ذریعہ معاش ہو رہا ہے اور گیت بہید پر واقف ہو کر عام لوگون کے سامنے اوسکے

بہید کو ظاہر کرنا یہ ہنسا ہے اور پردہ رکہنا آہنسا ہے یعنی جس جس پرانی کا جس جس برتی سے جیون ہوتا ہے تِس تِس پرانی کی تِس تِس برتی کا گذاہے بہی چہیدن نہین کرنا۔ اِسکا نام آہنسا ہے۔ انتشکرن کے پرنیام کا نام برتی ہے

(۱۱) ست یعنی سچائی۔ ہمیشہ تہارتہ ارتہ کی بودہک بچن کو ست کہتے ہین یعنی جس مین جہونٹہ کا نام اور نشان بہی نہو ہمیشہ اُسکو ست یا سچائی کہتے ہین۔

(۱۲) اکرودہ یعنی تحمل سچی بات سے اگرکسی کا دل دکہتا ہے تو اس سچی بات کو کرودہ کرکے نہ کہے بلکہ اوسکو برداشت کرے۔ اگر اوسکے برداشت کرنے کے پہلے وہ کلام اوسکی زبان سے نکل گیا تو جسکے واسطے سچی بات کہی گئی وہ برداشت کرے اوسکا نام اکرودہ یعنی تحمل ہے۔

(۱۳) تیاگ یعنی ترک۔ شاشترون کے مطابق جو سب کا مونکا سنیاس ہے اسکا نام تیاگ ہے۔

(۱۴) شانتی یعنی اطمینان۔ انتشکرن کے جو نانا پرکار کے سنکلپ بکلپ ہین وہ اُٹہے نہین اوسکا نام شانتی ہے یعنی سکون واطمینان ہے یعنے اُپ شم ہونا۔

(۱۵) اُپیشن کیسی کے عیبون کو جو دوسرے کے آگے ظاہر کرتا ہے اُسکا نام اسپیشن ہے یعنی کسی کی چغلی کہانا۔ اِس خیال سے جو دوسرون کی نظر مین حقیر و ذلیل سمجہا جاوے اوسکو چغل خور کہتے ہین۔ کسی کی چغلی نہ کہانا اوسکا نام اپیشن ہے یعنی عیب پوشی ہے۔

(۱۶) دیا یعنی رحمدلی۔ دُکہی پرانیون کے اوپر جو کرپا ہے اُسکا نام دیا یعنی رحمدلی ہے

(۱۷) الولپ تونگ یعنی قناعت اور لالچ کا نہونا دشئیون کی سمیپ پراپت ہوئے بہی اور بہوگ کی سامرتہہ کے ودمان یعنی ہوتے ہوئے بہی جو اندریونکا

روکنا اوس کا نام الولپتونگ ہے۔

(۱۸) ماردو۔ یعنی حلم و نرمی سخت یعنی کر درسبہاؤ سے رہت ہونے کا نام ماردو ہے یعنی سخت طبیعت کا نہ ہونا۔

(۱۹) ھری۔ یعنی حیا۔ جو کام لذات محسوسات کے متعلق ہین اون کے شروع مین ہی ایسا خیال کرنا کہ بزرگون نے اوسکو کشیدہ۔ ناجایز و خلاف تہذیب مانا ہے اسکو ہری بجا و حیا کہتے ہین۔ اور ایسے کامون کو علانیہ کرنا اور ادب کسی کا نہ رکھنا و بیحیا اور بے شرم و بے عزت ہے

(۲۰) اچاپل۔ یعنی سنجیدگی جو بغیر مطلب کے ہاتھ پاؤن چلاتے ہین اور باتین کرتے ہین وہ کام چاپل پرشون کے ہین اور چاپل کا نہونا اچاپل ہے معلوم ہو کہ آہنسا سے لیکر اچاپل تک برہمنون کے ویوی سمپت روپ دہرم ہین۔

(۲۱) تیج۔ یعنی جلال۔ پرگل بہتا کا نام تیج ہے یعنی استری بالک آدمی مؤرہ جنون کرکے ابہی ہو کو نہین پرابت ہونا اسکا نام تیج ہے یعنی اگر معمولی آدمی دہوکہا مکر فریب سے جس پرش کو اپنی جال مین پھنسانا چاہتا ہے مگر سامنے ہونے سے اوسکے تیج سے مکر و فریب بھول جاتا اوسکا نام تیج ہے

(۲۲) چھما۔ یعنی استقلال۔ سامرتھ ہونے پر بہی جو بری بھیو کرنیوالے پرشون پر کرودہ نہ کرے اسکا نام چھما ہے یعنی حالانکہ طاقت ہے تاہم گستاخی کرنیوالے پر غصہ نہ کرنا یعنی ڈنڈ نہ دینا۔ عفو کہلاتا ہے۔

(۲۳) دہرتی۔ یعنی استقلال۔ رنج و غم یعنی بے چینی کی حالت مین قایم رہتا ہے اور گبہراتا نہین ہے اور دوسرے پر اوسکی وہ حالت ظاہر نہین ہوتی اسکو دہرتی کہتے ہین۔

(۲۴) شوچ۔ یعنی پاکیزگی۔ دھن آدک ارتھونکی سمپادن آدکون وسے جو مایا

انرت آوکون سے جو رہت بنا ہے اوسکا نام شوچ ہے۔ یہ شوچ انتر کا شوچ ہی جاننا مرتکا جل آدکون کرکے شریر کی شدہی روپ باہری شوچ کا بیان پر شوچ شبد کرکے ماننا۔ اِس شوچ سے نشا مراد انتہ کرن کی واسناؤن سے رہت ہونا ہے

(۲۵) اَدروھہ یعنی صلح جوئی کسی پرانی کے ہنن کرنے کی اچہیا کرکے جو ششترون آدکونکا گرہن ہے اوسکا نام درودہ ہے۔ اس درودہ سے جو لورتی ہے وہ ادرودہ ہے۔ شوچ وادرودہ یہہ ۲ دو ویشیش ورن کے دیوی سمپت روپ اسادہانون دہرم یعنی اعلےٰ درجہ کے دہرم ہین۔

(۲۶) ناتی ماننا۔ ابہمان نہ کرنا۔ انکساری اتینت مانی ہونے کا نام ناتی ماننا ہے ارتہات اپنے کرکے جو پوج ہین اُنہون کے آگے جو نمر بہاوَ ہے اوسکا نام ناتی ماننا ہے۔ جو پرستش کے لایق ہین اُنکے ساتہہ نمرتا بہاوَ سے پیش آنے کو نانی ماننا کہتے ہین۔

(۲۲۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ بھگوت گیتا کے سولہوین ادہیائے مین جو دیو واسر سمپت کا بیان ہوا ہے اوسکی مہا بہارت مین پانڈو اور کوروکی اور رامائن مین رام اور راون مثال ہین۔ انکے قبضہ اختیارات کا حال اِسطرح پر سمجہنا چاہئے کہ پرتھوی جل اگنی وایو اور آکاشس جو پانچ تتو ہین اُن مین سے پرتہوی ایسا تتو ہے کہ اوس پر ہر ایک فریق کا باری باری سے یکے بعد دیگرے قبضہ و دخل ہوتا رہتا ہے اور اوپر کے جو چار تتو ہین اُن مین سے جل اور اگنی اسر سمپت کے قبضہ مین داخل ہین اور وایو اور آکاشس دیوی سمپت کے آدہین۔ سورج اگنی تتو کا مرکز ہے اور کرن اوس کا پتر مانا گیا ہے۔ دُریودہن کا تعلق جل سے بتاتے ہین اوسکو جل پر اتنی قدرت ہے کہ وہ جاہے جتنے عرصہ تک سانس کتنے ہی گہرے جل مین رہ سکتا تھا اور

جل اوسکو نقصان نہین پہونچا سکتا تہا بلکہ آخری وقت وہ ہار مان کرا ور میدان سے بہاگ کر تالاب مین ہی جاکر چہپا بہی تہا۔ یہ دونون اُس سمپت کے سردار تہے اور بہیم سین کو دایو کا اوتار مانا گیا ہے اور اندر جو آکاش کا راجہ ہے ارجن اوسکا بیٹر تہا۔ یہ دونون دیوی سمپت کے سرگروہ تہے رامائن مین بہی ہنومان جی پون کا اور لچہمن جی شیش ناگ کا جو دِشا یعنی آکاش کے مالک ہین اوتار مانے گئے ہین اور اون اور کنبہ کرن جل اور اگنی کا اوتار ہین اِن کی عقل کی رسائی انہین تتوون کی طاقت معلوم کرنے اور اون پر قبضہ حاصِل کرنے تک محدود ہے اور یہ ہی اِنکے اعلےٰ معیار رہے اِس سے آگے کے جو دو تتو ہین اون پر اونکا پورا قبضہ نہین ہوا تہا اور نہ اون کی قوت کو پورے طور سے دریافت کر سکے۔ موجودہ وقت کو کل جگ کہا گیا ہے کیونکہ اِس مین آجکل ادہرم و پاپ کا زور ہے اسکے ساتہ آجکل کی ترقی کا اعلےٰ معیار ہی جل اور اگنی تتو ہے۔ جہاز اگن بوٹ وغیرہ کے ذریعہ سے سمندر پر ایسا قبضہ حاصِل کر لیا ہے جیسا کہ زمین پر ہوا کرتا ہے اور ریل اگن بوٹ و دیگر کل کلا کوشل ہی یا تو پانی کے زور سے چلتے ہین یا پانی اور آگ کے ملی جلی طاقت سے۔ اب حال مین جو بجلی کی طاقت پر قبضہ حاصِل کر لیا ہے اوس سے دنیا مین ایک نئی ترقی کا ظہور ہو گیا ہے اور جل یا بہاپ کی طاقت سے کام کرنے والی کلا کوشل کچہہ کم کارآمد ثابت ہونے لگی ہین۔ جب رفتہ رفتہ بجلی کی طاقت سے گذر کر ہوا کی طاقت پر قبضہ حاصِل کر لیا جاوے گا وہ ایک اعلےٰ ترقی کا وقت ہوگا اوس وقت بجلی کی طاقت سے کام کرنے والی کلین سب ناکارہ ثابت ہونگی۔ اوسوقت دیوی سمپت کی ترقی کا ظہور ہوگا کیونکہ جل ڈبونی

اور اگنی ناش کرنے والی طاقتین ہین اور وایو پرورش کرنیوالی اور آکاش سبکو جگہ دینے والی شکتی کا نام ہے پہلے جو جہاز و کشتی وغیرہ ہوا کے زور سے چلائے جاتے تھے وہ اس بات کا پتہ دیتے تھے کہ گذشتہ زمانہ مین زیادہ کام ہوا سے لیا جاتا تھا مگر جون جون زمانہ پلٹتا گیا تیون تیون اعلی طاقتین انسان کے قبضہ سے نکلتی گیین اور عناصر کی پوری طاقت پر قبضہ حاصل نرہا صرف ہوا کی کم سے کم طاقت سے جو آسان طریقہ سے حاصل ہو سکتی تھی کام لیتے گئے اور جہاز و کشتی پر چادر و بادبان لگا کر کام نکالتے تھے اور دیوتا ونکے جو تہوار وغیرہ کا پورا لونین ذکر ہے وہ بھی ہوا کی طاقت سے چلائے جاتے تھے آجکل جو ہوائی جہاز بجلی و بھاپ کی طاقت سے چلائے جاتے ہین وہ کچھ نمایان ترقی تب کر سکینگے جب ہوا کی طاقت سے کام لیا جاویگا مگر آجکل کی ترقی کی رفتار ہی اسکا ثبوت دیتی ہے کہ وہ زمانہ نزدیک تر ہے کہ جب ہوا اور آکاش کی طاقتین دریافت ہوجاوینگی اور استعمال جل و اگنی کی قوت ناکارہ سمجھی جاویگی۔

(۴۶۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ اول طبقہ نرمل چیتن کا ہے دوسرا طبقہ نرمل چیتن اور شدہ مایا کا ہے تیسرا طبقہ نرمل چیتن اور ملین مایا کا ہے نرمل چیتن کے استہان سے روح کی دہار اوتر کر شدہ مایا مین قرار پائی ہے وہان سے نکل کر ملین مایا مین بجرتی ہے نرمل چیتن کو بجائے والد کے فرض کرلو۔ جب والد کو خواہش لینی کامنا تو لید کی ہوتی ہے تو بیرج برہم رندہر یعنی ام الدماغ سے جو اوسکا اصلی بنڈاری اوترکر اول آنکھ کے مقام مین آتا ہے اوسوقت اوسکی آنکھ سے جوشِ محبت و عشق کا صاف ظہور ہوتا ہے اور پھر وبیرج میروڈنڈ یعنی ریڑھ کی ہڈی کے ذریعہ سے استری کے گربھ مین جاتا ہے اوسوقت نطفہ لوند یعنی بندو کی شکل مین ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ بڑھ کر شکل انسانی اختیار کرتا ہے اور میعاد مقررہ کے بعد گربھ سے باہر آتا ہے اور سلسلہ سے بڑا ہو کر شادی بواہ ہونے پر استری کی محبت اور دام الفت اور سنسار کی خواہش مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ لڑکا اصل مین کوئی اور نہین بلکہ والد خود ہی

خواہش کے بس ہوکر وہ صورت اختیار کرتا ہے اِس لئے لڑکا یا لڑکی والد یا والدہ
کی شکل و شباہت سے کم و بیش مشابہ ہوتی اور اُنھین کی خو بو عموماً اون مین پائی
جاتی ہے والدہ اور عورت دونون ہی استری یعنی مایا کا روپ ہوتی ہین مگر والدہ بجائے شفیعہ یا ایک بھولا
بھالا او راستری بجائے ملعین مایا کے جس سے ملکر انسان سوہ حیندین پھنس جاتا ہے۔ اِسکی
ایک مثال ہم کو یاد آئی کہ ضلع سارن کا ایک آدمی آسام دیش مین ہم کو ملا اور ہم سے کہا
کہ میری طبیعت والدین کے پاس جانیکو بہت بہت چاہتی ہے مگر یہان پر ایک عورت کے
دامِ محبت مین ایسا پھنس گیا ہون کہ چھوٹ نہین سکتا وہ ایسی خرانتی ہے کہ مجھکو جادو کیطرح اپنے
بس مین کر لیا ہے۔ کہتے بھی ہین کہ لاگ روپ آدھیتا سیوا بھلی پر کار یہ چارون
بشی کرن منتر ہین۔ ہم نے کہا کہ اوس نے تجھکو پکڑ تو نہین رکھا ہے چلا کیون نہین
جاتا۔ وہ بولا کہ جب آپ کے پاس آتا ہون تو میرا ایسا خیال ہو جاتا ہے جب
اوس کے پاس جاتا ہون تو سب بھول جاتا ہون۔ اگر جانے کا خیال اوس پر
ظاہر کرون تو جانے نہ دے گی۔ میرے پاس گاڑی بیل ہین اگر آپ اُن کو
بکوا دین اور کسی کو معلوم نہو تو مین چلا جاؤن۔ ہم نے ایک سیٹھ سے
کہدیا اوس نے کل سامان اوس کا خرید لیا اور وہ شخص ٹکٹ لے کر
اوسی روز سارن واپس چلا گیا۔ اوس شخص کو اپنے مان باپ سے اور
وطن سے محبت تھی ویسے ہی روح یعنی چیتن کو اِس مایا کے دیس سے
نفرت اور اپنے وطن کو جانے کی جس قدر تیز خواہش اور تڑپ
ہوتی ہے اوتنی ہی جلدی اوس کی یہان سے رہائی ہوتی ہے
جیسے کسی شخص کو پانی مین غوطہ دے دیا جائے تو وہ کتنی کوشش
اور کتنا زور اوس سے باہر آنے کو کرتا ہے اگر اوتنا ہی شوق

اِن دیوتاؤنکی استہول مورتون کے دہیان سے فائدہ کیون نہین اٹہا سکتے
اُقلیدس کے نقطہ یعنی پوئنٹ پر خیال کیجئے اوسکی یہ تعریف ہے کہ لمبا نہ موٹا
نہ چوڑا یعنی اوسکا کوئی آکار نہین پہر بہی جب اوستاد سمجہانے کہڑا ہوتا ہے
تو اسکول بورڈ یعنی تختہ پر کہڑیا سے ایک نقطہ قایم کرتا ہے اور اُسی سے
لڑکونکو فرض کراکر سمجہاتا ہے آئندہ کیسی کیسی شکلین تیار ہوتی ہین اور
انجنیری معماری اور جہازرانی اور کیسے بڑے بڑے کام اس اُقلیدس کی
فرضی شکلونکے دہیان اور یاد کرنے سے حاصل ہوتے ہین اگر کوئی یہہ
کہے کہ مین نقطہ کی شکل کو کیون فرض کرون تو پہر اوس علم کا پڑہنا ہی نہین
ہوسکتا جب انکی فرضی شکلون کے یاد کرنے اور انکو دہیان مین رکہنے
سے ایسے فائدے حاصل ہوسکتے ہین تو دیوتاؤنکی فرضی شکلون کے تصور
سے فائدہ کیون نہوگا۔

(۲۲۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ بعض دل اپنا اثر دوسرے پر نہین ڈال سکتے
اور بعض آہستہ آہستہ ڈالتے ہین اور بعض فوراً ہی ڈال سکتے ہین اسکی مثال
اس طرح پر ہے کہ جیسے سورج ایک ہی اور اوسکی روشنی ایک مقام پر رکہی ہوئی
چیزون پر برابر کا اثر رکہتی ہے لیکن فرضاً اگر ایک مقام پر چار چیزین برابر
برابر رکہی ہوئی ہین ایک لوہا۔ دوئم چاندی۔ سوئم آئینہ۔ چہارم آتشین شیشہ
اب دیکہو کہ لوہے پر اثر کیا کم نظر آتا ہے۔ چاندی پر لوہے سے زیادہ۔ آئینہ پر
اتنا زیادہ کہ اوسکے عکس سے دوسری مقابل کے اندہیری جگہہ روشن ہوجاتی ہے
اور آتشین شیشہ تو اتنا زیادہ اثر ظاہر کرتا ہے کہ آگ لگا سکتا ہی اسیطرحسے
جسکا دل جتنا زیادہ صاف ہوتا ہے اوتنا ہی اثر کرسکتا ہے۔ مالک کا اثر
سب جگہہ بلا فرق برابر و یکسان ہے۔ صرف دلونکی صفائی کا فرق ہے جو دل

مثل شیشۂ آتشین صاف ہوجاتا ہے فوراً دوسرے دلکو بھی ایک ہی نظر
سے کیمیا بنا سکتا ہے لیکن ایسا دلِ نادرات سے ہے کیونکہ ارزان بہ
علت و گران بہ حکمت۔

(۲۲۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ سری وید ویاس جی مہاراج نے بھاگوت
وغیرہ پورانون کے بنانے مین کمال ہی کردیا۔ معرفت کے سمندر کو کوزہ مین
بند کردیا ہے مگر اُن لیلاؤن اور اتہیاسون کو سوائے انبھوی پرش کے
اور کسی کو جیون کا تیون سمجھنے کی مجال نہین۔ اور نہ زبان سے پورے طور پر یہہ
بیان ہوسکتی ہین جیسے گڑ۔ شکر قند۔ پورا مصری سبکے ذائقہ کی نسبت عام
طور پر صرف یہ ہی کہا جاسکتا ہے کہ سب میٹھے ہوتے ہین زیادہ سے زیادہ
یہ کہہ سکتے ہین کہ ایک دوسرے سے زیادہ میٹھا اور لطیف ہوتا ہے لیکن اصل
ذائقہ کا لطف اور فرق اپنی ہی زبان پر رکھنے سے معلوم ہوگا۔ اُن لیلاؤن اور
اتہاسون کے لطف وہی جان سکتے ہین جو خود کھیلتے ہین یا وہ بھی کچھ کچھ جان
سکے گا جو کھیلنے کی مشق کرتا رہیگا۔ شطرنج کے شاطر ہی شطرنج کے کھیل سے مزہ
اٹھاتے ہین۔ اناڑی گھوڑے فیل کو ادھر اُدھر رکھ ایک آدھ اولٹی سلٹی چال
چل ہنسکر پھینک دیتے ہین اور کہتے ہین واہیات جھگڑے ہین اور زیر جانتے
ہین اونکی طبیعت گھبرانے لگتی ہے یا تو بازی پلٹ دیتے ہین یا سخت شکست
کھاتے ہین یا مجبوراً آپ اوٹھکر چل دیتے ہین یا اور کسی کھیل مین طبیعت بہلانے
لگتے ہین خواہ اونکو بہتیرا کہا جاوے لیکن مطلق دھیان ہی نہین دیتے۔ اب
ذرہ ذرہ سے دنیاوی کھیلونکا یہ حال ہے کہ کتنی مشکل سے حاصل ہوتا ہے
تو اس بگیان کے کھیل کا کیا ٹھکانہ ہے۔ لیکن اگر انکھین کھولکر ست سنگ
کرے اور ہمت مردانہ سے کام لے تو بیشک بیڑا پار ہوسکتا ہے لیکن جبتک

مرشد کامل نہو خوف مرگ ہے مگر ایک بات یہ سمجھنے کی ہے کہ شطرنج کی چال چوسر
مین گنجفہ مین غرض دوسرے کہیل مین کام نہ آوے گی۔ اسی طرح سے اس
کہیل کی چال وید انت شاستر ہے اگر اوسکی چالون پر عمل کرنیکی بجائے حجت
کی جاوے گی یا دوسرے شاستر کی چال چلی جاوے گی تو کہیل نہو سکے گا کہیل
شطرنج کا اناڑی اگر اس بات پہ ہی ضد کر بیٹھے کہ مین تو چوسر ہی کی چال شطرنج
مین بہی چلونگا کیونکہ مین تو چوسر کی ہی چال ٹہیک مانتا ہون تو شطرنج کا کہلاڑی
حیران ہوکر خاموش رہ جائیگا اور یہی جواب دیگا اگر تم شطرنج کے اُصولون
کو نہین تسلیم کرتے ہو تو تم اس کہیل کو نہین سیکہہ سکتے ہو۔

(۲۳۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ کیسی ساہوکار کے گہر پارس پتہر تہا۔ چور اوسکا حال معلوم
کرکے اور پتہ لگاکر اوسکے گہر گہس گئے اور خزانہ توڑکر پارس کی تلاش شروع کی اور
ہر ایک چیز کو خوب غور و فکر سے دیکہتے اور کہولتے اور ٹٹولتے رہے ایک لوہے
کی ڈبیہ ملی وہ بند تہی تو اوسکو یہ سمجہا کہ لوہے کی ڈبیا مین پارس کسطرح سے رہتا ہے
اس خیال پر اوٹہاکر ایک طرف پہینک دیا جب بہت ڈہونڈ ڈہلو کر چکے اور
پارس نہ ملا تو ہار کر چلے گئے۔ ساہوکار کو چوری کا حال معلوم ہوا تو خزانہ کو جاکر
دیکہا لوہے کی ڈبیہ کو بدستور پڑے پایا خوشی کے ساتہہ کہولکر دیکہا تو اوسمین
پارس رکہا ہوا تہا مگر اوپر اور نیچے ایک بہت ہلکا کاغذ رکہا ہوا تہا اوس پردے
کیوجہ سے لوہا جیوں کا تیوں بنا رہا اور پارس کے اسپرش نہونیکی وجہہ سے سونا
نہ بن سکا۔ گرنتہ وید شاستر۔ پران۔ قرآن وغیرہ سب لوہے کی ڈبیا ہین اس مین
نفس مضمون پارس کی طرح پر رکہا ہوا ہے مگر مہاتماؤن نے ہلکا سا پردہ اوس پر
ڈال رکہا ہے اُس پردے کا بہید سنت مہاتما اور گرو کامل کی مدد سے ملتا ہے
عام آدمی اُس سے فائدہ نہین اوٹہا سکتے بلکہ اپنی ودیا اور بدہی سے فیصلہ

کر لیتے ہین کہ ان کتابون مین کیا دھرا ہے یہ بالکل فضول ہین اور اوسکو پڑھ کر اوسکے نفس مضمون کی تلاش کا اون کو موقعہ تک نہین ملتا۔ اور مہاتماؤن نے اس بھید کو چھپا رکھنے مین یہ مصلحت سمجھی ہے کہ عوام مین اوسکی بے قدری نہو کیونکہ جو چیز سہل مین ملجاتی ہے اوسکی کون قدر کرتا ہے اگر سونا اور پارس عام طور پر ملنے لگین تو شاید لوہے اور پتھر سے زیادہ انکی کچھہ قدر نہو۔

(۲۳۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ اکثر پڑھا سنا اور دیکھا گیا ہے کہ روح ایک جسم سے دوسرے جسم مین انتقال کر سکتی ہے تو گویا جن مہاتماؤن کو یہ طاقت ہے یعنی انتقال روح کا کسب حاصل ہوا اونکو آتم شناس اور گیانی سمجھنا چاہئے مگر ایسے شخصون مین یہ آتم شناسی کا کمال نہین ہوتا۔ وجہہ یہ ہے کہ جو روح ایک قالب سے دوسرے قالب مین انتقال کرتی ہے وہ اکشر پرش کہلاتی ہے اور پرانون مین جو عکس پڑتا ہے وہ اکشر پرش کہلاتا ہے۔ پرماتما جسکو گیتا مین پرشوتم ...... کہا گیا ہے اوسکے گیان اور جاننے کو آتم شناسی کہتے ہین اوسکا ان انتقال روح کے ابھیاسیون کو اگر درشن بھی ہوجاوے تو انکے ہوش ٹھکانے نہ رہین۔ وہ چیز ہے جو قایم بالذات ہے نہ اوسکا انتقال ہے نہ آنا جانا ہے۔ ان لوگون کو اسکی ہوا تک نہین لگتی۔

(۲۳۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ (۱) پرماتما تمام مخلوق کے لئے سامان بہم پہنچاتا ہے اور ہر ایک کا خبر گیر ہے (۲) ہر ایک کو نہایت درجہ پیار کرتا ہے (۳) بڑا حکیم ہے کہ اوسکے کام مین کہین غلطی نہین تمام دنیا کو ایک ایک کرکے جانتا ہے (۴) وہی کل ہے اور اپنے آپ اپنا آنند انبھو کرتا ہے دوسرا کوئی نہین اور دیکھو کہ دنیا بھی چار قسم کی ہے جمادات معدنیات نباتات اور حیوانات اور انسان کے اندر بھی اسطرح چیزین چار ہین۔ جسم۔ دل۔ عقل۔ روح۔ لہذا جسم سے

انسان کو فعل لازمی ہے اور سست ہونا یا جسم کو بیکار کر دینا خلاف قانون قدرت نظر آتا ہے۔ تمام قوائے افعالی اور حسّی اِسی غرض سے بنائے گئے ہین۔ اور جسطرح سے مالک نیک کرم کرتا ہے ایسے ہی انسان کو ہمیشہ نیک کرم جسم سے کرتے رہنا چاہئین۔ اِس درجہ کا نام کرم کانڈ یا شریعت ہے۔ دوئم دل سے مالک کو پیار کرنا چاہئے۔ ہر وقت چلتے پھرتے سوتے جاگتے کماتے پیتے اوسی مین لگا رہنا چاہئے۔ دوہا۔

جون ترِیا پیہر بسے سُرت رہے پیو ماتہہ
تیسے گیانی جگت مین ہری کو بھولین ناتہہ

(دل بیار دست با کار رکھنا چاہئے) جس طرح سے مالک سبکو پیار کرتا ہے اوس طرح سے سبکو چاہئے کہ مالک کو پیار کرین اِسکا نام بھگتی یا طریقت ہے۔ سوئم عقل سے معرفت حق اور علم دنیا کو حاصل کرے نہایت درجہ تحقیقات برہم اور مایا یا دین دنیا کی کرے اسکا نام معرفت یا گیان ہے۔ چہارم آتما یا روح سے حقیقت کو سمجھ کر دیکھے اور مالک کے درمیان کوئی فرق نہین ہے اپنی روح کو اوس سے واصل کرے اسی کا نام جوگ یا دگیان یا حقیقت ہے جو اسطرح سے جسم دل عقل اور روح سے کرم بھگتی گیان اور جوگ کو ادا کرتا رہتا ہے اوسکی وصلت مالک سے ہر پہلو مین ہے۔

(۲۲۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ سری بھاگوت گیتا مین ابھیاس کے متعلق چار درجہ لکھے ہین (۱) کرم یوگ (۲) کرم سنیاس یوگ (۳) سنیاس یوگ (۴) حقیقت و معرفت۔ اول کرم جوگ۔ اندریون کے وشیہ کو جیتنا بذریعہ ترک خواہش یا پاس انفاس اور اندریون کے وشیہ کو یکے یا دیگرے قابو کرنا اور مارنا۔ اسکو ایسا سمجھنا چاہئے جیسے شہر کے چارون طرف شہر پناہ بنانا۔

(۲) کرم سنیاس یوگ - من کو جیتنا بذریعہ پاس انفاس - یعنی انتش کرن کو قابو
مین کرنا یہ ایسے ہے جیسے شہر کے اندر انتظام درست کرنا - اصل مین یہ دونون
ایک ہین (۳) سنیاس یوگ - دربار عام کی نگاہداشت جسکو عقل سلیم کہتے
ہین (۴) حقیقت و معرفت - یعنی آتما مین لے ہونا گویا دربار خاص کی شمولیت یعنی وصال

(۲۲۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ راہ سلوک کے چار منازل ہین - ناسوت - ملکوت - جبروت
لاہوت - جن کو جاگرت - سوپن - سکھپتی اور تریاہی کہتے ہین - ناسوت مادی اشیا
مثلاً جمادات - نباتات - حیوانات اور خاک - آب آتش کا مقام ہے - حیوانات
کی دو قسم ہین ناطق و مطلق - اُس مین سے ناطق انسان ہے جسکو عقل اور
تمیز ہے اور اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اور ضمیر کا ظہور ہونے سے جو نیک و بد
کی تمیز موجود ہے اس سے سیدآنند کی تلاش کا فطرتی مادہ اس مین موجود ہے
اس پہلی منزل کو طے کرنیکا نام شریعت ہے جسکو کرم کانڈ ہی کہتے ہین اور
چونکہ حواس ظاہری سے اسمین کام لیا جاتا ہے اس لئے اسکو جاگرت کہتے
ہین - اسمین جیو آتما ۲۴ انش مایا کا ساکشی ہوکر آنکھ مین نواس کرتا ہے آکہن
ذکر کو فضیلت ہے اسکو سیر الی اللہ کہتے ہین -

دوسرا مقام ملکوت - فرشتون جنون اور دیوونکا ہے - اسمین پہونچکر بہت
ہوشیاری سے کام لینا چاہئیے تاکہ بہت کہانے - بہت سونے - شراب خوری
تکبر وغیرہ جنون کی سی عادتین اسمین جڑ نہ پکڑ لین - بلکہ خوب بھجن عبادت
کرنی چاہئیے تاکہ محبت وغیرہ جو فرشتون کی عادتین ہین وہ پیدا ہو جائین
دیواسر سنگرام اسی جگہہ ہوتا ہے اور من کا میدان یہی ہے - جسطرح سپنے
مین حواس اندرونی کام کرتے ہین اسیطرح من کو مارنے کے لئے حواس اندرونی
سے کام لینا پڑتا ہے اس لئے اسکو سیپن اوستھا کہتے ہین یاد رہا -

تلشی رہین بوجھنا گڑھی ایک کا کام
نت اوٹھ سن ہے بوجھنا بن کہا نڑے سنگرام

اس منزل کے راستہ کو طریقت یا دہرم کہتے ہین۔ اسمین فکر کو فضیلت ہے اسکو سیر فی اللہ کہتے ہین۔

تیسری جبروت ہے یہ دیوتاؤن اور پاک روحونکا مقام ہے اسمین بڑی بڑی آزمائشین ہوتی ہین شکتی سدہی۔ کشف وکرامات۔ اسمین آتے ہین اور لالچ اور دہوکے دئے جاتے ہین اس لئے انسان کو چاہئے من واندریون کو خوب قابو مین رکھے اور سکتی سدہیون کی طرف بالکل متوجہ نہو۔ اگر ان آزمائشون مین پورا اُتر گیا تو پہران دیوتاؤن سے خوب مدد ملتی ہے اس منزل کی راہ کا نام حقیقت یعنی اہنہو ہے۔ چونکہ اس مین حواس ظاہری و باطنی سب کو معطل کرنا پڑتا ہے اور صرف انہوہ کی حالت ایسی ہوتی جسکا بیان نہین ہوسکتا جیسے گہری نیند سے جگنے پر کسی سے اوسکی بابت دریافت کرو تو وہ کچھ نہین کہہ سکتا کیونکہ حواسون کی وہان رسائی نہین ہوتی اسمین جیوآتما ایک انش کا ساکشی ہوکر کنٹھ مین نواس کرتا ہے اسکو سکھپت کہتے ہین۔ اسمین تصور یا دہیان کو فضیلت ہے۔ چونکہ خودی دور نہین ہوتی اسلئے یہانسے انسان لوٹ سکتا ہے جیسے گہری نیند سے جاگ اُٹھتا ہے اس کو سیر مع اللہ کہتے ہین۔ اسمین صرف ایک پردا سا رہجاتا ہے لیکن جیسے پردے سے چھن چھن کر روشنی دکہلائی دیتی ہے اسی طرح سے جمالِ یار نظر آتا ہے اوسکی وجہہ سے بیخودی سی ہوجاتی ہے اور اوسکے آنند سے متوالہ سا رہتا ہے

مجھے بیخودی یہ تونے بھلی چاشنی چکھائی
کسی آرزو کی دل مین نہیں اب رہی سمائی
نہ خدا ہے نہ خطرہ نہ رجا ہے نہ دعا ہے
نہ خیال بندگی ہے نہ تمنائے خدائی

نے مقام گفتگو ہے نے محل جستجو ہے — نہ وہاں حواس پہونچے نہ خرد کو ہی رسائی
نہ مکان ہی نے مکیں ہے نہ زماں ہے نے زمیں ہے — دلِ بے نوا نے میرے وہاں چہاونی ہی چہائی
نہ وصال ہی نہ ہجراں نہ سرور ہی نہ غم ہے — جسے کیئے خوابِ غفلت سووہ نیند مجکو آئی

چوتھی لاہوت ہے یہ پرماتا یعنی خاص خدا کا مقام ہے۔ اِس راہ مین سفر کرنے سے رفتہ رفتہ دوئی اور خودی دور ہو جاتی ہے اور طالب و مطلوب یا عاشق و معشوق ایک ہو جاتے ہین محویت اور فنا فی اللہ اسیکو کہتے ہین اِسمین جو آتما پہلے تینوا وستہا و نکا ساکشی ہو کرا ورمایا سے رہت ہو کر برہم رند ہر مین بشرام کرتا ہے اِسکو تریا پد کہتے ہین کیونکہ خودی دور ہو جاتی ہے اِسلیے یہان سے بازگشت نہین ہوتی اسکے راستے کا نام معرفت یعنے گیان ہے یعنی چیز کو جیوں کا تیوں جاننے سے پھر بھول نہین ہوتی۔ اِسمین اِستغراق یعنی گیان سمادہ کو فضیلت ہے۔ فنا کے بعد بقا ہے اسکو سیر من اللہ کہتے ہین۔ اِسکا نام تُریا تیت ہے اسمین چیتن درشٹا بہاؤ کا سمپورن تیاگ کر دیتا ہے اِن راستوں مین سات مقام اِمتحان کے یہ ہین (۱) ناداری و بیماری (۲) ذلت و رسوائی (۳) آرام و راحت (۴) عزت و احترام (۵) کشف (۶) سیر ملکوت (۷) حصولِ قدرت یعنی شکتی سدہی۔ اگر اِنمین ثابت قدم رہا تو سچدآنند کی پراپتی ہوتی ہے۔ نظم

نظم

یکے منزل کہ آں ناسوت نام ست — درآں اوصاف حیوانی تمام ست
ازاں منزل اگر خود بگذرد کس — رسد در منزل دویم ملک بس
درآں عالم چو او معروف گردد — ملایک تا آسمان مکشوف گردد
چو سیر گیرد قدم را از ملکوت — رسد در منزلِ سویم بہ جبروت

مقامِ روح بر من حیرت آمد — نشاں از من بہ گفتن غیرت آمد
دراں منزل بود کشف و کرامات — ولے باید گذشتن زاں مقامات
اگر دنیا و عقبے پیش آید — نظر کردن براں ہرگز نشاید
بنورِ ذکر باید درگذشتن — بہ آب توبہ باید دل بشستن
چو گردد جان و دل از غیرِ حق پاک — رسد در عالمِ لاہوت بے باک
دراں منزل چہارم جست و جوئے — نباشد با خدا جز گفتگوئے
مقامِ قرب بس اعلیٰ مقام ست — منی مائی دراں منزل حرام ست
بجز صادق نیابد رہ بداں سو — بہ جز عاشق نہ گنجد کس دراں کو
لباسِ زہد و تقویٰ تا نہ پوشی — شرابِ معرفت را کے بنوشی
کسے کو معرفت را کرد حاصل — مقامِ قربِ حق را گشت واصل
مسافر باش دایم راہ مے رو — قدم را ہوش دار از چاہ دار گو
چو رہ دور ست و منزل بے نہایت — یقیں را توشہ کن بہر ہدایت
ہر آں منزل کہ آں در پیش آید — اقامت کردن اندر وے نشاید
زصورت پائے بیرون نہ رواں شو — رہِ حق پیش گیر و پس رواں شو
بہر ملکے عجائب ہا بہ بینی — بہر عالم غرائب ہا بہ بینی
سفر اندر دل خود باید ت کرد — نہ در دنیا زمیں سے باید ت کرد
سفر از خود بدل از دل بجاں کرد — نہ از اجسام بر ملک جہاں کرد

رہِ نزدیک از دوزِ دو تائی
اگر یکتا شوی مردِ خدائی

(۲۳۵۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ انسان کی زندگی میں امتحان کے سات مقامات ہیں۔
(۱) ناداری و بیماری (۲) ذلت و رسوائی (۳) راحت و آرام (۴) عزت و احترام

(۵) کشف (۶) سیر ملکوت (۷) حصول قدرت۔ جگیاسو کو چاہیئے کہ اسمین ثابت قدم رہے تکلیف اور ذلت سے نہ بھاگے اور نہ آرام و عزت مین مصروف ہو۔

(۲۳۶) ایک روز ارشاد ہوا کہ برہم گیانیوں کے تین درجہ سنتوں نے مقرر کیے ہین اوّل برہم سروتریہ یعنی وویاوان گیانی یہ اول سیڑہی ہے لیکن ایسے آدمیون سے جیو کا کارج نہین ہوسکتا جبتک کہ وہ پڑہے اور سننے کے مطابق نشٹھا یعنی اَبھیاس نہ کرے یہ درجہ علم الیقین کا ہے۔

دوسرے برہم نشٹھ اُبھیاسی کو کہتے ہین وہ اُبھیاس کرکے برہم پد مین پہونچنا چاہتا ہے اور اُس پد کو جسکی بابت سُنا یا پڑہا ہے دیکھنا چاہتا ہے اور دیکھتا ہے اوسکو عین الیقین کہتے ہین۔

تیسرے برہم سنتشٹ اوسکو کہتے ہین جو برہم پد کو پاکر سنتشٹ ہوگیا یہ درجہ حق الیقین کا ہے۔

اب خیال کرنا چاہیئے کہ آجکل کے عموماً کل گیانی ودیاوان گیانی ہی ہین۔ جنہین شرگیانیون کی بانی سُنکر اور پڑہکر برہم کا نشچے کرلیا ہے۔ اُس پد کو دیکھنے یا اوسمین بسرام کرنیکے لیے کچھ جتن نہین کرتے۔

(۲۳۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ قلب المومنین عرش اللہ۔ انسان کا دل خداوند کریم کے رہنے کی جگہہ ہے یعنی خدا انسان کے دِل مین بستا ہے جو کوئی کسیکا دِل دکہاتا ہے وہ دراصل خدا کو دکہاتا ہے ؎

کمن تا توانی دلِ خلق ریش   اگراین کنی مے کنی بیخ خویش

توڑ مسجد پہاڑ مصحف کر زنا اور پی شراب
جو تو کرتا ہے سو کر پر مردم آزاری نہ کر

یعنی زنا و شراب وغیرہ کاموں کے کرنے سے انسان صرف اپنی ذاتکو نقصان

پہونچاتا ہے کسی اور کو ضرر نہین پہونچتا مگر کسی کا دِل دُکھانے سے وہ دوسرے کو نقصان پہونچاتا ہے اور خود ہی اوسکا خمیازہ بھرتا ہے۔

(۴۸۲۳) ایک روز ارشاد ہوا کہ گنی اپنے گن سے پہچانا جاتا ہے جیسے مچھلی پانی مین رہتی ہے اوس سے باہر نہین رہ سکتی اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو پانی سے رغبت اور خشکی سے نفرت ہے ایسے ہی انسان کی حالت پر غور کیا جائے تو اوسکی نفرت اور رغبت کا حال معلوم ہو سکے گا کہ اوسکو کس بات کی خواہش ہے وہ تین باتین ہین جو انسان کو سب سے زیادہ اچھی لگتی ہین۔ اوّل وہ آنند یا خوشی چاہتا ہے دُکھ سے کوسون دور بھاگتا ہے۔ دوسرے زندگی چاہتا ہے موت کے نام سے گھبراتا ہے۔ تیسرے گیانی اور سمجھدار ہونا چاہتا ہی مُورکھتا اورجہل کو پسند نہین کرتا۔

ہستی اور زندگی ست کو کہتے ہین۔ گیان اور پرکاش کا نام چیت ہے اور خوشی و سُکھ کا نام آنند ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان ست چیت۔ آنند کا متلاشی ہے اور یہ ہی اوسکا خواص ہے۔ دیکھو دُکھی سے دُکھی اور غریب سے غریب آدمی سے پوچھو کہ کیا تم مرنا پسند کرتے ہو تو ہمیشہ وہ انکار ہی کریگا۔ وجہ یہ ہے کہ اوسمین ہمیشہ سے زندگی کا پیار ہے۔ کیڑے کو چھیڑ کر دیکھو وہ سُکڑتا چلا جائیگا بل کھائیگا بچنے کی کوشش کریگا کیونکہ وہ مرنیکو پسند نہین کرتا اور اکثر دنیا مین جو شخص خودکشی کرتے ہین وہ بھی مرنیکے خواہشمند نہین ہین بلکہ موجودہ ناخوش گوار حالت کی معدومیت کی فکر مین اور اوس سے رہائی پاکر سُکھ کی حالت کی کی تلاش مین ایسا کر بیٹھتے ہین مگر زندگی کی ہوس دِل مین بنی رہتی ہے اسکی حالت اور مدارج مین چاہے تبدیلی آجائے مگر یہ ایکدم کے لیئے ہی جیو سی علیٰحدہ نہین ہوتی کیونکہ یہ ہستی اوسکی ذات اور اوسکی صفت ہے اور ذات و صفت

کیسے وجود سے علیحدہ ہو سکتے ہین۔ دوسرا خاصہ چیت ہے۔ چیت نام ہے چیتن یا پرکاش یا گیان کا۔ ادنے سے ادنے اور چھوٹے سے چھوٹے آدمی کو بہی مورکھتا جہالت اور تاریکی سے نفرت ہے۔ ہر شخص کچھہ نہ کچھہ جاننے کا خواہشمند ہے بچونکو دیکھو ماں باپ سے ہر ایک بات کی دریافت مین کیسے کیسے سوال کرتے ہین اگر دو آدمی کچھہ بات چیت کر رہے ہون تو تیسرا آدمی رستہ چلتے چلتے ٹھٹک جاتا ہے اور اوس بات کو معلوم کرنا چاہتا ہے اپنے وقت ضایع ہونیکا کچھہ خیال نہین کرتا۔ اِندرجالی کے تماشون کو جہوٹا جان کر بہی اوسکے راز کو معلوم کرنے اور اوس سے واقفیت حاصِل کرنیکے لئے روپے اور وقت صرف کرتے اور سر کھپاتے ہین اور اُکتاتے نہین۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عِلم جیو کا خاصہ ہے بہت سے لوگ جو غلطی اور مورکھتا کا اقرار کرنے سے ہچکچاتے ہین اور اوسکو بات بنا کر یا جہونٹ بولکر چہپانا چاہتے ہین اِس جہونٹ بولنے مین بہی جہالت کی پردہ پوشی ہی متصور ہے۔ یہ تمام علوم و فنون کے نظارہ بہی اِسی چیتن شکتی کے اظہار کی مختلف و متعدد صورتین ہین۔ تیسرا خاصہ آنند ہے ہر شخص سُکھہ کا خواہشمند ہے دُکھہ سے کوسون دور بھاگتا ہے۔ پڑہنا لکھنا۔ راج پاٹ۔ دہن دولت اِستری پُتر۔ کھانا پینا سب سُکھہ کی پراپتی کے لئے ہین۔ پیدائیش سے مرنے تک انسانکو اِسی کی دُہن لگی رہتی ہے اور اسیکا سادھن کرتا رہتا ہے کبھی اِس سے غافل نہین رہتا۔ یہانتک کہ مرنے سے پہلے آخرت و عاقبت کے سُکھہ کا بہی جیتے جی ہی بندوبست کرتا ہے اور اوسکی تدبیرین سوچتا اور جتن کرتا ہے۔ البتہ کبہی کبہی غلط طریقہ سے سُکھوں کی تلاش کرتا ہے مگر اوس غلط راہ پر بہی اُسکو سُکھہ کی تلاش کا جذبہ ہی لیجاتا ہے چور سے چوری وٹھگ سے ٹھگی۔ جواری سے جوا بہی یہی جذبہ کراتا ہے۔ یہ سب کام سُکھہ کی خواہش پورا کرنیکے لئے کئے جاتے

ہین۔ یہ سچ ہے کہ چور کو چوری کی سزا ملے گی۔ اوسوقت وہ تجربہ کی وسعت سے سچی راہ پر آجاویگا جسطرح اوسکی عقل کے پردے ہٹتے جاوینگے اوسی طرح وہ سچا بنتا جاویگا البتہ فعل کسی کا کچھ ہی کیون نہو مگر غرض سبکی ایک آنند کی تلاش ہوتی ہے اور وہ غرض ہی سبکو طرح طرح کے فعل کرنے پر مجبور کررہی ہے۔

اِن تینون اوصاف پر غور کرنے سے انسان کے خاصہ طبعی کا پتہ لگتا ہے اور چونکہ یہ ایک پل کو بھی اوس سے جدا نہین ہوتے اسلئے یہ ست چت آنند اوسکا روپ ہین۔ ست چت آنند کہنے کو تین ہین حقیقت مین ایک ہی شے ہے صرف سمجھانیکے لئے یہ نام فرض کرلئے گئے ہین۔ جو ست ہے وہی چت ہے اور وہی آنند ہے ست ہستی محض کو کہتے ہین۔ چت علم یا گیان یا پرکاش محض ہے۔ آنند سُکھ و سرور محض ہے جو اپنی ہستی محسوس کرتا ہے اِسمین ہستی کے محسوس کرنے کا گیان ہے اور جس مین گیان ہے وہ سُکھ و آنند ہے کیونکہ سُکھ گیان کا روپ ہے۔ اب غور کرنا چاہیے کہ یہ تین واحد اور محیط بھی ہین یا نہین۔ کائنات ہی ایشور ہے۔ مٹی ہی پانی ہے۔ کیڑے ہین۔ غرض یہ سب بنا ست ہے کیونکہ سب مین ہستی ہے۔ ہستی سے کوئی خالی نہین اگر ہستی نہوتی تو پھر ہم تم اوس کو کیسے کہتے اسلئے اِن سب موجودات و مخلوقات کی ہستی ست ہے اور وہ بیا ایک ہی کیونکہ کوئی جگہ ایسی نہین جہان ہستی نہو۔ اِسلئے یہ محیط کل ہے اِسی طرح جہان ہستی ہے وہان چت بنا بھی ہے۔ ایشور جانتا ہے مین ہون اور انسان جانتا ہے مین ہون۔ کیڑا جانتا ہے مین ہون۔ مٹی و پانی کے دیوتا جانتے ہین کہ ہم ہین۔ البتہ ظاہرا اِن کے جسمی تعلقات اور ان کے نشو و نما کے درجہ کے موافق چت کا اظہار ہوتا ہے اسمین جزوی فرق آوے مگر گیان تو سب مین ہے اگر کوئی یہ کہے کہ مٹی پانی درخت مین چت نہین ہے یہ اوسکی غلطی ہے

ذرہ ذرہ مین چیت ہے اور اپنی محدود ہستی کے موافق انہین علم بھی ہے بعض درخت
تاریکی کو پسند نہین کرتے ہین۔ چھوئی موئی کا پیڑ چھونے سے سکڑ جاتا ہے
کیونکہ وہ خوشگوار و ناخوشگوار حالت کو اپنی حیثیت کے موافق سمجھتا ہے
لوہا پیتل سردی گرمی سے سکڑتے بڑہتے ہین انسے انکے محدود سمجہ کا گیان
ہوتا ہے یہ چیت سرشٹی مین سب جگہہ ہے اس لئے وہ بیاپک ہے اسیطرح
جہان ست و چیت ہی وہان آنند بھی ہے کون شے برہانڈ مین ایسی ہے جو آنند و
سکھہ کو نہین چاہتی۔ سکھہ و آنند ہستی و علم کا خاصہ ہے انسان سکھہ کے لئے
پڑہتے لکھتے ہین درختون کو پانی ملتا ہے سرسبز و شاداب ہو کر لہلہاتے ہین اگر پانی
نہ ملے تو سوکھکر مرجہا جاتے ہین۔ جانور کیڑے مکوڑے کو ذرا چھیڑ دو فوراً اُن
کی حالت کا پتہ لگ جائیگا۔ معدنیات کو گرمی سردی مین رکھنے سے اُن کی
حالت مین تغیر و تبدیل ہوتا ہے۔ غرض ذرہ ذرہ مین آنند ہے۔ تینو نین تن
ماتراون میں بھو تونمین سکھہ ہے کوئی اس سے خالی نہین اسلئے یہ آنند بھی
محیط کل اور دیاپک شے ہے کوئی ایسی جگہہ نہین جہان یہ نہو جب اوصاف
ست چیت آنند آتما کے ہوئے اور وہ ہی اوصاف جیو مین بھی موجود ہین تو
جیو اور آتما کی ایگانیت مین کیا فرق رہا۔ صرف محدودیت کا فرق ہے اس
جیو نے اس شریر کو اپنا روپ سمجھ لیا ہے جیسے کوئی شخص اپنے سامنے بہت سے
آئینہ رکھکر اور اونمین اپنے بہت سے عکس دیکھکر حیران ہو جاتا ہے اور اپنے
روپ کو بھولکر اُن عکسون پر توجہ جما لیتا ہے اور رنگ برنگ اور مختلف صورتون
اور عجیب و غریب تماشہ دکھانیوالے آئینون مین جیسے رنگ برنگ کی صورت اور
ٹیڑہا میڑہا ہتہ اور موٹا چپٹا و چھوٹا بڑا روپ دکھلائی دیتا ہے اون کو دیکھکر انسان
کو اپنی اصلی روپ کی نسبت بھرم و شبہ ہوتا ہے کہ دراصل اوسکا روپ کیسا ہے

ویسے ہی ان مختلف اجسام مین آتما کے عکس کو دیکھکر حیرت در حیرت کی حالت ہوگئی ہے اسی کا نام بھرم اگیان ورمایا جال ہے جسکی وجہہ سے اپنے روپ کی طرف سے ہٹ کر اور طرف مخاطب ہوگیا ہے یہ نقص صرف اوسمین ہوتا ہے جو عکسون مین اپنی توجہہ قایم کرلیتا ہے مگر جو کوئی اپنے روپ کا خیال اور اوسکی سنبھال رکھتا ہے وہ اس سے بری ہے۔ اسی طرح سے یہ نقص صرف جیون مین ہے برہم مین نہین ہے کیونکہ برہم سامانیہ چیتن ہے۔ سامانیہ مین نقص نہین ہوتا۔ جیون نیون بنتا اور ادہتا ہے اسلئے اگر یہ جیو اس کو اچھی طرح سمجھہ لے اور بہوا آتما کا دیا پک پنا اسکی سمجھہ مین آجاے تو پہر اسمین اور برہم مین کوئی بہید نہ رہے۔

(۲۳۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک جاٹ اور ایک مہاجن کسی فقیر کے پاس گئے اور اُپدیش لینے کا خیال ظاہر کیا۔ فقیر صاحب نے دونون سے دریافت کیا کہ تم کو کونسی چیز پیاری ہے۔ جاٹ نے کہا کہ مجھکو میری ایک بھینس بہت پیاری ہے اور مہاجن نے کہا کہ مجھکو اپنی عورت بڑی پیاری ہے۔ فقیر صاحب نے جاٹ سے کہا کہ تم اپنی بھینس کا دہیان کرو اور مہاجن سے کہا کہ تم اپنی بیوی کا دہیان کیا کرو۔ وہ دونون اپنے اپنے گہر آکے ایک کوٹھری مین بیٹھ گئے اور اپنا شغل کرنے لگے۔ کچھہ عرصہ بعد فقیر صاحب اوس طرف آنکلے مہاجن کے گہر جاکر دیکھا کہ کوٹھری مین بیٹھا شغل مین مشغول ہے اُس سے کہا کہ بچا باہر آؤ مہاجن نے جواب دیا کہ مہاراج مین تو ننگی ہون اسیطرح پہر جب جاٹ کے گہر مین جاکر اوسکو دہیان مین دیکھکر باہر بلایا تو وہ کہنے لگا کہ مہاراج میرے سینگ دروازہ مین اڑتے ہین مین باہر کس طرح سے نکلون اب غور کرنا چاہیے کہ کیسی عورت اور کہان کے سینگ مگر خیال کو بڑی طاقت ہے جو جسکا خیال و تصور کرتا ہے وہ اوسی کا روپ ہو جاتا ہے۔

(۲۴۰) ایک روز ارشاد ہوا کہ دِل مین جو تخم بویا جاتا ہے اوسکا نام کرم ہے

کوشش حرارت سورج ہے۔ پریم پانی ہے اگر تخم دنیا کا دل مین جہل نے بو دیا لیکن اوسی وقت نکال کر پھینک دیا گیا تو بہی غنیمت ہے اور خواہشات محسوسات کا پانی لگنے سے اُگ گیا۔ اگر اوسوقت بہی پھینک دیا گیا تو بہی غنیمت ہے۔ اگر چہوٹا درخت ہونے پر بہی اوکھاڑ دیا گیا تو بہی کم کوشش سے کام نکل سکتا ہے اگر پورا درخت ہوگیا اور پہل پہول لے آیا اور اپنی پوری طاقت مین پہونچ گیا تو بغیر گیان روپ کلہاڑے کے نہین کاٹا جا سکتا۔ اِس درخت کی جڑ تو ایک ہی لیکن پیڑہ دو ہین۔ ایک دنیا اور دوسری عقبےٰ۔ اِن پیڑوں میں دو دو بڑے تنے ہوتے ہین۔ یعنی دنیا مین علم وجہل اور عقبےٰ مین بہشت و دوزخ پہر ان تنوں مین علیحدہ علیحدہ شاخین نکلتی ہین جیسے آنند اور دُکہہ کی مختلف صورتین پہر شبہ اشبہ کرم روپ پہول آتے ہین اور دُکہہ سُکہہ روپی پہل لگتے ہین جن کو جیو اُٹہا کہانے لگتا ہے اور اُن کے مزے مین پہنس جاتا ہے مگر جس دِل مین اوسکی بُو پائی بہی نہ جائے اوسکو اوتار کہتے ہین۔ جس کے دل مین دنیا کا اثر مطلق حمل کی حالت سے بہی نہو اور لکہا بہی ہے کہ اوتاروں کو حمل مین بہی پورا گیان ہوتا ہے بیشک جس دِل مین سیاہی روپ دنیا کا اثر ہی نہو اوس دِل مین ایسی روشنی ہوتی ہے جسکا بیان قلم سے باہر ہے ایسے دِل کے کلاموں کو بہی وہی سمجہہ سکیگا جو ویساہی دِل رکہتا ہو۔ ایسے دِل مین گیان کی عجب کیفیت ہوتی ہے کہ جس کا بیان نہین۔ لہرین ایسے زور شور سے موج زن ہوتی ہین اور چاہتی ہین کہ ایکدم سے باہر نکل آوین جسطرح سے پانی فوارہ کی راہ سے چاہتا ہے کہ ایکدم سے باہر جاوین مگر تنگی راستے کیوجہ سے اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہوسکتا اِسی طرح سے تنگی الفاظ کی وجہہ سے وہ دِل اپنی پوری معرفت کو ظاہر نہین کرسکتا۔

(۲۴۱) ایک روز ارشاد ہوا کہ کبیر صاحب۔ بابا نانک۔ گورو گورکہ ناتھ۔ داودجی
مہاراج وغیرہ مہاتماؤں کا آپس مین ست سنگ ہوا مگر بھجن کے طریقہ کے بارے
مین ان سبکا آپس مین اتفاق رہا۔ صرف پر ہیتی مارگ یعنی کہانے پینے پہننے
کے بارے مین اختلاف رہا۔ لیکن حال مین جو تین بزرگوں یعنی شوامی دیانند سرتی
رادہا شوامی پنتھ کے اچاریہ و میڈم بلوٹسکی تہیوسیفیکل سوسائٹی کے بانی
کا جو آپس مین ست سنگ ہوا تو انکا اتفاق بھجن کے معاملات مین بہی نہوا
شوامی جی مہاراج نے تو صرف ویدوں کو مکہہ ٹہرایا اور مورتی پوجن وغیرہ اور بھجن
کے دوسرے طریقوں پر جو اگلے مہاتماؤں نے جاری کئے تہے پانی پہیر دیا۔
میڈم صاحبہ نے بھجن کے معاملات مین عام طور پر کوئی طریقہ جاری نہین رکہا
البتہ ایسوٹیرک یعنی انترنگ سبہا کے ممبروں مین بھجن کا طریقہ جاری رکہا ہے
مگر اوسکی تعلیم و تلقین صرف بذریعہ خط وکتابت ہوتی ہے اسلئے اوسکا نتیجہ
ابتک ایسا نہین نکلا جیسا بھجن کا نکلنا چاہیئے۔ گروکی تو انہون نے ضرورت
ہی نہین سمجھی۔ اور بعدہٗ اس پنتھ مین جب مس انی بسنٹ نے اس بات کا
اعلان دیا کہ ہم کو گرو ماننو تو سخت مخالفت پیدا ہوئی اور بہت سے ممبر علیحدہ بہی ہو گئے
مورتی پوجن کے خلاف انھون نے مصلحتاً زبان نہین کہولی کیونکہ ان کو بہت
سے فرقہ کے آدمیوں کو ایک مین ملانا منظور تہا۔ چونکہ ہندو بہت سے تہے اس لئے
اونکی دل آزاری نہ کرنیکے خیال سے اوسکی طرف توجہ نہ کی۔ رادہا شوامی پنتھ
مین بہی مورتی پوجن کے خلاف بہت کچہہ کہا گیا ہے مگر بھجن کا طریقہ اُنھون نے
وہی رکہا جو کبیر جی صاحب وغیرہ اگلے مہاتماؤن نے آپس کے ست سنگ اور
بچار سے قایم کیا تہا اور انکے پنتھ مین اوسی کا پرچار ہے۔

(۲۴۲) ایک روز ارشاد ہوا کہ سنسار مین عام طور سے چار طرح کے منش نظر

آتے ہین۔ اگر انکی حالت غور سے دیکھی جائے تو یہ صرف نام کے منش ہین ورنہ
اصلیت مین پشو ہین۔ (۱) نر پشو (۲) گرو پشو (۳) تریا پشو (۴) وید پشو۔

(۱) نر پشو وہ ہے جو بغیر جانچ کئے کسی کے کہنے پر وشواش کرکے اوسکا پیچھا کرے
جیسے کسی نے کہا کہ کوا تیرا کان لے گیا تو وہ شخص اپنے کان کو تو ٹٹولے نہین اور
کوئے کے پیچھے دوڑ پڑے۔

(۲) گرو پشو وہ ہین جو بغیر بچار کئے گرو دھارن کرلین۔ گرو کو سمجھ بوجھ کر اور جانچ
پرکھ کر دھارن کرنا چاہئے اور دیکھ لینا چاہئے کہ اسکی بھگت سے ہمارا اودھار
ہو سکے گا اور جس مالک کی یہ بھگت بتلاتا ہے وہ ہمارا کلیان کرسکے گا اور
آواگون سے ہم چھٹا سکے گا۔ گرو سات ہین۔

گرو گرو کہت سکل سنسارا — گرو سوئی جن تتو بچارا
پرتھم گرو ہین پتا و ماتا — رج ویرج کے سوئی داتا
دوسر گرو ہے من کی دائی — گرہ داس کی بندھ چڑھائی
تیسر گرو جو دھریا نا ما — لے لے نام پکارے گا ما
چوتھے گرو جن دکشا دینا — جگ ویوہار رہت سب چینا
پانچوین گرو جن وشنو کینا — رام نام کو سمرن دینا
چھٹوین گرو جن بھرم گڑھ توڑا — وید ھامیٹ ایک سے جوڑا
ستوین گرو ست شبد لکھایا — جہانکا تت لے تہاں سمایا

کبیر سات گرو سنسار مین سیوک سب سنسار
ستگر سوئی جانئے بھوجل اوتارے پار

(۳) تریا پشو وہ جو استری کے بندھن مین پھنس کر بالکل زن مرید بنجاتے ہین
وسکے لئے سب سے بڑی اگیا اونکی استری کا بچن ہے

(۴) ویدلشو وہ ہین جو ویدون کو پڑہتے تو ہین مگر اوسکا اصلی مطلب نہین سمجھتے ہین لفظون کی جہنجہٹ اور بکھیڑے مین پڑے ہوئے ہین اور صرف لفظون کی اوکہیڑ بُن مین لگے رہتے ہین۔

اِن کے علاوہ اصلی منش بات ہی اور ہے جسکی صورت انسان کی سی ہے وہ انسان نہین بلکہ انسان وہ ہے جس مین ست۔ دہیرج۔ شیل۔ شور بیرتا۔ دیا سنتوکہہ وغیرہ گن ہون۔ ورنہ کہانا پینا سونا وغیرہ کریا تو جیسے منش کی ویسے ہی پشو کی

(۲۴۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک بادشاہ بڑا لشکر لیکر کسی مہم پر روانہ ہوا راستہ مین ایک قلعہ آیا جسکا دروازہ ہمیشہ بند رہتا تہا نہ کوئی اندر سے باہر آتا نہ باہر سے اندر جاتا اوسکے اندر کا حال کسی کو معلوم نہ تہا۔ قلعہ تہا ہی ایسا سنگین کہ اوسکا ٹوٹنا ہی مشکل تہا۔ آخر کمند اور سیڑہیون کے ذریعہ سے لوگون نے چڑہ کر اندر کا حال معلوم کرنا چاہا مگر جو شخص لب بام تک پہونچکر اندر کی طرف جہانکتا وہ فوراً قلعہ کے اندر کود پڑتا۔ اِس طرح بہت سے سپاہی اندر کود گئے اور واپس کوئی نہ آیا نہ کچہہ قلعہ کا حال ملا تب وزیر دور اندیش کمر سے رسی باندہ کر اندر کا حال معلوم کرنے کو اوپر چڑہا اور حکم دیا کہ جب مین اندر کودون تو مجھکو باہر گہسیٹ لینا غرض جب وزیر لب بام پر پہونچکر اندر کودنے لگا تو لوگون نے بموجب ارشاد رسی کو پکڑ کر باہر گہسیٹ لیا جب نکل آیا تو اوس سے اندر کا حال معلوم کرنا چاہا مگر وہ تو گم سم ہوگیا۔ نہ اپنی کہے نہ دوسرے کی سُنے۔ غرض بہت سر مارا مگر کچہہ حال نہ کہلا دیدار دلربا کا دیوار قہقہہ ہے جو اوسطرف کو جہانکا وہ اِسطرف کہان آ

مدعیان در طلبش بے خبر اند کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

زبان گنگ شو زلب خاموش
بیخبر داں دریں معاملہ گوش

(۲۴۴) ایک روز ارشاد ہوا کہ برہم گیانی دنیا داروں کو جاہل سمجھتے ہیں اور دنیادار عارفوں کو جاہل کہتے ہیں۔ برہم گیانی کہتے ہیں کہ برہم ہی برہم ہے۔ دنیا والے کہتے ہیں کہ دنیا ہی دنیا ہے۔ برہم ہے تو ضرور لیکن صرف سماعی اور قیاسی ہے اور اسکا سُراغ نہیں لگتا۔ عارف کہتے ہیں کہ دنیا محض سماعی اور وہمی ہے۔ حقیقتاً نہ تھی نہ ہے نہ ہوگی۔ اگر باریک نظر سے غور کرو تو دونو راست اور دونو دروغ ہیں۔ باریک غلطی یہ ہے کہ نہ تو دنیا جھوٹی ہے اور نہ خدا جسطرح سے کہ گو دن میں رات نظر آتی ہے لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ رات کہیں چلی گئی بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ موجود تو ہے لیکن سورج کی روشنی نے اپنی طاقت سے اندھیرے کو زیر کر لیا ہے یعنی ہٹا دیا ہے جس وقت سورج ہٹے گا فوراً رات اپنی موجودہ طاقت سے برآمد ہو جائے گی بلکہ اتنا اور زیادہ ہے کہ یہاں چاندنا دوسری شے کے سہارے ہے اور اندھیرا خود بخود اسی طرح سے جہل جبلی یعنی قدرتی ہے اور علم صنعتی پس دنیا داروں سے یہ کہنا کہ دنیا نہیں ہے اس سے جنگ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہاں اگر ممکن ہو سکے تو انکے اندر سورج کو چمکا دو تاکہ وہ خود ہی مقر ہو جاویں۔ گیان اگیان دونوں انادی ہیں۔ اگیان میں دنیا اور گیان میں برہم نظر آتا ہے لیکن نہ تو گیان میں دنیا غارت ہو جاتی ہے نہ جہل میں برہم صرف اتنا فرق ہے کہ ایک کی طاقت دوسرے کو زیر کر لیتی ہے اور زیر و زبر کا نام ہی دنیا اور برہم ہے۔

(۲۴۵) ایک روز ارشاد ہوا کہ ایک فلاسفر صاحب دریا میں بذریعہ کشتی سفر فرماتے تھے راستے میں آسمان کی طرف نگاہ کر کے آپنے ملاح سے پوچھا کہو تمہیں کچھ علم ہیئت بھی آتا ہے ملاح بولا صاحب میں کیا جانوں آپنے فرمایا افسوس کہ تمہاری زندگی کا ایک چوتھائی حصہ تو یوں ہی گیا آگے چلکر دریا کے دونو طرف

اناج کے سبز اور لہلہاتے کھیت نظر آئے دریافت کیا کچھ علم نباتات بھی جانتے ہو
جواب ملا حضور مین نے تو یہ نام آپ ہی کی زبان سے سُنا ہے ارشاد ہوا
حیف تمہاری عمر کا دوسرا چوتھائی حصہ اکارت گیا۔ تھوڑی دیر مین حکیم صاحب
کا خیال دریا مین پانی کی تیز رفتاری پر پڑا تو بولے میان ملاح ریاضی مین
تو تمہین ضرور دخل ہوگا۔ ملاح غریب کیا کہتا خاموش ہو رہا جواب نفی سمجکر
فلاسفر نے کہا افسوس اس شخص کی زندگی کا تیسرا چوتھائی حصہ بھی مفت
برباد ہوا۔ یہ باتین ہو ہی رہی تہین کہ یکایک ہوا زور سے چلنے لگی اور کشتی
ادہر اُدہر ڈگمگا کر گویا ڈوب ہی تو گئی۔ ملاح کب کا پانی مین کود کر تیر رہا تہا
جاتے ہوئے اوس نے حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کی "حضور بھی
تشریف لے آئین" فرمایا بھئی کیسے آئین ہمین تیرنا نہین آتا ان کی باتونسے
ملاح جلا بُہنا تو تہا ہی بولا تو حضور کی ساری ہی زندگی غارت گئی اب سفر آخرت کے
لئے تیار ہو جئے۔ غرض یہ ہے کہ وہ علم نہین جہالت ہے جو انسان کو موت
کی تکلیف سے بچنے مین کچھ بھی امداد نہ دے سکے پس کوشش کر کے وہ ودیا
حاصل کرنی چاہئے جسکی روشنی مین موت کا تنگ و تاریک راستہ ہنسی
خوشی طے کرنے کے قابل ہو جائے اور جس کے ذریعے دریائی ہستی کی تیز
اور تند موجون پر طعنہ زنی کرتے ہوئے پار اُتر جائے۔

(۲۴۶) ایک روز ایک صاحب نے عرض کیا کہ مہاراج جیو تو جسم سے الگ ہے پہر
اسکو دُکھہ سُکھہ کیسے ہوتا ہے اور گیانی کے کرم تو ناش ہو جاتے ہین پہر جسم
کسطرح سے قایم رہتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص آپکے گہر کو گرا وے یا آپکے
فرزند کو مارے تو آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین آپکے تو چوٹ نہین لگتی صرف
محبت اور اُلفت کیوجہ سے رنج ہوتا ہے اگر اس اُلفت کے رشتہ کو اُبہیاس

کرکے توڑدیا جاوے تو رفتہ رفتہ اپنا جسم غیر کا سا نظر آئیگا کیونکہ اصل سے ہی غیر ہے
گیانی کے شریر کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اسکلے یعنی اگامی کرم تو اب ہوتے ہی نہین
کیونکہ فاعل ہی نہ رہا۔ سنچت گیان سے بھسم ہوگئے۔ پرالبدھ سے جسم بن گیا اور
پرالبدھ کرم سے ہی جسم کی کارروائی ہوتی ہے کیونکہ جو پیالا شراب کا پی چکا
اوسکا نشہ ضرور ہوگا آگے نہ پئیگا نہ سہی۔

(۲۴۷) ایک روز ارشاد ہوا کہ عقل و حواس کے ذریعہ سے اوس پرماتما کا پتہ
نہین چل سکتا اور اوس تک رسائی نہین ہوسکتی۔ صرف بشواس یعنی الیقین
ہی وہ چیز ہے جو اوس مالک سے ملاتی ہے۔ اِس کے تین درجہ ہین علم الیقین
عین الیقین۔ حق الیقین۔ جیسے ہندوستان مین خبر آئی کہ انگلستان مین
ہوائی جہاز ایجاد ہوگیا ہے۔ اسکو سنکر یا اخبار و کتاب مین پڑھ کر یقین کرلیا
جاتا ہے اسکو علم الیقین کہتے ہین۔ مگر جب تک آنکھ سے دیکھ نہ لیا جاوے
اوسوقت تک دل کو پورا بھروسہ نہین ہوتا اور اوسکی ساخت و صورت کی
بابت طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے رہتے ہین۔ اگر کسی موقعہ پر اسکو بچشم
خود دیکھ لیا جاوے تو شک و شبہ مٹ جاتا ہے اور بشواس بڑھ جاتا ہے
اسکو عین الیقین کہتے ہین۔ مگر تاہم اوس کے پرپرزے و چال ڈھال کے
دیکھنے کا شوق و خیال دل کو چین نہین لینے دیتے اور اطمینان کلی حاصل
نہین ہوتا۔ جسوقت اوس پر سوار ہوکر اور پرواز کرکے اوسکے سب پرزون کو
اور اوسکی اُڑان کو بغور ملاحظہ کرلیا جاوے اوسوقت پورا اطمینان ہوجاتا ہے اور
جہاز کا کل حال عیان و روشن ہوجاتا ہے یہ درجہ حق الیقین کا ہے۔

(۲۴۸) ایک روز ارشاد ہوا کہ پچرنگے یا ست رنگے کپڑے مین سب رنگ
علیحدہ علیحدہ دکھلائی دیتے ہین لیکن اون سبکا آدھار ایک کپڑا ہے اور

اوس کپڑے کے اوپر سے نیچے تک سب سوت ایک سے ایک ملے ہین یعنی نیچے سے اوپر تک رشتہ قایم ہے لیکن جس جس رنگ کی جہان جہان ملونی ہوتی ہے وہان پر وہ رنگ ہی نظر آتا ہے۔ ایسے ہی پرماتما یعنی مالک کل سب جگہہ بھرپور اور سبکا آدھار ہے مگر جس جس جگہہ مایا کی جیسی جیسی ملونی ہوتی گئی ہے اوس جگہہ ویسی ہی صورت دکھلائی پڑتی ہے۔ سنتون کے کہے ہوئے تین دیس یعنے دیال ویش و برہمانڈ و پنڈ وغیرہ کی تفریق و طبقات اعلیٰ و ادنیٰ مایا کی ملونی اور پردون کی کمی بیشی کی وجہہ سے ہی موسوم ہوئی ہین ورنہ مالک کل سب جگہہ ایکسان بھرپور ہے اور اوسکا سوت سب جگہہ لگا ہوا ہے۔

(۲۴۹) ایک روز ارشاد ہوا کہ جسوقت جگت کی اوپت ہوئی تہی اُسوقت سب کے آچاریہ نارائن بھگوان تہے۔ جسوقت جگت کی استہت ہوئی یعنی درمیانی وقت مین برہما وشنو مہیش آچاریہ ہوئے۔ جب بالکل پورے طور سے سرشٹی کی استہت ہو گئی اور برن آشرم کا وچار و جگ وغیرہ کا بہاگ قایم ہوا اوس وقت بیشتر یعنی ست جگ مین بسشٹ جی آچاریہ ہوئے۔ تریتا جگ مین شکتم رشی اون کے بعد پراسر جی آچاریہ ہوئے۔ شروع دواپر جگ مین دیاس جی اور آخیر دواپر مین شکدیو جی آچاریہ ہوئے۔ پہر اون کے بعد شنکر شوامی آچاریہ ہوئے۔ شنکر آچاریہ کے بعد اون کے چار شش پدما چاریہ۔ سروپا چاریہ۔ نراوٹکا چاریہ۔ اور پرتھوی دہاری آچاریہ ہوئے اور اونہون نے علیحدہ علیحدہ چار مٹھ قایم کئے جن کی تفصیل ذیل مین ہے اِن کے بعد جس قدر فقرا مذہب اہلِ ہنود مین ہوئے وہ اِنہین سے کسی نہ کسی مٹھ کے متعلق ہوئے۔ اِن کے علاوہ کوئی علیحدہ فرقہ نہ تہا۔

نمبر سلسلہ	نام مٹھ	مقام مٹھ	نام آچاریہ	نام آشرم جو مٹھ کے متعلق ہیں	برہمچاری اور اونکا لقب	مارگ یعنی بھجن کا طریقہ	کس وید کا اُپدیش ہے	ویدکا واک	ویدکا اُصول
۱	گوبردھن مٹھ	متصل جگناتھ	پدماچاریہ	بن اور آرنیہ	پرکاش	بھوگ بارپانی	رگ وید	پرگیانم آنند برہم	عقل کل اونکار کی سادھنا
۲	ساروھامٹھ	متصل دوارکا جی	سروپاچاریہ	تیرتھ و آشرم	سروپ	کیٹ بارکیٹرا یاچیونٹی	شام وید	تت توم اسی یا تتوسی	عشق کی طریقت کا بیان ہے
۳	جوشی مٹھ	متصل بدرکا آشرم	تراٹوٹکاچاریہ	گری پربت ساگر	آنند	بھوربار	اتھرون	ایم آتما برہم	توحید و عرفان سرب برہم
۴	شنگیری مٹھ	متصل امیشر	پرتھوی دہاری	سرستوئی بھارتی پوری	چیتین	پرتھوی بازمین	یجر وید	اہم برہم اسمی	اسٹانگ یوگ اونکار کے عملی طریقوں کا بیان

۱) ایک روز ایک عزیز سے فرمایا کہ تم کچھ منتر وغیرہ سیکھ لو۔ اوس نے عرض کیا کہ مجھ سے جاپ وغیرہ نہ ہوگا مین تو مہا آلکسی ہون۔ فرمایا کہ جس قدر جاپ کی عام طور سے ضرورت ہوتی ہے تم کو اوتنی محنت نہ کرنی پڑے گی اوس نے پھر عرض کیا کہ کچھ نہ کچھ محنت تو کرنی ہی پڑے گی اور مجھ سے وہ بھی ہونی نہین۔ تو ہنس کر فرمایا کہ تم بھی اپنی دھن کے پکے ہو کسیوقت مین ہم کو بھی ان چیزون سے ایسی ہی نفرت تھی مگر خیر داشتہ آید بکار۔ گرچہ بود سر مار۔ جو کچھ بتا دین یاد کر لو دو چار جمعرات کو بھی جپ لینا اور یہ فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۞ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ۞ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ۞ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ ۞ ایام حمل مین عورت کے خون جاری ہو جائے یا مثانہ روگ ہو یا جس عورت کے بالک مر جاتے ہون اوسکو قرار حمل سے پہلے یا حمل دو ماہ کا ہو اوسوقت یہ تعویذ کر دے۔ حمل قرار نہ پانیکی صورت مین عورت حیض کے چوتھے دن اشنان کر کے برت رکھے اور دودھ یا کوئی اچھی غذا اپنے پتی سے سیت پرشاد کرا کے کھاوے اور اس تعویذ کو کپڑے یا سونے یا چاندی وغیرہ دھات مین منڈھ کر گلے مین پہنے مگر شرط یہ ہے کہ اس تعویذ پر کسی قسم کا پانی نہ پڑنے پاوے ورنہ بیکار ہو جاویگا اور جس دن سے باندہے اوسکے بعد سے ہر ساتوین روز ۔ ۔ ۔ ۔ لوبان کی دہونی دیتے رہنا چاہئے برھسپت کے دن کنواری لڑکی سے سوت کتوا کر اور جس عورت کے واسطے تعویذ بنانا ہو اوسکی چوٹی سے ایڑی تک ڈورے سے ناپ کر اور پھر اوس ڈورے کے برابر گیارہ تار کچے سوت کے لے لے۔ تعویذ اوسیدن یا اسکو بنا دینا چاہئے۔ اِس کے شروع مین گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر گیارہ گانٹھین

تاگے مین لگاوے پہر پانچسو مرتبہ اِس آیت کو پڑہے ہے۔ بعدمین پہر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑہ کر ہر ایک گانٹھ پر اونگلی پہیرتا جاوے۔ اور دیگر کل ترکیب بہی اِس منتر کی بتائی۔ اور اوس کے شدہ کرنے کا طریقہ بہی بتایا بلکہ ایک مرتبہ راولپنڈی کی دھرم شالہ مین سری مہاراج مقیم تہے اور وہ شخص بہی ہمرکاب تہا کہ جناب ماسٹر ملورام جی صاحب جو آج کل وکیل ہین معہ اپنی دہرم پتنی کے تشریف لائے اور سری مہاراج کو اپنے مکان پر لے گئے۔ وہان اونکی دہرم پتنی نے اپنی بیماری کا ذکر کیا۔ اون کو اسی قسم کی بیماری از قسم ہسٹریا تہی۔ آپنے حال سنکر اونسے فرمایا کہ تم کسی کنواری لڑکی سے سُوت کتوالاؤ اور اوس شخص کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہہ بڑا اچہا منتر جانتے ہین ابہی تم کو جنتر بنا دینگے۔ جب وہ سُوت لینے کو گئے تو اوس نے عرض کیا کہ آپ جنتر بنا دین گے تو فائدہ ہوگا۔ بھلا مین کیا جانون۔ مین نے تو ابہی اسپر کوشش بہی نہین کی ہے ہنسکر فرمایا کہ ہمتِ مردان مددِ خدا۔ نیک نیتی سے جو کام کیا جاوے اوسمین سب سدہ ہے درود شریف یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ط

اِنہین امراض کے دفعیہ کے واسطے دوسرا منتر بہی فرمایا اوسکے جپنے کی کل ترکیب بتلائی۔ منتر یہ ہے "سداشو" اِسکو ایک سو اکیس ۱۲۱ مرتبہ جپ کر ایک گانٹھ تاگے مین لگاوے اِسی طرح سے گیارہ گانٹھین لگاوے۔ دہونی صرف معمولی دہوپ کی دیجاوے۔

(۲۵۱) ایک روز ایک سیوک کو یہ منتر بتلایا۔ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور فرمایا کہ حاکم کو طابع کرنے دشمن کا حملہ دور کرنے۔ شیر وغیرہ درندگان کے

حملہ سے محفوظ رہنے کے لئے یہ عمل کرنا چاہتے۔ اسکو پڑہ کر دم کر دینا کافی ہے۔ درود شریف اس کے پہلے پڑہنا چاہیے۔ اور اُسکے سُدہ کرنے کی کل ترکیب بہی تلقین فرمائی۔

(۲۵۲) ایک روز ایک شخص کو یہ منتر ارشاد فرمایا وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ؕ درود شریف اسکے بہی پہلے پڑہنا چاہتے اس سے عمل مین استحکامت آجاتی ہے۔ جنات کو دور کرنے۔ بھوت پریت یا آسیب کو ہٹانے کے لئے اسکو پڑہ کر دم کرے۔ اِس کے جاب یا کرنے کا طریقہ بہی اوسکو سمجہا دیا۔

(۲۵۳) ایک روز ایک شخص کو یہ اُپدیش کیا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ اور فرمایا کہ یہ آیت کریمہ ہے۔ اِسکے شروع اور آخیر مین سو سو بار درود شریف پڑہے اور پانچسو بار اس آیت کو پڑہے۔ اول درجہ اسکا پڑہنا بارہ بجے رات سے چار بجے رات تک ہے۔ روزمرہ۔ مگر یہ جفاکش لوگون کا کام ہے اِس کے پڑہنے سے کسی قسم کی بلایات زمان اور گردش دوراں مین اِنسان نہین پڑتا۔ نازک مزاج آدمیون کیواسطے آٹھ بجے رات سے گیارہ بجے رات تک روزمرہ یا جمعرات کی رات یا علی الصباح روزمرہ۔ یا صرف جمعرات کے دِن پڑہ لے۔ اور اوسکی کل ترکیب بتلائی۔ لمبایہ زادہ صاحب ٹیرڑی کو بہی آپنے یہ تلقین فرمائی تہی۔

(۲۵۴) ایک ست سنگی مقام گاڈھا ریاست جودھپور مین سری دیال جی مہاراج کے بھنڈارہ مین سادہوونکا بڑا مجمع تہا اون مین ایک مہاتما کے درشن کا اتفاق ہوا بالکل مست اور بیخودی کی حالت مین معلوم ہوتے تہے۔ نہ کسی سے مانگتے تہے نہ کوئی دیتا تو کچہہ لیتے نہ کسی سے سوال کرتے نہ کسی کی بات کا جواب

دیتے تہے۔ جسم پر ایک بہت ہی چھوٹی سی لنگوٹی تہی۔ ہاتہہ مین کبہی تونبا کبہی مٹی
کی ہانڈی کہین سے اوٹھا لیتے تہے۔ منتظمان بہنڈارہ جو کہانا دیدیتے وہ ہاتہہ پر
رکہہ کر کہا لیتے۔ اکثر سادہوون اور دیگر آدمیونکا ہجوم اون کے پاس ہوجاتا
تہا۔ جب زیادہ مجمع ہوتا تو اوٹہہ کر کسی اور طرف چلدیتے تہے۔ متواتر تین دن
تک ان کے پاس جاکر بیٹہنا ہوا۔ کچہہ التفات نہ کی۔ تیسرے دن جب بہت
مجمع ہوا تو اوٹھکر چلدیے لیکن ایسا معلوم ہوا کہ آنکہہ سے کچہہ اشارہ کیا کہ آؤ
جہان جاکر وہ بیٹہے وہ ست سنگی بہی اون کے پاس بیٹہہ گیا لیکن وہان بہی
مجمع ہوگیا پہر اوٹہہ کر کہڑے ہوئے اوسیطرح سے اشارہ کیا اور درگاہ سے نکل کر
جنگل کی راہ لی وہ بہی پیچہے ہولیا بہت دور ایک قبرستان مین جاکر ایک
ایسی جگہہ مین داخل ہوئے جس کے چارون طرف شکستہ چاردیواری
تہی اور قبر کے سرہانے بیٹہکر اوسکو قبر کی پائنتی بیٹہنے کا اشارہ کیا۔ بہت
دیر تک خاموش بیٹہے رہنے کے بعد پوچہا کہ تم تین دن سے کیون ہمارے
پاس آرہے ہو کس چیز کی تمنا ہے اوس نے عرض کیا کہ آپکو مقرب خدا سمجہکر
درشنون کو آجاتا ہون تمنا تو کوئی نہین ہے۔ فرمایا کہ اس شودی من سے
تم کو بڑا خوف لگا ہوا ہے اور اسکو مارنے کا خیال دامنگیر ہے یہ من حرا نہین کرتا
اسکے ساکتی ہوجاؤ پہر سرکشی چہوڑ دیگا اوس نے عرض کیا کہ اسکی کچہہ ترکیب
بہی تو بتلایئے۔ فرمایا کہ اس منتر کو یاد کرلو اور اوسکا جاپ کیا کرو اور ایک
بہت لمبا منتر پڑہا اوس نے عرض کیا کہ بہت ٹہیک یہ منتر بہت بڑا ہے دس
دس لفظ روز یاد کرلونگا آپ یہان ہی ملا کرینگے یا جہان آپ فرمادین وقت
معینہ پر حاضر ہوجایا کرون۔ یہ سنکر کہل کہلا کر ہنسے اور کہنے لگے کہ تم ہماری
جان عذاب مین ڈلوانا چاہتے ہو ہم تو موقع دیکہے بیٹہے ہین اب تم ہی سے

ملنے کبھی نہ آنا منتر ہم کل تمہاری جائے مقام پر آکر لکھا دین گے اوسنے عرض کیا
کہ آپکو میری جائے قیام کا پتہ لگانے مین تکلیف ہوگی مین خود حاضر ہون گا
بولے کہ ہرگز نہین ہم کو پتہ ہے دوسرے روز قریب تیسرے پہر دن کو خود ہی
تشریف لے گئے اور یہ منتر اوسکو لکھوایا اور اسکے جاپکی کل ترکیب بھی بتلائی

دادو اجپل منتر رام منتر نج سار سر جیون سبھی رج سندر منتر سر دون نرل
منتر اکار جاپ کی اکل منتر اکل منتر رام منتر نج سار۔ سرجیون سبھی رج سندر منتر
سر دون نرکار۔ الک منتر اکل فقتر اگاد اپار انت منتر رایا نور منتر تیج منتر جوت منتر
پرکاش پرم منتر پایا اُپدیش دیکھیا دادو سبھی گر گئے پین پنچھی بن رائی۔
تین لوک گن پنچ سے سب ہی ماہین خدائی۔ جے پہلے ست کر کے سونیون
دیکھی آئی ارش پرش ہل ایک رس دادو رہے سمائی۔

اسکے ساتھ یہ کرنھا پڑھنے کو بھی فرمایا۔ نمو نمو گردیو تے بند ننگ سرب سادہوا
پرنا منگ پارنگ تے پر برہم پرا برہم سوھم دیو نر جننگ نراکار نرملنگ تپرش
دادو بند ننگ کیسر نگ مرد رنگ شوامی نورتے سدا ھنگ دادو دیال دیاکر
ترنگ سرب بگہن بناشننگ جو یہ بھو جگ مین جوت مین کارن کرتا بھو بگہن ہرن منگل
کرن سری نمو نرنجن دیوستگر دیال مہاراج شوامی راجہ آپ سواتے ہیر دا تا دوسرا نہین ہے کوئی

(۲۵۵) ایک روز سری یوگانند جی سے فرمایا کہ اکثر اصحاب ہمزاد کو تسخیر کیا
کرتے ہین۔ وہ ہم زاد نیچے چار شریرون مین سے ہوتا ہے۔ اِس ہم زاد
سے کام بھی ادنےٰ درجہ کے ہی لیئے جاسکتے ہین۔ اعلیٰ شریر کا جو ہم زاد
ہے اوس سے بہت ہی اعلےٰ طبقات کے کام بھی لیئے جاسکتے ہین لیکن
اوسکی تسخیر بہت مشکل ہے اور بڑے حوصلہ کا کام ہے جب اِسکا چلہ کیا
جاتا ہے تو وقت اور دیگر کل باتون کی بڑی سخت پابندی کرنی پڑتی ہی

اگر ایک منٹ بہی آگے پیچہے شغل شروع کیا جاوے تو درست نہین ہو سکتا چلہ کے ایام مین ہمزاد ہر طرح سے یہ کوشش کرتا ہے کہ کام پورا نہ ہو نجی شیر کی طرح سے غضبناک ہو کر ڈراتا ہے۔ کوئی نہ کوئی ایسی بات درمیان مین ڈال دیتا ہے کہ شغل کا وقت ٹل جاوے یعنی عین وقت معینہ پر کسی رشتہ دار کی سخت بیماری یا موت کی خبر آجانا وغیرہ وغیرہ اس لیئے شاغل کو بڑی دہیرج سے کام لینا چاہیئے اور اوسکے غصہ اور غضب کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ چلہ کے ایام مین شغل کیوقت سامنے کہڑا رہ کر ڈراتا دہمکاتا اور لالچ دیتا ہے کہ شغل سے شاغل باز آجاوے۔ کیونکہ کوئی بہی کسی کے بس مین رہنا پسند نہین کرتا۔ وعدہ کرتا ہے کہ اچہا مین تمہارے کل کام کرونگا اور کل احکام کی پابندی کرونگا مگر صرف ایک بات نہ کرونگا اور وہ کوئی ایسی خفیف سی بات ہوتی ہے کہ شاغل بے پرواہی سے کہدے کہ اچہا اسکے نہونے سے کیا ہرج ہوگا۔ لیکن ایسا نہین کرنا چاہیئے بلکہ یہی کہنا چاہیئے کہ خواہ چہوٹی بات ہو خواہ بڑی تم کو میرے احکام کی پابندی کرنی ہوگی۔ کوئی مستثنیات سے نہوگا۔ جبتک وہ اسکو منظور نہ کرلے حلقہ سے کبہی باہر نہو ورنہ کوئی ایسی صورت پیدا کر دیتا ہے کہ عامل اوسی کام کیواسطے اوس سے کہے کہ جسکے واسطے نہ کرنے کا وعدہ کر چکا ہے بس اوسیوقت قابو سے نکل جاتا ہے بلکہ جان سے بہی مار سکتا ہے۔

اوس کا منتر اون کو بتلایا اور بہر سب کریا اوسکی سکہلائی۔ وہ منتر یہ ہے اور حلقہ بہی درج کیا جاتا ہے۔

منتر

یوگی مہان یوگی نہاشی یوگی سنیاسی ابدسا صبر ساہ آرسا۔ رسا

تصحیح اغلاط کتاب ادّویت آنند یا سچا آنند پرکاش حصہ اوّل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		باب اوّل		۴۷	۳	کردیا یہ	کردیا کہ یہ
۱	۹	جاہتے	چاہتے	۴۹	۲۰	त्यज्य	त्याज्य
۳	۱	ادوتیانند	ادّویتانند	۵۰	۲	मुसुक्षा	मुमुक्षां
۳	۴	خاجں	خاص	۵۰	۱۵	حال	حال
۴	۱۴	سے	کا	۵۳	۶	گرہستی آشرم	گرہست آشرم
۸	۱۹	الزکر	الصدر	۶۰	۳	تکیہ	نکتہ
۱۰	۳	دنشا	دکشا	۶۱	۴	ستیانند	نتیانند
۱۲	۷	अब्रजेन	प्रव्रजेन	۶۲	۱۴	پچھے	پیچھے
۱۲	۱۱	سنتوشن	سنتوشس	۶۳	۵	بے لینا	لے لینا
۱۳	۱۷	سادہونا	سادہو ہوتا	۶۴	۲۰	ابھیاس	ابھّیاس
۱۴	۲۰	کیونکہ والدین	والدین	۶۷	۱۵	تجھہ	کچھ
۱۵	۱۱	سلوک	سکوت	۷۴	۹	چاہتی	چاہیے
۲۱	۶	نچھونا	بچھونا	۷۹	۱۲	سپنے لے	سپنے دے
۲۲	۱۲	چہ ہندو وچہ مسلمان	چہ ہندو و چہ مسلمان	۸۰	۲	منے	ملنے
۲۴	۹	گرپا	کرپا	۸۰	۱۴	پیستر	پیشتر
۳۰	۱۱	راجنی	رانجی				
۳۲	۱۴	نرتے	کرتے	۸۱	۷	روپیہ دینا شروع کیا	اشرفیاں دینی شروع کر
۳۴	۲۱	کے	سے	۸۲	۱۳	پرستش	پُرسش
۳۷	۶	سیپر	سیر	۸۳	۴	دیکھہ لہ	دیکھہ کر
۳۷	۱۱	طور	طور پہ	۸۷	۲۱	کردیا	کردیا تھا
۴۳	۱۱	دہا تھا	رہا تھا	۹۱	۷	بیودہے	بیہودہ ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۱	۱۱	سیٹھ ساہو	سیٹھ ساہوکار
۹۱	۲۱	پورے تھے	پورے
۹۳	۴	ہربخش	گنیش پرشاد عرف بخشی
۹۳	۱۰	ہربخش	بخشی
۹۳	۲۱	صبکین	صلبین
۹۷	۱۴	پھر بہنے	بہنے
۹۹	۱۵	لعد	للہ
۱۰۶	۱۲	مگروہی	گروہی
۱۰۸	۳	پہیلا	چیلا
۱۰۹	۶	چھٹرایا	چیڑایا
۱۱۶	۲	منادی	منڈلی
۱۱۶	۱۹	آپ کے	آپ نے
۱۲۴	۱۴	جگنیش لعل	جگبنش لعل
۱۲۵	۹	کہلانے گے لئے	کہلانے کے لئے
۱۲۵	۲۱	گری	کرے
۱۲۷	۱۸	دو پنجابی	وہ پنجابی
۱۲۷	۱۹	اورادہر	اُودھر
۱۲۷	۲۰	ہوسکتا ہے	ہوسکتا تہا
۱۲	[illegible] تک	یہ ارشاد صفحہ ۲۹۵ و ۲۹۶ پر	بھی غلطی سے درج ہوگیا ہے
۱۲	۱۴	ستردہا	شردہا
۱۲	۱۴	آپ ہی	آپ بھی
۱۱	۸	یدہستر	یدہسٹر
۱۳۱	۶	حلوہ بنواکر	حلوہ منواکر
۱۳۶	۱۹	بیچین ہے اور	بیچین ہے
۱۳۷	۱۵	توسکتے تو	توسکتے کہ
۱۳۸	۲	پانی	بانی
۱۴۲	۵	کمال دست	کمال اوردست
۱۴۲	۸	عجیب الحصلت	عجیب الخلقت
۱۴۳	۱۶	مہا	مہا
۱۴۴	۲	انکار	اہنکار
۱۴۴	۲	دوسرے او موجودہ	دوسرے موجودہ
۱۴۴	۱۱	حالت ہے	حالت ہوئی
۱۴۵	۱۷	برملک	برفلک
۱۴۵	۲۰	اسباب رکہا	اسباب رکہا تہا
۱۵۰	۱۵	دلوں میں	دل ہی میں
۱۵۱	۳	اُن سے	اُس نے
۱۵۲	۳	ہوتے	ہوتے ہیں
۱۵۲	۵	سونگیا	سوانگیا
۱۵۶	۱۱	پانچ دس	پندرہ
۱۵۶	۱۳	اسی سے	اس سے
۱۶۰	۵	دربانوں کی	دُوباتوں کی
۱۶۰	۲۰	من بلوغیت	سن بلوغیت
۱۶۲	۴	سروبانند	سروپانند
۱۶۲	۱۱	گرودنگا	گرادونگا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۴	۱۹	دامودر	دامودرداس	۱۶۸	۲۰	(۸)	(۹)
۱۶۷	۱۱	نمرتا	ثمرتا	۱۶۹	۱	कामात्को धोड	कामात्को धो॰
۱۶۸	۶	کوئی چارا	کولی چارا	۱۶۹	۴	रुप	रुप
۱۶۸	۸	اوربھان	اورابھان	۱۶۹	۴	गणस	गण
		باب دوم		۱۶۹	۴	समुम्दव	समुम्दवः
۱۷۳	۴	چتینا	چیتنا	۱۶۹	۵	रिणमुः	रिणमु
۱۷۳	۲۱	ترتیا	ترتیا	۱۶۹	۲۱	ہیں مانی	من مانی
۱۷۴	۱۹	سیطح	سطح	۱۸۰	۲۰	نگاہ	نگاہ
۱۷۴	۲۱	مانتے	مانتے ہیں	۱۸۲	۵	اصلت	اصلیت
۱۷۵	۶	بہتے	بہت تے	۱۸۳	۱۱	پونکہ	چونکہ
۱۷۵	۹	دوآیہ	ترتیا	۱۸۳	۱۶	وعیش	عیش اور
۱۷۵	۱۵	دھوتی	وبھوتی	۱۸۵	۳	. بروست	زبردست
۱۷۵	۱۶	پرجاپتی	پرجاپتی	۱۸۵	۱۵	چاہت	چاہ
۱۷۵	۱۷	رودر	رودر	۱۸۵	۱۶	نارک	تارک
۱۷۵	۱۹	راہنکار	اہنکار	۱۸۶	۱۸	جہلک ہی	جہلک بہی
۱۷۶	۱۰و۱۱	اعلےایں	اعلےمن	۱۸۶	۱۹	ہیچ ہوجاتی ہے	ہیچ ہوجاتی ہین
۱۷۶	۱۷	یہی ہیں	بہی ہیں	۱۸۷	۱۳	پانی کی اچھا منت	پانی کے منت
۱۷۷	۹	اوراوسکی	اوسکی	۱۸۷	۱۹	بیدل	سلے
۱۷۸	۱۱	جوگن	گن	۱۸۷	۲۰	بےکیفی وا	بےکیفی و
۱۷۸	۱۲	اوربہو	اورتتو	۱۸۹	۱۳	(۴)	(۱۲)
۱۷۸	۱۴	تحقیقین	محققین	۱۸۹	۱۹	[illegible]	[illegible]
۱۷۸	۱۶	(۷الف)	(۸)	۱۹۲	۱	کھووا	کھودا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۲	۱۷	اہنکا	اہنکار
۱۹۳	۱	پدارتھ روپ	پدارتھ
۱۹۳	۶	ہولی ہے	ہوتی ہے
۱۹۳	۹	دویادہی	دیادہی
۱۹۳	۱۰	آدمی	آدہی
۱۹۳	۱۲	کام وغیرہ کے مقامات کردوہ	کام کرودہ
۱۹۳	۱۲	موبھ	معوہ
۱۹۳	۱۷	آدبہاؤ	اَبہاؤ
۱۹۳	۱۸	نیک	انیک
۱۹۳	۱۹	بدیا۔ بدّیا	بدّیا
۱۹۴	۱	-	کام کرودہ لوبھ موہ اہنکار کی تفصیل
۱۹۴	۷	(۲۶)	(۲۰) نقل ہونے سے رہ گئی ہے
۱۹۵	۲	حسد	حاسد
۱۹۵	۱۳	ہلاہ کروں	ہلاکرون
۱۹۵	۲۱	ایک روز	(۲۴) ایک روز
۱۹۶	۳	ہر قرد	ہر فرد
۱۹۶	۵	باقی	باقی
۱۹۶	۱۱	چہ عورت اور چہ مرد	چہ عورت وچہ مرد
۱۹۶	۱۱	چہ مہ وچہ کہہ	چہ مہ وچہ کہہ
۱۹۶	۱۸	پیشتر	پیشتر
۱۹۷	۵	لیجانے	لیجاتے
۱۹۸	۳	تہمارتھہ	یتھارتھہ
۱۹۹	۸	فرشتہ	فرشتہ
۱۹۹	۹	وتراہنکار	دہرارہ گیا
۲۰۰	۲۱	انتش	انتش کرن
۲۰۱	۱۴	بُدہی	بُدہی اور
۲۰۱	۲۱	الامام جی	الامام وجی
۲۰۳	۱	ایک روزنار	ایک روز
۲۰۳	۱	لنکام	سکام
۲۰۳	۱۱	ہمراہے	ہمراہ ہے
۲۰۶	۱۵	گلچھڑے	گلچھرّے
۲۰۸	۹	اوررون	اورون
۲۱۰	۱۰	سیماتک	نیماتک
۲۱۰	۱۸	رحیم منصف	رحیم اور منصف
۲۱۲	۱	سے ہے	لئے کرتلے
۲۱۳	۱	چڑھ گیا	پھیر گیا
۲۱۳	۳	ہوئی	ہوگی
۲۱۳	۵	بولو	بولا
۲۱۵	۱۴	اٹھایا	اٹھاؤ
۲۱۶	۲	فرحی	فرضی
۲۱۶	۵	کیا گیا ہے	کیا گیا تہا
۲۱۶	۷	ادبیاس	ابہّیاسر
۲۱۸	۹	ہوانو	ہواتو
۲۱۸	۲۱	انگیگارمر	انگیکار
۲۱۹	۱	بہی	بہی
۲۱۹	۱۵	پرسں	پرسن
۲۲۰	۱۷	اور اور	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۱	۲۱	چل	جل
۲۲۲	۲	اندازے	اندازے
۲۲۲	۱۰	کوئی	کولی
۲۲۲	۱۱	کرسکتے ہو	کرسکتے
۲۲۳	۳	گروگرو	گرواگرو
۲۲۳	۱۷	یہاں آیا	یہاں آتا
۲۲۴	۳		یکم حال اسکا نقل ہونے سے رہ گیا ہے
۲۲۶	۲۰	یحجر	یحجر
۲۲۶	۲۱	پرا اور پرا	پرا اور اپرا
۲۲۹	۱۱	درجہ مرتبہ	درجہ اور مرتبہ
۲۲۹	۱۶	اور اگر ایک	اور ایک
۲۳۲	۱۸	ہوگئے	ہوگئے
۲۳۲	۲۰	توچار	توچا
۲۳۳	۳	گیتن	گیتین
۲۳۳	۴	راج	رج
۲۳۳	۵	اندریلوان	اندری کاان
۲۳۳	۶	گتون	گنوں
۲۳۳	۷	صورت تینتیس قسم کی ہوگی	تعداد تینتیس ۳۳ ہوگی
۲۳۴	۱۳	شانت میں	شانت میں ہے
۲۳۳	۱۴	پرکرتیاں میں	پرکرتیاں ہیں
۲۳۴	۱۷	متحرک	غیر متحرک
۲۳۴	۲۰	ہی	بھی
۲۳۶	۵	غریق	غرق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳۶	۷	برسوں	برسوں
۲۳۶	۸	وجودات	موجودات
۲۳۶	۱۰،۹	ہر قادر پروردگار زندہ	زندہ
۲۳۶	۱۸	گرمت	گرہست
۲۳۸	۴	ہوئے	ہوتے
۲۳۸	۱۴	گرو	گورو
۲۳۸	۱۷	ہوا وسکو	ہوا اور اسکو
۲۳۹	۱۲	کام بھوک	بھوک
۲۳۹	۱۷	شغل جل	جل
۲۴۰	۱	انتہکراں	انتہکرن
۲۴۰	۹	جاگرو	جاگرت
۲۴۰	۱۰	ترپٹی	ترپٹی
۲۴۱	۱۴	تیرجنم	ٹیرجنم
۲۴۳	۸	گانتا	سمانتا
۲۴۳	۲۰	علموں میں سے	علموں سے
۲۴۴	۱۶	قطعی علیحدہ	علیحدہ
۲۴۴	۱۷	اور پھر اس عالم	یہ غلطی سے لکھا ہے
۲۴۴	۱۸	پیدا نہیں ہوتا	گننا چاہیے
۲۴۵	۱۱	کنی	کٹی
۲۴۵	۱۷	کنڈلنی	کناڈلنی
۲۴۶	۳	وفاترالعقل	فاترالعقل
۲۴۷	۶	دیواسے	دیوآسے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۷	۷	اودہج	اودبھج
۲۴۷	۲۱	ویرانہ آگے	ویرانہ کے آگے
۲۴۷	۲۱	پستی	بستی
۲۴۸	۱۳	اسکان و اضطراب	امکان اضطراب
۲۴۸	۱۸	خدر	خدر
۲۴۹	۹	نہ طالب	طالب
۲۴۹	۱۳	معاملہ	معاملہ
۲۵۰	۱۱	ہیج	ویہج
۲۵۰	۱۷	کہ گو	کہ
۲۵۰	۱۸	اندہیارے	گو اندہیارے
۲۵۱	۱	سمبدرشٹ	سمدرشٹ
۲۵۱	۲	ششنکاؤں	شنکاؤں
۲۵۱	۶	گرو ید	گرو پد
۲۵۱	۸	کہی	کبہی
۲۵۲	۴	مُرید	مُریدوں
۲۵۲	۱۱	وسوشے	وسوسے
۲۵۴	۱	اجازب	اجازت
۲۵۵	۱۷	لیشیون	بشیون
۲۵۶	۶	ظہور	تماشہ
۲۵۷	۸	یوگ آنند	یوگ آنند
۲۵۷	۱۳	استیہان	استہان
۲۵۸	۲	ورنہ	اورنہ
۲۵۸	۱۰	لگتے	لگتے ہیں
۲۵۸	۱۴	چٹکی	چُٹکی
۲۵۸	۲۰	رکہہ	رہہ
۲۵۹	۱۹	جہرہ	بہرہ
۲۵۹	۲۰	اہبکی	ابہکی
۲۶۰	۱۲	لیست	بست
۲۶۱	۱۶	بہی	ہی
۲۶۱	۱۸	(۹۹)	(۹۰)
۲۶۲	۹	پونجی	پُونجی
۲۶۴	۱	ارپاسنا	اُوپاسنا
۲۶۴	۲۰	سنڈمنڈ	سنڈمسنڈ
۲۶۵	۱۱	سرور	سرودر
۲۶۶	۱۰	کرتے	کرے
۲۶۶	۱۲	باکون پہ بہی	باکوں پرہی
۲۶۶	۱۸	کایا ربانی	کایا بانی
۲۶۶	۲۰	کرودوہ	کرودہ
۲۶۷	۶	ودیا	دیا
۲۶۷	۱۳	ملے گا	ملے
۲۶۷	۱۷	درحت	درخت
۲۶۸	۴	کباب	کہ اب
۲۶۸	۹	بیٹھالایا	بیٹھالا
۲۷۱	۲۰	اور بیس	تو بیس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۳	۱۸	زاج	راج	۲۹۶	۸	مہتیا	متہیا
۲۷۴	۴	پڑدہک	پرکیڑاڈہک	۲۹۷	۱۹	پرہلادلی	پرہلادجی
۲۷۴	۱۸	چیپ	جیپ	۲۹۹	۱۵	روگے	روکے
۲۷۵	۸	بنیت	بیت	۳۰۰	۱۹	گہ	کہ
۲۷۶	۶	مرمت	مرمت کی	۳۰۰	۱۹	کہاتاہی	کہاناہی
۲۷۷	۱	نہی	لگی	۳۰۲	۹	اوٹھیں	ایک
۲۷۷	۸	پھوپنچادواور	پھوپنچادو	۳۰۳	۱۲	سروب	سروپ
۲۸۳	۱۶	کتے	کہتے	۳۰۴	۱	سلہاتیا	سہائیتا
۲۸۵	۱۱	کہا	کیا	۳۰۴	۱۰	مجہہ	مجہہ میں
۲۸۵	۲۱	ناقہ	نافہ	۳۰۶	۲۰	ٹہرا	بڑا
۲۸۶	۳	वर्ष	वर्षे	۳۰۷	۱۳	غرییں	غریب
۲۸۷	۵	دیکھو	کہوتم	۳۰۸	۱۷	یہاں	یہان
۲۹۰	۴	سادہتوں سے	سادہنوں سے	۳۰۸	۱۸	ملک کی	ملک کو
۲۹۰	۸	سادہوؤں کا	سادہنوں کا	۳۰۹	۱	ہکین	ہیں
۲۹۰	۹	درتی	ورتی	۳۰۹	۳	لاگبن	لاگین
۲۹۰	۱۶	تیارا	نیارا	۳۰۹	۵	وہیں	اورمیں
۲۹۰	۱۸	سنگار	سنگہار	۳۱۱	۱۴	ایک	ایک دن
۲۹۰	۱۹	سربک	سرنگب	۳۱۱	۲۰	بادشاہ	راجہ
۲۹۵	۱۲	فرماے	فرماتے	۳۱۱	۲۱	۱۴۲	۱۴۱
۲۹۷	۲۰	ارشاد نمبر ۲۷ غلطی سے دوجگہ لکھا گیا ہے۔		۳۱۱	۲۱	طوربپا	طورپر
۲۹	۷	اتینت نوی	بنوی	۳۱۲	۱۷	آف	اُف
۲۹	۸	مہتیا	متہیا	۳۱۳	۱۸	الیو	ائیو
				۳۱۴	۳	بیرتن	برتن

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣١٤	١٣	اُوصول	اُصول
٣١٥	١٩	لکھاؤ	لکھاہے
٣١٦	١٣	ملتا	ملنا
٣١٧	١٠	چڑھاونے	چڑھاوے
٣١٨	٥	مبتلاسکتے ہیں	بتلاسکتے ہیں
٣١٨	٦	اوپانے	اوپاتے
٣١٩	٥	تن وتنہا	تنِ تنہا
٣٢٠	٧	بھی	ہی
٣٢٢	١٨	پراُویکار	پراُپکار
٣٢٢	٢١	سہتے	سہے
٣٢٤	١٢	بیٹ	پیٹ
٣٢٥	٧	گہٹا	کہٹ
٣٢٥	١١	سینتوش	سنتوش
٣٢٦	٢	ہیں	ہے
٣٢٦	٥	درسٹ	درشٹ
٣٢٦	١١	لیکر	لے کر
٣٢٦	١٢	باس	باسنا
٣٢٧	٣	ہیں کہ اب	ہیں اب
٣٢٧	٨	فرقانی	خرقانی
٣٢٧	٢٠	مجبت	محبت
٣٢٨	٥	सू	स्
٣٢٨	٦	द्रपा	द्रणा
٣٢٨	٦	ے	ھاے
٣٢٨	١٨	لمہہ لمہہ	لمحہ لمحہ
٣٣٠	١١	باپر	بابر
٣٣٠	١٢	ہوتی	ہوئی
٣٣٠	١٥	ہوش درد	ہوش دردم
٣٣١	١٥	یادکرو	یادکرد
٣٣٢	٥	وسوسوں	اوروسوسوں
٣٣٢	٢١	مطلق	طاق
٣٣٣	٨	اوّل	دِل
٣٣٣	١٢	شورقہقہہ	شوروقہقہہ
٣٣٤	٥	یکزناں	یکزماں
٣٣٤	٧	آنہار	زنہار
٣٣٤	٨	مانشتی	نشستی
٣٣٤	٨	نرمبد	نرمید
٣٣٤	٢١	ترتیب	ترکیب
٣٣٥	٥	لاالہ	الااللہ
٣٣٥	٥	مشکل	ششکل
٣٣٥	٨	الاالہ	الااللہ
٣٣٧	٢	عشنرہ	عشرہ
٣٣٧	٧	اخفی روی	اخفی
٣٤٠	١١	وردوسری	اوردوسری
٣٤١	١٨	چگناتی	چکنائی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۴۱	۲۱	ہوجاتے	ہوجاتے ہیں	۳۵۵	۱۲	صورت	صوت
۳۴۳	۱۵	کیوجہ	کی توجہ	۳۵۶	۲	نہ نبیڑا	نبیڑا
۳۴۵	۶	پرتی	پرتی	۳۵۶	۱۰	اسائے	اگمائے
۳۴۷	۲	نرکٹی	ترکٹی	۳۵۸	۴	برہمند	برہمنڈ
۳۴۷	۶	دواستان	دواستھان	۳۵۸	۵	برہمند	برہمنڈ
۳۴۷	آخری خانہ		دیال دیش	۳۵۹	۶	اوبھیاس	ابھیاس
۳۴۸	۱۰	درستانت	درشٹانت	۳۵۹	۱۷	باسطانے	باسلطانے
۳۴۸	۱۱	درستانت	درشٹانٹ	۳۶۱	۳	بدھ کو	بدھ من کو
۳۴۸	۱۱	آروپ	آڑوپ	۳۶۱	۲۰	بحث	بحت
۳۴۸	۱۵	آروپ	اڑوپ	۳۶۲	۱۰	علی	علی
۳۵۰	۲	ہکتی	ہگتی	۳۶۲	۱۱	نرل	منزل
۳۵۰	۶	وقتوں کے	وقتوں کے کرم	۳۶۲	۱۴	भमोयो	ब्योमो
۳۵۰	۸	صِرف	صَرف	۳۶۳	۱۰	بہنودں	بہودن
۳۵۰	۱۰	پوریک	پوربک	۳۶۳	۱۵	بنا دیتے	بتا دیتے
۳۵۰	۱۹	पति	पीत	۳۶۳	۲۰	جہینگر	جھینگر
۳۵۰	۲۱	नामो	नाभौ	۳۶۶	۳	سے دو	تسے
۳۵۱	۱۸	सहस	सहस्र	۳۶۷	۲۰	رل	کل
۳۵۲	۳	बंदन	बंदन	۳۶۸	۱۹	ہوتا	ہونا
۳۵۲	۱۸	[illegible]	[illegible]	۳۶۹	۸	معنی ہین	معنی ہیں
۳۵۳	۹	क سے ट	سب پر بندی ہونی چاہیئے	۳۷۲	۱۴	تنہتیں	تنہیں
۳۵۴	۱۳	رکمل	کمل	۳۷۴	۱۶	پران	پران ایان میں
۳۵۵	۸	و سارنگی	وسارنگی	۳۷۵	۸	گہرایک	گہرایک آوے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷۵	۹	ناک منہ کی	نابھ کے	۳۸۷	۹ سے ۱۱ تک	اور پانی... ہوجاتی ہے	یہ غلطی سے لکھا گیا ہے کٹنا چاہیے
۳۷۶	۱۳	روز	زور	۳۸۷	۱۲	اس کریا	اس پانی پیکر نکالنے کی کریا
۳۷۷	۱۹	کھنبوؤں	بھنوؤں	۳۸۸	۴	لشدہ	لبشدہ
۳۷۸	۶	یوکیوں	یوگیوں	۳۸۸	۹	اور	اسس
۳۷۹	۱۱	اسنان	اشنان	۳۸۹	۴	گبہا	گپھا
۳۷۹	۱۱	دوارارد	دواوارو				
۳۸۰	۱۳	پدار	پدارتھ	۳۸۹	۸	ایک بالست	ایک بالشت
۳۸۱	۸	اومکاری بیت	ادہرکاری بیت	۳۸۹	۱۰	عاطم	عالم اور عامل
۳۸۱	۱۳	موند موند	موند	۳۸۹	۲۲	رامیں	رات میں
۳۸۱	۱۴	بیٹ جب	پیٹ تب	۳۹۰	۶	بیگوت بجن	بھگوت بھجن
۳۸۱	۲۰	پرایا نام	پرانا یام	۳۹۱	۱	نہیّ	نبیّ
۳۸۲	۲	ستغل	سشغل	۳۹۱	۶	علی الترتبب	علی الترتیب
۳۸۲	۹	مشغل	ششغل	۳۹۲	۸	تیّن	داہنے تیّن
۳۸۲	۱۴	جوگ نشبہ	جوگ لبشسٹھ	۳۹۳	۲۰	چلتے	چلتے وقت
۳۸۲	۱۸	یہ رکھا	پہرہ رکھا	۳۹۶	۵	مرجاتے	مرجائے۔ اس دیکھنے کا اثر ستو کوس تک ہوتا ہے
۳۸۲	۱۹	اویہ	اوپر	۳۹۶	۲۱	کمنڈٹن	کمنڈٹن
۳۸۳	۳	چتولے	چتوے	۴۰۰	۱۵	بخجارا	نجارا
۳۸۵	۸	مارک	مارگ	۴۰۱	۳	نہیں	نین
۳۸۵	۱۰	پرایا نام	پرانا یام	۴۰۳	۲۰	من	سُن
۳۸۶	۹	۱۸۲	۱۸۳	۴۰۴	۶	مونہیں	موہیں
۳۸۶	۱۱	دوام الربطہ	دوام الرابطہ	۴۰۶	۱۷	ششر	سسر
۳۸۶	۱۵	دوار اسکی	دوارا اسکی	۴۰۶	۴	ٹھبکاتے	بھٹکاؤ
۳۸۶	۱۷	باربمبارک	باربمبار	۴۰۷	۸	ہوورے	ہوتے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۰۷	۲۱	تے	ے
۴۱۰	۱۳	۱۹۶	۱۹۰
۴۱۰	۱۹	یہ آٹھ	آٹھہ
۴۱۱	۶	سرسٹھ	سرشٹھ
۴۱۱	۲۰	कच्छपी	कच्छपी
۴۱۱	۲۱	नालाश्व	नीलाश्व
۴۱۱	۲۱	नच	नचः
۴۱۴	۱	بیارول	بیار
۴۱۴	۵	ہونی چاہئے	ہونے چاہئیں
۴۱۶	۱۱	ابتائی جنس	ابنائے جنس
۴۱۶	۱۷	یہ بہی	یہہ
۴۱۷	۳	اعتبار	اعتقاد
۴۱۷	۲۱	پڑہتی	بڑہتی
۴۱۸	۱۱	۱۹۶	۱۹۶ الف
۴۲۰	۲۱	اُمنی	مُنی
۴۲۱	۷	کسی کی	کسی شے کی
۴۲۱	۲۰	اشتیارمیں	اشیاءمیں ہو
۴۲۳	۱۴	کرتا	کرنا
۴۲۳	۱۶	دوایو	وایو
۴۲۴	۷	تبانا	بنانا
۴۲۶	۱۳	اوبھاؤ	ابھاؤ
۴۳[illegible]	۱۳	لگتا	لگنا
۴[illegible]	۱	۔ وو	رود
۴[illegible]	۱	میرو بتبلا	میرو بتبلا میرد
۴[illegible]	۲	ہی	جو
۴[illegible]	۲۰	ہوجاتا	ہوجانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳۲	۲	شودہام	شوبہادہام
۴۳۲	۱۲	لیگن	لیکن
۴۳۳	۱۸	ادبین	آڈوبین
۴۳۴	۱۷	ستزم	سشترم
۴۳۵	۱۶	پنے	اپنے
۴۳۹	۱۴	کے	کو
۴۴۰	۲	پہکی	پھینکی
۴۴۰	۳	اُٹھتیے	اُٹھتی
۴۴۰	۵	ولیش	دولیش
۴۴۲	۲۱	طلبگاری	طلبگار
۴۴۳	۱۸	دُر	دیار
۴۴۴	۱	عالے	علے
۴۴۵	۵	خودبہی	خودی ہی
۴۴۵	۱۲	جوپاتے خود	خود
۴۴۸	۹	نیب	نیم
۴۴۹	۶	ملتا	ملنا
۴۵۰	۱۰	ب	تب
۴۵۰	۱۳	مالک کو بہی جانتا ہی یا اُس سے	مالک سے
۴۵۴	۱۱	پڑبنیا	پٹرہنا
۴۵۴	۱۹	خطاب	وخطاب
۴۵۵	۲۱	بہیجی	بہیجی
۴۵۸	۶	سرودیاپک	سرودیاپک
۴۵۸	۷	اُسکے ہرد ے ہیں اسکے ہردین	اوسکے ہردسے ہیں
۴۵۸	۱۱	کے ہنسا موتی چگیں کے لنگن گئیں	اسکو کاٹ دیں
۴۵۸	۱۵	جوسرکہ	جوسر
۴۵۸	۱۸	جوتنت	جوجنتا
۴۵۹	۱۳	کہٹبہا	گٹھمبہا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۰	۱۰	گلنا	گلتا
۴۶۰	۱۵	اشلوگون	اشلوکون
۴۶۰	۱۹	ضرورت اور	ضرورت
۴۶۱	۱۹	دیکھنے کو دیکھنا سننے کو سننا	دیکھنے کو دیکھا سننے کو سننا
۴۶۲	۶	کرنے	کرے
۴۶۲	۱۰	وکرم	اور پانچ کرم
۴۶۳	۱	برہمچرج	برہمچاری
۴۶۳	۱۱	ہنے	ہے
۴۶۳	۱۴	آس	آلس
۴۶۳	۱۶	شروہاہیں	سشروتا ہیں
۴۶۳	۱۹	نام آہنسا ہے	نام ہنسا ہے
۴۶۳	۲۰	گیتا	گیت
۴۶۵	۵	کشیدہ	نشیدہ
۴۶۵	۶	بجا	لگا
۴۶۵	۲۰	—	تیج چیا اور دہرتی جیتریون کے دلوی سمیت روپ دہر کر ہین
۴۶۶	۳	نشامراد	نشا
۴۶۶	۴	ششتروں	ششتر
۴۶۶	۶	اسادہانوں	اسادہارن
۴۶۶	۸	مانی	امانی
۴۶۶	۱۱	نانی	ناتی
۴۶۶	۱۳	کوروکی	کورو
۴۶۶	۱۸	داخل ہیں	ہیں
۴۶۶	۱۹	آدہیں	آدہین ہین
۴۶۸	۱۱	۲۶۶	۲۲۶
۴۶۸	۱۳	پاتی ہے	پاتی ہے
۴۶۸	۱۵	بہنڈاری	بہنڈار سے
۴۶۹	۴	بہند	پہند

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۶۹	۶	بہت بہت	بہت
۴۷۰	۹	پڑہکر	پہر پڑہکر
۴۷۱	۱۵	تباتی	بتاتی
۴۷۳	۶	بندکردیا ہے	بہردیا
۴۷۳	۸	شکر قند	شکر۔ قند
۴۷۵	۴	بارس	پارس
۴۷۵	۷	طاقت ہی	طاقت ہو
۴۷۵	۱۱	اکشتر پرش	کشتر پرش
۴۷۸	۸	سبکتی	شکتی
۴۷۸	۲۱	سے	ہے
۴۸۱	۱۳	جوکیشر	جوگیشر
۴۸۱	۱۸	کن	ممکن
۴۸۲	۱۰	اوجل	اورجل
۴۸۴	۱۵	کہتے	کہتے کہ روپ ہے
۴۸۴	۱۹	جسمی	جسمانی
۴۸۵	۱۲	ہی	بہی
۴۸۵	۱۵	ایگانیت	یگانیت
۴۸۶	۴	رکہنا	رکہتا
۴۹۱	۷	نظر آتی	نظر نہین آتی
۴۹۵	۴	بہوربار	آنند بار۔ آرام یا نرمل
۴۹۵	۵	پرتہوی یا زمین	بہوربار۔ پرتہوی یا زمین
۴۹۸	۸	سمجہا دیا	سمجہایا
۵۰۰	۶	نراکار جاپ کی	نراکار
۵۰۲	۸	ایک روز	۲۵۶ ایک روز
۵۰۲	۱۱	۳۳ کو کوٹ	۳۳ سو کوٹ
۵۰۲	۱۴	بڑہی	پڑہی
۵۰۲	۱۹	تہالے	تہاسے
۵۰۲	۲۲	بابو نبر جی	بابو جی

حصہ اوّل ختم ہوگیا

ضخامت زیادہ ہونے کیوجہ سے دیگر ارشاد

متعلق ویدانت اور پند و نصائح وغیرہ

دوسرے حصہ مین چھاپے گئے ہین
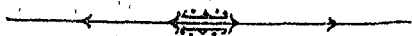
کوئی صاحب بلا اجازت اس کتاب کے طبع کرانے کا قصد نہ کریں ۔

کتاب ملنے کا پتہ

بھورے سنگھ خلف ٹھاکر نیم سنگھ چوہان
نولکھا آگرہ